

کتابخانہ اصفیہ سرکار عالی حیدر آباد دکن

۸۴۴۰

شعبہ فلسفہ
پانچواں سنہ

تہذیب الاخلاق جلد سوم
اخلاق

نام کتاب
فن کتاب

۶۴۴

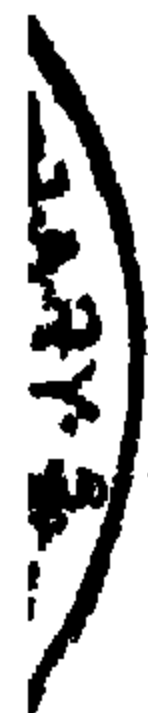
نمبر کتاب و فن مذکور



تهذيب الاخلاق



جلد سوم



بابت سال تمام سنه ۱۲۸۹



مطبوعه — مطبع علیگده انستیتیوت پروس



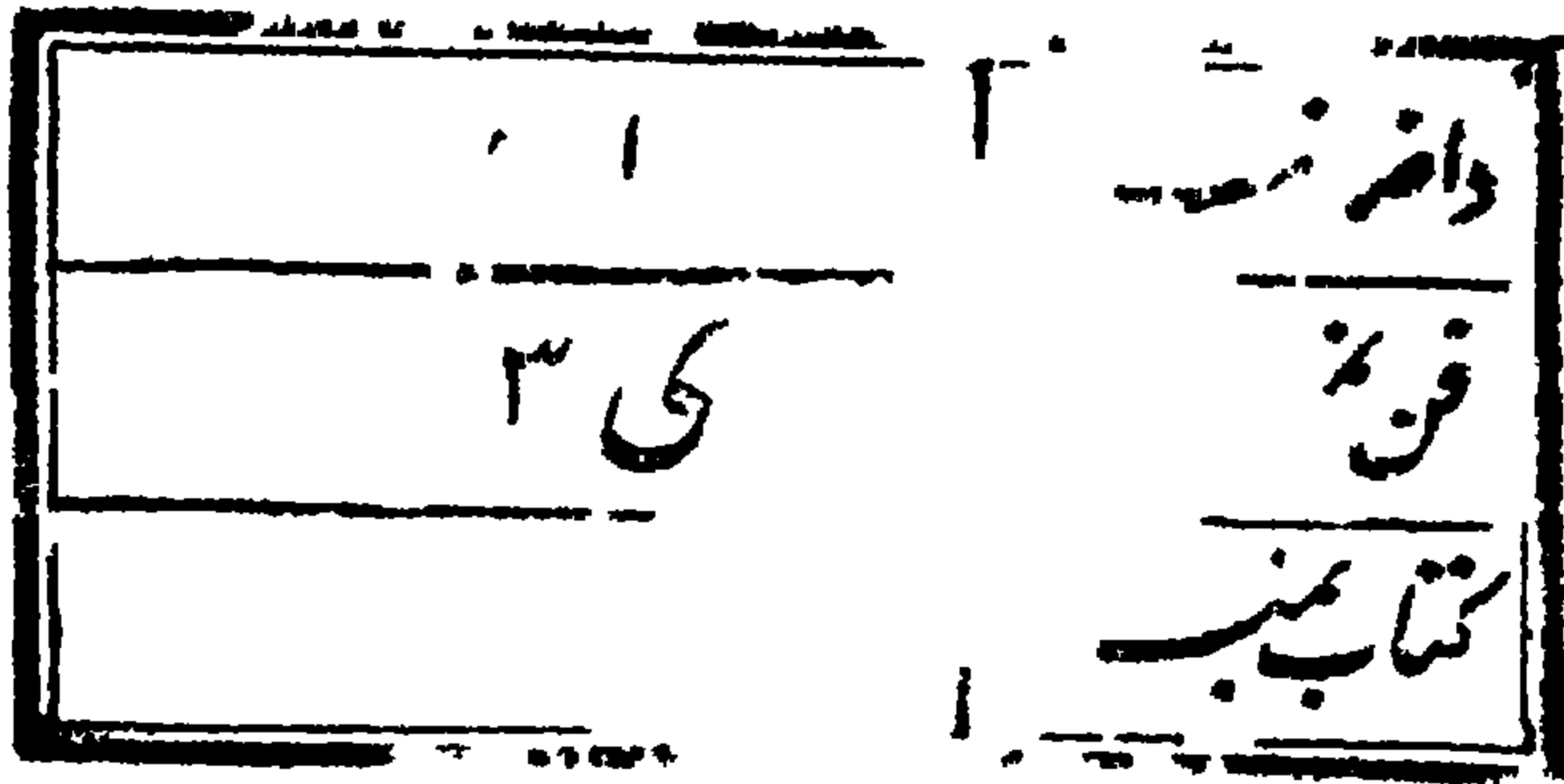
باجتمام حافظ عبدالرزاق

سنه ۱۲۸۹ هجری مطابق سنه ۱۸۷۳ ع

اطلاع

بخدمت مہبران و خریداران تہذیب الاخلاق

اُن صاحبوں کو جنکے پاس تہذیب الاخلاق سنہ ۱۲۸۹ ہجری جمع ہی مناسبت ہی
کہ اب اُسکو ایک جلد میں منجلد فرمالیں او یہ دو ورقہ جس میں پہلا ورق بطور تبتل
پیش کے ہی اور دوسرے ورق پر مہرست مضامین ہی اُس جلد کے اول لگادیں تاکہ وہ
سب پرچے صورت کتاب بن جائیں اور مہرست سے مضامین کا نکالنا جب چاہیں آسان
ہو جاوے *



نمبر	نام مضمون	نام مصنف	نمبر صفحہ
۸۶	خط متعلق چندہ مدرسۃ العلوم	منہی مشتاق حسین	۸۷
۸۷	ہماری قوم اگر چاہے تو کس طرح	حکیم مصطفیٰ محمد اللہ	۸۸
۸۸	تک ترقی کر سکتی ہی	سید احمد	۹۰
۸۹	چٹھیاں گورنمنٹ نسبت مدرسہ	سکرٹری گورنمنٹ	۹۲
۹۰	خط بنام مولوی سید مہدی علی	سید احمد	۹۵
۹۱	خط بنام سید احمد متعلق قصہ آدم	مولوی سعید اللہ	۹۸
۹۲	اسپیج مولوی سید مہدی علی بمقام عائنی اسکول مرزا پور	مولوی سید مہدی علی	۹۹
۹۳	خط نامہ رسالہ غلامی	سید احمد	۱۰۲
۹۴	عقاید مذہب اسلام عینۃ اول نسبت	سید احمد	۱۰۳
۹۵	نصیحت کا صلہ	سید نجف علی	۱۰۶
۹۶	ایک مسلمان کے خیالات	حافظ کریم بخش	۱۰۷
۹۷	عقاید مذہب اسلام عینۃ دوم نسبت	سید احمد	۱۱۲
۹۸	وحدانیت یاری	سید احمد	۱۱۴
۹۹	چٹھیاں گورنمنٹ نسبت مدرسۃ العلوم	سکرٹری گورنمنٹ	۱۱۳
۱۰۰	رونداد مدرسۃ العلوم مسلمانان مذمقہ	سید احمد	۱۱۶
۱۰۱	۳۱ جولائی سنہ ۱۸۷۲ ع	سید احمد	۱۲۰
۱۰۲	مسلمانوں کی قسمت	سید احمد	۱۲۱
۱۰۳	طریقہ تعلیم مدرسۃ العلوم مسلمانان	سید احمد	۱۲۱
۱۰۴	خط متعلق بعض وحرد آسمان بنام	سید احمد	۱۲۱
۱۰۵	ادبیت اخبار میو گرت	مصطفیٰ میو	۱۲۷
۱۰۶	چٹھیاں گورنمنٹ نسبت مدرسۃ العلوم مسلمانان	سید احمد	۱۲۷
۱۰۷	رونداد کمیٹی مدرسۃ العلوم مسلمانان	سید احمد	۱۳۰
۱۰۸	چٹھیاں گورنمنٹ نسبت مدرسۃ العلوم	سکرٹری گورنمنٹ	۱۳۳
۱۰۹	خط متعلق چندہ مدرسۃ العلوم	منہی مشتاق حسین	۸۷
۱۱۰	ہماری قوم اگر چاہے تو کس طرح	حکیم مصطفیٰ محمد اللہ	۸۸
۱۱۱	تک ترقی کر سکتی ہی	سید احمد	۹۰
۱۱۲	چٹھیاں گورنمنٹ نسبت مدرسہ	سکرٹری گورنمنٹ	۹۲
۱۱۳	خط بنام مولوی سید مہدی علی	سید احمد	۹۵
۱۱۴	خط بنام سید احمد متعلق قصہ آدم	مولوی سعید اللہ	۹۸
۱۱۵	اسپیج مولوی سید مہدی علی بمقام عائنی اسکول مرزا پور	مولوی سید مہدی علی	۹۹
۱۱۶	خط نامہ رسالہ غلامی	سید احمد	۱۰۲
۱۱۷	عقاید مذہب اسلام عینۃ اول نسبت	سید احمد	۱۰۳
۱۱۸	نصیحت کا صلہ	سید نجف علی	۱۰۶
۱۱۹	ایک مسلمان کے خیالات	حافظ کریم بخش	۱۰۷
۱۲۰	عقاید مذہب اسلام عینۃ دوم نسبت	سید احمد	۱۱۲
۱۲۱	وحدانیت یاری	سید احمد	۱۱۴
۱۲۲	چٹھیاں گورنمنٹ نسبت مدرسۃ العلوم	سکرٹری گورنمنٹ	۱۱۳
۱۲۳	رونداد مدرسۃ العلوم مسلمانان مذمقہ	سید احمد	۱۱۶
۱۲۴	۳۱ جولائی سنہ ۱۸۷۲ ع	سید احمد	۱۲۰
۱۲۵	مسلمانوں کی قسمت	سید احمد	۱۲۱
۱۲۶	طریقہ تعلیم مدرسۃ العلوم مسلمانان	سید احمد	۱۲۱
۱۲۷	خط متعلق بعض وحرد آسمان بنام	سید احمد	۱۲۱
۱۲۸	ادبیت اخبار میو گرت	مصطفیٰ میو	۱۲۷
۱۲۹	چٹھیاں گورنمنٹ نسبت مدرسۃ العلوم مسلمانان	سید احمد	۱۲۷
۱۳۰	رونداد کمیٹی مدرسۃ العلوم مسلمانان	سید احمد	۱۳۰
۱۳۱	چٹھیاں گورنمنٹ نسبت مدرسۃ العلوم	سکرٹری گورنمنٹ	۱۳۳

فہرست مضامین تہذیب الاخلاق باب

سنہ ۱۲۸۹ ہجری

نمبر	نام مضمون	نام مصنف	نمبر صفحہ
۶۴	مقاصد پرچہ تہذیب الاخلاق	سید احمد	۴
۶۵	علوم معقول و منقول	مولوی سید مہدی علی	۶
۶۶	حوتی پڑھے نماز پڑھنی	سید احمد	۷
۶۷	نومی عرب	مولوی سید مہدی علی	۷
۶۸	تعلیم و تربیت	سید احمد	۱۰
۶۹	مجتہد	سید احمد	۱۰
۷۰	کاعلی	سید احمد	۱۱
۷۱	پرنسپل کی کمیونج	سید مصطفیٰ	۱۲
۷۲	شکرہ مصحف ولیمہ	سید احمد	۱۶
۷۳	حجاب حجاب حسین ہیکوۃ مذہب	مولوی سید مہدی علی	۱۸
۷۴	تصنیف الفاظ علوم	مولوی سید مہدی علی	۲۱
۷۵	طریقہ ذوال طعام	سید احمد	۲۳
۷۶	علم تفسیر	مولوی سید مہدی علی	۲۶
۷۷	آدم کی سرگذشت	سید احمد	۳۰
۷۸	ہندوستان کی تعلیم	منہی محمد یار خان	۳۵
۷۹	طریقہ تعلیم مسلمانان	سید احمد	۵۰
۸۰	حجاب استغنا نسبت قرآن اور ہونے	مولوی سید مہدی علی	۶۰
۸۱	روایات احادیث کے بالمعنی	مولوی سید مہدی علی	۶۰
۸۲	استغنا بلا حجاب نسبت بعض اقوال	مولوی سید مہدی علی	۷۶
۸۳	علماء متقدمین	مولوی سید مہدی علی	۷۶
۸۴	خط بنام مولوی سید مہدی علی	سید احمد	۷۸
۸۵	نسبت وحرد خارجی شیطان	سید احمد	۷۸
۸۶	رونداد کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان مذمقہ ۱۲ مئی سنہ ۱۸۷۲ ع	سید احمد	۷۹
۸۷	خواجہ کمیٹی مدرسۃ العلوم مسلمانان	سید احمد	۸۱
۸۸	قدیر و امید	مولوی سید مہدی علی	۸۶

اشتہار

معاوضہ اخبار

ہم نے کچھ عرصہ سے تہذیب الاخلاق کا معاوضہ اور اخباروں سے صرف اس خیال سے نہیں کیا تھا کہ جر اخبار معاوضہ میں ہمارے پاس آدینگے اُن سے صرف مجھکو فائدہ ہوگا اور تہذیب الاخلاق کے اور ممبروں کو اُن سے کچھ فائدہ نہ پہونچیکا — لیکن اب اکثر ممبروں کی رائے یہ ہے کہ معاوضہ کرنا چاہیئے اسلیئے اب ہم اطلاع دیتے ہیں کہ جر مہتممان اخبار ہمارے پرچہ تہذیب الاخلاق سے معاوضہ کرنا چاہینگے تو ہم بھی خوشی اور شکریہ گزاری سے معاوضہ کو منظور کرینگے *

واقف

سید احمد

منیجر اور ممبر تہذیب الاخلاق

اطلاع

بخش مت خریداران تہذیب الاخلاق

جو کہ ماہ معزم قریب آیا ہی اور سال سنہ ۱۲۸۹ ہجری ختم ہونے کو ہی اسلیئے خریداران تہذیب الاخلاق کی خدمت میں التماس ہی کہ قبل اختتام سال ہجری چار روپیہ زر قیمت تہذیب الاخلاق ہاں سال سنہ ۱۲۹۰ ہجری پیشگی مرحمت فرمادیں جس صاحب کے پاس سے پیشگی زر قیمت قبل اختتام سال ہجری نہ آجاریگا اُن کے نام پر یکم معزم سنہ ۱۲۹۰ ہجری سے تہذیب الاخلاق روانہ ہوگا *

واقف

سید احمد

از بنارس

نمبر	قام مضمون	قام مصنف	نمبر صفحہ
۱۰۵	ایکھ ۱۱ سنہ ۱۸۶۰ ع متعلق		
۱۰۶	رجسٹری کمیٹی	کرنل قانونی	۱۳۵
۱۰۷	خط متعلق قصہ آدم و حوہ خارجی	مولوی عبیداللہ	۱۳۰
۱۰۸	ہیملٹن	مولوی سید مہدیعلی	۱۳۳
۱۰۹	مذہبہ نسبت طعام اہل کتاب	مولوی سید مہدیعلی	۱۳۸
۱۱۰	آرٹیکل نسبت مدرسۃ العلوم مسلمانان	سید احمد	۱۵۱
۱۱۱	انڈین آزرور اور مسلمان	سید احمد	۱۵۶
۱۱۲	رؤندان کمیٹی مدرسۃ العلوم	سید احمد	۱۵۷
۱۱۳	رپورٹ نسبت مقام مدرسۃ العلوم		
۱۱۴	مسلمانان	سید احمد	۱۵۹
۱۱۵	فہرست چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان	سید احمد	۱۶۳
۱۱۶	سمجھہ یعنی تمیز جس سے بولائی		
۱۱۷	پرائی میں امتیاز کیا جاتا ہی	اے قی سید احمد	۱۶۸
۱۱۸	عام صحبت	منشی مشتاق حسین	۱۶۹
۱۱۹	تعلیم	اے قی سید احمد	۱۷۳
۱۲۰	وحشیانہ نیکی	اے قی سید احمد	۱۷۶
۱۲۱	اُسید	اے قی سید احمد	۱۷۷
۱۲۲	اخلاق	اے قی سید احمد	۱۷۸
۱۲۳	دیا	اے قی سید احمد	۱۸۰
۱۲۴	مسلمانوں اور عیسائیوں کا جلسہ اسبج سید معزم پورقہ جلسہ	اخبار پرنسپل	۱۸۳
۱۲۵	خط مقام مولوی سید مہدیعلی نسبت		
۱۲۶	طیور، مختلفہ اہل کتاب	سید احمد	۱۹۰
۱۲۷	ہندوؤں میں ترقی تہذیب	سید احمد	۱۹۲
۱۲۸	مذہبہ	سید احمد	۱۹۳
۱۲۹	خرشامد	ایس۔ قی سید احمد	۱۹۵
۱۳۰	خط شکریہ	امجداللہ	۱۹۳
۱۳۱	تصدیہ منجیہ	مولوی عبدالودود	۱۹۳
۱۳۲	پرچہ تہذیب الاخلاق	سید غلام حیدر	ایضا
۱۳۳	تہذیب	خواجہ محمد یوسف	۱۹۸
۱۳۴	ہر وقت کی مصلحت	عبداللہ اسماعیل	۲۰۰

حساب جمع خرچ پوچہ تہذیب الاخلاق بابت سنہ ۱۲۸۹ ہجری *

سید احمد خان بہادر سی
ایس آئی جی سہل کار کورٹ بنارس
آمدنی سالانہ از خربداران اخبار

پادری ایم لے شیرنگ صاحب
ایم لے بابت سنہ ۱۲۸۹ ہجری
خواجہ احمد حسنی صاحب انسپکٹر
پولس شاہجہانپور ابتدای ۱۶ ذیقعدہ
سنہ ۱۲۸۸ لغایت آخر سنہ ۱۲۸۹ ہجری
مولوی فدا علی صاحب اڈ مقام
میرٹھہ بابت سنہ ۱۲۸۹
شیخ فخرالدین احمد صاحب
ہیڈ ماسٹر ضلع اسکول نرسنگپور
بابت سنہ ۱۲۸۹
مولوی عابد اللہ صاحب پروفیسر
عربی و انگریزی ہوگلی کالج بابت
سنہ ۱۲۸۹ ہجری
مولوی علی بخش خان صاحب
بہادر سب آرڈینٹ جج گورکھپور
ابتدای شوال سنہ ۱۲۸۷ لغایت
آخر سنہ ۱۲۸۹ ہجری
محمد معصوم خان صاحب منصرم
عدالت ججی گورکھپور ابتدای شوال
سنہ ۱۲۸۷ لغایت سنہ ۱۲۸۹ ہجری
صفدر حسین خان صاحب ناظر
عدالت دیوانی گورکھپور ابتدای
شوال سنہ ۱۲۸۷ لغایت سنہ ۱۲۸۹
ہجری

باقیات سابق تحویل منیجر ..
آمدنی زر چندہ از ممبران *

مولوی محمد سمیع اللہ خان
صاحب وکیل ہائی کورٹ الہ آباد
مولوی سید زین العابدین صاحب
صدر امین بلند شہر ..
منشی الہی بخش صاحب سب
اسسٹنٹ انجینیر بہادر نہر گنگ
میر سید ظہور حسین صاحب
وکیل ہائی کورٹ الہ آباد ..
مرزا عابد علی بیگ صاحب
منصف ہائوس ضلع علیگڑہ ..
حافظ احمد حسنی صاحب رئیس
بدایوں مقیم لندن سفیر نواب صاحب
سابق والی گولک ..
قاضی شہاب الدین صاحب وزیر
مہاراجہ کچھہ بالفعل وارد زنجبار
سید محمد احمد خان صاحب
اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر گوندہ متعلق
اودہ ...
میر تراب علی صاحب تپتی
کلکٹر میں پوری ..
مرزا محمد رحمت اللہ بیگ صاحب
رئیس بنارس وکیل عدالت ..
مولوی سید مہدی علی صاحب
رئیس اتارہ تپتی کلکٹر بہادر مرزاپور
مولوی محمد یوسف صاحب
رئیس علیگڑہ وکیل عدالت و انری
میسٹریٹ ..

صم	جناب جي آرڊر صاحب بهادر مهمم بندوبست اعظم گدہ بابت سه ماهي سنه ۱۲۸۹ هجري ...
لام	شيخ الطاف حسين صاحب از لکھنو بابت سنه ۱۲۸۹ هجري ...
لحم	هز هينس مهاراجه رچي نگر از ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ هجري
لحم	سيد عزت حسين صاحب وکیل عدالت بلند شهر ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ هجري
لحم	محمد حسين خان صاحب وکیل عدالت بلند شهر ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ ..
لحم	قاضي محمد جمال الدين صاحب وکیل عدالت بلند شهر بابت سنه ۱۲۸۹
لحم	منشي چني لال صاحب وکیل عدالت بلند شهر ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ هجري
لحم	سيد امداد حسين صاحب مختار عام منشي گوپال راي صاحب بابت سنه ۱۲۸۹ هجري
لحم	مولوي عبدالحي صاحب وکیل عدالت بلند شهر بابت سنه ۱۲۸۹ هجري
لحم	سيد عنايت علي صاحب مقرر منشي چني لال صاحب وکیل بلند شهر بابت سنه ۱۲۸۹
لحم	لاله سدها شنکر صاحب وکیل عدالت بلند شهر بابت سنه ۱۲۸۹ هجري
لحم	سيد عنايت علي صاحب نايب بخشي سرکار پتياله بابت سنه ۱۲۸۹ هجري
لحم	حافظ محمد حسين صاحب از اجير از ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ هجري ..
لحم	بابو کاشي ناتھ بسواس بهادر سب آرڊينٽ جج الہ آباد بابت سنه ۱۲۸۹ هجري
لحم	مولوي منيرالدين صاحب مدقف چونپور ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ هجري
لحم	راجہ جيکشن داس بهادر سي ايس آئي ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ هجري ..
لحم	سيد مير بادشاہ صاحب منصف کانپور ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ هجري ..
لحم	ڊاڪٽر محمد شايق خان صاحب سب اسسٽنٽ سرجن گورکھپور ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ هجري
لحم	منشي بنير علي صاحب منصرف عدالت صدر امپني گورکھپور بابت سنه ۱۲۸۹ هجري
لحم	منشي غلام حسين صاحب صوبہ دار رجمٽ ۲۸ بابت سه ماهي سنه ۱۲۸۷ و سال تمام سنه ۱۲۸۹ هجري ...
صم	شيخ رعايت حسين صاحب وکیل عدالت هر دوئي بابت سنه ۱۲۸۹ هجري
لحم	مولوي محمد اکرام الله خان صاحب اسٽرا اسسٽنٽ کمشنر هر دوئي دات سنه ۱۲۸۹ هجري ..
لحم	سکرٽري انجمن علمي دهلي بابت سنه ۱۲۸۹
لحم	پادري رجب علي صاحب از ابتدای ۱۵ صفر سنه ۱۲۸۹ لغایت ۱۵ صفر سنه ۱۲۹۰ هجري ..

لا	هجرى	محمّد سلطان خان صاحب دپٽي ميجسٽريٽ نهر گنگ بابت سنه ۱۲۸۹
لا	سيد عطاءالله صاحب از ناگپور بابت سنه ۱۲۸۹
لا	نواب محمد علي خان صاحب رئيس جهانگير آباد بابت سنه ۱۲۸۹
لا	شيخ عبدالقادر صاحب انسپيڪٽر پولس پونا بابت سنه ۱۲۸۹
لا	محمد ركن الدين احمد صاحب دپٽي انسپيڪٽر مدارس ضلع گورکھپور ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹
لا	منشي سيد ابراهيم صاحب حسيني بابت سنه ۱۲۸۹ هجرى
لا	منشي فضل حسين صاحب سرشته دار ڪلڪٽري ضلع بستي بابت سنه ۱۲۸۹ هجرى
ص	منشي درگا پرشاد صاحب مترجم عدالت بنارس ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۸ هجرى
لا	راجا شنبهو فراين سنگه بهادر راجا بنارس از ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ هجرى
لا	مولوي سيد فضل الرحمن صاحب رئيس پٽنه ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ هجرى
لا	تھاگر گر پرشاد سنگه صاحب بهادر رئيس بيسوان ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ هجرى
لا	مولوي فقيرالدين خان صاحب دپٽي انسپيڪٽر مدارس بدایون
لا	بابت قيمت پرچہ های متفرق
۲۶ پائي		

لا	شيخ محمد قدوث الله صاحب سوداگر مقیم پٽياله بابت سنه ۱۲۸۹ هجرى
لا	جناب عالي خليفه سيد محمد حسي صاحب وزير اعظم رياست پٽياله از ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ هجرى
لا	سيد محمد علي صاحب سرشته دار اجلاس خاص سريحضور مہاراجہ پٽياله بابت سنه ۱۲۸۹ هجرى
لا	شيخ فقيرالدين صاحب سول جج پٽياله بابت سنه ۱۲۸۹ هجرى
لا	سيد کرامت علي صاحب وکیل سرکار پٽياله بابت سنه ۱۲۸۹ هجرى
لا	مرزا احمد بيگ صاحب تحصیلدار پٽياله بابت سنه ۱۲۸۹ هجرى
لا	نواب نقي علي خان صاحب وکیل عدالت کانپور بابت سنه ۱۲۸۹ هجرى
لا	شيخ ولايت علي صاحب رئيس کانپور بابت سنه ۱۲۸۹ هجرى
لا	سيد عبدالعظيم صاحب وکیل عدالت کانپور بابت سنه ۱۲۸۹ هجرى
لا	سيد محمد صاحب رئيس قصبہ سرای کھتا از ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ هجرى
لا	سيد وزير حيدر صاحب بابت سنه ۱۲۸۹ هجرى
لا	سيد علاء الدين صاحب تحصیلدار وٽلام بابت سنه ۱۲۸۹ هجرى
لا	منشي ارده بهاري لال صاحب پيشکار ڪلڪٽري بنارس بابت سنه ۱۲۸۹ هجرى
لا	منشي رادھه کش صاحب پيشکار بنارس بابت سنه ۱۲۸۹ هجرى

پیشگی جو خریداروں سے وصول ہوا
بابت سال آئندہ

مولوی سید علاء الدین صاحب	
تخصیص دار و تلام از ابتدای محرم	
سنہ ۱۲۹۰ لغایت ۱۵ صفر سنہ ۱۲۹۰	۸۰
منشی محمد سلطان خان صاحب	
ذاتی محسنت نہر گنگ از ابتدای	
محرم سنہ ۱۲۹۰ لغایت ۱۵ صفر	
سنہ ۱۲۹۰	۸۰
سید عطاء اللہ خان صاحب	
از ناگپور ابتدای محرم سنہ ۱۲۹۰	
لغایت ۱۵ صفر سنہ ۱۲۹۰ ..	۸۰
تھاگو گر پرشاد سنگہ صاحب بہادر	
وٹیس بیسواں بابت سنہ ۱۲۹۰ ..	لاہ
حکیم محمد امجد علی خان	
صاحب تخصیص دار متھرا بابت سال	
تمام سنہ ۱۲۹۰ ..	لاہ
مولوی سید فضل الرحمن صاحب	
وٹیس پٹنہ بابت سال تمام	
سنہ ۱۲۹۰ رسہ ماہی اول سنہ ۱۲۹۱	ص
منشی الہی بخش صاحب	
استانت انجمن نہر گنگ بابت	
سال تمام سنہ ۱۲۹۰ ..	لاہ
منشی غلام مرتضیٰ خان صاحب	
وکیل منصفی فتح آباد ضلع آگرہ	
بابت سال تمام سنہ ۱۲۹۰ ..	لاہ
سید عنایت علی صاحب نایب	
بخشی سرکار پٹیالہ بابت سال تمام	
سنہ ۱۲۹۰ ..	لاہ
شیخ قدرت اللہ صاحب سوداگر	
پٹیالہ بابت سال تمام سنہ ۱۲۹۰ ...	لاہ
بابو مادھو داس مدہ سودن داس	
وٹیس بنارس بابت سال تمام سنہ ۱۲۹۰	لاہ
لالہ انندی سہای صاحب	
تعلقہ دار فتح پور شہسوا بابت سال	
تمام سنہ ۱۲۹۰ ...	لاہ

شیخ عبدالقادر صاحب انسپکٹر	
پولس پونا بابت سہ ماہی اول	
سنہ ۱۲۹۰ ...	ص
مولوی علی بخش خان صاحب	
سپار قینٹ جج بہادر گورکھپور	
بابت سال تمام سنہ ۱۲۹۰ ...	لاہ
مولوی فخر الدین خان صاحب	
ذاتی انسپکٹر مدارس بدایوں بابت	
سنہ ۱۲۹۰	لاہ
میزان کل	
۱۲/۹ پائی	

اخراجات بابت سنہ ۱۲۸۹ ہجری

خرید کاغذ از کلکتہ و لندن معہ	
اخراجات	۱۱
آجرت چھپائی اخبار لغایت ۱۵	
ذی الحجۃ سنہ ۱۲۸۹ ..	ص
آجرت چھاپہ حساب و تجویز	
طریقہ تعلیم مدرستہ العلوم مسلمانان	
جو میڈیکل ہال پریس بنارس	
میں چھپا	ص
محصول خطوط و تقسیم پرچہ	
تہذیب الاخلاق معہ محصول آمدورفت	
صندوقہای پرچہ مذکور از علیحدہ	
و بنارس	۱۲/۹ پائی
بابت اخراجات ہندوؤں ...	۲
در عدد الماری واسطے رکھنے	
تہذیب الاخلاق	ص
در صندوق واسطے آمد و رفت	
اخبار کی از علیحدہ تا بنارس ..	۱۱
تختہ مہر بابت سال	
سنہ ۱۲۸۹ ہجری ...	ص
سایر خرچ	۸
میزان کل	
۱۲/۹ پائی	
باقی بندوبست منیجر لغایت	
آخر ذی الحجۃ سنہ ۱۲۸۹ ...	۱۱/۹ پائی

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۱]

یکم محرم الحرام سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[جلد سوم]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور تبریک کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جاوے فرستہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے انہی سے کی جاوے کیونکہ یہہ پرچہ علیحدہ میں چھپ کر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہہ ہی کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام اس ترقی کے مائع ہیں وہ مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و تصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت اس پرچہ کے کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے و ترقی میں صرف کیا جاوےگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساآئہ روپیہ سالانہ پیشگی بطور دے دے اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا ہر بار یا تین بار جیسا کہ عامے مضامین ہوگا چھپا کر لگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ نہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ آٹھ مع اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۶۲

تہذیب الاخلاق

ہمارے اس پرچہ نے عمر سرا برس کی ہوئی اور تریستہ مضمون اس میں چھپی اب ہم کو سوچنا چاہیئے کہ ہم کو اس سے قومی تہذیب اور قومی ترقی حاصل ہونے کی کیا توقع ہے *

انسان ایک ایسی ہستی ہے کہ آئندہ کی خبر اس کو نہیں ہر سکتی مگر گزشتہ زمانہ کے تجربہ سے آئندہ زمانہ کی امیدوں کو خیال کر سکتا ہے پس ہم کو اس پرچہ کی باعث آئندہ زمانہ کی پیشین گوئی کرنے کے لیئے پچھلے حالات اور واقعات پر نظر کرنی چاہیئے *

جب ہم کچھ اُپر پچھلے قیرۂ سرا برس کی دنیا پر نظر ڈالتے ہیں تو ہم پاتے ہیں کہ لندن میں بھی وہ زمانہ ایسا ہی تھا جیسا کہ اب ہندوستان میں ہے اور وہاں بھی اُس زمانہ میں اسی قسم کے پروجے جاری ہوئے تھے جن کے سبب ہم چیزوں میں تہذیب و شایستگی پیدا ہوئی تھی پس اول ہم اُن پرچوں کا کچھ حال بیان کرتے ہیں اور پھر اس پرچہ تہذیب الاخلاق کو اُن سے مقابلہ کریں گے اور پھر آئندہ کی حالت ہندوستان کا اُس پر قیاس کر کے اپنی قومی ترقی کی نسبت پیشین گوئی کریں گے *

جب کہ یورپ میں باہمی ملکی لڑائیوں کا زمانہ تھا تو بہت سے بڑے شہروں میں اخبار کا چھپنا اور پھیلنا شروع ہو گیا تھا اور خاص لندن میں بھی اخبار چھپنے لگا تھا مگر اپنی قوم کی روز مرہ کی زندگی اور اُن کے مزاج اور عادت اور خصلت پر نکتہ چینی کرنے اور اُس میں سے برائیوں کے نکالنے اور عمدہ اور نیک خصلتوں کو ترقی دینے کا کسی کو کسی ملک میں خیال نہ تھا ہاں البتہ فرنیچ لوگوں نے اس پر کچھ خیال کیا تھا اور سولہویں صدی میں مانٹین صاحب نے جو ایک مشہور فرنیچ عالم تھے خصلت و عادت پر کچھ مضمون چھپوائے تھے اُس کے بعد لاپورے صاحب نے جو ایک فرنیچ عالم تھے ایک کتاب چھاپی تھی جس میں چودہویں لوئی بادشاہ فرانس کے دربار کی بناوٹوں کو نہایت سلیقہ کی طعنے لگائی سے بیان کیا تھا لیکن کسی شخص کو یہ خیال نہ آیا تھا کہ کوئی ایسا پرچہ یا رسالہ نکالے جو جلد جلد ایک مناسب مہاد پر چھپا کرے اور قومی برائیوں کو جتایا کرے اور لوگوں کو قومی بھلائی کی ترقی پر رغبت دلاتا رہے مگر خدا نے یہ کام لندن کے پیغمبروں اور سولیزیشن کے دیوتاؤں سرچرچہ اسٹیل اور مسٹر اڈیسن کی قسمت میں لکھا تھا *

سرچرچہ اسٹیل صاحب نے سنہ ۱۷۰۹ء میں ایک پرچہ نکالا جس کا نام ٹینٹر تھا اس کے اصلی ایڈیٹر تو اسٹیل صاحب تھے مگر اڈیسن صاحب بھی کبھی کبھی مدد دیتے تھے یہ پرچہ ہفتہ میں تین دفعہ چھپتا تھا یہ پرچہ اس کا بارہویں اپریل سنہ ۱۷۰۹ء کو نکلا تھا *

سرچرچہ اسٹیل صاحب نے خود کہا ہے کہ اُن کی غرض اس پرچہ کے نکالنے سے یہ تھی کہ انسان کی زندگی جو جھوٹی بناوٹوں سے عیب دار ہوتی ہے اُسے بے عیب کریں اور سکارتی اور جھوٹے شیخی کو مٹاویں اور بناوٹی ہرشاک کو اُتاریں اور اپنی قوم کی پوشاک اور گفتگو اور برتاؤ میں عام سادہ پن پیدا کریں *

اس پرچہ کے صرف دو سو اہتور نمبر چھپی چنانچہ اخیر پرچہ اسکا دوسری جنوری سنہ ۱۷۱۱ء کو چھپا اور پھر بند ہو گیا *

اس کے بعد سرچرچہ اسٹیل اور مسٹر اڈیسن صاحب نے ملکہ ایک اُڑ پرچہ نکالا اور اُس کا نام ”اسپیکٹیر“ رکھا یہ پرچہ ہر روز چھپتا تھا اور وہی دنوں صاحب اخیر تک اُس میں مضمون لکھتے کرتے تھے یہ پرچہ اسکا یکم مارچ سنہ ۱۷۱۱ء کو چھپا تو صرف تین سو پینتیس نمبر اس کے چھپی تھے *

یہ پرچہ اپنے زمانہ میں بے نظیر تھا اور صرف ٹینٹر ہی اس نے نہیں بلکہ دیا تھا بلکہ اُس زمانہ میں جس قدر کتابیں اسم قسم کی تصنیف ہوئی تھیں اُن سب پر مصالحت رکھتا تھا ۔۔۔ عمدہ اخلاق و ادب اس میں اکٹھے جاتے تھے خریدش و ارب کے سارے کار کرنے کے عمدہ قاعدے اُس میں بیون ہوتے تھے اس وقت کا انسان اپنی اُس موت کو جس کا نام شوق ہے اس طرح دیکھتا ہے اور سوچ بچار کر اس بات میں صرف کرے نہایت عمدگی سے ہوتا تھا اور ہر ایک مضمون نہایت خوبصورت اور برباری اور عمدہ و زیب مذاق سے بھرا ہوتا تھا *

یہ پرچہ اس لیئے بوی بے انتہا تعریف کا مستحق ہے اس نے طرز تعمیر لوگوں کو سکھائی اور لوگوں کی گفتگو کو جو بد کلمات اور بد معاذرات اور ناپاک قسموں سے خراب ہو رہی تھی درست کر دیا *

ہر روز صبح کو یہ پرچہ نکلا کرتا تھا اور حاضرین کو ہانے وقت تک لوگوں کے پاس آجاتا تھا اور حاضرین ہی کی میز پر اس کو پڑھا کرتے تھے سنہ ۱۷۱۳ء میں اس کا چھپنا شروع ہو گیا *

اُس کے بعد سرچرچہ اسٹیل نے مسٹر اڈیسن صاحب کی سے ایک اور پرچہ نکالا جس کا نام گارتھن تھا یہ پرچہ

اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ میں نے فلسفہ کو مدرسوں اور مکتبوں کے کتب خانوں کی کونہوں میں سے نکالا اور جلسوں اور چار و چورہ پینے کی مجلسوں تک میں پھیلا دیا اور ہر ایک دل میں پسایا *
اسٹیل اور اڈیسن کی ایسی عمدہ تحریریں ہوتی تھیں کہ ان کا اثر صرف مجلسوں کی تہذیب و زبان و گفتگو کی شایستگی ہی پر نہیں ہوتا تھا بلکہ اُس زمانہ کے مصنفوں پر بھی اُس کا نہایت عمدہ اثر ہوا تھا *

ڈاکٹر دریک صاحب کا قول ہی کہ عام لوگوں کو علم ادب کا شوق اُس وقت سے ہوا جب سے کہ ٹیٹلر چھپنا شروع ہوا اور اسپیکٹیر اور کارڈین نے اِس شوق کو اور زیادہ بھڑکا دیا — ان پڑحوں کی تاثیر صرف لمحہ در لمحہ کے لیئے نہ تھی بلکہ انگلستان میں ہر فرقہ کے لوگوں میں نہایت مضبوطی سے پھیل گئی تھی — ان پڑحوں سے علم کو جو فائدہ ہوا وہ ہمیشہ یاد رہیگا — ان پڑحوں نے اول اول نہایت غرض اسلوبی سے گذشتہ و حال کے زمانہ کے عمدہ اور لائق مصنفوں کو بتلایا اور اُن کی غریبوں کی قدر کرنے کا شوق دلایا مشہور ہی کہ ملٹن صاحب کی پارلیمنٹ لاسٹ کا جو نہایت عمدہ اور بے نظیر کتاب ہی انہی پڑحوں کی بدولت فروغ ہوا — ان پڑحوں کے مذاق تحریر اور خیالات کے رنگ ڈھنگ نے بڑی تحریروں کے اسباب کو بتا دیا اور جھوٹی عبارت اراٹھی اور لغو انشا پردازی کو جو کسبیوں کے ہناؤ سنگار کی مانند تھی اور رائقوں کے سے طعنے مہنے یا لڑنٹوں کی سی گالم گلچ کو تحریروں میں سے بالکل دور کر دیا — اچھی و بڑی تحریروں میں تمیز کرنا اور سنجیدہ اور متین نکتہ چینی اور اور تحقیقات کا شوق پیدا کیا ذعانہ اور متانت دونوں کو ترقی دی اور تحریر میں مناسبت اور تہذیب کا خیال لوگوں کے دل میں بٹھا دیا ان باتوں سے ان پڑحوں کے پڑھنے والے لائق اور عالم مصنفوں کی تصنیفوں سے حظ اُٹھانے لگے اور تمیز کے ساتھ اُن کی قدر کرنے لگے *

اڈیسن صاحب کی تحریروں سے بالخصوص طرز عبارت بہ نسبت سابق کے بہت زیادہ صاف و سستہ و سلیس نہایت دلچسپ ہو گئی اور در حقیقت اڈیسن صاحب کی تحریر سے انگریزی زبان کے عام انشاء میں ایک انقلاب عظیم واقع ہو گیا — بارجور دیکھ زمانہ حال میں تحریروں کے عیب و ہنر کو لوگ خوب جانچتے ہیں اِس پر بھی اڈیسن صاحب کی تحریر پر بھی تعریف کے اور کچھ نہیں کہہ سکتے *
علاوہ ان باتوں کے اسپیکٹیر کے پڑحوں میں انسان کے خیالات کے مضمر اور اُن خیالات سے جو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں اُنکی تفریق نہایت خوبی اور غرض اسلوبی سے بتلائی گئی اور اِس سے نتیجہ یہ ہوا کہ شاعروں کے خیالات اور اُن کے اشعار کی خیال بندی

ہر روز چھپتا تھا اور صرف ایک سو پچھتر نمبر اِس کے نکلے تھے کہ بند ہو گیا *

اس کے بعد اٹھارویں صدی میں بہت سے پڑچے اسی مقصد سے نکلے مگر اُن میں سے راملر اور ادونچرز اور ایڈار اور ورلڈ اور مرز اور لونچر نے کچھ شہرت پائی اور اُن کے سوا اور کسیکو کچھ فروغ نہوا *

ان پڑحوں کے جاری ہونے سے انگریزوں کے اخلاق اور عادات اور ہینداری کو نہایت فائدہ پہنچا اور ہر ایک کے دل پر اُن کا اثر ہوا جس زمانہ میں کہ پہلے پہل ٹیٹلر نکلا ہی انگلستان کے لوگوں کی جہالت اور بد اخلاقی اور ناشایستگی نفرت کے قابل تھی و وضع دار لوگ کیا مرد و کیا صورت تحصیل علم سے نفرت رکھتے تھے اور علم پڑھنے کو خود فروشی و ہاد فروشی کہتے تھے اور کمینوں کا کام سمجھتے تھے علم جو اب عام لوگوں میں پھیلا ہوا ہی شاذ و نادر کہیں کہیں پایا جاتا تھا علم کا دعویٰ تو ہر کنار جہالت کی شرم بھی کسیکو نہ تھی صورت کا پڑھا لکھا ہونا اُس کی بدنامی کا باعث ہوتا تھا اشرافوں کے جلسوں میں اُمورات سلطنت کی باتیں ہوتی تھیں اور سرکاری آپس میں ایک دوسرے کی بدگوئی کیا کوئی تھیں قسموں پر قسمیں نہانا اور خلاف تہذیب کے باتیں کرنا گویا ایک بڑی وضع داری گئی جاتی تھی قمار بازی اور شراب خواری اور خانہ جنگی کی کچھ حد نہ تھی چارلس ہرم کے عہد میں جو خرابیاں تھیں وہ شریف شریف اور اعلیٰ درجہ کے لوگوں کی گویا عادت ہو گئی تھی — بیلوں اور ریچھوں کو کتوں سے پھڑانا لوگوں کو اِتمام دیکر لڑانا اور خود ایسے تماشوں کو دیکھ کر غرض ہونا گویا ہر ایک امیر کے شوق کی بات آتی *

ان تمام خرابیوں کی درستگی میں اسٹیل اور اڈیسن نہایت ہی سرگرم تھے اور جس سرگرمی سے وہ اُس میں مصروف ہوئے ویسی ہی کامیابی بھی اُس میں اُن کو ہوئی *

اسپیکٹیر میں ایک دفعہ لکھا تھا کہ ”میں اخلاق میں خرابی طبعی کی جاں ڈالونگا اور خوش طبعی کو اخلاق سے ملاؤنگا تاکہ جہاں تک ممکن ہو اُس کے پڑھنے والے دونوں باتوں میں نصیحت پادیں اور تارتیکہ لوگ ان تمام خرابیوں سے جس میں اِس زمانہ کے لوگ پڑے ہیں سنبھل نہ جاویں ہر روز اُن کو نصیحت کی باتیں یاد دلاتا رہونگا کیونکہ جو دل ایک دن بھی بیکار ہوا رہتا ہی اُس میں بے شمار عیب چڑ پکڑ جاتے ہیں جسکے ریشے بہت ہی مشکل سے دور ہوتے ہیں — عموماً کی نسبت ایسا کہا گیا ہی کہ اُس نے فلسفہ کو آسمان سے اترایا اور انسانوں میں پسایا مگر میں اپنی نسبت صرف

کے پڑنے سے ہرگز تیز نہیں ہو سکتی کہ حقیقت میں اس خط کا لکھنے والا ایسا ہی ہمارا دوست ہی جیسا کہ اس میں لکھا ہی یا یہ صرف معمولی مضمون ہی جسکے لکھنے کا عموماً رواج پڑ گیا ہی پس ایسی طرزِ تحریر نے تحریر کا اثر ہمارے دلوں سے نکال دیا ہی اور ہمارے جھوٹی اور پناوتی تحریر کا عادی کر دیا ہی *

نہ شاعری جیسا ہمارے زمانہ میں خراب اور ناقص ہی اس سے زیادہ کوئی چیز دیر نہ رہی مضمون تو بجز عاشقانہ کے اور کچھ نہیں ہی وہ بھی نیک جذبات انسانی کو ظاہر نہیں کرتا بلکہ اُن بد جذبات کی طرف اشارہ کرتا ہی جو ضد حقیقی تہذیب و اخلاق کے ہیں *

خیال بندی کا طریقہ اور تشبیہ و استعارہ کا تادمہ ایسا خراب و ناقص پڑ گیا ہی جس سے ایک تعجب تو طبیعت پر آتا ہی مگر اُسکا اثر مطلق دلیلیں یا خصائص میں یا اُس انسانی جذبہ میں جس سے وہ متعلق ہی کچھ بھی نہیں ہوتا شاعروں کو یہ خیال ہی نہیں ہی کہ فطرتی جذبات اور اُنکی قدرتی تحریک اور اُنکی چابی حاصل کیا کسی پیرایہ یا کنایہ و اشارہ یا تشبیہ و استعارہ میں بیان کرتا کیا کچھ دل پر اثر کرتا ہی مگر ان کی پاریدار اصلاح کچھ چہر نہیں ہی بجز اس کے کہ انسان کی طبیعت کی حالت ہی تصدیق ہی جیسا ہر ہر شعر دل میں گھر کرتا ہی شاعر میں کچھ نہیں ہی بجز اس کے کہ اُس نے انسان کا نیکر یعنی قدرتی بناوٹ طبیعت کو بیان کیا ہی جو نہایت موثر انسان کی طبیعت پر ہی *

علم دین تو وہ خراب ہوا ہی جیسا خراب ہوئے دانش ہی اُس معصوم سبیلے سادے سنجے اور نیک طبیعت والے پندہ پر تے جو خدا تعالیٰ کے احکام بہت سداوت و صفائی دے تھے اُنکی سے پہلے ان پرہیزگار نظریں عرب کی قوم کو پہنچائے تھے اُس میں وہ نکتہ چنبیاں باریکیاں گوسیزپ گئیں اور وہ مسائل فلسفہ اور دلائل منطقیہ ملائی گئیں کہ اُس میں اُس صفائی اور سداوت اور سادگی کا مطلق اثر نہیں رہا: مہجوری لوگوں کو اصلی احکام و جو قرآن و معتمد معتمد حدیثوں میں تھے چھوڑنا پڑا اور زید و عمر کے پڑنے ہوئے اصول کی پیروی نہ رہی پڑی *

علم مجلس اور اخلاق اور برتری درستی کا ایک ایسے طریقہ پڑ گیا ہی جو نفاق سے بھی بدتر ہی اخلاق صرف منہ پر میٹھی میٹھی باتیں بنائی اور اپنی تباہ جتانے کا نام ہی آپس میں دو شخص ایسی محبت اور دل سوزی کی باتیں کرتے تھے کہ دیکھنے سننے والے اُن دونوں کو یک مغز و دو پورے سمجھتے تھے مگر جب اُنکے دل کو دیکھو تو یک پورے و دو مغز سے زیادہ بے میل تھے صرف مکاری اور مہرداری کا نام اخلاق دے گیا ہی اور بے ایمانی اور دغا بازی کا نام ہوشیاری *

نہایت عمدہ اور دوست ہو گئی اور بے سود مضمون اہلکار میں سے خارج ہو گئے اور اُن کی جگہ پر تاثیر مضمونوں نے جگہ پائی ہر ایک کو لائق اور قابل مصنفوں کی تحریروں کے جانچنے اور اُن کی قدر کرنے اور اُن سے مزا اُٹھانے کی لیاقت پیدا ہو گئی اور رفتہ رفتہ تمام قوم عالم اور محقق کے لقب کی مستحق تہر گئی اسپیکٹیر کے پڑنے والوں کو علم انشاء کی وہ خوبی جو اقدیس کے ذہن میں تھی معلوم ہوئی سب لوگ اُس کی تحریر کے لطاف و صفائی کی تعریف کرنے لگے اور سب لوگوں کو ایسے شخصوں کی تحریروں کے جانچنے کی جو علم انشاء میں ناموری کے خواہاں ہوتے تھے لیاقت حاصل ہو گئی *

ان پوچوں سے صرف علم ادب اور علم انشاء ہی میں ترقی نہیں ہوئی بلکہ اخلاق اور عادت اور خصلت کو بھی بہت کچھ ترقی ہوئی تیکی کے برتاؤ میں جو خود انسان کی اپنی ذات سے اور اپنے عریض اور اقربا دوست آشنا یگانہ و بیگانہ سے علاقہ رکھتی ہی نہایت اعلیٰ درجہ کی تہذیب حاصل ہوئی اور خود تہذیب و شایستگی کو ایسی عمدہ صیقل ہوئی جس کی آج تک کوئی نظیر نہیں ملتی اُمورات کی بھٹ و مباحثہ میں جو تیزی اور سداوت اور دشمنی پیدا کرتی تھی وہ تھوڑے سے عرصہ میں نہایت کم ہو گئی اور جو لیاقت وہ صرف بھٹ و مباحثہ میں صرف ہوتی تھی وہ خردشوار پائی کی مانند خود صورت نہروں میں پھٹنے لگی جنہوں نے اخلاق اور علم و ادب کو سیراب کر کے لوگوں کے دلوں کے پرے اور خراب جوش کو پاک و صاف کر دیا *

ہندوستان میں ہماری قوم کا حال اُس زمانہ سے بھی زیادہ بدتر ہی اگر ہماری قوم میں صرف جہالت ہی ہوتی تو چنداں مسئلہ نہ تھی مشکل تر یہ ہی کہ قوم کی قوم جہل مرکب میں مبتلا ہی علوم چٹکا رواج ہماری قوم میں تھا یا ہی اور جسکے تکبر اور غرور سے ہر ایک پھولا ہوا ہی دین و دنیا دونوں میں بکار آمد نہیں تھا اور بے اصل باتوں کی پیروی کرنا اور بے اصل اور اپنے آپ پیدا نہ ہونے والے خیالات کو امور واقعی اور حقیقی سمجھ لینا اور پھر اُنپر فرضی بحثیں پڑھاتے جانا اور دوسری بات کو گو وہ کیسی ہی سم اور واقعی کیوں تہر نامتنا لفظی بحثوں پر علم و عقل کا دار مدار ہونا اُنکا نتیجہ ہی *

علم ادب و انشاء کی خوبی صرف لغتوں کے جمع کرنے اور ہمرزن اور تر التلفظ کلموں کے تک ملانے اور دور از کار خیالات بیان کرنے اور سادہ آمیز باتوں کے لکھنے پر منحصر ہی یہاں تک کہ درستانہ خط و کتابت اور چھوٹے چھوٹے روزانہ کے رقعوں میں بھی یہ سب برائیاں ہوتی ہوئی تھیں کوئی خط یا رقمہ ایسا نہ ہوگا جیسے چھوٹ اور وہ بات جو حقیقت میں دلیلیں نہیں ہی مندرج نہر خطوط رسمیت

نوراً جواب ملیگا کہ مذہباً ثواب ہی اور جس بات کو کہو کہ سیکھو اُس وقت کوئی پرلیگا کہ مذہباً منع ہی پس ہم مجبور ہیں کہ تہذیب و شایستگی اور حسن معاشرت سکھانے میں ہمکو مذہبی بصفت کرنی پڑتی ہی *

مذہبی بصفت کا ایک عجیب سلسلہ ہی کہ ایک چھوٹی سی بات پر بصفت کرنے سے بڑے بڑے مسائل اور اصول مذہب بصفت میں آجاتے ہیں اور اس لیے لاجار کبھی ہمکو فقہ سے بصفت کرنی پڑتی ہی اور کبھی اصول فقہ سے اور کبھی حدیث سے بصفت کرنی ہوتی ہی اور کبھی اصول حدیث سے اور کبھی تفسیر سے بصفت کرنی پڑتی ہی اور کبھی اصول تفسیر سے پس ہندوستان میں صرف اسٹیل اور اڈیسن ہی کی ضرورت نہیں ہی بلکہ مقدس لوگوں کی بھی بہت بڑی حاجت ہی * اسٹیل اور اڈیسن کی خرس قسمتی تھی کہ اُنکے زمانہ کے لوگ اُنکی تعزیروں کو پڑھتے تھے اور قدر کرتے تھے اور ہماری یہ بد نصیبی ہی کہ ہماری تعزیروں کو مذہب کے برخلاف کہا جاتا ہی اور اُنکا پڑھنا باعث مذاب سمجھا جاتا ہی اسٹیل اور اڈیسن اپنے ہر پرچہ کے مشہور ہونے کے بعد واہ واہ کی آواز سننے سے اپنی معذرت و مشقت فکر و خیال کی کلفت کو دور کرتے ہوئے اور ہم اپنی تعزیروں کے مشہور ہونے کے بعد بجز لذت و ملامت سننے کے اور کسی بات کی ترقع نہیں رکھتے ہیں اسٹیل و اڈیسن جن لوگوں کی بھلائی کرتے تھے اُن سے بھلا سننے تھے ہم جنکی بھلائی چاہتے ہیں اُن سے برائی پاتے ہیں جن کے حق میں بھلا کہتے ہیں اُن سے برا کہتے ہیں اسٹیل اور اڈیسن کو ہزاروں دل اپنی طرف کھینچنے کچھ مشکل نہ تھے اور ہمکو ایک دل بھی اپنی طرف کرنا نہایت مشکل ہی اسٹیل اور اڈیسن کو بنے بنائے دل اپنی طرف جھکانے تھے ہمکو یہ مشکل ہی کہ دل بھی ہم ہی کر پانا ہی اور ہم ہی کر اُس کا جھکانا ہی *

لوگ ہمارے اُن خیالات کو جنوں اور مالیکیولیا بتاتے ہیں مگر دیرانہ بکار عرصہ عویشار ہم خوب سمجھتے ہیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں اور اسی قلیل زمانہ میں ہم نے کیا کچھ کیا ہی اس لیے ہم آئندہ کی بہتری کی خدا سے توقع رکھتے ہیں اور اچھے دن آنے والوں کی پیشین گوئی کرتے ہیں کہ اُنکے آنے کا زمانہ ہم نہیں جانتے مگر یقین کرتے ہیں کہ ضرور بے شک آنے والے ہیں *

ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم اس مسکین پرچہ کے ذریعہ سے ہندوستان میں وہ کچھ کرینگے جو اسٹیل اور اڈیسن نے انگلستان میں کیا بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ جہاں تک ہم سے ہو سکتا ہی ہم اپنا فرض پورا کرتے ہیں — اللہ فرمن قال الہمی منی والاقام من اللہ تعالیٰ *

راہ — م

سید احمد

گفتگو پر خیال کرو تو عجب ہی لطف دکھائی دیتا ہی اگرچہ کھڑا لفظ تو نہیں ہوتے مگر ہزاروں اگے مفسور زبان سے نکلتے ہیں اُنم ایہ مذہب اور معقول رفقہ نیک و دیندار آدمی بھی اپنی گفتگو میں تہذیب و شایستگی کا مطلق خیال نہیں کرتے دوست کی بات کو لچھوت کھدینا دوست کی نسبت جھوٹ کی نسبت کر دینا یہ تو ادنیٰ ادنیٰ رزمہ کی بات ہی ایک نہایت نیک آدمی اپنے بڑے مقدس دوست کے بیٹے سے عین حالت تپاک اور خرس اخلاقی اور جرش معصیت کی باتوں میں کہہ رہا تھا کہ تمہارے باپ تو جھوٹوں کے بادشاہ ہیں وہ تو دن رات سینکڑوں نہیں ہانک دیتے ہیں اُنکی بات پر کیا اعتبار ہی پس افسوس ہی ہمکو خود اپنے پر کہ ہمارے اپنے دوست ہیں *

اگر اشراف جرن دوستوں کی معفل میں جاؤ تو سفر کے وہ آپس میں کبھی کالم گلوچ اور فحش باتیں ایک دوسرے کی نسبت کرتے ہیں ایک نہایت معزز شریف خاندانی آدمی نے جو صاحب تصانیف ہیں اور اردو کے علم ادب میں مشہور ہیں تیس منٹ مجھ سے رستائے گفتگو کی اور میں نے خرب خیال کرکے گنا کہ اُنکے منہ سے چپتیس لفظ گالیوں کے نکلے جسمیں سے کچھ اپنی نسبت تھیں اور کچھ اُس کتاب اور اُسکے مصنف کی نسبت جسکا ذکر تھا اور کچھ یاد دہر اودھر بیٹھنے والوں اور سننے والوں کی نسبت *

امیروں کا حال دیکھو تو اُنکو دن رات بٹیر لڑانے اور مرغ لڑانے اور کبوتر اڑانے اور اسیطرح تمام لغویات میں اپنی زندگی بسر کرنے کے سوا اور کچھ کام و دھندا نہیں *

نیکی پر متوجہ ہوتے ہیں تو اُسکو اتنا گھونٹتے ہیں کہ بد مزہ ہو جاتی ہی اور جب بدی پر اُترتے ہیں پھر تو شیطان کے بھی کان کترتے ہیں *

غرض کہ جو کچھ کہ اُس زمانہ میں فرنگستان میں تھا وہی کچھ بلکہ اُس سے بھی زیادہ اب ہندوستان میں موجود ہی اور نابالغہ ایک ٹیٹر اور اسپیکٹیر کی یہاں ضرورت تھی سو خدا کا رزق ہر کی یہ پرچہ اُنہی کے قایم مقام مسلمانوں کے لیے ہندوستان میں جاری ہوا مگر افسوس کہ یہاں کوئی اسٹیل اور اڈیسن نہیں ہی * اسٹیل اور اڈیسن کو اپنے زمانہ میں ایک بات کی بہت آسانی یہ تھی کہ اُنکی تحریر اور اُنکے خیالات جہاں تک کہ تھے تہذیب و شایستگی و حسن معاشرت پر محدود تھے مذہبی مسائل کی چھیڑ کھچھاڑ اُنہیں کچھ نہیں تھی ہم بھی مذہبی خیالات سے بہت بچنا چاہتے ہیں مگر ہمارے ہاں تمام رسمیں اور عادتیں مذہب سے کڑا سی مل گئی ہیں کہ بغیر مذہبی بصفت کیئے ایک قدم بھی تہذیب و شایستگی کی راہ میں نہیں چل سکتے جس بات کو کہو کہ چھوڑو

نمبر ۶۵

علوم معقول و منقول

گو اگلے زمانہ میں ایسے لوگ گنہگار ہوں جو منقول موجودہ اور معقول قدیم یونانیہ کے جامع ہوئے ہوں اور جامع معقول و منقول کہلاتے ہوں مگر اس زمانہ میں منقول موجودہ اور معقول جدیدہ کا جامع ہونا غیر ممکن ہی اور اسی وجہ سے ہم کہتے ہیں کہ اب نئے معقولات پر لحاظ کر کے کسی آدمی کا جامع معقول و منقول ہونا غیر ممکن ہی *

ہماری اس بات پر یقینی لوگ تعجب کریں گے اور اس امر کو نہ مانیں گے لیکن ہم ثابت کرتے ہیں کہ ہمارا قول نہایت صحیح اور درست ہی کیونکہ ہماری مذہبی تعلیم آج کل کے علوم و فنون کی تعلیم کے بالکل خلاف ہی اور دونوں میں تناقض کی نسبت ہی جو ہمارے مذہبی عقاید ہیں انہیں آج کل کے تربیت یافتہ ارہام اور خیالات کہتے ہیں اور جو مسائل علوم و فنون جدیدہ کے ہیں انہیں ہمارے عالم ذریعہ الہاد جانتے ہیں پس جب دونوں میں باہم ایسی تقیض اور اختلاف ہی تو ایک دل میں دونوں قسموں کے خیالات کا آنا حقیقت میں تقیض کا جمع ہوجانا ہی فرض کرو کہ ایک طالب علم نے دونوں قسم کی تعلیم شروع کی جب وہ مدرسہ میں گیا اور اُسے جغرافیہ میں پڑھا کہ زمین چلتی ہی اور آفتاب کے گرد گھومتی ہی پھر جب وہ اپنے ملاچی کے پاس آیا اُنہوں نے پڑھایا کہ زمین گارے کے سینک پر رکھی ہوئی ہی اور گارے مچھلی پر ہی اور سورج زمین کے گرد پھر رہا ہی اور یہ بھی مڑی جی نے کہدیا ہی کہ یہ سب عقیدہ دین کا ہی اسکا زماننا کفر ہی پس سورج کہ وہ طالب علم کیا کریگا ایسی تعلیم سے کچھ فائدہ پارہی یقیناً وہ ایک مصیبت میں مبتلا ہرجاریگا اور اُسکی عقل جاتی رہیگی اور ضرور دونوں تعلیموں سے ایک کر چھوڑ بیٹھگا *

اگر کوئی خیال کرے کہ یہی امر پرانے معقولات کی تعلیم میں بھی پیش آیا تھا پھر کیونکر ایک ہزار برس تک معقولات کے ساتھ اُسکا سلسلہ جاری رہا اُسکا جواب ہم یہہہ دینگے کہ حال کے معقولات کا قیاس پچھلے معقولات پر کرنا حقیقت میں قیاس مع الفارق ہی اور بڑی غلطی اور دھوکہ کی بات ہی دو سبب سے اول یونانیوں کے معقولات کا مدار فرضی اور وهمی دلیلوں پر تھا اور خرد پڑھنے والے کا دل اُسکی حقیقت پر کامل یقین نہ کرتا تھا انثر دلیلیں اُنکی مشدوش اور مجروح تھیں اور اُنپر یہہہ مفکرہ بناد فاسد علی الفاسد کا صادق تھا اس لیے اُن مسائل عقلی سے جنکی دلائل و براہین مشدوش و مجروح تھیں مسائل شرعی پر کوئی نقصان صریح نہیں پہونچتا تھا اور اُن عقلی مسائل کے جاننے والوں کا دل اپنے مذہبی مسائل سے چھوڑ نہیں سکتا تھا بخلاف اُن تحقیقاتوں کے جو آج کل ہوئی ہیں اور اُن مسائل حکمیہ کے جنکی تعلیم اُن دنوں میں ہوتی ہی کہ اُس کے جاننے کے بعد اُن مسائل کی حقیقت سے وہی شخص انکار کر سکتا ہی جو اپنی آنکھ سے دیکھی ہوئی کسی چیز سے انکار کرے یونانیوں کی حکمت کے عمدہ مسائل مثل ابطال جزم لایتنجری

اور اثبات ہیرے و صورت اور استعانہ خلاء اور حرکت فلک علم الاستدراہ اور ابطال غرق و التیام الواحد لایصد رمنہ الا الواحد ا کرویت اجسام بسیطہ کیا ایسے ہیں جنکے دلائل ایک فرضی و وهمی دلیل سے کچھ زیادہ رتبہ رکھتے ہوں یا عناصر بسیط اور اسطفسار اربعہ اور کائنات البحر کی تحقیقاتیں اُن کی اس قابل ہیں کہ عقلا دلیل یا تجربہ اور مشاہدہ سے اُس کا کامل ثبوت ہوتا ہو۔ حقیقت میں ایک دلیل بھی اُن کی ایسی قوی اور مضبوط نہیں بخلاف اس زمانہ کی تحقیقاتوں کے کہ کوئی دلیل فرضی اور وهمی نہیں ہو سب چیزوں کا ثبوت مشاہدہ اور تجربہ پر ہی جسکے سمجھنے کے بعد کسی شخص کو اُس کی حقیقت میں شبہ پیدا ہو ہی نہیں سکتا پس پرانی معقولات کی تعلیم منقولات کے ساتھ کچھ نقصان نہیں پہونچا سکتی تھی اور پڑھنے والے کی طبیعت کو کامل پریشانی نہیں ہوتی بخلاف حال کی معقولات کے کہ اُس کے سمجھنے کے بعد ہر تعلیم اُس کے مخالف ہوگی اُس کو کوئی قبول ہی کریگا *

علاوہ اس کے پرانی معقولات کی تعلیم کا منقولات کے ساتھ جاری رہنے کا ایک دوسرا سبب تھا کہ ہمارے قدیم علموں نے زور تحقیقات کر کے دونوں میں تطبیق دی اور جہاں تک ہوسکا ایک دوسرے سے ملادیا یا ایک کی غلطی کو ظاہر کر دیا اسیراسطے علم نائم کتابیں یونانی مسئلوں سے بھری ہوئی ہیں اور اُن کی تطبیق یا تردید کی دلیلیں لکھی ہوئی ہیں بخلاف اس زمانہ کے نہ اب تک یہہہ کہ کسی نے شروع ہی نہیں کیا اور حال کی معقولات کے کسی مسئلہ کو اُن دینی کسی عقیدہ سے نہ تطبیق دیا نہ اُس کی تردید کی پس وہ پوراہہ معقولات جسکے مسائل کو ہزار برس تک مختلف نام اپنے دین مسئلوں سے مقابل کرتے آئے اور تطبیق یا تردید کرتے رہے کیونکہ اُس معقولات سے مقابل ہوسکتا ہی جسکے ایک مسئلہ کو یہہہ اب تک کسی نے اپنے دینی مسئلہ سے نہیں ملایا — فرض کہ اب نئے علوم ہم تعلیم کے ساتھ مذہب قائم رکھنے کے لیے ضرور ہی کہ مذہبی عقیدہ اور مذہبی ارہام میں تنریق کی جارے اور تخیلات و توہمات مذہب کے سچے صحیح عقیدوں سے جدے کر دیئے جاوے اور فردوں کی فرضی اور وهمی باتیں جو دین میں داخل ہوگئی ہیں اور اصلی خدا کی بتلائی ہوئی باتوں سے خلط ملط ہوگئی ہیں دین سے نکال دی جاویں تب جو اصلی اور سچی باتیں ہیں وہ حال کے علوم سے مطابق کی جاویں اور نئی نئی ذرائع علم کلام میں کیجادیں اور یہہہ بات گروہ ظاہر نہایت ہی مسائل معلوم ہوتی ہی مگر حقیقت میں کچھ مشکل نہیں ہی اگر مسلمانوں کو مذہبی عقاید اور عقلی علوم دونوں کی تعلیم اپنی ذمہ میں جاری کرنی منظور ہی تو اُن کو ایسا کرنا ضروریات سے ہی ورثہ دونوں میں سے ایک چھوڑنا پڑیگا — ہم اُن وقتوں اور مشکلات سے بیخبر نہیں ہیں جو اس کا میں پیش آویں گی اور نہ اُس انقلاب عظیم سے قائل ہیں جو ہمارے قدیمی سلسلہ تعلیم میں علوم جدیدہ کی تطبیق سے واقع ہوگا مگر ہر سوائے اس کے دوسرا علاج نہیں پاتے اور چار و ناچار ہمکو یہی کرنا چاہیئے *

راۃ
سید مہدی علی دہلوی کلکتہ

نمبر ۶۶

جوتی پہنے ہوئے نماز پڑھنی

ایک شخص نے انگریزی پرت پہنے ہوئے نماز پڑھی ایک نیک شخص نے اس کو تہایت برا جانا اور کہا کہ مجھے عرف کے مارے پسینا آگیا پس ہم کہتے ہیں کہ یہی باتیں اوہام مذہبی ہیں اور وسواس میں داخل ہیں جوتا پہنکر نماز پڑھنی سنت ہی اور اس پر نجس ہونے کا گمان کرنا وسواس میں داخل ہی صرف اتنا دیکھ لینا چاہیئے کہ کوئی نجاست ظاہری اس میں لگی ہوئی نہ ہو اور اگر ہو تو اس کو سخت چیز سے یا زمین سے رگڑ ڈالے اور پہن کر نماز پڑھے انگریزی چرتہ پہن کر ہندوستانی چرتہ کے یا عرب کی تعلیم کے بہت زیادہ صاف رہتا ہی اس لیئے کہ ان جوتوں کا تمام کلا زمین پر لگتا ہی اور انگریزی پرت کی ایڑی بہت اُنچھی ہوتی ہی اور اس سبب سے بہت کم زمین میں لگتا ہی *

اس امر کی نسبت شیخ امام ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر عرف اپنی قیم نے اپنی کتاب اغانۃ اللہ فی مضایع الشیطان میں بہت بڑی بحث کی ہی اور اس کتاب کی تلیخیص ہشام بن یحییٰ شامی نے کی ہی اور اس کا نام تبیعۃ الشیطان بہ تقریب اغانۃ اللہ فی رکھا ہی اس میں بھی وہ تمام بحث نقل کی ہی یہ کتاب عربی زبان میں ہی اور اس کا ترجمہ مولوی محمد احسن صاحب نے جو اس مالہ کے مولویان نامی میں سے ہیں اردو زبان میں کیا ہی اور پھر تہذیب الایمان اس کا نام رکھا ہی اور سنہ ۱۲۸۳ ہجری میں مطبع صدیقی بریلی چھاپہ ہوا ہی چنانچہ ہم اس مقام کو بچنے سے جگہ نقل کرتے ہیں *

انہوں نے اپنی کتاب میں بہت وسواسوں کا جو انسان کو مذہبی اُرتوں میں ہوتے ہیں ذکر کیا چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ ”منجملہ ان کے یہ ہے کہ موزہ اور جوتے کے نیچے جب نجاست لگ جاتی ہی تو اس کو زمین سے رگڑنا مطلقاً کافی ہی اور اس کو پہنکر گناہ دیکھ صحیح کی رو سے نماز درست ہی امام احمد نے اس کی وجہ کی ہی اور ان کے محقق یاروں نے اس کو پسند فرمایا ہی چنانچہ ابوالبرکات کہتے ہیں کہ روایت مطلق رگڑ ڈالنے کی میرے سے ایک صحیح ہی اس لیئے کہ حضرت ابو ہریرہ اس حضرت صلعم نامی راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی جوتا پہنکر رگڑائی ہو تو چلے تو مٹی اس کے واسطے پاک کرنے والی ہی اور ایک کویت میں یہ ہے کہ جب ہم میں سے کوئی اپنے موزوں سے ناپاکی روپا مال کرے تو موزوں کو پاک کرنے والی مٹی ہی ان دونوں کے ایتوں کو ابو داؤد نے بیان کیا ہی اور ابو سعید روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے نماز پڑھی پس اپنی جوتیاں نکالیں لوگوں نے پوچھی اپنی جوتیاں اتار دیں جب آپ نماز سے فارغ ہوئے لوگوں سے کہ چھا کہ تم نے کیوں اتاریں انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے آپ کو دیکھا جب جوتیاں اتاریں ہم نے بھی اتاریں آپ نے فرمایا کہ میرے پاس کوئی پیل نے آکر خبر دی کہ ان میں ناپاکی ہی تو جب تم میں سے مسجد میں آئے تو چاہیئے کہ اپنی جوتیوں کو اولت کر دیکھے

اگر ان میں کچھ عیب یعنی ناپاکی ہو تو اس کو زمین سے رگڑ دے پھر ان سے نماز پڑھے اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہی اور اس کے معنی جو یہ کہتے ہیں کہ ناپاکی سے فرض مکروہ چیزیں ہیں مثلاً رینٹ وغیرہ پاک اشیاء کے تو یہ تاریل کئی وجہ سے درست نہیں اول تو یہ کہ اس طرح کی چیزیں عیب نہیں کہلاتیں دوسرے یہ کہ نماز کے وقت ان اشیاء کے پونچھنے کا حکم نہیں کیونکہ ان سے نماز نہیں جاتی تیسرے یہ کہ ان کے لیئے نماز میں جوتیاں نہیں اُتارنی چاہیئیں اس لیئے کہ یہ کام بے ضرورت ہی اہی بات ہی کہ مکروہ ہوگا چوتھے یہ کہ روایت دار قطنی کی ابن عباس سے یہ ہی کہ رسول مقبول صلعم نے یہ فرمایا کہ جب پیل نے میرے پاس آکر خبر دی کہ ان میں عیون حلتہ کا ہی جو پڑی قسم کی کللی ہوئی ہی اور اس وجہ سے کہ جوتی ایسی جگہ ہی کہ اکثر نجاست اس کو بہت دفعہ پہونچتی ہی تو رفع ہرج کے لیئے سخت چیز سے اس کا مل ڈالنا کافی ہوا *

بعد اس کے انہوں نے یہ بات لکھی ہی کہ ”جوتیاں پہنکر نماز پڑھنے سے وسواسیوں کا دل خوش نہیں ہوتا حالانکہ بہت سنت رسول خدا صلعم اور اُنکے اصحاب کی ہی فعل اور حکم دونوں کے اعتبار سے — اس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم اپنی جوتیوں سے نماز پڑھتے تھے اور شداد ابن اوس کہتے ہیں کہ اب نے فرمایا کہ یہودیوں کے خلاف کرو کہ وہ اپنے موزوں اور جوتوں سے نماز نہیں پڑھتے روایت کیا ہی اس کو ابو داؤد نے *

اس تمام تحقیقات سے جو ابن قیم نے کی ہی صاف ثابت ہوتا ہی کہ اس زمانہ میں جوتی پہنے ہوئے مسجد میں جانا اور جوتی پہنے ہوئے نماز پڑھنا ایک عام عادت تھی مگر اس زمانہ میں اور بالخصوص ہندوستان میں مسلمانوں نے اس بات کو اپنی غلطی سے معیوب سمجھا ہی *

راؤ
سید احمد

نمبر ۶۷

قومی عزت

ہم اس بات کو قبول کرتے ہیں کہ کسی اگلے زمانہ میں مسلمان علوم کے عالم اور فنون کے ماہر تھے اور تہذیب اور شایستگی اور انسانیت کو بذریعہ تعلیم و تعلم کے انہوں نے بشرویی حاصل کیا تھا لیکن اب اُنکو غور کرنا چاہیئے کہ آیا فقط اس بات کا ثابت کر دینا ہماری عزت کے لیئے کافی ہی یا ہم کو اس پر فخر و ناز کرنا زیبا ہی یا دوسری قوموں کی نظروں میں یہی امر ہماری عزت کے لیئے بس ہی یا تہذیب و شایستگی پر ہمارے یہی ثبوت کافی ہی اگر ایسا ہو تو ہم اپنی عزت کے ثبوت میں موٹی موٹی کتابیں لکھ دیں اور تمام دنیا کی قوموں کے اچھے اچھے نامی آدمیوں کی سند سے اپنے اس دعویٰ کو ثابت کر دیں لیکن حقیقت میں یہ کافی نہیں ہی بلکہ ہماری حالت موجودہ ہی ہماری عزت اور ذلت کی باعث ہی اس لیئے ہم کو اپنی حالت موجودہ پر نظر کرنی چاہیئے کہ آیا آج کے ملکی نظر اور قومی عزت حاصل ہی یا نہیں چنانچہ اس اور یہ

قومی تو علوم و فنون میں اعلیٰ درجہ کی ترقی کوٹیں اور ہم ڈاٹا اور تکیہ کی حالت میں مبتلا ہو گئے پس اب ہم کو اپنی ذلت کی حالت پر رونا چاہیئے کہ اپنے بزرگوں کے ناموں پر مغرور ہوتا *
یہ ملک ذلت اگرچہ نہایت قابل افسوس کے ہی مگر جب سلسلہ کلام کا قومی ذات پر پہنچتا ہی اور خاص مسلمانوں کی تعلیم پر نظر کی جاتی ہی تو نہ زبان سے کچھ کہاجاتا ہی نہ قلم سے کچھ لکھا جاتا ہی کیونکہ اور قومیں ہمارے ملک کی کچھ کہیں خواب غفلت سے بیدار ہوتی جاتی ہیں اور تعلیم اور تربیت پر اپنی مستعدی ظاہر کرتی ہیں کہ انکو اب تک کچھ کامل ترقی نہیں ہوئی مگر بعض بعض قوموں کے آثار نیک نظر آتے ہیں اور انکی عزت اور بہتری کے سامان دکھائی دیتے ہیں مگر مسلمانوں کے حال پر افسوس اور ہزار افسوس ہی کہ انکی آنکھوں میں غفلت کی نیند ریسی ہی بھری ہوئی ہی اور ان کے چرتکے اور جاگنے کی کوئی نشانی اب تک دیکھنے میں نہیں آتی کیسے افسوس کی بات ہی کہ بجائے اسکے کہ آپ کیمرچ یونیورسٹی کے موافق مسلمانوں کا کوئی عربی مدرسہ علوم کا علم میں ہوتا یا مثلاً اسکفرڈ یونیورسٹی کے ہماری تربیت کے لئے کوئی دارالعلم لکھنؤ میں ہوتا اور جو علوم و فنون ان یونیورسٹیوں میں انگریزی زبان کے ذریعہ سے سکھائے جاتے ہیں ہم مسلمانوں کے مدرسوں میں بھی بذریعہ عربی یا دیسی زبان کے تعلیم دیئے جاتے کوئی چھوٹا سا مکتب بھی تو نظر نہیں آتا جس میں کسی قسم کے علم و فن کی تعلیم ہوتی ہو اور کسی شہر میں ایک بھی مقام تو ایسا سنئے میں نہیں آتا جہاں کچھ بھی تہذیب و شایستگی کی باتیں سکھائی جاتی ہوں *

اگر ہم عربی یا دیسی زبان سے بھی قلع نظر کریں اور اپنے بھائیوں کو اس لائق بھی نہ جانیں لیکن اس غفلت کی کیا انتہا ہو کہ جو مدرسے گورنمنٹ نے ہماری تعلیم کے لئے جاری کیئے اور جنہیں علوم اور فنون کی تعلیم ہمارے ملک کے فائدے کے لئے شروع کی انہیں بھی ہماری قوم کے آدمیوں کی صورتیں کم ہی دکھائی دیتے ہیں اور مسلمان لڑکے تعلیم کے لئے بہت ہی تھوڑے جاتے ہیں *
ہم نے مانا کہ ہم مسلمانوں کو اب علوم و فنون کے ایجاب کی قوت اور کیمرچ اور اسکفرڈ یونیورسٹی کے موافق علوم کے مدرسے جاری کرنے کی قدرت باقی نہیں رہی بلکہ کسی ادنیٰ درجہ کی تعلیم کے واسطے بھی ابتدائی مدارس کے مقرر کرنے کی ہمت نہیں ہی لپک رہے کون سی چیز ہی جو سرکاری کالجوں اور گورنمنٹ اسکولوں میں جانے کے لئے مسلمانوں کے لڑکوں کے پاؤں کی زنجیر ہی اور وہ کرنے بات ہی جو انکو اس ابتدائی تعلیم کے حاصل کرنے کی مانع ہی اس سے بھی زیادہ تعجب اس بات پر ہی کہ سب کے سب آج پر پردہ غفلت کا قالے ہوئے اور منہ پر خاموشی کی مہر لگائے ہیں نہ کسی کے دل میں تعلیم کے موانع کا خیال آتا ہی نہ کو زبان اپنی اس علمی تنزلات کے اسباب بیان کرنے کے کہوتا ہی سب کے سب چاپ چاپ خاموش بیٹھے ہوئے ہیں *

راڈ

سید مہدی علی

لئے ہمیں اپنی ملکی اور قومی تعلیم پر لحاظ کرنا چاہیئے کیونکہ علم ہی عزت اور ذلت کی کسرتی ہی پس اگر ہماری تعلیم آج کل اور قوموں سے بہتر ہو اور دنیا کے اور ملکوں کے رہنے والے ہمارے علوم کی قدر و منزلت کرتے ہوں اور ہمارے ملک سے علم و فنون کی تحصیل کرتے ہوں تو بے شک ہمکو ملکی نظر اور قومی عزت حاصل ہی اور اگر ایسا نہ ہو تو ملکی نظر اور قومی عزت کا ہمکو نام لینا بھی زیبا نہیں *

ہمکو اپنی قومی عزت ظاہر کرنے کے لئے اتنی بات ثابت کر دینا ہی کافی نہیں ہی کہ جو علوم ہمارے بزرگوں نے نکالے یا اور قوموں سے لیکر اپنے ہاں جاری کیئے تھے وہ ہم میں جاری ہیں اور جن علوم و فنون کی ان کے زمانہ میں تعلیم ہوتی تھی وہی ہماری قوم میں رائج دیں کیونکہ عزت اور ذلت اور ترقی اور تنزل امور اضافی ہیں انکا اطلاق نہ لحاظ حالات زمانہ کے ہوتا ہی پس ہمارے بزرگوں کو علوم و فنون کے سبب سے جو عزت تھی وہ اس زمانہ کے موافق تھی کیونکہ جو علوم و فنون اُس وقت اور قوموں میں جاری تھے ان سب کو انہوں نے سیکھا اور علم و ہنر کے خزانے جو اور ملکوں میں گزے ہوئے تھے انپر رسائی حاصل کی اور جو پورانے جواہر تھے انکی جگہ کاری کی اور انکو تراش خراش سے جگمگا کر خوبصورت بنایا اور پھر بہت سے بیش قیمت علم کے نئے جواہر خود تلاش کیئے آخر انکا خزانہ علوم و فنون کا ایسے شاہوار مرتبوں اور نایاب جواہر سے بزرگیا جن سے اور قوموں کے خزانے خالی تھے لیکن چونکہ اب ہمارے زمانہ میں علم و ہنر کو اور قوموں نے نہایت ترقی پر پہنچایا اور علوم و فنون کے نورانی چہرے سے پردہ اور حجاب اُٹھادیا ہی اور اس نریائے ناپیدا کنار میں سے اور بہت سے نئے نئے اور عمدہ عمدہ مرتبی و جواہر ڈھونڈ کر نکالے ہیں پس اگر ہمارے علوم و فنون ان سے بڑھکر ہوں اور ہمارے ملک اور قوم کے لوگ علوم و فنون میں اور قوموں سے بر فائق ہوں تو بیشک آج ہمکو ملکی نظر اور قومی عزت حاصل ہی لیکن چونکہ یقینی معلوم ہی کہ بمقابلہ یورپ کے یہہ نظر و عزت ہمارے ملک کو حاصل نہیں ہی اس لئے اب ہمکو دیکھنا چاہیئے کہ آیا ملک انکے علوم و فنون میں ہمکو دستگاہ بھی ہی یا نہیں اور جو ضرورت تعلیم کی اس ملک میں ہی وہ ہمارے ملک میں بھی یا نہیں اگر ایسا ہو تب بھی برابری کا دعویٰ ہم کر سکتے ہیں لیکن جب ہم اپنی ملکی تعلیم پر لحاظ کرتے ہیں اور اپنے ہاں کے علوم و فنون پر نظر کرتے ہیں تو ملکی نظر و عزت کا دعویٰ کرنا کیسا اپنی جہالت اور نادانی کے خیال سے اور اپنی بے تہذیبی کے لحاظ سے ایسی ہرمندگی ہوتی ہی کہ طبیعت بے اختیار چاہتی ہی کہ کاش ہم اس ملک سے منسوب نہوں اور ہمکو کرٹی اس قوم سے نسبت نکورے کیونکہ ہم بجائے اسکے کہ کچھ پیدا کرتے اپنے بزرگوں کی کٹائی ہوئی دولت کو کھو بیٹھے اور علم کی دولت میں ترقی کرنے کے بدلے بزرگوں کے پیدا کیئے ہوئے سرمایہ کو بھی ہمنے ضائع کر دیا ایسی غفلت کی نیند میں سوئے کہ ہمارے بزرگوں کے سرمایہ کو اور لوگ تو لے گئے اور ہم خالی ہاتھ وہ گئے اور دنیا کی اور اقبال مند

بمقام علیگڈہ — مطبع علیگڈہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور باہتمام

حافظ محمد عبدالرزاق کے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER تہذیب الاخلاق

[نمبر ۲]

۱۰ محرم الحرام سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[جلد - دوم]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیامت اس پرچہ یا کچھ روپیہ بطور قوفیشن کے عنایت فرمانا ہو تو بعد اس کے خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس پہنچا کر عرصہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے ہی ہو۔ دیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپ کر اُن کے پاس ہوتا ہے۔ ناشر اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اس کے پاس رہتا ہے۔ اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس میں سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے۔ اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہی کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط ارہام اس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹائے جائیں۔

اطلاع

تشریح قیمت و تصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ عواہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہرگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جائیگا۔ مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور بندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا۔ یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یگانہ خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ ملے نہرگا۔ اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ بار آٹھ روپے اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا۔ ممبروں کو بل قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا ہی بل قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا۔

مضمون نمبر ۶۸

تعلیم و تربیت

ایک مصنف کی ایک بات کو ہم اپنی طرز پر اپنے لفظوں میں بیان کرتے ہیں *

تعلیم اور تربیت کو ہم معنی سمجھنا بڑی غلطی ہے بلکہ وہ جدا جدا دو چیزیں ہیں۔ جو کچھ کہ انسان میں ہے اُسکو باہر نکالنا انسان کو تعلیم دینا ہے۔ اور اُسکو کسی کام کے لائق کرنا اُسکا تربیت کرنا ہے مثلاً جو قوتیں کہ خدا تعالیٰ نے انسان میں رکھی ہیں اُنکو تحریک دینا اور شکفتہ و شاداب کرنا انسان کی تعلیم ہی اور اُسکو کسی بات کا مستحسن اور مستمع بنانا اُسکی تربیت ہی *

انسان کو تعلیم دینا درحقیقت کسی چیز کا باہر سے اُس میں ڈالنا نہیں ہے بلکہ اُسکے دل کی سورتوں کا کھولنا اور اندر کے سرجی چشمہ کے پانی کو باہر نکالنا ہے جو صرف اندرونی قوی کو حرکت میں لانے اور شکفتہ و شاداب کرنے سے نکلتا ہے۔ اور انسان کو تربیت کرنا اُسکے لیٹے سامان کا مہیا کرنا اور اُس سے کام کا لینا ہے جیسے جہاز طیار ہونے کے بعد اُسپر بوجھ لادنا اور حرص پنانے کے بعد اُس میں پانی کا پھرنا پس تربیت پانے سے تعلیم کا بھی پانا ضرور نہیں ہے تربیت جتنی چاہر کرر اور اُس کے دلکو تربیت کرتے کرتے منہ تک پھردو مگر اُس سے دلکی سرجی سوتیں نہیں کھلتیں بلکہ بالکل بند ہو جاتی ہیں اندرونی قوی کو حرکت دینے بغیر تربیت تو ہو جاتی ہے مگر تعلیم کبھی نہیں ہوتی اصلیت ممکن ہے کہ ایک شخص کی تربیت تو بہت اچھی ہو اور تعلیم بہت بڑی ہو یہی ٹھیک ٹھیک حال ہم مسلمانوں کے عالموں اور تربیت یافتہ لوگوں کا ہے کہ تربیت تو نہایت اچھی ہے اور تعلیم کچھ نہیں ظاہر میں دیکھو تو طمطراق بہت کچھ مگر جب اصلیت ڈھونڈو تو کچھ نہیں۔ یہاں پر ہم تو عمامہ و دستار جبہ اور کرتہ سے بھس کچھ مگر دلکی اور اندرونی قوی کی شکفتگی دیکھو تو کچھ بھی نہیں نہایت عمدہ قول ہے کہ کتابوں کا پڑھا دینا تو تعلیم کا نہایت ادنیٰ اور سب سے زیادہ حقیر جزو ہے بلکہ اس قسم کے بہت سے پڑھنے سے جس میں اندرونی قوی کی تحریک اور شکفتگی نہ ہو جسقدر دلکے قوی کم زور اور ناکارہ ہو جاتے ہیں ایسے اور کسی چیز سے نہیں ہوتے ہم اپنے ہاں کے عالموں کا حال بالکل یہی دیکھتے ہیں کہ اُنکے روحانی قوی بالکل نیست و نابود ہو جاتے ہیں اور صرف زبانی یک یک یا تکبر و غرور اور اپنے آپ کو بے مثل و نظیر قابل ادب سمجھنے کے اور کچھ باقی نہیں رہتا زندہ ہوتے ہیں مگر دلی اور روحانی قوی کی شکفتگی کے اعتبار سے بالکل مردار ہوتے ہیں کتابیں

پڑھتے ہیں اور جسقدر عمدہ کتابیں انعام سے بھرم پھرنچیں اُنکو اور زیادہ پڑھتے ہیں اور اُن سے تربیت حاصل کرتے ہیں اور ایسے بیل کی مانند ہو جاتے ہیں جو ہوا پر چرتا ہے اور پھر بھی چراگاہ ہی میں رہنے کی خواہش کرتا ہے پس کتابیں پڑھ لینے سے انسانیت نہیں آجاتی بلکہ وہ کتابی علم خود اُنپر بوجھ ہوتا ہے *

اس تقریر سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ تمام خرابیوں کی جزو ہم پر نازل ہیں یہی ہے کہ ہمارے اپنے دلکو اور اپنے اندرونی قوی کو بالکل خراب کر دیا ہے علم جو حاصل کرتے ہیں وہ بھی ہمیں اُسکے کہ روحانی قوی کو شکفتہ و شاداب کرے اُنکو پرمردہ بلکہ مردہ کر دیتا ہے اور ہمارے قوی کو جو درحقیقت سرچشمے تمام نیکیوں کے ہیر بالکل کمزور اور ناکارہ کر دیتا ہے اور ہماری حالت تمام معاملات میں کیا دین کے اور کیا دنیا کے خراب ہوتی چلی جاتی ہے پس ہمکو اپنے پر رحم کرنا چاہیئے اور ایسی تعلیم کو اختیار کرنا چاہیئے جو اندرونی قوی کو شکفتہ و شاداب کرے اور دلکی سورتوں کو کھول کر سرجی چشمہ سے پانی باہر نکالے جس سے ہماری زندگی سرسبز و شاداب ہو *

راقیہ

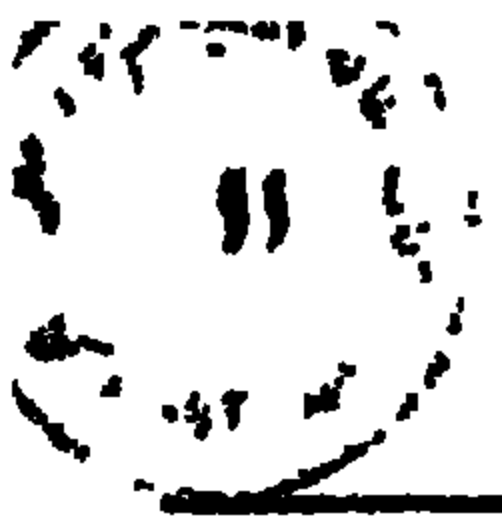
سید احمد

نمبر ۶۹

مجتہد

مذہب دیمہ امامیہ کا نہایت صحیح اور سچا مسئلہ ہے ۔ ہر زمانہ میں مجتہد کا ہونا ضرور ہے کوئی زمانہ مجتہد العصر خالی نہیں ہوتا البتہ اُن کا یہ مسئلہ کہ مات المقتی مات المقتدر صحیح نہیں ہو سکتا مگر متاخرین اہل سنت و جماعت نے عجیب غلط مسئلہ بنایا ہے کہ اجتہاد ختم ہو گیا اور اب کوئی مجتہد نہیں ہو سکتا مگر اب تک اُن کو اس میں شبہ ہے کہ نعوذ باللہ منہا مثلاً خاتم النبیین کے خاتم المجتہدین کون ہے کسی نے زید کو کسی نے عمرو کو بتلایا ہے *

مگر ہم کو بعض کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر علماء کا یہ مذہب ہے کہ ہر زمانہ میں مجتہد کا ہونا ضرور ہے اور کوئی زمانہ مجتہد سے خالی نہیں ہوتا شاہ ولی اللہ صاحب اپنی کتاب ”مسئد بانتہا فی سلسل اولیاء اللہ و اسانید وارثی رسول اللہ“ کی ۱۰۵ ص ۱۰۶ میں ارقام فرماتے ہیں کہ ”بغری در تہذیب و امام الحرمین در ۱۰ و رافع در شرح وحید و اعزالدین عبدالسلام در غایۃ و فی دہ و دب و ابو عمر بن صالح در کتاب ادب الفتا و بدرالدیر“ یہی در کتاب پھر تصریح کردہ اند کہ علم دو قسم است فرض علی الاعیان و فرض



مصنعت مزدوری کرتے والے لوگ اور وہ جو کہ اپنی روزانہ مصنت سے اپنی بے اوقات کا سامان مہیا کرتے ہیں بہت کم کاہل ہوتے ہیں مصنت کرنا اور مصنت کا مہم میں ہر روز لگے رہنا گریبا اُنکی طبیعت قانی ہرجاتی ہی مگر جن لوگوں کو ان باتوں کی حاجت نہیں ہی وہ اپنے دلی قوی کو بیکار چھوڑ کر کاہل اور بالکل حیوان صفت ہو جاتے ہیں *

یہ سچ ہی کہ لوگ پڑھتے ہیں اور پڑھنے میں ترقی بھی کرتے ہیں اور ہزار پڑھ لکھوں میں سے شاید ایک کو ایسا موقع ملتا ہوگا کہ اپنی تعلیم کو اور اپنی عقل کو ضرورتاً کام میں لاوے لیکن اگر انسان اُن عارضی ضرورتوں کا منتظر رہے اور اپنے دلی قوی کو بیکار ڈال دے تو وہ نہایت صفت کاہل اور وحشی ہو جاتا ہی انسان بھی مثلاً اور حیوانوں کے ایک حیوان ہی اور جبکہ اُسکے دلی قوی کی تحریک مست ہرجاتی ہی اور کام میں نہیں لائی جاتی تو وہ اپنی حیوانی خصلت میں پڑ جاتا ہی اور جسمانی باتوں میں مشغول ہو جاتا ہی اور انسانی صفت کو بھوک پرور حیوان بن جاتا ہی پس ہر ایک انسان پر لازم ہی کہ اپنے اندرونی قوی کو زندہ رکھنے کی کوشش میں رہے اور اُنکو بیکار نہ چھوڑے *

ایک ایسے شخص کی حالت کو خیال کرر جسکی آمدنی اُسکے اخراجات کو مناسب ہو اور اُسکے حاصل کرنے میں اُسکو چنداں مصنت و مشقت کرنی نہ پڑے جیسیکہ ہمارے ہندوستان میں ملکپوں اور لاخراج داروں کا حال تھا اور وہ اپنے دلی قوی کو بھی بیکار ڈال دے تو اُس کا حال کیا ہوگا — یہی ہوگا کہ اُسکے عام خرچ و حشیانہ باتوں کی طرف مائل ہوتے جاوینگے شراب پینا اور مزیدار کھانا اُسکو پسند ہوگا نماری بازی اور تماش بینی کا عادی ہوگا اور یہی سب باتیں اُسکے وحشی بہائوں میں بھی ہوتی ہیں البتہ اتنا فرق ہوتا ہی کہ وہ پہرا بد سلیقہ وحشی ہوتے ہیں اور یہ ایک وضعدار وحشی ہوتا ہی شراب بی کر ہلنگ پر پڑے رہنا اور پیپھوان کے دھوئیں اور انا اُسکو پسند ہوتا ہی اور جنگل کے رہنے پر پڑے رہنا اور ناریل میں تباکو کے دھوئیں اور انا اُس کو پسند ہوتا ہی پس پیپھوان اور ناریل اور بھونے اور رہنے کے فرق سے کچھ مشابہت میں جو ان دونوں میں ہی کمی نہیں ہوتی *

ہم قبول کرتے ہیں کہ ہندوستان میں ہندوستانوں کے لیئے ایسے کام بہت کم ہیں جن میں اُنکو قرایے دلی اور قوت عقلی کو کام میں لایکا موقع ملے اور برخلاف اُسکے اور ولایتوں میں اور خصوصاً انگلستان میں وہاں کے لوگوں کے لیئے ایسے موقع بہت ہیں اور اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ اگر انگریزوں کو بھی کوشش اور مصنت کی

ہی سبیل الکفایۃ و فرض کفایۃ آنست کہ کسی پرتبہ اجتہاد پسند و از اعداد مقلدین پر آید پس اگر در ہر ناحیہ یکے یا دو بایں معنی قائم ہوں فرض ساقط والا ہمتہ موصی ہوں *** و حنا بلہ یا مرہم ہاں وقتہ اند کہ جائز نیست خار زمان از مجتہد بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم — فیزال ملایفۃ من امتی ظاہرین علی الحق حتی یاتی امراللہ و زر کشی گفتہ است کہ این قول متعصر من بحنا بلہ نیست بلکہ جماعہ از اصحاب یعنی شافعیہ ہذاں تصریح کردہ اند *** و اپنی طرفہ از علماء مالکیہ گفتہ قال شیخنا ابن عبدالسلام لا یصلوا الزمان عن مجتہد — و امام الحرمین گفتہ کہ اختلاف کردہ اند اولین در آنکہ عصرے از اصناف مہد مجتہدین از مبلغ تواتر کم میسرہ یا نہ جمعی منع کردہ و جمعی جائز داشتہ *

پس ان تمام اقوال سے ہر زمانہ میں مجتہد کا ہونا ضروری معلوم ہوتا ہی پس کیسی بڑی غلطی اہل سنت و جماعت کی ہی کہ اجتہاد کو ختم اور مجتہد کو معدوم مانتے ہیں *

اس غلطی اعتقاد نے ہم مسلمانوں کے دین و دنیا میں نہایت نقصان پہونچایا ہی اس لیئے ہمکو ضرور ہی کہ ہم اس خیال کو چھوڑیں اور ہر بات کی تحقیق پر مستعد ہوں خواہ وہ بات دین کی ہو یا دنیا کی فور کرنا چاہیئے کہ ہرگاہ زمانہ حادث ہی اور نئے ہئے امور اور فنی نئی حاجتیں ہمکو پیش آتی ہیں پس اگر ہمارے پاس زندہ مجتہد موجود نہ ہونگے تو ہم مودہ مجتہدوں سے فنی بات کا مسئلہ جو اُن کے زمانہ میں حادث بھی نہیں ہوئی تھی بدتر کر پرچہیں گے پس ہمارے لیئے بھی مجتہد العصر و الزمان کا ہونا ضرور ہی *

راقہ —
سید احمد

نمبر ۱۰

کاہلی

یہ ایک ایسا لفظ ہی جسکے معنی سمجھنے میں لوگ غلطی کرتے ہیں لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہاتھ پاؤں سے مصنت نکرونا کام کچ مصنت مزدوری میں چستی نکرونا اٹھنے بیٹھنے چلنے پھرنے میں چستی کرنا کاہلی ہی مگر یہ خیال نہیں کرتے کہ دلی قوی کو بیکار چھوڑ دینا سب سے بڑی کاہلی ہی *

ہاتھ پاؤں کی مصنت اوقات پسو کرنے اور ردی کما کر کھانے کے نہایت ضروری ہی اور ردی پیدا کرنا اور پیٹ بھرنا ایک ایسی چیز ہی کہ بمجبوری اُس کے لیئے مصنت کی جاتی ہی اور ہاتھ پاؤں کی کاہلی چھوڑی جاتی ہی اور اسی لیئے ہم دیکھتے ہیں کہ

قریب ہزار روپیہ ماعمراری کے اور ایک عمدہ مکان جو کہ کالج سے متعلق ہوتا ہی بلاکرایہ رہنے کو ملتا ہی — یہہ شخص سب سے بڑا عہدہ دار ہی اور اپنے مرنے تک اُس عہدہ پر مامور رہتا ہی *

پھر کالج کے فیلو ہوتے ہیں یہہ وہ لوگ ہیں جو کہ امتحان میں نہایت عمدہ رہتے ہیں اور ہر شخص قریب تین ہزار روپیہ سال کے وظیفہ پاتا ہی — ان لوگوں کو رہنے کے لیئے کالج میں مکان ملتے ہیں اور اگر چاہیں تو پڑھاریں ورنہ بلا کسی خاص کام کے اُنکو سالانہ تنخواہ ملے جاتی ہی مگر جب شادی کرتے ہیں تو بند ہو جاتی ہی اور وہ فیار نہیں رہتے — یہہ لوگ ہمیشہ نہایت عالم ہوتے ہیں اور اُن کو بلا کسی خاص کام کے تنخواہ دینے سے یہہ غرض ہی کہ وہ علم کی ترقی کریں اور عمدہ کتابیں عام فائدہ کے لیئے لکھیں — مگر اصل سبب یہہ ہی کہ اُن کو تنخواہ اس لیئے دی جاتی ہی کہ یہہ سے جوان شخص فیلو ہونے کے لیئے کوشش کریں اور علم تحصیل کریں — مثلاً جو امتحان کہ فارمپ حاصل کرنے کے لیئے ہی وہ نہایت مشکل ہی بلکہ شاید دنیا میں اُس سے زیادہ مشکل امتحان علوم میں نہیں ہی ہر سال کے شروع میں مدرسوں میں طالب علم داخل ہوتے ہیں اور تین برس کے بعد قاری حاصل کرتے ہیں — قاری کے امتحان میں جو طالب علم کہ عمدہ رہیں اُن کو فیلو بنایا جاتا ہی — مگر ابھی تک فیلوشپ (یعنی عہدہ فیلو) صرف اُن لوگوں کو دیا جاتا ہی جو کہ زبان لیٹن اور گریک میں یا علوم ہندسہ اور ریاضی میں عمدہ امتحان دیں — اس بات کی بھصہ ہی کہ اُز علوم میں اچھا امتحان دینے والوں کو یہی ملے اور یقین ہی کہ چند سال میں اور علوم کی تحصیل کرنے والوں کو بھی فیلو بنایا جارہا *

ہر کالج میں مختلف تعداد فیلو کی ہی — مگر اوسط قریب پندرہ فلو فی مدرسہ میں ہیں — ان سب کا کام ملکر بندوبست کالج کو کرنا ہی — ان کی ایک کونسل ہوتی ہی جس کا پریسیڈنٹ کا، کا ماسٹر ہوتا ہی — اور ہر امر کا تصفیہ کثرت رائے پر منحصر رہتا ہی *

فیلو ہر مدرسہ کی مختلف جماعتوں کو پڑھاتے ہیں مگر اس کی تنخواہ اُن کو الگ ملتی ہی — جو فیلو کہ طالب علموں کو درس دیتے ہیں وہ اکثر سب سے زیادہ عالم ہوتے ہیں اور اُن کو ٹیوٹر یعنی استاد کہتے ہیں *

جب کہ کالج کا ماسٹر موتا ہی تو ان فیلوں میں سے ایک شخص آپس کی رائے سے چنا جاتا ہی اور وہ ماسٹر بنادیا جاتا ہی اور اپنے مرنے تک اُس عہدہ پر رہتا ہی فرضکہ ہر امر متعلق مدرسہ فیلوں کی رائے سے قرار پاتا ہی *

ضرورت اور اُس کا شوق نہی جیسا کہ اب ہی تو وہ بھی بہت جلد وحشہ پنے کی حالت کو پہونچ جاوینگے مگر ہم اپنے ہموطنوں سے یہہ کہتے ہیں کہ ہمارے ملک میں جو ہمکو اپنے قوائے دلی اور قوت عقلی کو کام میں لائیکا موقع نہیں رہا ہی اسکا بھی سبب یہی ہی کہ ہم نے کالہی اختیار کی ہی یعنی اپنے دلی قوی کو بیکار چھوڑ دیا ہی اگر ہمکو قوائے قلبی اور قوت عقلی کے کام میں لائیکا موقع نہیں ہی تو ہمکو اسیکی فکر اور کوشش چاہیئے کہ وہ موقع کیونکر حاصل ہو اگر اُس کے حاصل کرنے میں ہمارا کچھ ضرور ہی تو اسیکی فکر اور کوشش چاہیئے کہ وہ ضرور کیونکر رفع ہو فرضکہ کسی شخص کے دلکو بیکار پڑا رہنا نپاھیئے کسی نہ کسی بات کی فکر و کوشش میں مصروف رہنا لازم ہی تاکہ ہمکو اپنی تمام ضروریات کے انجام کرنیکی فکر اور مستعدی رہے اور جب تک کہ ہماری قوم سے کالہی یعنی دلکو بیکار پڑا رکھنا ٹھہرتیگا اُس وقت تک ہمکو اپنی قوم کی بہتری کی توقع کچھ نہیں ہی نہایت حکیمانہ قول ہی کہ —

بیکار مباح کچھہ کیا کر * گر کرنسکے تو کچھہ کہا کر

راقہ — م

سید احمد

نمبر ۷۱

یونیورسٹی کیمبرج

کیمبرج ایک قدیم چھوٹا سا قصبہ قریب ساٹھ میل کے لندن سے واقع ہی — چھہ سو برس سے زیادہ گزرے کہ ایک امیر پادری نے ایک مدرسہ قائم کیا اور اپنی جائداد اُسکو دیدی جس کی آمدنی سے خرچ چلتا تھا اور اُس آمدنی سے معلموں کی تنخواہ اور قریب طلباء کو وظیفہ ملتے تھے — رفتہ رفتہ اس مدرسہ کی جائداد کی قیمت بڑھتی گئی اور امیر لوگ بھی اپنی اولاد کو تعلیم کے لیئے بھیجنے لگے — پھر اور مدرسے بھی قائم ہوئے اور اب وہاں سرکہ کالج ہیں جن سے قریب تین ہزار آدمی کے تعلق رکھتے ہیں مدرسہ کی بنیاد اسطرح پر پڑی ہی کہ کسی شخص نے اپنی جائداد ایک مدرسہ کی بناء کے لیئے دی — اُس کی آمدنی سے ایک مکان بنا جس میں کہ طالب علموں اور معلموں وغیرہ کے رہنے کی جگہ ہو اور پھر اُس آمدنی میں سے اُس مدرسہ کا خرچ چلتا ہی — اُس ہی آمدنی میں سے سالانہ انعام اور طلباء کے وظیفے دیئے جاتے ہیں ہر مدرسہ کے انتظام کی صورت یہہ ہی کہ ایک عہدہ دار جسکو کالج کا ماسٹر کہتے ہیں تنخواہ پاتا ہی اس عہدہ دار کا کام پڑھانا نہیں ہی بلکہ مدرسہ کے انتظام کا اور اُسکی جائداد وغیرہ کی آمدنی کا نگران حال رہنا ہی اس عہدہ دار کو

خلک نہ ہو — صبح کا کھانا اور دوپہر کی چائے وغیرہ طالب علم اپنے کمرہ میں کھاتے پیتے ہیں — لیکن شام کا کھانا ہال میں کھانا ضرور ہی — یہ طریقہ برہ و باہی کا ہی — اب میں مختصر طرز پر طریقہ تعلیم بیان کرتا ہوں *

جب کوئی طالب علم کالج میں داخل ہوتا ہے تو اس سے پوچھا جاتا ہے کہ وہ کس علم کو تحصیل کرنا چاہتا ہے — اکثر طالب علم جو کہ زبان لیٹن و گریک یا علوم ہندسہ و ریاض یا اور کوئی علم پڑھنا چاہتے ہیں تو وہ مدرسہ میں داخل ہونے سے پہلے بھی کچھ پڑھ چکے ہوتے ہیں — کیونکہ زبان لیٹن و گریک اس ملک میں اسی طرح پر بچپن میں پڑھائی جاتی ہے جیسے کہ ہمارے ہاں فارسی اور عربی پڑھائی جاتی ہے — غرض کہ ہر طالب علم یہ بات بیان کرتا ہے کہ میں نالی علم تحصیل کرنا چاہتا ہوں — اسکو پھر اپنی پسند کے موافق کمرے مل جاتے ہیں اور ان میں وہ خود اسباب خرید کر رکھ لیتا ہے + کالج میں ہر صبح کو اول اسکو گرجہ جانا ہوتا ہے † — پھر بعد صبح کے کھانے کے کالج میں تعلیم کے مختلف کمروں میں درس ہوتا ہے — دو سبق روز ہوتے ہیں اور ان کے یاد کرنے میں دن اور شام صرف ہوتی ہے *

لیکن اول ہر طالب علم کو خواہ کوئی علم وہ اختیار کرے ایک امتحان دینا ہوتا ہے جس میں کہ اس کو اول کامیاب ہونا شرط ہے — اس امتحان کے مضامین کچھ ایسے مشکل نہیں ہیں مگر ایسے عام ہیں کہ ہر تعلیم یافتہ شخص کو ان سے واقف ہونی چاہیئے مضامین یہ ہیں *

- ۱ زبان لیٹن جس میں ایک کتاب جر کہ مقرر کر دی جاتی ہے *
- ۲ زبان گریک اسمیں بھی ایک کتاب پہلے سے مقرر کی جاتی ہے *
- ۳ قواعد زبان لیٹن و گریک *
- ۴ اناجیل اربع میں سے ایک انجیل اپنی اصلی زبان گریک میں *
- ۵ ایک کتاب جسمیں کہ عیسائی مذہب کے دلائل بیان ہیں *
- ۶ حساب جبر و مقایہ تھئیرم اقلیدس وغیرہ مضامین مذکورہ بالا کچھ چنداں مشکل نہیں ہیں اور ان میں امتحان بآسانی ہوجاتا ہے مگر بعد اس امتحان کے مضامین مذکورہ ذیل میں سے طالب علم ایک علم تحصیل کرتا ہے *

مضمون اول

علوم میتھس جسمیں داخل ہیں قریب ۳۶ مختلف شاخیں علم کی مثلاً علم ہیئت گردش سیاروں کی علم آب و ہوا علم متعلق بہ گردش زمین وغیرہ *

+ ہر کالج کے متعلق ایک اسباب والے کی دوکان ہوتی ہے جہاں سے کہ اسباب خرید کیا جاتا ہے — طالب علم کو مدرسہ چھوڑتے وقت در تھائی قیمت اس کے اسباب کی ملتی ہے اور وہ اسباب وہی دوکان دار خرید لیتا ہے ۔

‡ جو لوگ کہ عیسائی نہیں ہیں مثلاً یہودی یا مسلمان اُنکم گرجہ میں جانا نہیں پڑتا —

جب کوئی فیلو شامی کرتا ہے تو اس کو اپنی فیلو شپ چھوڑنی پڑتی ہے اور اس کی جگہ پھر اور کوئی شخص جس نے کہ تہذیب علی امتحان دیا ہو فیلو کی راے سے مقرر ہو جاتا ہے — ہر سال ریپ ایک یا دو فیلوشپ کے خالی ہوتے ہیں اور انکی جگہ جو طالب علم ۱۰ اس سال میں مدد امتحان دیتے ہیں مقرر ہوجاتے ہیں *

اکثر یہ ہوتا ہے کہ کوئی شخص علم دوست در یا تین ہزار روپیہ کالج کو اس غرض سے دیتا ہے کہ اس کی سالانہ آمدنی سے اس طالب علم کو جو کہ مضمون خاص میں سب سے مدد امتحان دے انعام ملے — اکثر یہ انعام کتابوں کا ہوتا ہے — ایسے انعام کا نام انٹر اس کے مقرر کرنے والے کے نام پر رکھا جاتا ہے *

ہر کالج کے ساتھ ایک کتب خانہ متعلق ہے جس میں سے طالب علم کتابیں مستعار لے سکتے ہیں — اس کتب خانہ کا ایک داروغہ ہوتا ہے جو کالج سے تنخواہ پاتا ہے *

ہر کالج میں ایک ہال یعنی برا کمرہ ہوتا ہے جس میں کہ شام کا کھانا سب طالب علم اور فیلو ساتھ کھاتے ہیں — اسی کمرہ میں سالانہ امتحان وغیرہ ہوتے ہیں *

ایک اور کمرہ واسطے کونسل فیلو کے ہوتا ہے اور مہینہ میں ایک یا دو دفعہ سب فیلو جمع ہوکر امور مدرسہ کی بحث کرتے ہیں * ہر مدرسہ سے ایک چھوٹا سا گرجہ متعلق ہوتا ہے جس میں سب طالب علم جو کہ عیسائی مذہب رکھتے ہیں صبح اور شام عبادت کرتے ہیں — فیلو میں سے ایک شخص جو کہ پادری ہر عبادت کرتا ہے اور گرجہ کا انتظام رکھتا ہے *

کالج کا ایک پھاٹک ہوتا ہے اور ایک دربان مقرر ہوتا ہے جو کہ وقت معمولی پر شام کو دروازہ بند کردیتا ہے — انٹر قریب تو بچے شام کے پھاٹک بند ہو جاتا ہے بعد اس کے کالج میں کوئی شخص نہیں آ سکتا *

ہر طالب علم پاس دو کمرہ ہوتے ہیں — ان کمروں کا مختلف کرایہ ہے اور طالب علم موافق اپنی حیثیت کے کمرے لیتے ہیں ان دو کمروں میں سے ایک میں پلنگ اور مونیہ دھرنے کی میز اور کپڑوں کی الاری وغیرہ ہوتی ہے — اور دوسرے میں میز اور کتابوں کی الاری اور کرسیاں اور انٹر ایک کوچ ہوتی ہے — یہ کمرہ پڑھنے لکھنے اور دوستوں سے ملنے کے لیئے ہوتا ہے — اس کمرہ کے دروازہ کے دو کواڑ ہوتے ہیں — ایک باہر کی طرف اور ایک اندر کی طرف — جب طالب علم اپنے کمرہ میں نہیں ہوتا تو باہر کے کواڑ کو بند کر جاتا ہے — یا یہ کہ اگر اس کو یہ منظور ہے کہ کوئی شخص اس کے پڑھنے میں ہرج نہ دالے تب بھی وہ باہر کا کواڑ بند کر کے اندر تحصیل کرتا ہے — یونیورسٹی کا دستور یہ ہے کہ اگر باہر کا کواڑ بند ہو تو + کھٹ کھٹاتے نہیں کیونکہ اگر طالب علم کچھ یاد کر رہا ہو تو اس کی تحصیل میں + یہ دستور ہے کہ جب کوئی شخص کمرہ میں آنا چاہتا ہے تو پہلے ہاتھ سے کواڑ پر کھٹ کھٹ کرتا ہے

مضمون دوم

زبان لیٹن و گریک مع تاریخ یونان و روم کی اور حالات مختلف مصنفوں کے جو کہ اگلے زمانہ میں عمدہ عمدہ کتابیں لکھ گئے ہیں مثلاً سقراط اور ارسطو وغیرہ *

مضمون سوم

علم مارل سائنسز جسمیں شامل ہیں فلسفہ (معاصروں حکومت) اور منطق اور پولیٹیکل اکنامی یعنی علم انتظام مدن وغیرہ *

مضمون چہارم

نیچرول سائنسز یعنی علوم قدرت جسمیں داخل ہیں —

علم کیمسٹری یعنی کیمیا *

ایضاً فلزات و معدنیات یعنی علم معدنیات *

ایضاً حیالوجی یعنی علم جمادات *

ایضاً ہتینہ یعنی علم نباتات *

ایضاً زوالوجی یعنی علم حیوانات (مع اندرونی تشریح ان کے جسموں کے) *

مگر مذکورہ بالا میں سے اکثر صرف دو یا تین ایک شخص اختیار کرتا ہے *

مضمون پنجم

علم الہیات یعنی علم متعلق بہ مذہب عیسائی اس امتحان کو وہ لوگ دیتے ہیں جو کہ پادری ہونا چاہتے ہیں۔ اسمیں زبان عبری اور یونانی کی شرط ہے تاکہ قریبت و انسجیل کو اصلی زبانوں میں پڑا سکے۔ — سوائے سائنسوں کے اور کوئی اس امتحان کو نہیں دے سکتا *

مضمون ششم

اصول قوانین اور تاریخ — اس مضمون میں داخل ہیں پرانے قوانین جو کہ روم کیپر میں جاری تھے اور جن پر قوانین اقوام یورپ مبنی ہیں اور وہ قانون جس سے مختلف قوموں کے تنازع فیصل ہونے ہیں اور انٹرنیشنل کہلایا جاتا ہے — اس مضمون میں تاریخ قانون بھی داخل ہے *

مضمون ہفتم

علوم طب و تشریح وغیرہ اسکی مختلف شاخیں اور مضامین ہیں مگر انکا بیان کرنا ضرور نہیں *

مذکورہ بالا سات مضامین سے طالب علم ایک پر اپنی پوری توجہ دیتا ہے اور کالج میں داخل ہونے کے قریب تین سال کے بعد مکان سینٹ ہوس میں (یعنی اُس عالیشان مکان میں جہاں یونیورسٹی کے امتحان ہوتے ہیں اور جسمیں کہ ڈگری عطا کرنے کی رسم پوری کی جاتی ہے) امتحان دیتا ہے اور بصلال کامیابی ڈگری عطا ہوتی ہے اور ایک گون یعنی چٹا اور ایک ڈگری بطور سند عطا ہوتی ہے جنکے پھوس نے کا وہ مستحق ہوتا ہے اور پڑے جلسوں میں اُسکو پہنتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ فلاں یونیورسٹی کی ڈگری حاصل کی ہے — بعد حصول ڈگری وہ شخص اپنی عمر بھر کے لیے یونیورسٹی کا ممبر گنا جاتا ہے اور اُسکو سب حقوق حاصل رہتے ہیں *

اب مختصر حال بیان کرتا ہوں اُن مختلف باتوں کا جو طالب علموں نے خود قیام کی ہیں — اس غرض سے کہ جلسوں میں اسپیش یعنی گفتگو کرنا آوے ایک سوسٹیٹی قیام کی ہے جسمیں مختلف مضامین پر بحث ہوتی ہے — یہ سوسٹیٹی بالکل پارلیمنٹ کے نمونہ پر ہے اور ہر ممبر کو استحقاق گفتگو کا ہے — اکثر وہ لوگ جو کہ پارلیمنٹ کے ممبر ہونے کی تمنا رکھتے ہیں یا پیرسٹر ہونے کو ہوتے ہیں اس سوسٹیٹی میں گفتگو کی مشق کرتے ہیں — مسٹر کلیڈاسٹون وزیر اعظم حال ایک ایسی ہی سوسٹیٹی میں جو کہ اسکورڈ یونیورسٹی میں ہے اپنے زمانہ طالب علمی میں گفتگو کی مشق کیا کرتے تھے اور لارڈ مکالی ہمارے ہاں کی یونین سوسٹیٹی کے زمانہ طالب علمی میں ایک نامی ممبر تھے اور پریسیڈنٹ مقرر ہوئے تھے — یہ عہدہ ممبروں کے درمیان سے ہوتا ہے مگر اکثر سب سے بڑے پرنسپل کے ملتا ہے *

اسی طرح ہر جسمانی مشق کے لیے کلب ہیں اور طالب علم اکثر اپنی فرصت کے گھنٹوں میں دریائے کیم پر (جسپر کیمبرج واقع ہے) کشنی کھیلتے ہیں *

مذکورہ بالا مختصر حال طرز تعلیم یونیورسٹی کیمبرج کا ہوا اب میں چند سطریں اپنی رائے کے بیان کرنے میں لکھتا ہوں کہ ہم ہندوستان کے مسلمان کیونکر اپنی تعلیم کرسکتے ہیں *

تجویز

اس بات کے ثابت ہونے میں اب کچھ شک نہیں رہا کہ جو علوم کہ زبان یونانی سے اگلے زمانہ میں عربی میں ترجمہ کیئے گئے تھے اُن میں سے اب بہت سے تو غلط ثابت ہو گئے ہیں اور باقی کی اب اقوام یورپ نے اس قدر ترقی کر لی ہے اور تکمیل کو پہنچایا ہے کہ پرانے علوم + بدھی صورت کی یہ باتیں معلوم ہوتے ہیں — اس بات کو خیال کرنا چاہیئے کہ ہمارے علم کی کتابوں میں صرف وہ باتیں ہیں جو کہ حکماء یونان نے اپنے خیال و قیاس سے نکالی تھیں — ہاں اس میں کچھ شک نہیں کہ عربی حکماء اور فلسفہ نے اُن کی بہت ترقی کی مگر وہ بھی قریب ہزار برس سے بند ہو گئی اور جو کتابیں کہ اب عربی درس میں ہیں وہ سب نہایت پرانی تصنیفات پر مبنی ہیں — مثلاً علم جغرافیہ ہمارے ہاں نہایت غیر مکمل حالت میں ہے اور عربی کتابوں میں اُسی حالت میں ہے جو کہ تین ہزار برس ہوئے یونان میں تھا جب کہ امریکا کا کچھت حال معلوم نہ تھا اور آسٹریلیا کا کچھت گمان بھی نہ تھا — یورپ کی ترقی اور قریبت سے تمام دنیا پر سفر کیئے گئے اور جزائر وغیرہ دریائے کیئے گئے — جس قدر کہ متقدمین کو زمین معلوم تھی اُس سے اب قریب چوگنی کے معلوم ہے مگر غیات اللغات میں زمین کے نقشہ کو انگریزی نقشوں سے ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ علم جغرافیہ میں کس قدر ترقی ہوئی ہے — غرضکہ سب علوم جو کہ ہمارے ہاں موجود ہیں وہ سب نہایت پرانی حالت رنگ آلودہ میں ہیں اُس سے زیادہ بد قسمتی کی بات یہ ہے کہ اُن + میں علوم دین کی نسبت کچھت بحث نہیں کرتا اور نہ اُنکو شامل کرتا ہوں —

زبان اردو میں علوم کیوں نہیں پڑھاتے بلاشبہ بڑا اعتراض ہی اور گورنمنٹ خود اس بات پر اب توجہ دیگی *

ہماری فرض یہ ہے کہ مسلمان اپنی تعلیم خود سب سے بہتر کرسکتے ہیں اور اگر کوشش و سعی کریں تو نہایت آسانی سے وہ کام کرسکتے ہیں جو کہ گورنمنٹ مشکل سے بھی نہیں کرسکتی *

اس ملک کو دیکھو کہ جتنے بڑے مدرسے اور دارالعلوم ہیں انکو گورنمنٹ سے لگا کر نہیں اور یہاں کے لوگ اپنی تعلیم خود کرتے ہیں اسی یونیورسٹی میں گورنمنٹ ایک حقہ نہیں دیتی اور اس میں کچھ شک نہیں کہ دنیا میں سب سے بڑا دارالعلوم ہی *

پس اب میں کمیٹی قریبی تعلیم مسلمانان کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ اپنی عالی ہمتی اور حب وطن کو اس بات کی کوشش میں کام میں لاریں کہ مسلمان اپنی خراب حالت پر غور کریں اور اسکا علاج اس بات میں سمجھیں کہ ہم میں تعلیم پھیلے — ہم خود مدرسے قائم کریں اور اپنی اولاد کی تعلیم کریں *

مگر سب سے مقدم بات یہ ہے کہ ایک بڑا مدرسہ کسی مددہ شہر میں قائم کیا جائے جس میں کہ طالب علم اس اصول پر تعلیم پاریں جیسا کہ اس یونیورسٹی میں یعنی یہ کہ مدرسہ میں رہنا ہو اور سب ساتھ کھانا کھاریں اور ہر طالب علم الگ الگ دو دو کمرہ لیکر رہے — اور یہ کہ علوم سب زبان اردو میں پڑھائے جاریں اور انگریزی صرف بطور ایک زبان غیر کے پڑھائی جائے بلکہ یہ کہ جسکا دل چاہے پڑھے اور جسکا دل چاہے نہ پڑھے اور جسکا دل چاہے عربی و فارسی میں تکمیل کرے جسکا دل چاہے دین کے علوم تحصیل کرے — فرض یہ ہے کہ ایک ایسا مدرسہ ہو جہاں کہ صرف مسلمان اپنی حسب خواہش تعلیم پاسکیں اور اپنے دین کی تعلیم بھی حاصل رکھیں *

فرض کیجیئے کہ علیگٹھ میں یہ مدرسہ قائم ہو تو اس میں کچھ شک نہیں کہ وہاں ہندوستان کے سب طرف سے مسلمان بآسانی آسکتے ہیں پنجاب اور اودہ و بہار سب سے ریل علیگٹھ کو جاتی ہی اور سفر کی کچھ دسواہی نہیں *

یہ بات کہنا کہ مسلمانوں کو مقدر نہیں بالکل غلط ہی کیونکہ ہر محرم میں ہندوستان کے مسلمان فضول باتوں میں لائہوں روپیہ صرف کردیتے ہیں اور جو کچھ کہ فضول خرچیاں شادیوں میں ہوتی ہیں انکا دسواں حصہ بھی نہایت عالیشان دارالعلوم قائم ہونے کے لیئے کافی ہی اصل یہ ہے کہ سب سے زیادہ دل کی سعی چاہیئے مسلمان کس قدر شوق سے مسجدیں بناتے ہیں مگر اسپتال کا خیال نہیں کرتے کہ جب علم دن بدن گھٹتا جاتا ہی تو مدرسہ بنانے سے دس گنا زیادہ ثواب ہوتا ہی — اگر مسلمانوں کا علم دین خدا ٹھہراستہ جاتا رہا تو مسجدیں کس کام آویں گی اور کیا دائدہ ہوگا *

جیسے مدرسے یہاں سولہ ہیں اگر ایسا ایک بھی مدرسہ مسلمان قائم کرلیں تو کل قوم کی ترقی ہو اور دنیا و دین کے مضائب سے نجات پانے کی ضرورت نکلے *

راقہ —

محمد محمود مہدی عنہ

از ٹریسٹ کالج کیمبرج

یکم نوروزی سنہ ۱۸۷۲ ع

کر بھی اب مسلمانوں نے تحصیل کرنا چھوڑ دیا اور دن بدن دین پر بھی زوال ہی یہہ تر مسلمانوں کے علم کا حال ہی — کی معاش کا حال اور بھی بد تر ہی اور دن بدن بدتر ہوتا جاتا ایک نہایت بڑا حصہ مسلمان شرفاء کا وہ ہی جو نہ اپنی جائداد آمدنی پر گذر کرتے ہیں — بلکہ شاید سب سے دولت مند مسلمان اب جائداد ہیں اس بات کو خیال کرنا چاہیئے کہ ان میں سے بھی اپنی اولاد کی تعلیم فرار واقعی نہیں کرتا — یہہ بیشک اصل لہی — اب اس بات پر خیال کرنا چاہیئے کہ مرافق شرف مسلمان کی جائداد بعد انتقال کے اولاد میں تقسیم ہو جاتی ہی — اس سے یہہ نتیجہ صاف ہی کہ امیر سے امیر مسلمان کی اولاد یا تین پشت میں غریب ہو جاوے گی اور ملکی لوگوں کی کالہی ہو رہی — میں ایسی حالت تنزل سے یہہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ اس برس کے عرصہ میں مسلمان نہایت بے تربیت یافتہ اور ذلیل خوار اور مفلس ہو جاویں گے اور خدا نخواستہ یہہ بات بھی ممکن ہے کہ ہرگز اور زمانہ میں ان کا ہندوستان میں وہ حال ہو جاوے گا کہ ذلیل ترین اقوام ہندوستان کا اب ہی — میں اپنی اس سے کہ اس بات سے سہارا دیتا ہوں کہ معتمد تعلق کی اولاد اب دہلی قریب پوانے قلعہ میں (جس کا نام نخل آباد ہی) بستی ہی — ان میں سے کسی کو پڑھنا لکھنا نہیں آتا اور وہ گھاس کھو کر نی رہتے کھاتے ہیں اور یہہ بھی کہ ہاہزادگان خاندان تیسوریہ — ذلیل طرز پر دہلی میں روٹی کھاتے ہیں اور کسی کو کسی سے نہیں *

مگر کہ ہم اس بات کو خیال میں رکھیں کہ کوئی مسلمان خاندان وجود نہ کسی قسم کی ترقی نہیں کرتا اور یہہ بھی کہ کوئی نیا خاندان اگر جائداد نہیں پاتا (جیسا کہ مغلیہ بادشاہوں کے وقت میں وقت تھا) اور یہہ کہ مسلمان دن بدن گورنمنٹ کے معزز عہدوں پر سے ہرے جاتے ہیں تو میری رنج آمیز رائے ہرگز نادرست نہیں معلوم رکھی *

اس بات کے ماننے جانے کے بعد سوال یہہ ہی کہ کیا علاج؟ اسکا جواب ہم یہہ دیتے ہیں کہ ”تعلیم“ مگر اس کے ساتھ ہی ہم یہہ کہتے ہیں کہ جو طرز تعلیم کہ گورنمنٹ نے اختیار کیا ہی وہ ہرگز ہماری حاجات اور ضروریات کے موافق نہیں — گورنمنٹ کالجوں میں تعلیم صرف انگریزی اچھی ہوتی ہی اور اس میں کچھ شک نہیں کہ عربی و فارسی کی نہایت خراب تعلیم ہوتی ہی — مسلمان نوجوان گورنمنٹ کالجوں میں اپنے مذہب کی تعلیم نہیں پاسکتے اور سب سے بڑی بات یہہ ہی کہ سب علوم انگریزی میں پڑھائے جاتے ہیں جس سے ان علوم کی مشکلات دو چند ہو جاتی ہیں یہہ سچ ہی کہ یہہ سے ایسے علوم ہیں کہ جنکی کتابیں ہماری زبان اردو میں موجود نہیں مگر اس کا جواب یہہ ہی کہ اگر چاہو تو نہایت کم عرصہ میں بہت سی کتابیں ترجمہ ہو سکتی ہیں — اس میں کچھ شک نہیں کہ یہہ بات کہ گورنمنٹ اپنے مدارس میں مذہبی تعلیم نہیں دیتی ہرگز گورنمنٹ پر اعتراض نہیں ہی بلکہ ہر تربیت یافتہ اور دانا گورنمنٹ کو ضرور ہی کہ مذہب کے لگاؤ سے بچے — مگر یہہ بات کہ

شکریہ صحت

۲۷ فروری سنہ ۱۸۷۴ء روز سہ شنبہ کو ساڑھے نو بجے مسلمانان بنارس نے سجدہ شکر صحت ہزار ایک ہائینس پرنس آف ویلز کا بدرگاہ خداوند کریم ادا کیا اور عربی خطبہ کے بعد جو مناجات اور شکریہ اُردو میں پڑھا گیا اور جس کے خاتمہ پر سجدہ شکر ہوا وہ یہ تھی *

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ای خدا ای خدا بے شک خدا تو ہی ہے تیرے سوا کوئی نہیں
 ای خدا ای خدا بے شک تو ہی ازل ہی اور تو ہی ابدی ہی تیرے سوا
 کوئی نہیں تو ہی ہمارا خالق ہی اور تو ہی ہمارا مالک تو ہی ہمارا
 معبود ہی اور تو ہی ہمارا مسجود تو ہی ہماری دعا ہی اور تو ہی
 ہمارا مدعو تو ہی ہمارا مقصد ہی اور تو ہی ہمارا مقصود الہی ہم
 تجھی کو چاہتے ہیں اور تجھی سے چاہتے ہیں الہی ہم تجھی کو
 مانگتے ہیں اور تجھی سے مانگتے ہیں ای میرے پیارے اللہ ہمارا دل
 ہماری جان ہماری روح تیری ہی ہے اور تیرے ہی لیٹے ہی ای قادر
 مطلق خدا یہ تمام قوی جو ہم میں ہیں تجھی سے ہیں اور تیرے ہی
 لیٹے ہیں پس اپنی چیز کو اپنی ہی مرضی کے تابع رکھو *

الہی ہم اپنے گناہوں سے اقرار کرتے ہیں ہماری شامت اعمال نے
 ہمکو گناہوں کے کالے دریا میں ڈبو دیا ہی الہی ہم نے تیری تصویر کی
 ہی اور تیری امانت میں خیانت کی ہی جو چیزیں تیرے ہمکو جن
 کاموں کے لیئے دی تھیں اُن سے ہم نے وہ کام نہیں لیا الہی ہمارے نفس
 امارہ نے ہمکو بہکایا اور گناہ میں ڈالا الہی ہم نے تیری نافرمانی کی
 اور تجھ سے یکتا خدا کی حکم سنوئی کی ہم پال پال گنہگار ہیں
 گناہوں کے کالے دریا میں غرق ہیں مگر تیرے ہی سہارے کی اُمید
 ہی پس اے ہمارے غفور الرحیم خدا ہماری دستگیری کر اور ہمکو
 گناہوں سے نکال اور آپ رحمت سے ہمارے گناہوں کو دھو اور ہمارے
 دل کو برف سے زیادہ سفید اور اپنی ذات کے نور سے سورج سے بھی زیادہ
 چمکیلا کر *

اے خدا تو بے شک بے نیاز ہی تیری بے نیازی ہم کو تسلیم ہی مگر
یا تو ہم سے بھی بے نیاز ہی گیرم کہ غمت نیست غم ماہم نیست
ہمیں نہیں حاشا و کلا تو ہمارے ما واپ ہے بھی زیادہ ہمارا غمخوار
لی جیسے کہ ہم تجھ سے بے نیاز نہیں ہیں ویسا ہی تو بھی ہم سے
بے نیاز نہیں اے خدا اے خدا ہمارا اور تیرا یہہ رشتہ کہ تو ہمارا
بدا ہی اور ہم تیرے بندے اور تو ہمارا خالق ہی اور ہم تیری
مخلوق کبھی ثروت نہیں سکتا اے ہمارے عظیم الشان خدا اگر تجھ کو
دے دے فدا الجلال وحدۃ لا شریک ہونے کی عزت و جلال ہی تو ہم کو بھی
دے بندے ہونے پر بہت ہی کچھ فخر ہی پس اپنے جلال کو دیکھ
اپنے بندوں کی دستگیری کر *

الہی ہمارا دل اور ہماری جان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
سلم خاتم النبیین و رحمۃ اللعالمین پر ندا ہو جنکو تو نے ہماری ہدایت
کے لیے بھیجا اور جنکی ہدایت سے ہم نے تجھکو جانا بس تجھ سے
ہم نے رسول اللہ کو پایا اور محمد رسول اللہ سے تجھکو —

محمّد از تو می‌خواهم خدا را * خدایا از تو خواهم مصطفیٰ را
پس اے خدا تر همیشه ہمکر اُنکی راۃ پر رکعت اور اُنبر اور اُنکی آل
و اصحاب پر اپنی رحمت نازل کر اللہم صل علی محمد و علی آل محمد
کما صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید *

اے مسلمانوں جان لو کہ ہمارا دین اسلام بالکل سچائی اور بالکل نیکی ہی ہمدردی اور محسن کی احسانمندی اور تمام خلائق کی حیر خراشی بہت بڑا دین اسلام کا ہی جس طرح ہم کو اپنے خدائے پاک کا شکر کرنا ہی اسی طرح ہم کو اُس انسان کا بھی شکر کرنا ہی جس کا احسان ہم پر ہی بادشاہ عادل کا احسان اپنی رعیت پر جیسقدر کہ ہوتا ہی اتنا احسان کسی انسان کا کسی انسان پر نہیں ہو سکتا پس ہمارا سچا مذہب اور ہمارا روشن ایمان ہم کو یہ تعلیم کرتا ہی کہ ہم دل سے بادشاہ عادل کے شکر گزار ہوں نورپرواں جو ایک آتش پرست بادشاہ تھا مگر عادل اُس کے عہد میں ہونے سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی حرشی و خوشنودی طاہر فرمائی ہی پس بادشاہ عادل کا کسی رعیت پر مستولی ہونا در حقیقت خدا تعالیٰ کی اپنے بندوں پر رحمت ہی اور بلا شبہ تمام رعیت اُس عادل بادشاہ کی احسانمند ہی پس ہم رعایاے ہندوستان جو ملکہ معظمہ و کثرتا دام سلطنتها ملکہ ہند و انگلند کی رعیت ہیں اور جو ہم پر عدل و انصاف اور بغیر قومی یا مذہبی طرمداری کے حکومت کرتی ہی سرتاپا احسانمند ہیں اور ہم پر ہمارے پاک اور روشن مذہب کی تعلیم سے ہم کو اُس احسانمندی کا ماننا اور اُس کا شکر بجا لانا واجب ہی رعایا کی بادشاہ عادل کے ساتھ ہمدردی یا احسانمندی صرف اُس کے رنج و راحت میں شریک ہونا ہی شکر خدا کا کہ رنج کے دن گئے اور خوشی میں شریک ہونے کے دن آئے یعنی ہماری ملکہ معظمہ کے فرزند ارجمند ولیعہد ہند و انگلینڈ ہز رایل ہائینس پرنس آف ویلز جو نہایت بیمار ہو گئے تھے اُنہوں نے صحت پائی اور خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اُنکو شفاء کامل عطا فرمائی جس کا شکرانہ بدرگاہ شایہ حقیقی ادا کرتے کر آج کا دن مقرر ہوا ہی پس ہم خدا تعالیٰ کی اس مرحمت عظمیٰ کا دل سے شکر ادا کرتے ہیں ہم یقین کرتے ہیں کہ تمام بلاؤں کا ڈالنے والا اور بیماری سے بیماروں کا شفا دینے والا صرف وہی ایک خدا ہی جس کا کوئی شریک نہیں اور ہم خدا تعالیٰ کی تمام نشانیوں پر ایمان رکھتے ہیں و قد قال اللہ تبارک و تعالیٰ انما یومن بآیتنا الذین اذا ذکروابھا خررا سجداً و سجوداً بعمد و بہم و ہم لایستکبرون *

— ۱۵۱ —

سید احمد

بمقام علیگڑہ — مطبع علیگڑہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور باہتمام

حافظا محمد عبدالرزاق کے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۳]

۲۰ محرم الحرام سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[جلد سوم]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور کنٹریبوشن کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس ببقام ہذا اس بھیجا جاوے غرض تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے انہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میر مندرج نہیں ہوتے۔ مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط ارہا اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و تصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے احوا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساتھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یگانہ خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہ ہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ سے اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۷۳

خط معہ جواب

ادب من سید مہدیعلی صاحب زادہ لطفہ

مد سلام مسنون کے مدعا یہ ہے کہ آپ میرے پرائے دار ہیں
وے عزیز اور بھائی ہیں اس لئے مجھے اُمید ہے کہ آپ میری
ر سے جو صرف براہِ معصیت کرتا ہوں ناراض نہ ہونگے بھائی میرے
نہایت افسوس ہے کہ تم سید احمد خاں کی معصیت میں
شب ہو گئے اور اُسکا قصور تم میں بھی آگیا اور اُسکے خلیفہ مشہور
یہ وہ وعظ کا کھٹا اور مجلس میلاد میں ذکرِ خیر کرنا اور علماء کی
کرنا اور اسلام کی وضع کا لحاظ رکھنا سب تم نے چھوڑ دیا اور اُسی
مقام کی طرح تم مضامین لکھنے لگے تقلید کے قارک ہو گئے علماء سے
مخالفت کرنے لگے وضع اپنی لباس و عرواک میں بدل ڈالی سر بھائی
ب بھی کچھ نہیں بگرا تم اُسکی معصیت چھوڑو اور اپنے آپ کو بدنام
کر آئندہ اختیار ہی والسلام علی من اتبع الهدی *

جواب خط

جناب بھائی صاحب آپ کا نصیحت نامہ جسکے لفظ لفظ سے معصیت
ی ہو آتی تھی اور جسکی ہر سطر سے درد اور دلسوزی ظاہر ہوتی
ہے، مہینے پایا میں دل و جان سے اُسکا شکر کرتا ہوں اور نہایت ادب
اُسکا جواب لکھتا ہوں *

بھائی صاحب جب تک مہینے سید احمد خاں کو نہ دیکھا تھا اور اُنکے
اصلی حالات اور مذہبی خیالات سے مجھے ناواقفیت تھی میں سب سے
مکر اُنکا دشمن تھا بلکہ اُنکے العاد اور ارتداد اور تنصر کا قایل تھا
جب سے میں اُن سے ملا ہوں اور اُنکے حالات اور خیالات مجھکو
وم ہوئے ہیں تب سے مجھے اُنکی سچائی اور ایمان اور اُنکے مفاید
خوبی اور اُنکے مذہبی خیالات کی صفائی کا ایسا یقین ہو گیا ہے کہ
شعب الغلام مازدہات یقیناً *

میں اُنکے مذہبی خیالات کی خوبی اور صفائی کا صرف اقرار ہی نہیں
بلکہ اس پر حیرت بھی کرتا ہوں کہ ایسے زمانہ میں جبکہ اکثر
کے دلوں سے سچائی اور حق کی تحقیق کا نور جاتا رہا تھا اور
دواج کی پابندی اور ہندوؤں کی تقلید اور مرام کی تگاہوں میں
وقت پیدا کرنے کی آرزو اور ریائی اتقا اور قورع کی شہرت کے
باعلانہ تعصبات میں لوگوں کو مبتلا کر رکھا تھا اور تقلید نے
اہیاء کے ادراک کی قوت کو جو ہر انسان کی نظرت میں خدا
ہے معطل اور بیکار کر دیا تھا اور خدا و رسول کی اصلی ہدایتوں
س حکموں سے چشم پوشی کر کے لوگوں نے زید و عمرو کی روایات
وے قصص و حکایات پر دین و مذہب کا مدار ٹھہرا رکھا تھا

اور مذہبی احکام کے عل اور اغراض اور اسرار کی تحقیق کا شوق
دلوں سے جاتا رہا تھا اور ہوادری کی شرم اور جمہور کی مخالفت نے
خوف اور نفرت کے قوی کے قریب حق و باطل میں تمیز کرنے کی راہ
بند کر دی تھی کیونکہ ہماری ہی قوم میں سے ایک شخص کو حق کی
تحقیق کا خیال آیا اور کس طرح حقایق اشیاء کے ادراک پر متوجہ ہوا
اور کیونکہ اسلام کی معصیت نے اُسکے دل کو ایسا قوی کر دیا کہ حق کے
ظاہر کرنے اور سچی راہ پر جانے اور تقلید کے چھوڑنے میں نہ ہوادری
کا خیال کیا نہ جمہور کی مخالفت سے قرا نہ نفرت کے قوی سے حابف
ہوا فلله درہ و علی اللہ اجرہ *

پس بھائی صاحب جب میرے دل میں اُس شخص کی نسبت اسلام
کی معصیت کا یہ خیال ہو تو میں کیونکر اُسکی معصیت چھوڑوں اور
کس طرح اُسکو برا سمجھوں سچ یہ ہے کہ جس طرح آپ اور اُور واقف
لوگ صرف اسلام کی وجہ سے اُن سے عداوت رکھتے ہیں ویسا ہی میں
فقط اُنکے سچے ایمان کے سبب سے اُن سے معصیت رکھتا ہوں و لباس
یما یعضون مذہب *

حضرت مولوی ہرنا تقیہ پنجابا عربی مہمہ سر پر پائندہ لینا ہوا
دانہ کی تسبیح زبٹوں کی زیب گل فرمالینا قیام نورانی سے بدن کو
مزین کر لینا مقدس و ابرار اور شیخ وقت ہرجانا مجلس وعظ میں
تکات و اسرار بیان کر کے سامعین کو ہلا دینا خانقاہ میں بیٹھ کر تصوف
کے دقائق اور توحید کے نکات ارشاد فرما کر سننے والوں کو رجد میں لے آؤ
یا کسی مزار و درگاہ میں جاکر موبدان باصدق و صفا کر حلقہ ترجمہ
میں بیٹھا کر عرض کی زیارت کرا دینا آسان ہے اور نہایت آسان ہے
مگر مشکل اور سب سے زیادہ مشکل ہے مسلمان ہونا اور خدا سے
یکرنگی اور یکدلی کے ساتھ معاملہ رکھنا اور رہا اور مکر اور نفاق
سے بچنا *

شراب پیکر مردار کھاکو ملائیت سب کے سامنے اقرار کر دینا اور مہمہ
پر چڑھ کر اپنے اصلی حالات اور اپنے دلی خیالات کا خطبہ پڑھ دینا اسلام
کی سچائی ہی نہ کہ نورانی کرتہ پہنکر اپنے داغوں کو چھپانا اور
عربی مہمہ باندہ کر اپنے تئیں مقدس جتانا اور میٹھی میٹھی باتیں
کر کے اپنے آپکو حضرت اور شیخ بنانا اور قرآن کے دام میں موٹی موٹی
چوڑوں کا شمار کھیلنا اور روکھی روکھی صورت پنا کو لقمہ تو نوشی
فرمانا اسلام سے اور اُن مکاریوں سے کیا نسبت —
مرد این را نشانے دیگر است

بھائی صاحب افسوس ہے کہ آپ لوگوں نے سید احمد خاں کی حقیقت
اب تک نہیں جانی اور تعصب اور تقلید یا بغض اور حسد نے اُن کی
خوبیوں کو آپ کی نظروں سے چھپا دیا ورنہ آپ لوگوں کی دینی اور

دنیاوی پہلائی کے لیئے جو کچھ انہوں نے کیا ہی اور کر رہے ہیں اُسکا شکر آپ لوگوں سے ادا نہرتا اور جو کچھ اُنکے مسامی جلیلہ سے فائدہ ہوا اُس سے آپ معصوم نہ رہتے مگر اُمید ہی کہ آئندہ آنیوالی نسل اُنکے پوتے ہوئے بیچ کا پھل پادے اور آپ لوگوں کی اولاد اُن کے دست و بازو کا شکر ادا کرے ان اللہ فیضیہ اجر المصنوعین *

امام کی مخالفت کا الزام اُن کی نسبت کرنے سے مجھے کچھ تعجب نہیں ہوتا کیونکہ اگر اس مہلک بیماری میں آپ لوگ مبتلا نہ ہوتے اور تقلید نے اسلام کو مجروحہ قصص و حکایات نہ بنا دیا ہوتا اور زید و عمرو کے اقوال اور یہاں و فلاں کی رائیں مثل وحی کے واجب الاتباع نہ سمجھی جاتیں تو اُن کو مخالفت کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوتی اور تصفیق کے جھنڈے کا پرچم کھولنے پر اُن کا ہاتھ ہی نہ اُٹھتا آپ کی تقلید اور اتباع اقوال قدما کی مالکیر مصیبت ہی نے اُن کو اس طرف متوجہ کیا اور اُسی توجہ نے یہہ شر و شغب ہندوستان میں مچا دیا ہی مگر سچ یہہ ہی کہ اگر چندے ہندوستان کے مسلمان اسی نیند میں سوتے رہتے اور حضرات علماء قصے کہانیوں کہہ کہہ کر آئندہ آنے والی نسل کو بھی خواب غرغوش میں سلا یا کرتے اور کڑی اُن کا چونکانے والا اور گازیانہ لیکر جگانے والا نہ ہوتا اور لوگ اسی طرح تقلید کے پابند رہتے اور مخالفت جمہور کے خیال سے تصفیق کا شوق نہ کرتے بلکہ ہر بات کی صحت و غلطی کے ادراک کے لیئے اپنے پرانے نسفوں اور لعل کتابوں ہی کے کھرانے کی بدعات میں مبتلا رہتے اور خدا اور رسول کے کلام کو چھوڑ کر پرانے لوگوں کے قولوں ہی پر تصفیق کو منحصر سمجھتے اور حضرات علماء رحمۃ اللہ علیہم نعصب کے سبب سے یا اپنے خیالات کی غلطی کی وجہ سے یا اپنے تفتہ اور تورع کی اشاعت کی نظر سے کفر کے فتور، سے درایا کرتے اور ہم لوگ بھی جنس و زوج کی کنجیاں اُنہیں کے اختیار میں اور رضواں خاؤں جنس اور مالک داروغہ جہنم کو اُنہیں کا نوکر سمجھ کر اُن کی تحریر ہی پر اپنے آپ کو قطعی جتتی اور یقینی دروزخی سمجھا دیتے اور اُن کے کفر کے فتور کے قدر سے نہ تصفیق حق کا قصد کرتے اور نہ جس کیجڑ اور دل دل میں پھانسی ہوئے تھے اُس سے تکلنے پر کمر ہمت باندھتے تو بلاشبہ دین و مذہب کو مرنیدہ پڑھتے اور اسلام اور ایمان پر توحہ کرنے اور سچائی اور صفائی پر ماتم کرنے کا وقت آگیا تھا لا العلم ہم ادنا للطریق و قد شغل عنہم الزمان ولم یبق الا المردسون و قد استحوذ علی افئدہم الشیطان و استخوانہم الطغیان و اصبح کل واحد منہم بما جمل حلقہ مسعرا بصر یوری المہررف منکراو المنکر مہررفا *

یہاں صاحب میرے اوپر بھی ایک ایسا زمانہ گذرا ہی کہ میں علماء کی مخالفت کو ارتداد اور العناد کہتا تھا بلکہ عربی عبارت میں

جو کتاب لکھی ہوتی تھی اُس کے ایک فقرہ سے انکار کرنے کے بد اعتقادی جانتا تھا اور آپ کی طرح ہر عالم اور ہر مولوی کی کو کالوہی المنزل من السماء سمجھ کر اُس پر یقین کرتے کو ا کا نتیجہ سمجھتا تھا مگر ایک روز امام فزالی رحمۃ اللہ علیہ کتاب کی چند سطروں کو دیکھ کر میں بد اعتقاد ہو گیا اور حضرا علماء کے اقوال اور رائیں کے اتباع کرنے اور اُن کی ہر بات کو سچ جانے اور اُن کے ہر امر میں تقلید کرنے کو ضعف اسلام کا ثمرہ سمجھنے لگا اور مخالفت جمہور کا جو خوف میرے دل میں تھا وہ بالکل جاتا رہا امام صاحب ارل تو حضرات علماء کی نسبت لکھتے ہیں کہ ”اُنہوں نے علم کی حقیقت کو نظروں پر منحصر کر دیا ہی اور تبدیل الفاظ سے لوگوں کو دھوکہ میں ڈال دیا ہی نفہ اور حکمت اور تصرف اور کلام کو حرام مال پیدا کرنے کا دام بنا رکھا ہی اور جو مراد خدا اور رسول کی ان لفظوں سے تھی اُسے بدل دیا ہی اور اپنی وصف گزینی اور قصہ خروانی اور فصاحت و بلاغت اور اصطلاحات جدیدہ اور عبارات مزخرفہ پر علم دین کا مدار ٹھہرا رکھا ہی“ اور پھر امام صاحب مخالفت جمہور کی نسبت لکھتے ہیں کہ ”یہاں مانع تصفیق حق کا مخالفت جمہور کا خیال ہی کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ سب لوگ ہمکو مسجفون و دیوانہ بتا دیتے اور ہم سے مسٹرکی اور ٹھٹھہ کر دیتے اسلیئے اگر ہم باطل پر ہیں تو خیر کیا مضائقہ ہی جو سب کا حال ہوگا وہی ہمارا ہوگا مگر اقتبہ جتنے دارود مگر ایسے خیال کرنے والے کو سرچنا چاہیئے کہ اگر اُس کے ساتھی قریبے لگیں مگر وہ ایک کشتی پالے اور اُس پر سوار ہو کر بچنے پر یقین کرے اور اُن کے چھوڑنے پر اپنی نجات سمجھے تو کیا اُس وقت لوگوں کا ساتھ دینا اور اپنی نجات کے فریمہ کو چھوڑ دینا کڑی نادان بھی ایسی رفاقت کو پسند نہ کریگا ولم یہلک انکار الاموات اہل زمانہم حیث قالوا انا وجدنا اباہنا علی امتہ و انا اثارہم مفتدون“ *

حضرت من بلا شبہ تصفیق حق کا یہاں مزاحم یہی خیال مخالفت جمہور کا ہی اور جاہلانہ خوش اعتقادی ہی راہ راست کے ڈھونڈنے کی بڑی مانع ہے اچھے پڑھے لکھے یہی خیال کر کے کہ اگلوں نے کڑی بات نہیں چھوڑی اور سارے امور کی تصفیق کر لی ہی قصد ہی نہیں کرتے کہ اصلیت اور حقیقت کو کماہی ہی دریادہ کریں مگر وہ لوگ خیال نہیں کرتے کہ سب اگلے اور سارے بزرگ یہی کرتے آئے ہیں اور تصفیق ہی کے سبب سے وہ بزرگ اور معفق کہلائے ہیں اگر ائمہ دین اور مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین یہہ خیال کرتے کہ اگلے سب کچھ کر گئے ہیں تو اصول فقہ اور فقہ کی قدریں کا کب قصد کرتے اور پھر آئندہ علماء اسلام علم کلام کے اصول و فروع کی تمہید کا کپڑا لوانہ کرتے

کی تشریح کرتے ہوئے اور کمال عربی سے بڑھان ترسی اور بڑھان علمی کو ثابت کرتے ہوئے اور صدرا کی مثنیٰ بالکریز کے مقدمے حل کرتے ہوئے ملک العلماء اور پھر العلوم کے حاشیہ کھولے ہوئے اور میرزا محمد مرقاۃ کے منہجی نہایت خوش تقریری سے طالب علم کو سمجھاتے ہوئے حالانکہ اگر وہی حضرت علامہ فہاسی اُن مسائل حکمیہ کو مسائل جدیدہ سے مقابلہ کریں اور اُس طرز تعلیم کو جو اب جاری ہی دیکھیں تو وہ خود اقرار کریں گے کہ ہم جہل مرکب میں گرفتار ہیں اور اپنی اور اپنی قوم کے لوگوں کی مرفضول بحثوں اور مباحث باتوں میں ضایع کرتے ہیں اور پوچھ لپچھ بیپرواہ باتوں کو علم اور حکمت سمجھتے ہیں * مگر غزوات علم اور شہرت فضیلت اور غیرت زہد و تقویٰ حضرت مولانا کی ایسی بلاد جان ہی کہ وہ کب اُس تقلید سے نکلنے اور علوم و فنون جدیدہ کے دریافت کرنے اور موافق حال اور ضرورت وقت کے علوم مفیدہ کی تعلیم کرنے کا ارادہ کر سکتے ہیں *

اگر علوم و فنون سے بھی قطع نظر کی جاوے اور دین و مذہب پر خیال کیا جاوے تو اُسی تقلید کے سبب سے اُس کا بھی حال ابتر ہی اول تو تقلید ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کی ایمان کی نشانی سمجھی جاتی تھی اب ہر خاندان میں اُس خاندان کے بزرگوں کی چال و چلت کی تقلید نشانی اسلام کی خیال کی جاتی ہی اور ہر رسم کی ٹھیک ٹھیک پابندی پرہیزگاری اور دینداری سے تعبیر کی جاتی ہی اگر کسی پر شک ہو تو وہ حضرات صرفیہ کرام کی خاتقاہوں اور مشائخ عظام کی درگاہوں اور حضرات علماء کے وعظ کی مجلسوں اور عاشقان اہلبیت کے امام ہزاروں میں ذرا قدم رنجہ فرماوے اور خدا کی کتاب کو ہاتھ میں لیکر اُن کے عقائد و اعمال کو اُس سے ملاوے اور انصاف کرے کہ اُس میں اسلام کتنا ہی اور کفر اور شرک اور بدعت کس قدر *

امور دنیوی پر اگر خیال کیا جاوے تو بھی بلا تقلید ذلت و اہوار کے نتیجے دکھا رہی ہی معاشرت کے طریقے زندگی بسر کرنے کے قاعدے معاش حاصل کرنے کی تدبیریں مخالفت اور مجالست کے طور شاہی اور علمی کی رسمیں جو کچھ ہیں وہ سب تقلیدی ہیں اور گو خود ہمارے بھائی بعض یا اکثر باتوں کی پرائی کے مقرر ہوں اور اُس کی پابندی کو ذریعہ ذلت اور رسوائی اور افلاس اور فالیقی کا سمجھتے ہوں مگر وہی ترک تقلید اور مخالفت جمہور کا خوف کچھ کرنے نہیں دیتا اور کسی پر اُس پابندی سے نکلنے کی جرأت نہیں ہوتی *

پس بھائی صاحب ایسی حالت میں جب کہ تقلید اور پابندی رسم کی سیاہی نے دل کو تاریک کر دیا ہو اور وہ نور جسے عقل کہتے ہیں چھپ گیا ہو اور سارے عقیدے اور اعمال تقلیدی ہو گئے ہوں اور غیر قومیں ہمارے تمصب و جہالت پر خندہ زن اُھارے کرتی ہوں اور ہب و روز کتابیں اور اخبار ہماری ذلت کی باتوں سے سیاہ کیئے جاتے ہوں اگر خدا

نے علوم معقولات کی اشاعت پر حضرات علماء کب ترجیح دے جو ترقیاں علمی اسلام میں ہوئیں وہ کیونکر ہوتیں اگر لمائوں کی طرح وہ حضرات بھی خوش اعتقاد ہوتے اور اُن کے خیال سے تحقیق کسی چیز کی نہ کرتے اور جن علوم اور حاجت ہوئی گئی اُس کی تدوین نہ فرماتے اور تقلید میں پھنسے رہتے تو اسلام میں آج تک نہ کوئی عالم ہوتا نہ کوئی مجتہد کہلاتا نہ کوئی محقق پس ہم لوگوں کی جہالت اور بد نصیبی ہی جو ہم تحقیق کو مخالفت علماء سمجھتے ہیں اور اجتہاد اور حقیقت اشیا کے ادراک کو غامضی جانتے ہیں اور ساری تحقیقاتوں اور تمام اشیا کی باتوں کے دریافت کو اپنے اگلوں پر منحصر اور ختم سمجھتے ہیں ہم الاول قول القائل انا ہر کم ترک الاول للاخر وهذا هو قول الذی علیہ یحکم و من ذنب الی غیرہ لم یبتد الی سوا السبیل فان فضائل اہل بیت معصروۃ فی قوم ولا معصنۃ یہوم دون ہر *

بھائی صاحب اس تقلید اور پابندی مراسم نے جیسے بد نتیجے اسلام مسلمانوں کے حق میں پیدا کیئے ہیں اُس پر اُس شخص کو روٹا آتا جو ان باتوں پر غور کرتا ہی اور جو مسلمانوں کے علوم و فنون اور بد و اعمال کو نظر غور سے دیکھتا ہی مگر حضرات علماء اور اہل ہمارے نرم کے وہ آنکھ ہی نہیں رکھتے جس سے ان خرابیوں کو دیکھیں وہ دل ہی نہیں رکھتے جس سے اپنی قوم کے تفرقات روز افزوں کو دیکھیں وہ تو ایمان اور اسلام اور روح اور تقویٰ اور تہذیب اور مدار کی اسی پر منحصر سمجھتے ہیں کہ تیلی کے پیل کی طرح آنکھ ہمتی پاندھکر رات دن ایک محدود تنگ دائرہ کے اندر گھومنا کریں اُن وسیع میدانوں کو جو تفتتہ جنس کی طرح ہر قسم کے گل سے آراستہ ہیں آنکھ اُٹھا کر دیکھیں نہ دیکھیں *

اسی تقلید کا سبب ہی کہ مسلمانوں کے علوم گھٹ گئے اُنکے عقائد کی بگڑ گئے اُن کے اعمال ہندوانہ ہو گئے اُن کی دنیوی ترقیاں رک اُن کی عزت اور منزلت جاتی رہی غیر قوموں کی نظروں میں ہو گئے تریب یافتہ لوگ جاہل سمجھنے لگے اگر کسی کو شک ہو متحان کر لے اور اپنی آنکھ سے دیکھ لے *

کسی ایسے بڑے سے بڑے نامی مدرسہ میں جاکر تعلیم کی کیفیت جس کے مدرس کوئی بڑی مشہور منطق اور نامی فلسفی اور معقول و منقول حاری نروع و اصول ہوں کہ وہاں بھی جاوے چمکتا اور پابندی رسم کا نور جھلکتا ہوگا حضرت استاد رہا ان نہایت عربی اور کمال قابلیت سے اسطفاست اربعہ کی کیفیت مائے ہوئے اور نہایت فصاحت و بلاغت سے طبیعات کے مسائل

تحریف الفاظ علوم

میں ایک جگہ جمع کر کے بہ طرز مناسب صرف کیا جاوے تو خود مسلمان دیکھیں کہ اُنکو کیسی ترقی ہوتی ہے اور اُنکی اولاد کیا عزت حاصل کرتی ہے *

فرض کہ اس زمانہ میں بھلا کام مسلمان کا یہ ہے کہ وہ شریک کی طرح تقلید اور رسم کی پابندی چھوڑے اور اپنی گردن کو اس پھانسی کے پھندے سے نکالے اور کفر کے قتل اور برادری کے طعن سے نہ قترے اور جب تک مسلمان یہ نہ کریں کہ تب تک ہمارے نزدیک کوئی اُمید اُنکی ترقی کی نہیں ہے الا ان یشاء اللہ پس بھائی صاحب وہ شخص جس نے بھلا یہ کام ہندوستان میں کیا ہے اور جس نے فقط اسلام اور مسلمانوں کے پیچھے اپنا وقت اور مال بلکہ اپنی جان کو قربان کیا ہے وہی ہے جسے لوگ سید احمد کہتے ہیں اور جس پر ہزاروں طعن کفر اور ارتداد کے ہوتے ہیں اگر معصیت قومی کی کچھ حقیقت آپ کو دریافت کرنی ہو تو ذرا اُس کے پاس آئیے اور اُس درہ کو اُسکے دل سے پوچھیں اور اس جاسوس مصیبت کا افسانہ اُسی ملحد کی زبان سے سنیں *

بشراں سورے کلبہ احزان اور ہبی
تا بنگری کہ عشق تو با ارچہ میکند

راقہ

مہدی علی دہلوی ملکٹر مرزا پور

نمبر ۷۳

تحریف الفاظ علوم

اس زمانہ میں جو علم شرعی علوم سمجھے جاتے ہیں اور جو باتیں بڑی دینداری اور ایمان کی خیال کی جاتی ہیں جب اُسکی حقیقت پر غور کیا جاتا ہے اور خدا و رسول کے کلام سے اُسکی تطبیق دیجاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ علم حقیقت میں شرعی علوم ہیں اور نہ وہ باتیں فی نفسہ دینداری اور ایمان کی ہیں بلکہ دنیا طلبی اور نفس پروری اور غرور و حب جاه کے سبب سے لوگوں نے تہذیب کر کے شارع کے مقصود کے برخلاف اُن علموں کی حقیقت کو چھپا کر اور اپنی بنائی ہوئی باتوں پر اطلاق دینداری اور ایمان کا کر کے لفظوں کے التباس سے لوگوں کو دھوکہ اور مغالطہ میں ڈال دیا تاکہ اِس فریب سے وہ لوگ علماء رہائی سمجھے جاویں اور نائب رسول اور جانشین نبی نہریں *

بلاشبہ وہ علم اور وہ باتیں فی نفسہ سلف صالح اور قرن صحابہ میں شرعی علوم اور دین کی باتیں تھیں اور اُنکے جاننے والے بڑے دیندار بلکہ نائب رسول تھے مگر اب اُس میں ایسی تہذیب اور تبدیل و تغیر ہو گئی ہے کہ سوائے لفظوں کے اُن کے معنی ہی باقی نہیں رہے اور جو مراد اُن علموں سے اُسوقت لیجاتی تھی وہ بالکل فوت ہو گئی ہے اب اُن علم کے جاننے والوں کا اپنے آپ کو محقق اور مدقق

کسی کی آنکھ کھولے تو وہ کیا کرے یا کہ جمہور کی مراقبت کرے جاہلانہ تقلید کی دلدل میں پھنسا رہے یا اسلام کی معصیت اور اپنی قوم کی ہمدردی کے جوش میں آکر خود اپنا پاؤں اُس کیچڑ سے نکالے اور اپنے بھائیوں کے نکلنے کی خواہش کرے *

بھائی میرے برا مائدہ کی بات نہیں ہے لیکن آپ لوگ ہمدردی و معصیت قومی اور ملکی ترقی اور اسلام کی روٹھنی پھیلانے کی حقیقت ہی سے ناراض ہیں اور اُس کے اصول ہی سے پیچھے ہیں سچ یہ ہے کہ یہ الفاظ آپ کے نزدیک مہمل اور بے معنی ہیں ورنہ کیا اب تک مسلمانوں کی یہی حالت رہتی اور آئندہ کس سوائے تنزلات روز افزوں کے کوئی بھی صورت قریبی کی نہ دکھائی دیتی میں یہ نہیں کہتا کہ ہمارے بھائی سفارت نہیں کرتے فیاضی ظاہر نہیں فرماتے اب تک خدا کے فضل سے ایسے بلند حوصلہ عالی ہمت صاحبِ جود و سخا موجود ہیں کہ لاکھوں روپیہ ایک دم میں صرف کر دیتے ہیں لیکن چاہیئے کہ پنے بھائیوں کی بھلائی میں کچھ خرچ کریں اس کا کیا ذکر ہے *

اُن بد معاشرے نالایفوں کا کچھ ذکر نہیں جو فواحش اور اور معصیت کے کاموں میں اسراف کرتے ہیں بلکہ ہم اُن بلند سمتوں کا ذکر کرتے ہیں جو اپنی شہرت اور عزت اور دین کے لئے کچھ صرف کرتے ہیں جب اُن کے اسراف پر نظر کی جاوے تو معلوم ہوگا کہ وہی تقلید اور پابندی رسم کی اُن کے روپیہ کو برباد کرتی ہے اور جو ترقی شہرت اور بے اصل عزت کے حاصل ہونے کی تمنا ان کا روپیہ لڑاتی ہے *

کیا کسی نے سنا ہے کہ سوائے ہادی یداعہ میں ہزار ہا روپیہ لگانے یا بھائیوں کو تر رہہ بندی کھانا تقسیم کرنے یا بڑی بڑی عالی شان عمارتیں بنانے یا حاکموں کی غرضامد سے غیر مفید کاموں میں روپیہ لگانے یا جھوٹی دینداری اور جاہلانہ تعصب سے عاتقاہوں اور مزاروں اور امام بازوں میں شریک اور ہمدست کے کاموں میں دولت برباد کرنے کے کسی نے اب تک کوئی زر خطیر یا رقم کثیر بلکہ کچھ حصہ بھی اپنی کمائی کا اپنی قوم کی بھلائی کے کاموں میں لگایا ہو یا لگانے پر رغبت کرتے ہوں پس کیا سبب اسکا صرف ہمتی اور بخل ہی ہو کر نہیں بلکہ سبب اسکا یہ ہے کہ تقلید اور ابتدائی رسم کے سبب سے ہم کو اُس بات کے کرنے کی جرأت ہی نہیں دیتی جو اب تک ہمنے نہ کی ہو اور اگر جرأت بھی ہو تو بوجہ نہ ہونے کدت کے اُس طرف رغبت ہی نہیں ہوتی اور اُس کام کو کچھ مفید یا باعث ثواب یا موجب عزت ہی نہیں سمجھتے ورنہ اگر وہ روپیہ جو بھرم اور عوس میں بتیوں کے چلانے اور چراغاں کرنے اور ہول بھانے میں صرف کیا جاتا ہے مسلمانوں کی تربیت اور تعلیم

کردیا ہی فروعات کے جاننے اور احکام کی ملتوں کے دقائق دریافت کرنے اور مشکل اور عجیب مسئلوں کے یاد رکھنے اور مصطلحات اور معارف مستخرجات کے الفاظ کے حفظ ہونے پر * * * اسی واسطے جو شخص اُن فروعات سے خوب واقف ہو اور جسی اُن اصطلاحوں اور اقوال سے زیادہ آگاہی ہو اور جو دقیق اور باریک مسئلوں کو مثل معنی اور پہیل کے خوب حل کرتا ہو وہی بڑا فقیہ سمجھا جاتا ہی حالانکہ زمانہ میں مصحابہ کے اس لفظ کا اطلاق طریق آخرت کے جاننے والے اور افراد نفوس کی باریکیوں کے پہچاننے اور دنیا کی بے ثباتی پر یقین کر کے نعرہ جنت کی خواہش کرنے پر کیا جاتا تھا اور اسی واسطے جو شخص خدا سے خائف اور دنیا سے متنفر اور آخرت کا طالب ہوتا تھا اُسکو فقیہ کہتے تھے اور یہی مراد خدا کے کلام میں اس لفظ سے ہی حیثیت کا

تبارک و تعالیٰ لینعمہوا فی الدین ولینذرہا قومہم اذا رجعوا الیہم تاء فقیہ ہوں دین میں اور قراریں اپنی قوم کو جب کہ لوٹیں اُن میں اور ظاہر ہی کہ یہہ ڈرانا اور لوگوں کو خدا کا خوف دلانا اُسی فہم سے ہوسکتا ہی جو قرن مصحابہ میں جاری تھی تہ اُس فقہ سے جواب بنام فقہ کے مشہور ہی کیا کوئی شخص مطلق اور متناق اور لعان اور اور سلم اور اجارہ کے مسائل سے کسی کو دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کے نعمتوں کا یقین یا اُن فرعی مسائل سے خدا کا خوف دلا سکتا ہی بلکہ فقط اسی میں مبتلا رہنا اور انہیں باتوں کو فقہ سمجھنا آدمی کے قسب القلب اور تقویٰ کر دیتا ہی اور خدا کا خوف ایسے فقیہ کے دل میں جاتا رہتا ہی جیسا کہ ہم اپنے زمانہ کے فقیہوں کا حال دیکھتے ہیں جنکے حق میں خدا کا یہہ قول صادق ہی لہم قلوب لایفقیہون بہ

افعیہا بعینک انما الخفیہ الزاہد فی الدنیا الراضی فی الآخرۃ البصیر بدیہ المدارم علی عہدۃ ربہ الرع الکاف نفسہ من امراض المسلمین العقیۃ من امراہم الخاص لجماعتہم کہ آیا تو نے کسی فقیہ کو آنکھ سے یہہ دیکھا ہی فقیہ وہی ہی جو کہ دنیا کا تارک ہو آخرت پر راضی ہ اپنے دین کو جانتا ہو اپنے پروردگار کی عبادت پر مداومت کرنا ہ پرہیزگار ہو اپنے نفس کو مسلمانوں کی آبرو اور اُن کے مالوں سے بچا رہتا ہو اور اپنے بھائیوں کو نصیحت کرتا رہتا ہو *

یہہ سب صفات فقیہ کی حضرت حسن بصری نے بیان کیں ہ ایک لفظ یہی ایسا نہ فرمایا جس سے معلوم ہوتا کہ فقیہ وہہ جو مسائل فروعات کو خوب جانتا ہو *

سمجھنا اور جو شخص اُنکی اصطلاحات اور معارف کے لفظوں کو زبان پر نہ لاتا ہو اور اُنکی بنائی ہوئی ہولیاں نہ جانتا ہو اُسکو جاہل اور دین کی باتوں سے بے خبر کہنا اور جو کوئی اُن علوم کی مذمت کرے یا اُنکو شرعی علوم نہ جانے اُسے مرتد اور بد دین ہلانا حقیقت میں اُسی تعریف کا نتیجہ ہی پس جب تک کہ اُن لفظوں کی اصلی حقیقت بیان نہ کی جارے اور جو معنی اُسکے سلف صالح اور صحابہ سمجھے تھے ظاہر نہ کیئے جاریں اور جو کچھ تعریف اُسہیں کی گئی ہی وہ ثابت نہ کی جارے تب تک یہہ مصالطہ اور دھوکہ رفع ہو ہی نہیں سکتا *

منجملہ اُن لفظوں کے چند لفظوں کا ہم بیان کرتے ہیں — اول لفظ علم دوسرے لفظ فقہ تیسرے لفظ حکم چوتھے لفظ وعظ و تذکر *

اول لفظ علم کا اطلاق خدا اور اُسکے رسول کے کلام میں اُن چیزوں کے جاننے پر ہی جو متعلق ذات اور صفات اور ایات اور افعال خداے عزوجل کے ہوں اور جس سے اُسکی قدرت اور عظمت اور جلال کی تاثیر دل پر ہووے مگر اس لفظ کی تعریف اس طرح کی گئی ہی کہ لوگوں نے اُسے مخصوص اپنے مصطلحات اور معارف پر کر دیا ہی اور جن باتوں کا کچھہ ذکر پہی قرن اول میں نہ تھا اُنکو اصل علم قرار دیا ہی اسیواسطے جو شخص علم کلام خوب جانتا ہو اور مسائل فقہیہ میں خوب مفاہرہ اور مباحثہ کرتا ہو اور لوگوں کے گھڑے ہوئے اصول سے بخوبی واقف ہو اور کتابی لفظوں کو اچھی طرح یاد رکھنا ہو وہی بڑا عالم اور علامہ سمجھا جاتا ہی اور جو فضائل علماء کے شارع نے بیان کیئے ہیں اُن کا مستحق ٹھرایا جاتا ہی لیکن حقیقت میں وہ فضیلتیں اُن علماء کی نسبت بیان کی گئی ہیں جو کہ اللہ جل شانہ کی ذات و صفات اور قدرت اور جلال کے جاننے والے ہیں *

دوسرا لفظ فقہ + اس لفظ میں تعریف اس طرح کی گئی ہی کہ اُسے مخصوص

+ الفہ فقہ تصرفوا فیہ بالتخصیص للبالک والتصریل اذخصرۃ معرفۃ الفروع الغریبۃ فی الفتاوی والقررف علی دقائق علیا واستکثار الکلام فیہا و حفظ المذات المتعلقۃ بہا من کان اذہ تعمقا فیہا و اذہ استفاہا بہا یقال ہوالفقہ وفہد کان اسم الفہ فی المصر الاول مطلقا علی علم طریق الاحرف و معرفۃ دقائق آفات النفوس و منسبات الاعمال و قرۃ الاحاطۃ بصغارۃ الدنیا و حدۃ التطلع الی نعیم الآخرۃ و استیلاء الشرف علی الغلب و یدلک علیہ قولہ عز و جل لیتفقہوا فی الدین ولینذرہا قومہم اذا رجعوا الیہم وما یحصل بہ الانذار والتفریق ہو ہذا الفقہ دون تقریحات الطلاق والعتاق واللعان والسلم والاجارۃ فذلک لایحصل بہ انذار والتفریق بل التجرید لہ علی الدوام یقسی القلب و یزوع الششیۃ منہ کما نشاہد الان من المتجریدین لہ ول تعالیٰ لہم قلوب لایفقیہون بہا و ارادہ معانی الایمان دون القوی (احیاءالعلوم)

تحریف الفاظ علوم

تحریف الفاظ علوم

اور لوگوں کے دلوں میں اُن بے اصل باتوں کا ایسا یقین دلاتے ہیں کہ سننے والے اُسے خدا و رسول کے قول کی برابر جانتے ہیں حالانکہ قصص اور حکایات کا وسط میں بیان کرنا بدعت ہی اور اُسکا ستنا سلف صالح نے نہایت برا جانا ہی اور قصہ گوئیوں کے پاس بیٹھنے سے منع کیا ہی یہاں تک کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مسجد سے نکل گئے اور کہنے لگے کہ ان قصہ گوئوں نے مجھے سے مسجد چھڑائی اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے سوائے حضرت حسن بصری کے سب واعظوں کو مسجد سے نکال دیا *

جو شخص اس زمانہ کے واعظوں کی باتیں سننے وہ خود اس امر پر یقین کر سکتا ہی کہ اُنکا وسط قصوں کہانیوں سے بھرا ہوا ہوتا ہی اور چھوٹی روایتوں اور بے اصل حکایتوں اور لغو اور خرافات باتوں سے مملو ہوتا ہی اور حضرات واعظین اُسے ہدایت کا ذریعہ سمجھتے ہیں بلکہ غیر مصحیح روایتوں کا بیان کرنا وسط و تذکر کے لیئے جائز جانتے ہیں اور اُسکو راہ حق پر پہنچنے اور دل میں سوز و گداز پیدا کرنے کا وسیلہ کہتے ہیں حالانکہ یہ رسوئے شیطان کا ہی کیونکہ کبھی حق چھوڑتے سے حاصل نہیں ہوتا اور بیراہہ چلنے سے کوئی دین کی منزل پر نہیں پہنچ سکتا اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تکلف اور سجع اور تصنع سے اپنی امت کو منع فرمایا ہی حالانکہ اب مدار وسط کی خوبی کا اُسی پر ہی سب سے زیادہ خرابی اور بربادی دین کی اُن واعظوں کے وسط سے ہی جو شعرین پڑھتے ہیں اور شہوت انگیز اشعار مژہ پڑھ کر لوگوں کو وجد میں لاتے ہیں اور وصال و فراق کے مضمون بیان کر کے اس شہوت کو تیز کرتے ہیں اور اُسے عشق حقیقی کا ذریعہ کہتے ہیں *

اور اُس سے بھی زیادہ براہی اُن لوگوں کے بیان سے پیدا ہوتی ہی جو کہ پڑے لہبی چوڑے دعویٰ خدا کے عشق و محبت کے کرتے ہیں اور وصال اور اتحاد کی حقیقت بیان کر کی اپنے نزدیک لوگوں کو خدا سے ملے دینے کی راہ دکھاتے ہیں اور اُسکی خوبی بعض بزرگوں کے حالات اور حکایات کی نقل کرنے سے لوگوں کے دلوں میں کاللقش فی العجب بیٹھا دیتے ہیں اس واسطے اکثر جاہل احمق نادان آدمی ان باتوں سے گمراہ ہو جاتے ہیں اور منصور کی طرح اذالعلق کہنے لگتے ہیں اور آخر کار دنیا اور دین دونوں سے بے نصیب ہو جاتے ہیں *

علامہ اس کے اکثر حضرات واعظین خدا کے کلام میں تحریف کرتے ہیں اور جو مراد خدا کی اور اُسکے رسول کی ہی اُسکو چھوڑ کر اپنے علم و فضل ظاہر کرنے اور لوگوں کے دلوں کو خوش کرنے کے لیئے غلط معنی بیان کرتے ہیں اور اُسکو تکتہ اور ہاریکی کہتے ہیں اور الفاظ ظاہری کو اپنے ظاہر معنی سے پھیر کر اُسکی بیجا تاویل کرتے ہیں اور غلط تفسیریں کر کے اپنے تئیں نصیح و بلیغ اور علامہ مشہور کراتے ہیں جیسا کہ بعضوں نے بیان کیا ہی بلکہ تفسیروں میں بھی لکھ دیا ہی کہ الفصحی سے مراد رخسارے اور والیل سے مراد زلفیں ہیں یا آدم اذغیب الی فرعون اذہ طفی میں مراد فرعون سے دل ہی یا صم بکم معنی فہم لایرجعون سے اعل تصوف اور عاشقان خدا ہیں کہ ایسے معنی بیان کرنے والے اپنی بڑی قابلیت اور علمیت ان معنوں سے ظاہر کرتے ہیں اور سننے والے بھی اُسے ستار وجد میں آجاتے ہیں مگر حقیقت میں

تیسرا لفظ حکمت

حکمت کا لفظ اکثر قرآن مجید میں اور احادیث میں واقع ہوا ہی اور جس شخص کو خدا نے حکمت دی ہی اُس کی خود خدا نے بڑی صفات کی ہی جیسا کہ خود فرماتا ہی من یرت الحکمة فقد اوتی خیرا کثیرا مگر جو مراد خدا کی اس حکمت سے ہی وہ صرف معرفت ذات و صفات باری تعالیٰ ہی مگر اب یہ لفظ اُس علم پر اطلاق کیا جاتا ہی جس سے انسان اُرد گمراہ ہوتا ہی اور دھبی اور خیالی باتوں میں پھنس جاتا ہی اور حکماء یونان کے خیالی مسائل کا جاننے والا ہی حکیم سمجھا جاتا ہی پس جو شخص اُن کے قولوں کو جانتا ہو اور اُن کی بیان کی ہوئی باتوں سے واقفیت رکھتا ہو اور جو لوگوں نے اُن باتوں کو مشکل مشکل لفظوں اور دقیق دقیق عبارتوں میں اپنی زبان میں کر لیا ہی اُسے بصری یاد رکھتا ہو وہ اُس صفحہ سے موصوف تصور کیا جاتا ہی جو خدا نے حکمت کی ہی حالانکہ یہ بڑا دھوکہ ہی *

چوتھا لفظ وعظ و تذکر

وسط و تذکر کی بڑی صفحہ الاء جلسانہ نے کی ہی اور اُس کی قصیدات میں خدا نے فرمایا ہی رذکران الذکر تفع المؤمنین اور حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰات والتہیات نے بھی مجالس ذکر کی بڑی بزرگی بیان فرمائی ہی لیکن اب اس زمانہ میں جس بات پر اطلاق وعظ و تذکر کا ہوتا ہی وہ حقیقت میں تحریف ہی یعنی اس زمانہ کے واعظ اپنے وسط میں قصے کہتے ہیں چھوٹی کہانیاں بیان کرتے ہیں شہوت انگیز شعرین پڑھتے ہیں چھوٹا مذہبی جوش دلانے والی روایتیں جنکی کچھ بھی اصلیت نہیں نہایت خروش تقریری سے ایک عمدہ قصہ خواں کی طرح نقل کرتے ہیں اور انبیا اور بزرگان دین کی نسبت بے اصل باتیں منسوب کر کے اُسے بڑی دینداری بلکہ ذریعہ نجات سمجھتے ہیں

† فعل ذلک الی ماتری اکثر الرماط فی هذا الزمان یو اظہر علیہ و ہر القصص والاشعار والسطم والطامات اما القصص نہی بدعت وقد اورد نہی السلف من المجلس الی القصاص وقالوا لم یکن ذلک فی زمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا فی زمن ابی بکر ولا عمر رضی اللہ عنہما حتی ظہورت العتقة وظہر القصاص و روی ان ابن عمر رضی اللہ عنہما خرج من المسجد فذل ما اخرجني الا القصاص والراة لما خرجت احياء ثم ومن الناس من يستجيز وضع الحكایات المرغبة فی الطاعات ویؤزم فی ان قصداً فیہا دعوة للخلق الی الحق و هذا من نرجات الشیطان فان فی الصدق مندوحة عن الکذب و فیما ذکر اللہ تعالیٰ و رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم غنیة عن الاختراع فی الوعظ کیف و قدرة تکلف السجع ومد ذلک من التصنع احياء

واما الاشعار فتکثیرها فی الموعظ مذموم قال اللہ تعالیٰ والشعراء تبعهم الغادون الم تر انہم فی کل راہ یہیمون وقال تعالیٰ وما علمنا الاشعر وما یبلغیہ لہ و اتنوما امتادة الرماط من الاشعار ما یعلق بالتراصف فی العشق و جمال المشرق و روح الوصال و الم افراق والمجلس لا یجوز الا اجلاف العوام وبواطنہم مشہورۃ بالمشہوات و قلوبہم غیر منفقة عن الالتفات لی الصور الملیحة فلا تھرب الاشعار من قلوبہم الا ما ہو مستکن فیہا فتشتغل فیہا نیران المشہوات فیہم عقرون و یتواجدون و اکثر ذلک ارکله یروج الی نوع فساد

ہاتھ منہ دھونے والوں کو خیال ہی کہ ہم کھانا کھانے والوں کے فرق کیسی حرکات ناہایت کرتے ہیں اور نہ کھانا کھانے والوں کو ان لوگوں کی کریمہ آوار سننے اور زرد زرد ہلکی بے ملے ہوئے رنگ کا لعاب نکال اور بلغم کے لڑکھڑے تھوہ کرک چلمچپی یا قاش میں تھوک دینے اور پتھے کی طرح اس کے پانی پر تیرتے پھرنے کی ہر ادا ہی نمودار لہذا منہ انگریز جس طرح کھانا کھاتے ہیں وہ سب پروردہن ہی اور اسکا پیار بھی کچھ صبر نہیں ہی کیونکہ ہمارے نیک متبع سنت ہم وطن اس پر

تر حدیث میں کہ یہ قوم ہر مہم کا چہرہ مارینگے *

عرب میں کھانا کھانے کا یہ دستور ہی کہ ایک چوکی پر چھوٹا خزان بچھایا جاتا ہے اور ایک برتن میں ایک قسم کا کھانا آتا ہے اور جو لوگ چوکی کے گرد بیٹھتے ہیں وہ سب اس میں کھانا شروع کرتے ہیں چند لمحہ کھانے پر وہ برتن اٹھ جاتا ہے اور دوسری قسم کا کھانا دوسرے میں آتا ہے اور چند لمحہ کے بعد وہ بھی اٹھ جاتا ہے اور اسی طرح آتا جاتا رہتا ہے اس طرح پر کھانے میں یہ فائدہ ہے کہ چھوٹے برتن اور چھوٹا کھانا سامنے نہیں رہتا *

مگر جو غچلی ہندوستان کے مسلمانوں میں کھانے کی مجلس میں ہوتا ہے تو وہ کھانا کسی ملک کے کھانے کی مجلس میں نہیں ہوتا پس نہایت شرم اور افسوس کی بات ہے کہ ہم اپنی ضد نفسانیت سے اس غچلی پن میں پڑے رہیں اور اس کی درستگی و تہذیب پر متوجہ نہ ہوں *

ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ خوراک فقراء میز کرسی پر بیٹھ کر چھوڑی کالٹے سے کھانا کھاؤ یا عرب کی طرح چھوڑی چوکی پر ایک خزان بچھاؤ لکھ شوق سے ہمالہ دسترخوان پر کھانا تناول دے اور گو بہت سی سنن ہندی کے ادا کی فکر نہ ہو زمین پر بیٹھ کر کھانا کھانے کی سنت مادی کی پیروی کرو مگر ہمارے خدا یہ غچلی پن چھوڑو اور سب طرح وضع پر کھانا کھانے میں جہاں تک اصلاح و صفائی ہو سکے اس کو اختیار کرو صفائی و پاکیزگی اختیار کرنا تو شریعت میں مملوع نہیں ہے *

مگر یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ جب تک کسی کام کے لئے کوئی قاعدہ اور طریقہ مقرر نہیں ہوتا اور بھڑبی اسکی پابندی نہیں کی جاتی اسوقت تک وہ چلنا نہیں اور حبس قاعدہ عمدہ ہوتا ہے تو رفتہ رفتہ از خود اسکا رواج ہو جاتا ہے اور سب لوگ اسکو کرتے لگتے ہیں اور چند عرصہ بعد اسکی ایسی عادت ہو جاتی ہے کہ طبیعت ثانی گنی جاتی ہے *

پس ہمارا مقصد یہ ہے کہ طریقہ تناول طعام کے کچھ قواعد سرلپی جاریں اور یہی طریقہ جو دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھانیکا ہے اسی میں ایسی اصلاح کی جاوے جسکو لوگ مردہ طعن من تشبہہ بقوم بھی نکریں اور اس غچلی پن سے نجات پائی چنانچہ عیناً اسباب میں کچھ قواعد تجویز کیئے ہیں اور ہم انکو آئندہ کسی چرچہ میں لکھینگے *

راقم

سید احمد

ایسا وقت بالکل حرام ہے اور کھانے والا اسکا دشمن اسلام کا ہے بلکہ قہر کرتے والا پیغمبر کا ہے صلی اللہ علیہ وسلم فقد عرفت نيف صوف الفیضان صوامی الخلق من العلوم المصروفة الى المذمومة بكل ذلک من قلیس علماء السوء بتبدیل السامی *

راقم
مہدی علی

نمبر ۷۵

طریقہ تناول طعام

فد اور نفسانیت انسان کے بہت بڑے دشمن ہیں کسی اچھی بات کو ضد سے ٹاننا اور اسکی نیک و بد پر غور نہ کرنا درحقیقت انسان کا کام نہیں ہے *

اسوقت ہمارے انگریزوں کی طرح چھوڑی کالٹے سے میز کرسی لگا کر کھانے پر بیٹھتے ہیں اور نہ ہمارے ترکوں کی تقلید کی ہوس ہے بلکہ ہم کرنہایت سیدھی طرح سے کھانے کے طریق پر غور کرنی ہے اور بتبدیل وضع جسقدر کہ اسکی نقصان رفع ہو سکتے ہیں اسی پر بھروسہ کرنے سے شرف ہے *

ہندو چورک میں چھوڑی چھوڑی پیالیوں یا تشتیروں یا پتلوں میں تھوڑا تھوڑا سب قسم کا کھانا چن کر آگے رکھ لیتے ہیں اور ہر ایک میں سے کچھ کچھ کھاتے جاتے ہیں اور جو بچتا ہے وہ اسی برتن میں دھوا رہتا ہے جس میں انہوں نے کھایا تھا اور اس سبب سے کھانے کے وقت انکے سامنے چھوڑے برتن اور نیم خوردہ کھانا سب دھوا رہتا ہے اور کھاچنے کے بعد وہ سب اٹھ جاتا ہے *

ہندوستان میں مسلمانوں کے کھانا کھانے کا بھی یہی طریق ہے جو ہندوؤں کا ہے صرف اتنا فرق ہے کہ ہندو چورک میں بیٹھتے ہیں مسلمان دسترخوان بچھا کر بیٹھتے ہیں جس طرح ہندو سب طرح کا کھانا ایک ساتھ اپنے آگے رکھ لیتے ہیں اسی طرح مسلمان بھی قابوں اور رکابیوں اور غوریوں اور تشتیروں اور پیالوں میں سب طرح کا کھانا اور سب قسم کی روٹی اور ہر طرح کے کباب اور نیرنی کے خوائجے اور پورانی کے پیالے اور اچار مرہ کی پیالیاں سینٹلے کے پوجانے کی طرح سب اپنے آگے رکھ لیتے ہیں اور اس ایک دسترخوان پر کوئی تو فیرونی کلمہ شہادت کی انگلی سے اور کوئی دس پندرہ چاروں انگلیوں سے چلت رہا ہے کوئی پلو میں اوری کا سالن ملا کر کھا رہا ہے کسی نے سالن ملا ہوا پلو کھا کر نان ابی سے لٹھرا ہوا پنچہ مبارک پونچہ کر روٹی کر سالن میں قیر قیر کر کھانا شروع کیا ہے کسی نے پورانی کے پیالے کو مہنت سے لگا دیا ہے اور یہ کھ کر والہ بڑی تیز ہے اور ادا کرنا شروع کیا ہے تمام چھوڑی برتن اور نیم خوردہ کھانا اور چھوڑی روٹی ہڈیاں اور روٹی کے نکرے اور سالن میں کی نکالی ہوئی مکھیاں سب اگے رکھی ہوئی ہیں اس عرصہ میں جو شخص پہلے کھا چکا ہے اسی ہاتھ دھو کر کھانے کا کھانے کر گلا صاف کرنا اور بیسن سے دانت رگڑنے اور زبان پر دو انگلیاں رگڑ کر زبان صاف کرنا شروع کیا ہے اور اور بے تکلف بیٹھ کھانا نوش فرماتے ہیں نہ ان

میں وفات پائی) منقطع ہی کیونکہ ضحاک حضرت عبداللہ بن عباس سے نہیں ملا اور اگر اس میں روایت بشیر بن عمارہ کی ملتی جارے تو اُس بھی زیادہ ضعیف ہی اور اگر روایت جریر کی ضحاک سے ہی تو بہت ہی زیادہ غیر قابل اعتبار ہے ہی *

دوسرا طبقہ — مفسرین کا طبقہ تابعین ہی جس میں مجاہد بن حوکی + اور سعید بن جبیر اور عکرمہ اور طاؤس بن کيسان غمازی اور عطاء بن ابی رباح مکی ہی جو اصحاب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہلائے جاتے ہیں اور طلحہ بن قیس اور اسود بن یزید اور ابراہیم نخعی اور شعبہ ہیں جو کہ یاران ابن مسعود ہیں اور عبدالرحمن بن زید اور مالک بن انس اور حسن بصری اور عطاء ابن ابی سلمہ اور محمد بن کعب اور ابوہریرہ اور ضحاک ابن مزاحم + اور عطیہ بن سعید اور قتادہ بن دعاسہ کی اور ربیع بن انس ہیں مگر ان میں سے کسی نے کوئی کتاب تفسیر کی تالیف نہیں کی *

تیسرا طبقہ — مفسرین کا وہ ہی جنہوں نے کتابیں تفسیر کی تالیف کیں اور اقوال صحابہ اور تابعین کو جمع کیا اُنکے نام یہ ہیں سفیان بن عیینہ وکیع بن جراح شعبہ بن حباج یزید بن ہارون عبدالرزاق علی بن ابی طلحہ ابن جریر ابن ابی حاتم ابن ماجہ — اکم ابن مرددہ ابن حبان ابن منذر *

چوتھا طبقہ — اُن مفسرین کا ہی جنہوں نے تفسیریں تالیف کیں مگر سلسلہ سند کو اڑا دیا مثلاً ابواسحاق زجاج اور ابوعلی ہارسی اور ابوبکر نقاش || اور ابو جعفر نعاس اور مکی بن ابی طالب اور ابو العباس مہدوی *

+ قال ابو بکر ابن العیاش قلنا لامش ما بال تفسیر مجاہد قال اخذنا من اهل الكتاب — میرا اعتدال ذہبی + قال یحییٰ بن سعید الضحاك ضعيف وثنا و اما روايته عن ابن عباس و انی هریر و حمیع من روی عنه ففي ذلك كله نظر (میرا ذہبی) الضحاك ضعيف ولم يسمع من ابن عباس — لا ي مصنوعه في الاحاديث له ضرورة المصيرطي في قال جریر ابن عبدالحمید عن مغيرة عن النعماني قيل له هل رايت قدوة قال نعم رايت كعاطب ليل وقال سفیان ابن عیینة قال الضحبي فتادة عاطب ليل — مقتصر تہذیب الکمال ذہبی || کان یکنب فی الحدیث والغالب علیہ القصص وسئل ابوبکر البرقانی عن العیاش فقال كل حدیث منکر و قال البرقانی وذكر تفسیر العیاش فقال ایس فیه حدیث صحیح — انساب سمعانی کان النقیض یکنب فی الحدیث والغالب علیہ اعصم — میرا ذہبی النقیض صاحب التفسیر فانه كذاب اذ هو احد من الدجاجیل لسان المیراں — ذہبی فی حدیث المناہج باسناد مشہور و ذکر النقاش من محمد ابن جعفر قال کان یکنب فی الحدیث والغالب البرقانی لیس فی تفسیر حدیث صحیح — رقیات

رہی کا آیات سے اور مطابقت دینا انہ ظ کلام الہی کا حقایق موجودہ نہ سے اور تفصیل کرنا اُن نکات و اسرار کا جو اُن لفظوں سے اجمالاً نہ سے اور رفع کرنا اُن شکوک و شبہات کا جو آیات سے پیدا ہوتے ہوں اور جن سے ملتحدین و منکرین کو اُس کلام پر طعنہ کرنے کا موقع ملتا ہو کہ صرف جائز ہی بلکہ بعض میں ضروری اور واجب ہی *

دری بحثی طبقات مفسرین کے بیان میں

پہلا طبقہ — مفسرین کا طبقہ صحابہ ہی جس میں خلفاء اربعہ اور رض ابن مسعود اور ابن عباس اور ابی بن کعب اور زید بن ثابت اور ابو مرثد اشجری اور عبداللہ بن زبیر اور انس بن مالک ابوہریرہ اور جابر اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم مگر منجملہ اُنکے رزے مفسر حضرت عبداللہ بن عباس ہیں مگر ترجمان قرآن کہتے ہیں *

حضرت عبداللہ بن عباس سے جو تفسیر + منقول ہی اُس کے سے ساسلے ہیں جنہیں سے بعض صحیح بعض مشتبہ اور بعض غلط اور چھوٹے ہیں صحیح سلسلہ اُنکا وہ ہی جو + علی بن ابی سلمہ سے (جنہوں نے سنہ ۱۳۳ ہجری میں وفات پائی) قول ہی اور جنہ بشاری نے اعتبار کیا ہی اور سلسلہ قیس بن مسام ی کا (جس نے سنہ ۱۲۰ ہجری میں وفات پائی) عطاء بن سائب روایت سے بھی صحیح ہی لیکن واہی سلسلوں میں سے اُنکی تفسیر وہ سلسلہ ہی جو ابونصر محمد بن سائب کلبی (جس نے سنہ ۱۱۱ ہجری میں وفات پائی) نے ابو صالح کی روایت سے بیان کیا ہی اگر اس میں روایت محمد بن مردان سنی صحیح کی (جس نے سنہ ۱۸۶ ہجری میں وفات پائی) ملی ہی وہ سلسلہ بالکل ہی غلط چھوٹا ہی اور اسی طرح پر مقالہ کی بن سلمان بن بشیر اردی کا جس نے سنہ ۱۵۰ ہجری میں وفات پائی) مرتفع اور چھوٹا ہی سلسلہ ضحاک بن مزاحم کوئی کا (جس نے سنہ ۱۰۴ ہجری

+ یاہ رکھنا چاہیئے کہ عبداللہ ابن عباس نے انحضرت صلی علیہ و سلم سے صرف چار حدیثیں سنیں ہیں کونکہ وہ ہمہ چھوٹے دن میں مگر اُن کی مرسل روایتوں کو قبول کرنے پر بھی اجماع — شرح اصول بزدوی

+ قال ذرم لم يسمع ابن ابی طلحہ من ابن عباس التفسیر و انما من مجاہد او سعید بن جبیر — اذہان

ی یعقوب بن سفیان ضعیف الحدیث یعنی علی ابن ابی — میراں ذہبی

+ قال وکیع ان مقالہ ابن سلیمان کان کذابا و قال ابن حبان کان یکنب بالحدیث — میراں ذہبی

اپنی کتاب فہرہ الکبیر کے آخری حصہ میں لکھ دیا ہے جو چاہے وہ اس کے آس میں یا الفاظ غریب قرآن مجید کے معنی میں یا مختصر تفسیر بعض آیات کی ہی مگر وہ لمبی چوڑے قصے اور کہانیاں جو اس طرف منسوب کی گئی ہیں ان کا نام و نشان بھی نہیں دیتے اور غرض کہ جب ان طوائف تفسیروں میں کوئی ایک بھی بیان نہیں ہے کہ جو صرف جامع احادیث نبوی اور اقوال صحابہؓ تو اب ہر تفسیر کے اوپر اعتبار کر لینا اور بغیر تحقیق کے جو کسی عالم کے قلم سے نکل گیا اس کا مان لینا اور مثلاً آیات قرآن نامہ کے اس کے انکار کو کفر جاننا حقیقت میں اسلام کا نتیجہ نہیں بلکہ نفی کا ثمرہ *

اگرچہ ہم ان مفسرین کی نہایت تعظیم کرتے ہیں اور انہیں ان میں سے اپنا پیشوا اور امام اور مقتدا جانتے ہیں اور جو کچھ انہوں نے اپنی نیک نیتی اور صفات طینت سے نیک کوششیں کیں اس پر شکر کرتے ہیں اور اپنے اوپر ان کے علم اور تحقیقات اور کالیفات بڑا احسان سمجھتے ہیں اور ان کی کتابوں اور تفاسیر سے بہت بڑا مدد پاتے ہیں اور ہم کو بہت سے عمدہ اور اعلیٰ مضامین میں ان دہدہ پہنچتا ہے مگر بالیں ہم ان کو معصوم اور محفوظ نہیں جانتے اور ان کی رائے اور سمجھ اور بیان اور تالیف کو غلطی سے مبرا نہیں سمجھتے اور مثلاً اپنے پیغمبر صلعم کے ان کی ہر بات پر آمنا و صدقنا نہیں کہتے کیونکہ ہم یہ حق صرف اسی ایک جانتے ہیں جسکی شان میں ہمارے خدا نے فرمایا ہے وما یطوق من الہوی ان ہو الا وحی یوحی پس اگر دوسرے کی نسبت بھی ہر ایسا ہی اعتقاد رکھیں تو حقیقت میں ہم مشرک فی صفۃ النبی ہیں *

یہ عقیدہ یا بے قول ہمارا ہی نہیں ہے تمام متقدمین اور سارے اگلے محدثین اور مجتہدین کا یہی عقیدہ اور یہی قول تھا بلکہ وہ اصحاب نبوی کی نسبت یہی کہتے تھے کہ ان کی روایات معصوم ہیں مگر ان کی رائے معصوم نہیں ہے اور سوائے ان کے اوروں کی نسبت تو صاف کہتے تھے کہ کاتوا رجالاً ونساءً رجالاً و نساءً بیننا و بینہم بحال پس جب کسی کی رائے اور کسی کا قول ہر طرح پر تسلیم کر دیا اور اس کو گرو کیسی ہی کھلی غلطی پائی جارے مان لینا ضروری نہ ہوا تو ہر شخص کو تحقیق کرنے اور اس کے مالہ ماملیہ کے سرچنے کی عفت اور نقلاً اجازت ہرئی پس کسی مسلمان پر بھروسہ اس کے کسی تفسیر کی کتاب کا بجمیع الوجہ ماننا نہ ضروری ہے جائز بلکہ ہر مسلمان پر خصوصاً اس پر جو اپنی ہر بات اور اپنے کسی عقیدہ کا جواب دینا خدا کے درپور یقینی جانتا ہر ضروری ہے کہ

پانچواں طبقہ — اُن لوگوں کا ہے جنہوں نے بے سند قولوں کو نقل کیا اور ہر قسم کی روایات صحیح اور غلط اور ضعیف اور موضوع کو بیان کیا اور یہ تصحیح و تمیز کے ہر قسم کی روایتوں سے اپنی تفسیروں کو بھر دیا یا جن علموں سے وہ واقف ہوئے یا جن باتوں پر انکا میلان طبع ہوا اسی پر آیات قرآنی کو مارل کیا اور انہیں علموں اور انہیں باتوں سے ورق کے ورق تفسیروں کے سیارہ کیئے مثلاً ثعلبی اور کلبی اور واقدی اور امام رازی اور مصنف بن حمزہ کرمانی وغیرہ کے *

تیسری بحث کتب تفاسیر کی حقیقت میں

جنہی تفسیروں آج کل مشہور ہیں ان میں کوئی ایک بھی تفسیر کی کتاب ایسی نہیں ہے جس پر بجمیع الوجہ صحیح کا یقین کیا جاوے اور جسکی ساری روایتیں اور ساری اقوال مانے جاویں اور جس میں غلطی کا احتمال نہ ہو کیونکہ کوئی تفسیر نہیں ہے جو صرف احادیث صحیحہ اور اقوال معتبر صادق علیہ السلام ہی کی جامع ہو اور لوگوں کی رائیں اور انکے قول نہ ملے ہوں اور کوئی تفسیر ایسی بھی نہیں ہے جو صرف اقوال صحابہؓ کی جامع ہو ہاں ایک تفسیر ہی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہے مگر ہم اوپر طبقات کی بحث میں لکھ آئے ہیں کہ وہ تفسیر جو منسوب ہے حضرت عبداللہ بن عباس ہی اس کے کئی سلسلے ہیں اور انہیں جوڑتے ہیں چنانچہ سلسلہ ان کی تفسیر کا جو ہے وہ یہ ہے تھوڑا ہی اور اُسے شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے

علامہ سیرطی اس طبقہ کی نسبت لکھتے ہیں کہ ثم الف فی التفسیر طائفة من المتأخرین فانصرفوا لاسانید ونقلوا الاقوال تبرأ فدخل من ہننا الدخیل والتبس الصحیح بالعلیل ثم صار کل من سئل قول یورده و من خطر ببالة من یتمدہ ثم یقل عن ذلک خلف عن سلف طائفاً ان لا اصلاً غیر ما نقل الی تحریر ماورد عن السلف الصالح

۱۔ حموی ذکر میں تفسیر طبری کے لکھتے ہیں کہ ولم یتعرض الی الطبری لتفسیر غیر مرثی بے فائدہ کہ یدخل فی کتابہ شئاً من کتاب محمد بن السائب الکلبی ولا مقاتل ابن سلیمان ولا محمد ابن مہر الراقدی لانہم عذرة ائذہ

الکلبی فہر معروف بالتفسیر ولا لاحد تفسیر اطول منه ولا اشیع بعدہ مقاتل ابن سلیمان الا ان الکلبی یفضل لما فی مقاتل من المذاهب الردیة — اتفاق

۲۔ قول احمد بن زبیر لاحمد بن حنبل یصل النظر فی تفسیر الکلبی قال ہوئی لاجلہ وجانی وغیرہ انہ کذاب وقال الدار قطنی متروک وقال ابن جہلہ کذاب فی الدین ووضح الکذب فیہ اہلہ من ان یحتاج الی یوسن سے دامنہ — میزان ذہبی کرنا شروع کیا ہے فی تفسیر الکلبی من اولہ الی آخرہ کذب لا یصل

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۳]

۱۵ صفر سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[جلد سوم]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قرضیت کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے انہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپ کر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے۔ مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام اُس قوتی کے مائع ہیں وہ مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

و اگر جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خوارہ بطور قیمت و احکم ان ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے ذریعہ ترقی میں صرف کیا جاوےگا * مسلمانوں میں سے جو شخص مائتہ روپیہ سالانہ پیشگی بطور موضوع دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * و منظر اس پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ الف نذرانہ مضامین ہوگا چھپا کر انکا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ فی مکتبہ المتصدین ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ کم کاں الامش ہذا النوع ای تدلیس ورنہ خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ انما مجتہد من انکی پرچہ دینا ہوگا * اہدایت علی نقابہ الذی معالک و لکن ہرج ہرچہ ملیکا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا حدیثہم و لہ بالہراطیل و ہذا تہذیب ہرگا *

مضمون نمبر ۷۶

علم تفسیر

چند روز ہوئے کہ ہم نے ایک مختصر مضمون تفسیر بالرائے کی تعریف میں لکھا تھا اُس پر لوگوں نے بہت کچھ اعتراض کیا اور ہم کو متکبر تفسیر اور مخالف علما ٹھرایا اس لیے اب ہم تفسیر کی حقیقت اور مفسرین کے طبقات اور تفاسیر کی کیفیت اور نئی تحقیقات کی ضرورت بیان کرتے ہیں تاکہ سمجھ نہار لوگ انصاف کریں کہ ہمارا قول اگلے عالموں کے موافق ہی یا اُنکے مخالف اور جس ضرورت سے ہم تحقیق کی آرزو کرتے ہیں وہ ہی یا نہیں *

ہمارے بھائیوں کا یہ حال ہی کہ جہاں اُن کے کان تک وہ آواز پہونچتی جسے اُنہوں نے پہلے نہ سنا ہو چوتک اُٹھتے ہیں اور ماسمعنا یهذا فی آبائنا الاولین کہہ کر کہنے والے کو مرتد اور کافر بتاتے ہیں کہ یہ سوچتے ہیں کہ یہ کہنے والا اُسی بات کو کہہ رہا ہے جسے ہزار برس پہلے ہمارے دین کے پیشوا اور امام کہتے تھے نہ اس پر غور کرتے ہیں کہ یہ باتیں وہی ہیں جسکو ہمارے مذہب کے محقق اور عالم لکھ گئے ہیں نہ اُسکی حقیقت اور اصلیت کو دیکھتے ہیں نہ اُسکے ماخذ اور مبداء پر نظر فرماتے ہیں بلکہ عامیانہ طور سے کہنے والے کی طرف انکاد و ارتداد کی نسبت کرتے لگتے ہیں اور قد ضرر قد فر کا ہر آسمان تک پہونچاتے ہیں حالانکہ یہ بات بڑی نادانی کی ہی عاقل کا کام ہی کہ وہ کہنے والے کی بات کو غور سے سنے اور اگر بوجہ اس کے کہ اُس نے پہلے اُسے نہ سنا ہو اُس پر متعجب ہووے مگر تحقیق سے تساهل نہ کرے اُس کی حقیقت کو سوچے اگر کہنے والے کا قول حق اور صحیح ہو مانے ورنہ کالے بد بویں خاوند اُسکو کہنے والے کے سر پر مارے *

اب میں اصل مطالب کو لکھتا ہوں اور اس مضمون کو چند بحثوں پر تقسیم کرتا ہوں پہلی بحث علم تفسیر کی تعریف میں — دوسری بحث مفسرین کے طبقات کے بیان میں — تیسری بحث کتب تفسیر کی حقیقت میں *

پہلی بحث علم تفسیر کی تعریف میں

ہمارے متقدمین علماء علم تفسیر کی تعریف میں مختلف ہیں بعضے کہتے ہیں + کہ علم تفسیر وہ علم ہی جس میں بحث کی جاتی ہے نظم قرآن سے بقدر طاقت بشری کے موافق قواعد عربی کے

+ و هو علم باحد من معنی نظم القرآن بحسب الطاقة البشرية وبحسب ما تقتضيه السرامد العربية وناذرة حصول القدرة على استنباط الاحكام الشرعية على وجه الصحة — هذا ما ذكره ابن الخيز وابن صدر الدين

واسطے استنباط کرنے اسکا کام شرمی کے اور بعضے یہ کہتے ہیں + تفسیر وہ علم ہی جس میں بحث کی جاتی ہے اللہ جل شانہ کی اور مقصود سے جو قرآن مجید میں ہی اور بعضے یہ کہتے ہیں کہ وہ علم ہی جس میں بحث کی جاتی ہے الفاظ کلام اللہ سے دلالت کرے مراد پر اللہ جل شانہ کی — ہمارے مذہب کے ایک بڑے محد نے ان تعریفوں کو جامع مانع نہیں جانا اور یہ لکھا کہ اللہ جل شانہ کی مراد سے بحث کرنا علم تفسیر نہیں ہی کیونکہ تفسیر وہ ہے پر ہوتی ہی یا روایتاً یا درایتاً چوتک ان روایتیں تفسیر کی ہیں اس لیے وہ مفید یقین نہیں ہو سکتیں پس از روے روایت مراد خدا کی یقیناً معلوم نہیں ہو سکتی باقی رہا از روے درایت کے یہ موافق اپنی سمجھ کے معنی سمجھنا یہ امر بھی ظنی ہی اسی راہ تفسیر و تفسیر ایک دوسرے اختلاف ہی پس کیونکہ اُس پر یقین کیا جا کہ یہی مراد و مقصود خدا ہی پس اصل تعریف جامع مانع علم تفسیر کی یہ ہی ہے کہ تفسیر وہ علم ہی جس سے کیفیت خدا کے کلام من حیث القرآنیۃ اس طرح دریافت کی جاوے کہ جس سے علم یا اللہ جل شانہ کی مراد اور مقصود کا بقدر طاقت بشری کے حاصل ہو پس علم تفسیر کی تعریف میں جو باہم علماء کے اختلاف ہی جو تعریف جامع مانع اُس نام کی بعض محققین نے بیان کی یہ اختلاف اور یہ تعریف ہی اس بات پر اشارہ کرتی ہے کہ تعریف جو کچھ اگلے لوگوں نے کی ہے وہ نہ سب واجب الیقین ہی اور نہ معانی جو بیان کیئے گئے ہیں سب منقول صحیح صادق علیہ السلام ہیں بلکہ جو کچھ مفسرین نے معانی اور مطالب بیان کیئے ہیں سب کا منقول ہونا صحابہ یا تابعین سے بھی نہیں پایا جاتا پس معانی جو باخبر مشہور یا پروایات صحیحہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں ہیں صرف ظنی ہیں اور اگر اُنہیں سے کسی غلطی ظاہر ہو جاوے تو اُس کا ماننا کچھ لازم نہیں *

البتہ تفسیر میں ایک قسم خاص ہی جس میں سوائے یہ طر مع اور نقل کے تفسیر کرنا ناجائز ہی یعنی بیان کرنا اسباب نزول ناسخ و منسوخ کا (جن کے نزدیک نسخ جائز ہی) اور قراءات اور قصص اور اخبار کا مگر سوائے اس کے استنباط کرنا جائز نہیں

+ ہر ما یبحث فیہ عن مراد اللہ سبحانہ و ضرور کسی المجید — مولانا قطب الدین الرازی فی شرحہ للکشاف ماعلیہ کے خارج تقتضائی —

ی قال ولی ان یقال عام التفسیر معرفۃ و بصیحتہ + و تعالیٰ من حیث القرآنیۃ و من حیث دہ ضروری ہی مراد اللہ سبحانہ و تعالیٰ بقدر الطاقة البشري و بالذات و بالذات ہی کہ

عقودہ موضوع حدیثوں کے ضعیف اور منکر حدیثوں کا ہونا تو تفاسیر میں بعض کے نزدیک موجب قبح نہیں ہی کیونکہ بڑے بڑے اماموں اور محدثین نے فرمایا ہی کہ سوائے اُن احادیث کے جن سے استخراج احکام ہوتا ہی اُور حدیثوں کی تفسیر میں ہم نے خود تساہل کیا ہی + اور بعض فرقوں نے تو حدیث کا وضع کر لینا ترغیب و ترہیب کے لئے جائز تصور کیا ہی جیسا کہ خلاصۃ الخلاصہ میں لکھا ہی فہب الکرامۃ والطائفۃ المبتدئۃ ببعض الصریحۃ الی حراز وضع الحدیث فی الترغیب والترہیب *

اور تفاسیر وغیرہ میں غیر صحیح حدیثوں کو عالموں نے کچھ جان بوجھ کر ہی نہیں لکھا بلکہ اُنہوں نے کچھ تحقیق کرنے پر زیادہ ترجیح نہیں دی اور سوائے احکام کے اور احادیث کی صحت کو کچھ بہت ضروری نہیں جانا اور دوسروں کے لکھے ہوئے اور کہے ہوئے پر اعتبار کر لیا اور یہ غلطی کچھ کم علم آدمیوں سے نہیں ہوئی بلکہ بڑے بڑے نامی مشہور محققین سے بھی یہ سہر ہو گیا جیسا کہ +

+ الرابع انہم قد یروون عنہم احادیث فی الترغیب والترہیب و فضائل الاعمال و القصص و احادیث الزہد و معارف الاخلاق و نحو ذلک مما یتعلق بالحلال و الحرام و سائر الاحکام و هذا الضرب من الحدیث یجوز عند اہل الحدیث و غیرہم التسلل فیہ و روایۃ ماسوی الموضع بہ و العمل بہ لان اصول ذلک صحیحۃ مقدرۃ فی الشرع معروۃ عند اہلہ و علی کل حال فان الائمۃ لا یروون عن الضعفاء شیئا یمتیحون بہ علی انفرادہ فی الاحکام هذا شیئی لا یعتقدہ امام من ائمتہ المحدثین ولا یحقق من غیرہم من العلماء و اما ذلک فیمیز من الفقہاء او اثر ہم ذلک و اعتماد ہم قلیس بصراب بل تبیح جداً — خلاصۃ الخلاصہ

+ عبدالرؤف قتاری فیض القدر شرح جامع صغیر میں لکھتے ہیں اجتہدت فی تہذیب الاحادیث الی مخرجیہا من ائمتہ الحدیث من الجوامع والسنن والمسائید فلا اعزل الی شیئی منها الا بعد التفتیش من حالہ و حال مخرجہ ولا اتقی بعزۃ الی من لیس من اہلہ کہ نظام المفسرین قال ابن الکمال کتب التفسیر مشعرونہ بالحدیث المرصۃ و کا کبر الفقہاء فان الصدر الاول من اشیاخ المجتہدین لم یعتدوا الی ضبط التخریج و تمییز الصحیح من غیرہ و ہذا فی الجزم بنسبۃ احادیث تنیرۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و فرعوا علیہا کثیرا من الاحکام مع صحتها بل ربما دخل علیہم الموضوع و ممن عدت علیہ فی هذا الباب ہفوات و حفظت علیہ غلطیات الاسدین الاسد الکرار الفیر الفراء اذنی رجح علی جلالتہ المرافق والمواف والمعاہی والمخالف وطاریتہ فی المشورین والمغیرین الاسناد الاعظم امام الحرمین و تبعہ علیہا معمار القواعد دھقان المعاند المعقل والمعاند الفی اعترف بامامتہ الخاص والعام مولانا حجت الاسلام فی شیر من عقائد المذاهب الاربعۃ و هذا لا یقبح فی جملۃہم بل لانی اجتہاد المجتہدین اذ لیس فی شرط المجتہد الاحاطۃ لکل حدیث فی الدنیا فالعناظ الزین الدین العرانی فی خطبۃ تشریحہ الکبیر للامام عادیۃ المتقدمین السکوت عما او ردوا من الاحادیث فی تصانیفہم وعدم بیان جرحہ و بیان الصحیح من الضعیف الا نادراً وان کانوا من ائمتہ الحدیث حتی جاء النور و تصد الارباب ان لا یزال الناس انظر فی کل علم فی مظنتہ اذہی بلفظہ

تحقیق کرے اور اُن کتابوں کے اندر جو کچھ لکھا ہوا ہی اُس کی جانچ کرے جسے صحیح پادے اُسے سر پر آنکھوں پر رکھے جسے غلط پادے اُس پر خط نسخ کہینے دے + *

تفسیروں میں جہانگیر کر کے پاپا جاتا ہی سوائے اُن باتوں کے جو نقل و سمع پر موقوف ہیں مثلاً اسباب نزول وغیرہ کے چند چیزیں ہیں یا احادیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی یا اقوال صحابہ کبار اور تابعین کے یا قصص اور اخبار یا واقعات زمانہ آئندہ کے یا استنباط مسائل اصول و فروعی کا یا تشریح حقایق موجودات کی مطابق علوم عقلی کے *

ذکر احادیث نبوی کا جو تفسیروں میں ہیں

احادیث نبوی + جو کتب تفاسیر میں منقول ہیں اکثر بلا سلسلہ رواۃ اور بغیر ذکر اسناد کے مذکور ہیں مگر بعض تفسیروں میں اُسکی رعایت ہی پس جو حدیث بے سند ہی یعنی جسمیں نہ راویوں کے نام نہ بیان کر کے والے کا ذکر مفسر نے کیا ہی اُس کی تفسیر کرنا اور جو حدیث بسلسلہ رواۃ مذکور ہی اُس کے رواۃ کی تحقیق کرنا محقق کا کام ہی کیونکہ جب ہمارے پچھلے عالموں نے اُن حدیثوں کی تحقیق کی جو تفسیروں میں بھری ہوئی ہیں تو اُنہوں نے اقرار کیا کہ تفسیر کی کتابیں نہ صرف ضعیف اور منکر حدیثوں سے بھری ہوئی ہیں بلکہ موضوع حدیثوں کا مجموعہ ہی جیسا کہ علامہ عبدالرؤف قتاری فیض القدر شرح جامع صغیر میں لکھتے ہیں کہ قال ابن الکمال کتب التفسیر مشعرونہ بالاحادیث المرصۃ *

+ کتب التفسیر التي ینقل فیہا الصحیح والضعیف مثل تفسیر الثعلبی و البیہقی والبغوی و ابن جریر و ابن ابی حاتم لم یکن مبحرہ روایۃ واحد من ہوا لا دلیل علی صحنتہ باتفاق اہل العلم فانه اذا عرف ان تلك المقررات فیہا صحیح وضعیف فلا بد من بیان ابن ہذا المنقول من رسم الصحیح دون الضعیف — ابن قیمیہ

+ من قلیس ابیاس علی علماء المحدثین روایۃ الحدیث الموضوع من غیر ان یبیدوا انہ موضوع و هذا خیانتہ منہم علی الشرع و مقہودہ ہم تنفیق احادیثہم و کثرت روایاتہم الی قولہ و من هذا الفن ادلیسہم فی الروایۃ فتارة یقول احدهم یقول عن فلان او قال فلان عن فلان یوہم اذہ سمع منہ ولم یسمع و هذا قبیح لانه یجعل المنقطع فی مرتبۃ متصل — تلبیس ابلیس علامہ ابن جریر

+ کان الامش و الثوری و ابن عیینہ و ابن اسحاق وغیرہم یفعلون هذا النوع ای تدلیس الاسناد — شرح الشرح نخبۃ الفکر لعلی قاری

+ انما عجبت من ابی بکر ابن ابی دائدہ کیف فرقة یمنی هذا الحدیث علی کتابہ الفی صلفہ فی فضائل القرآن و ہر یمام انہ حدیث معادل و لکن شرح بذلک جمہور المحدثین فان من عادتهم تنفیق حدیثہم و لو بالبراطیل و هذا قبیح منہم — علامہ ابن جریر

فیض القدیر شرح جامع صغیر میں لکھا ہے کہ وہ اسد ابن اسد کو ر غیر قرار جسکے علم اور فضیلت پر سب متفق ہیں اور جسکا شہرہ مشرق و مغرب میں ہے یعنی امام الحرمین اور مولانا حبیبۃ الاسلام یہی اس قلطی میں مبتلا ہیں اور اُن کی کتابوں میں بھی موضوع حدیثیں منقول ہیں اور سبب اس کا یہ ہے کہ صدر اول مجتہدین نے کچھ اعتنا ضبط تخریج اور تمیز صحیح پر نہیں فرمایا اور چاروں ضعف بعض احادیث کے احکام کی تفریح اُن پر کر دی بلکہ موضوع حدیثیں بھی اُنہوں نے غلطی سے قبول کر لیں اور حافظ زین الدین عراقی نے لکھا ہے کہ اگلے لوگوں کی یہ عادت تھی کہ جو حدیثیں اپنی کتاب میں وہ نقل کرتے اُس سے سکوت کر جاتے یعنی اُس کے حرج کو بیان نہ کرتے اور اُس کی صحت و ضعف کو طہر نہ کرتے یہاں تک کہ بڑے بڑے ائمہ حدیث نے ایسا ہی کیا ہے یہاں تک کہ آخر امام ثرونی پیدا ہوئے اور اُنہوں نے لوگوں کو اس غفلت سے نکالنا چاہا + پس سوائے موضوع حدیثوں کے ضعیف حدیثوں کا بھی احکام کے اور باتوں میں قبول کر لینا تو مسلمات سے گھر چکا اب موضوع حدیثوں پر غور کرنا چاہیئے کہ ان کتابوں میں اُنکو کس طرح عالموں نے لکھ دیا اُسکی تحقیق ہمارے اگلے صفحہ میں کی ہے اور اُسکے اسباب بیان کیئے ہیں چنانچہ ملا علی قاری شرح اشرح + فضیلة الفکر میں لکھتے ہیں کہ ”حدیثوں کے وضع کرنے کا سبب یہ بد دینی ہی مثل زندیقوں کے یا غایہ چل ہی مثل بعض اُن لوگوں کے جو اپنے آپ کو برا عابد زاهد جانتے ہیں کہ اُنہوں نے حدیثیں فضائل میں اور رغبہ دلانے کے لیئے بنالیں جس طرح نصف شعبان اور لیلة الغائب کی نماز کی فضیلت میں حدیثیں بنالیں اور اپنی نادانی اور جہالت سے اُسے ثواب کا کام جانا اور اپنے تئیں اور دوسروں کو نصرت پہونچایا اپنی ذات کو تو اس طرح نقصان پہونچایا کہ وہ اُسے ثواب جانتے اور اُسپر اجر کی امید رکھتے دوسروں کو اس طرح ضرر پہونچایا کہ لوگوں نے اُن پر اعتماد کیا اور بسبب اُنکے زہد اور نیکی اور برہیزگاری کے اُنکی اقتدا کی اُنکے قراؤں کو نقل کیا اُنکی باتوں کو صحیح جانا یہاں تک کہ بعض بڑے بڑے عالموں سے یہ حقیقت پوچھ لیا اور

+ والعامل للواقع علی الرضح اما عدم الدین کالزنادۃ او غلبۃ النہم کبعض المتعبدین المتسببین الی العبادۃ والزہادۃ وضعوا احادیث فی الفضائل والوغائب کسلوفا لیلۃ نصف شعبان ولیلۃ الغائب ونحو ہما یتدینون بذلک فی زعمہم وجہام وہم اعظم الاصناف ضررا علی انفسہم وغیرہم لانہم یزرونہ قربۃ و یرجون علیہ المثربۃ فلا یمکن ترکہم لذلک والناس یعتمدون علیہم و یؤمنون الیہم لمانسبوا الیہ من الزہد والصلاح ویقتدون بامثالہم و یعتنون بنقل اقوالہم حتی قد یضفی علی بعض علماء الامۃ اکابرہم ثقۃ و اعتمادا علی ما نقلوہ لیسعبرون فیہا وقومہ -

بڑے نامی گرامی علما اس دھوکہ میں آگئے اور اُن بزرگوں کے اور پھوسہ اور اعتماد کر کے اُن موضوع حدیثوں کو نقل کر دیا اس لیئے وہ بھی اُسی بلا میں مبتلا ہو گئے جس میں اصل واضعین مبتلا تھے اور جامع الاصول میں بیان طبقات مجتہدین میں لکھا ہے کہ سب سے بدترین طبقات مجتہدین میں وہ طبقہ ہے جس میں وہ لوگ داخل ہیں جنہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت جھوٹی حدیث کر منسوب کیا کیونکہ اُن حضرات نے فرمایا ہے کہ جو شخص مجھے پر عدا جھوٹا لگاتا ہے چاہیئے کہ وہ ٹھکانا ایسا دروغ میں ٹھوڑے اور ایسے جھوٹے کا ارتکاب ایک بڑی جماعت نے کیا ہے حنفی جھوٹی حدیث بنانے سے فرضیں مختلف تھیں بعضوں نے الہاد وزندقہ کے سبب سے اسکا ارتکاب کیا مثل مغیرہ ابن سعید کوئی اور مسند ابن سعید شامی کے اور سوائے اُنکے اوروں نے حدیثوں کو بنایا اور واسطے شک پیدا کرنے کے لوگوں کے دلوں میں اُسکو صحیح حدیث کی طرح بیان کیا جبکہ محمد ابن سعید نے انس ابن مالک سے اس حدیث کو روایت کیا انا خاتم النبیین لانی بعدی الا ان یتواللہ جس اپنے الہاد کے سبب سے اس استناد کو زیادہ کر دیا اور بعضوں نے بسبب فساد عقیدہ کے حدیثوں کو موافق اپنے عقیدہ کے بنایا تاکہ لوگ اُس طرف مائل ہوں چنانچہ ایسے لوگوں میں سے بعضوں نے توبہ کی اور جھوٹی حدیث بنانے کا اقرار کیا چنانچہ ایک شخص نے خراج میں سے بعد توبہ کے کہا کہ حدیثیں بیغیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ ہیں پس دیکھو کہ کس سے تم دہن لیتے ہو کیونکہ ہم نے جس بارگاہ کو چاہا اُس کے لیئے ایک حدیث بنائی اور ابو عینا نے کہا کہ میں نے اور جاحظ نے حدیث فدک کی بنائی اور اُسکو بڑے بڑے شیوخ بغداد سے نقل کیا کہ سہروں نے اُسے مانا سوائے ابن سیرین علی کے کہ اُس نے کہا کہ اس حدیث کا آخر اول سے نہیں ملتا اور اُس کے قبول کرنے سے انکار کیا سلیمان ابن حرب لکھتے ہیں کہ میں ایک بزرگ کے پاس گیا اُسے روتا ہوا پایا جب میں نے رونے کا سبب پوچھا تو وہ کہنے لگا کہ میں نے چار سو حدیثیں بنا کر لوگوں میں مشہور کر دی ہیں اب میں ان سے سوجھتا کہ کیا علاج کروں اور بعضی اُن واضعین سے وہ لوگ مل رہے ہیں جنہوں نے حدیثوں کو اپنے گمان میں بنظر ثواب کے روایات جمع کیا مثل ابو حصصہ نوح ابن ابی مریم المرزوقی اور محمد بن قرقہ کاشانی اور احمد بن عبد اللہ جوہری وغیرہ کے چنانچہ ابو جعفر نے کسی نے پوچھا کہ روایت مالک کی مکرمہ سے اور مکرمہ کی مکرمہ سے قرآن کی سورتوں کی تفصیل میں تم نے کہاں سے پائی اُس نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ لوگ قرآن کو چھوڑ کر ابو حنیفہ کی حدیثیں اور محمد بن اسحاق کی تاریخ پر مترجمہ ہو گئے ہیں اس لیئے میں نے بنظر

ہوں اور یہہ احمد بن حنبل ہیں ہم نے تو کبھی اس حدیث کو سنا بھی نہیں تب وہ کہنے لگا کہ میں سنتا تھا کہ یہی بن مہین را احمق ہی اور اب مجھے اُس کا یہ دن ہو گیا یہی نے پوچھا کیوں تب اُس نے جواب دیا کہ کیا دنیا میں سوائے تمہارے یہی بن مہین اور احمد بن حنبل دوسرا کوئی نہیں ہی میں نے تو سترہ احمد بن حنبل سے سوائے اس احمد بن حنبل کے روایت پائی ہی اور یہ کہہ کر اپنے منہ پر آستین رکھ کر تھکتا کرنے والے کی طرح مسجد پر چل دیا انتہی ترجمہ بلغلہ *

اور منجملہ اُن لوگوں کے جو رشح کرنے اور جھڑتھہ پوانے میں مشہور ہیں ابن ابی یحییٰ مدینہ میں اور واقدی بغداد میں اور مقاتل بن سلیمان خراسان میں اور محمد بن سعید شام میں تھا حالانکہ مقاتل بن سلیمان کو لوگوں نے تفسیر کا امام اور باقی لوگوں کو تفسیر میں اُس کا مقتدی جانا ہی اور واقدی سے باوجود اُس کے ضعف کے سند ہی جیسا کہ مجمع البتکار میں لکھا ہی محمد بن

الواقدي قاضی العراق اخذوا عنہ العلم علی ضعفہ بل اجمہرا علیہ اخرج
لہ ابن ماجہ اور جویری اور ابن عساکرہ اور معتمد بن نعیم ناوردایی
کی روایتیں بھی داخل کتابوں کے ہو گئی ہیں حالانکہ زیادہ دس
ہزار حدیث سے انہوں نے وضع کی ہیں اور نعیم بن حماد سے بھی
بعض مستغنیہ نے روایت کی ہے حالانکہ ابن عساکرہ نے اُس کی
شان میں کہا ہے کان نعیم یضع الحدیث فی تقریۃ السنۃ کہ یہ سنہ
کی تقریب میں حدیثیں بنایا کرتا تھا اور منجمانہ واضعین کے استہاق
بن بشر ہی جس سے بیہنی اور دار قطنی نے روایت لی ہے حالانکہ
ابن جوزی موضوعات میں لکھتے ہیں کہ استہاق بن بشر حدیثیں
بناتا تھا اور بہت سے ایسے ہی جھوٹی حدیث کے بنانے والے گذرے
ہیں جس کی تنقیح محققین نے نہایت تحقیق سے کی ہے۔ میزان

† ملة على قاري كتاب رجال میں لکھتے ہیں و ما دلت الناس
ان من روى له الشيخان فقد جاز القنطرة هذا ايضا من التبايع فذو
روى مسلم في كتابه عن الليم عن ابي مسلم وغيره من الضعفاء فيقولون
انما روى عنهم في كتابه للاعتبار والشواهد المتابعات وهذا يقرب لان
الحفاظ قالوا الاعتبار اسرر يتعرفون بها حال الحديث وكتاب مسلم انترم
في الصحة كيف يتعرف حال الحديث الذي فيه بطرق ضعيفة الى قوله
وروى مسلم ايضا حديث الاسراء فيه وذاك قبل ان يوحى اليه وقد
تكلم الحفاظ في هذه القصة وبيرونا ضعفها الى قوله وقد قال الحفاظ ان
مسلم لما وضع كتابه الصحيح مره على ابي زرعة فذكر عليه وتهيلا
وقال سمته الصحيح و جعلته سلها لاهل البدع وغيرهم انتهى والاحاصل
انه صحيح على طن مصنفه و غلبة طننه و اما السهو و النسيان فمن لوازم
طبع الانسان و قد ابي الله الا ان يصحح كتابه لقوله انا نحن ذلنا
الذكر و انا له لعناظرون =

ثواب کے ميئے ان حديثوں کو بنا ليا اور بعض اُن راضين ميں سے
وہ لوگ هيں جنہوں نے حديث کو صرف منظور تقوب بادشاہوں کے
وضع کیا مثلاً غياث بن ابراہيم کے کہ وہ خليفہ مہدي اپن منصور کے
پاس کیا اُس خليفہ کو اُرنے والے کيوتروں سے شوق تھا اس ليئے اُس
نے ايک حديث بنا دي کہ بيغمبر خدا صلى الله عليه و آله وسلم نے
فرمایا کہ لاسبق الا بي خلف اور حاضر او نسل او جناح خليفہ نے اُسے دس
ہزار درم دیئے جب وہ چلا گیا تو خليفہ نے اپنے نوکر سے کہا کہ کيوتروں
کو ذبح کر دے چنانچہ وہ ذبح کر ديئے گئے لوگوں نے پوچھا کہ يا
اميرالمومنين کيوتروں کا کیا گناہ ہی کہا انہیں کے سبب سے اس
شخص نے پیغمبر خدا کی طرف جھوٹہ لگایا ميں گواہي ديتا ہوں
کہ یہہ راوي پیغمبر پر جھوٹہ لگانے والا تھا کبھی حضرت نے نہيں
فرمایا او جناح اور ماسون بن احمد مرزوي سے لوگوں نے کہا کہ دیکھو
شاہي اور اُن کے توابعين کر کہ کس کثرت سے خواص ميں هيں
اُس نے فرمایا یہہ حديث بنا دي کہ حدثنا احمد بن عبد الله قال حدثنا

عبدالله بن مسعود بن الأزدي عن أنس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يكون في امتي رجل يقال له مسدد ابن إدريس أضرب على امتي من

اور بدلتے واقعہ میں سے وہ لوگ ہیں جو بازاروں اور مسجدوں میں بیٹھ کر حدیثیں بنایا کرتے تھے اور باسناد صحیح جو انہیں یاد تھیں اُن موضوعات کو روایات کیا کرتے تھے چنانچہ جعفر ابن محمد طیالسی نے کہا اہی کہ ایک مرتبہ ہم نے اور احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نے مسجد میں نماز پڑھی کہ ایک شخص کو کھڑا ہوا اور کہنے لگا

کہ حدیثنا احمد بن حنبل و یحییٰ بن معین قال حدیثنا عبدالرزاق

قال حدثنا معمر بن قتادة عن أنس قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم من قال لا إله إلا الله يخلق الله من كل كلمة منها طائراً منقاراً

من ذهاب و همیشه من مرجان یعنی جس نے لا الہ الا اللہ کہا پیدا کرتا
 ہی خدا ہر کلمہ سے اُس کے ایک جانور جس کی چونچ سونے کی اور
 جس کے پر مرنے کے ہوتے ہیں اور اُسی طرح ہر قصہ کو بکنے لگا
 اور قریب بیس ورق کے یک کہا یہ سن کر احمد بن حنبل بھی بیٹھے

معین ٹکڑ اور یحییٰ بن یحییٰ احمد بن حنبل کو دیکھنے لگے اور ایک
تے ہر دے سے پرچھا کہ کیا تم نے یہ حدیث روایت کی ہے دونوں نے

ایک دیکر سے کہا کہ ہم نے تو اس کو اسی وقت سنا ہی پس دونوں
چپ ہو رہے جب کہ وہ شخص فارغ ہوا تو یہی نے پوچھا کہ

تجہہ ہے اس حدیث کو کس نے روایت کیا ہے اُس نے کہا کہ احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نے یحییٰ سے کہا کہ میں یحییٰ بن معین

16

الامتدال ذہبی اور تقریب ابن حجر مستقلی اور موضوعات ابن جرزی اور اور کذاہوں سے جو تحقیق رجال میں ہیں تنقیح اس کی ہوتی ہے فرض کہ جس بات پر اطلاق حدیث کا کیا گیا ہے اُسے حدیث تبوی جانتا ہے قطعی ہے بلکہ مذہب میں رخنہ پیدا کرنے اور عقاید حقہ میں شبہہ ڈالنے اور غیر مذہب والوں کی زبان طعن کھولنے اور دین اسلام کو مظالم کے تیروں کا نشانہ بنانے کا ذریعہ ہے چنانچہ میں اس مقام پر در قول اپنے مذہب کے بڑے اماموں کے نقل کرتا ہوں *

امام رازی فرماتے ہیں کہ † بعضوں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو روایت کیا کہ حضرت ابراہیم نہیں جھوٹتے بلکہ مگر تین مرتبہ تو میں نے جواب دیا کہ ایسی حدیثوں کو نہ ماننا چاہیئے تو کہنے والے نے براہ انکار کہا کہ اگر ہم نہ مانیں تو رادیوں کی تکذیب لازم آتی ہے اس پر میں نے جواب دیا کہ اگر ہم مانیں تو حضرت ابراہیم کی تکذیب کرنی پڑتی ہے حالانکہ حضرت ابراہیم کو کذب کی نسبت سے بھاتا بہتر ہے چند نامعتبر آدمیوں کی طرف جھوٹتہ کے منسوب ہونے سے *

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ‡ ابو مطیع بلخی نے پوچھا کہ آپ کیا فرماتے ہیں اُس حدیث کی نسبت جو لوگوں نے روایت کی ہے

† واعلم ان بعض المشوكة روى عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال ما كذب ابراهيم الا ثلاث كذبات فقلت الاولى ان لا يقبل مثل هذه الاخبار فقال على طريق الاستنكار ان لم تقبله لزمنا تكذيب الرواة بقلوبنا لا يا مسكين ان قبلنا لزمنا الحكم بتكذيب ابراهيم عليه السلام وان ردنا لزمنا الحكم بتكذيب الرواة ولا تخك ان صحت ابراهيم عن الكذب اولى من صحت طائفة من لجهل من الكذب *

‡ كتاب العالم والمتعلم میں لکھا ہے کہ قال ای ابو مطیع البخاری ما قولک فی اناس رووا ان المؤمن اذا زنى خلع لایمان من راسه كما يخلع القميص ثم اذا تاب اعيد الله ايمانه اتشک فی قولہم او تصدقہم فان صدقہ قولہم دخلت فی قول الضرايح وان شكك فی قولہم شكك فی قول الضرايح و رجعت عن العدل الذي وصفت وان كذبت قولہم النبي قالوا كذب بقول النبي صلى الله عليه وسلم فانه رووا من رجال من شتى حتى يفتنى به الى رسول الله عليه السلام قال لا امام اى ابو حنیفہ اذنب هؤلاء ولا يكون تكذیبی لم هؤلاء وروى عنهم تكذیباً للنبي صلى الله عليه وسلم انما يكون التكذيب لقول النبي صلى الله عليه وسلم ان يقول الرجال انا مكذب للنبي صلى الله عليه وسلم واما اذا قال انا مؤمن بكل شيء تعلم به النبي صلى الله عليه وسلم غير ان النبي صلى الله عليه وسلم لم يتكلم بالجور ولم يخالف القرآن فهذا من التصديق بالنبي و بالقران و تنزيه له من الخلف على القرآن و لو خالف النبي صلى الله عليه وسلم والقران فقول على الله لم يدمع تبارك و تعالى حتى ياخذة باليمين و يقطع هذه الرتين كما قال الله تعالى في اقران و نبي الله لا يخالف كتاب الله و مخالف كتاب الله لا يكون نبي الله وهذا الذي رووه خلاف القرآن الا ترى الى قوله تعالى الزانية والزاني ثم قال والاذان في تبيانها منكم ولم يرد من اليهود

کہ جب مومن زنا کرتا ہے تو ایمان اُس کے سر سے ایسا نکل جاتا ہے جیسا کہ قمیص بدن سے آیا اس حدیث کے راویوں کی آپ تصدیق کرتے ہیں یا شک یا تکذیب فرماتے ہیں اگر تصدیق کرتے ہیں تو آپکا اعتقاد خوراج کیسا ہوا جاتا ہے اور اگر آپ شک کرتے ہیں تو خوراج کے قول میں شک رہتا ہے اور اگر آپ تکذیب کرتے ہیں تو اُن بہت سے آدمیوں کی تکذیب لازم آتی ہے جنہوں نے پسند اس حدیث کو اُن حضرات صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے تو امام نے جواب دیا کہ * اُن سب رادیوں کی تکذیب کرتا ہوں اور میرا جھوٹلانا اُن لوگوں اور رد کرنا اُنکے قولوں کا کچھ تکذیب پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والہ کی نہیں ہے اس لئے کہ تکذیب قول پیغمبر کی یہ ہے کہ شخص کہے کہ میں پیغمبر خدا کے قول کو نہیں مانتا لیکن جبکہ یہ ہے کہ میں ہر بات پر جو اُن حضرات نے فرمائی ہے ایمان رکھتا ہوں اور اُس کی تصدیق کرتا ہوں لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ کوئی بات پیغمبر خدا نے خلاف قرآن شریف کے نہیں فرمائی ہے تو حقیقت میں تصدیق پیغمبر کی اور تصدیق قرآن کی ہی اور اس سے تنزیہ اور پاکی اُن حضرات کی مخالف قرآن سے ثابت ہوتی ہے اگر پیغمبر خدا خلاف قرآن کے کچھ کہتے تو خدا کب جھوٹتا اور کب دوسکتا ہے کہ خدا کا نبی ایسی بات کہے جو مخالف خدا کی قرآن سے ہو اور جو مخالف خدا کی کتاب کا ہو وہ کچھ خدا کا نبی نہیں ہو سکتا ہے پس یہ حدیث خارج ایمان کی زنا سے جو لوگوں نے روایت کی ہے خلاف ہی قرآن کے پس ایسے آدمیوں کے قول کو رد کرتا ہوں جو پیغمبر خدا کی طرف ایسی بات منسوب کرے جو مخالف ہر قرآن کے دیکھ کر بات کا رد کرنا نہیں ہے اور نہ اُنکی تکذیب ہی بابت حنیفہ مہر وہ نہ ہی اُسکے قول کا جو کہ پیغمبر خدا کی طرف سے ایک باطل بات کو نقل کرتا ہے اور اُن حضرات پر قہر اُٹاتا ہے اور ہم کا رد بات پیغمبر خدا کی خواہ ہم نے سنی ہو یا نہ سنی ہو پسرو چشم دل کرتے ہیں اور اُس پر ایمان رکھتے ہیں اور شہادت دیتے ہیں کہ وہ ایسی ہی ہوگی جیسا کہ اُن حضرات نے فرمایا ہو لیکن اسی طرح یہ ہم پر

ولا من النصارى ولكن عنى به المسمين فرد على كل رجل يم عدد من النبي صلى الله عليه وسلم بخلاف القرآن ايس ردا على النبي ولا تكذيبا بل ردا على من يهدت من النبي صلى الله عليه وسلم بالباطل والتممة دخل على نبي الله و دلسى تكلم به النبي صلى الله عليه وسلم سمعنا به او نعلمه فعلى الراس والعين قد آمننا به نشهد انه كما قال النبي صلى الله عليه وسلم ايضا على النبي صلى الله عليه وسلم انه لم يرد بشئ مني الله عنه يخالف امر الله ولم يقطع غيا رسله الله تعالى ولا وصف امر وصف الله قد الامر بخلاف ما رصفه النبي صلى الله عليه وسلم و نشهد انه كان مواظبا في جميع الامور لم يبدع ولم يتقول غير ما قال الله تعالى من المكلفين والذالك قال الله تعالى من يطيع الرسول فقد اطاع الله

صحت ثابت ہو جاوے اُس وقت ہم کو اس پر یقین کرنا اور اُس کو ہر وقت اپنے پیش نظر رکھنا ضرور ہی ہے۔ اگر ساری حدیثیں اُس قول کے مخالف ہو ہم کو کچھ اعتنا نہ چاہیئے پس ہمارا عقیدہ تو اپنے حسبِ احوال کی نسبت یہ ہے مگر جو لوگ اُسے سعدی و نھامی کا قول سمجھتے ہوں یا زید و عمر کی باتوں کی طرح اُسے آسان جانتے ہوں وہ مستحقِ ہر بات کو حدیث سمجھیں یا ہر شخص کے قول کو قولِ رسول جانیں *

بشر رہا یہ امر کہ اب تحقیق اور تنقیح احادیث کی کیونکر کی جائے۔ اُسکی نسبت کچھ بہت زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہم نے گئے محققین یہ کام کر چکے ہیں اور احادیث کے ضعف اور صحت کی تفسیر کر چکے ہیں اور کتاب الرجال میں راویوں کے حالات بیان کیے ہیں ہمارے واسطے اب کوئی زیادہ دقیق نہیں ہے بجز اسکے کہ ہم اُنکی تصدیقات کو دیکھیں اور اُن محققین محدثین کی اُن باتوں سے فائدہ اُٹھاؤں جو انہوں نے تنقیح احادیث میں کی ہیں۔ اس کو حدیث اسی ہو کہ جسکا تراثر یا شہرت یا صحت درجہ یقین پر ہو۔ چہ اُسے مثل آیات قرآن کے واجب الیقین اور واجب العمل جانیں۔ جسے موضوع اور غلط اور غیر صحیح پڑیں اُس کی طرف حدیث کے غلطی نسبت کرنے سے بھی قائل کریں *

فرض کہ اب انصاف پسند مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ ہرگز نہ عام مسلمانوں کا کمال اسلام یہ ہے ہی کہ جو بات جس تفسیر میں بنام حدیث لکھے ہو اُسے بلا کامل ہر تودہ حدیث سمجھیں یا کمال اسلام یہ ہے ہی کہ اُسکی صحت کی تحقیق کریں اُس کے ماحذ و مبدع پر غور کریں جب امام العزہمینی اور امام حجت الاسلام سے مؤلفان اور ہدایہ کی معتبر کتاب کے قالیف کرنے والوں کو احادیث غیر صحیح میں دھوکہ ہو گیا تو یہ ہر کس کی کتاب پر بلا تحقیق اعتبار کیا جاوے پس اگر ہم کافر یا مرتد ہیں تو صرف اس گناہ میں کہ ہماری خواہش یہ ہے ہی کہ ہمارے پیغمبر کا قول اوروں کی باتوں سے جدا ہو جاوے اور ہمارے محبوب رسول کی طرف کوئی جھوٹی بات نہ منسوب نہ کرے اور وہ اعتراضات اور مطامع جو دین اسلام پر رضی اور غیر صحیح حدیثوں کے سبب سے ہوتے ہیں مرتفع ہو جاویں اور وہ باتیں جن سے مخالفہ اقوال رسول کی حقائق حقائق سے سمجھ سکتی ہیں دھاتی ہی دھاتی تھریں اور سب لوگ مذہب اسلام کو ایک مجموعہ اُمت اور یکٹی اور سچائی اور عقل اور حقیقت کا جانیں سوائے اس کے نہ کچھ دوسری خواہش ہی نہ اور کوئی تمنا ہی نہ رہی ہو یا خطا ہی نہ رہی ہو ہمارا گناہ ہی - نیست پارہ طریقہ فہر ازیں تفسیر ما *

شہادت دیتے ہیں کہ کوئی بات آنحضرت صلعم نے خلاف قرآن کے نہیں فرمائی نہ کسی ایسی چیز کا حکم دیا جسے خدا نے منع کر دیا ہو نہ کسی ایسی چیز کو جدا کیا جسکے ملانے کا اللہ نے حکم کیا ہو اور نہ کسی چیز کی ایسی صفت بیان کی جو مخالف :
شہادت دیتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کا ہر قول کے اور اسی لینے خدا نے فرمایا ہی کہ جس نے اس کو اُس نے اطاعت کی خدا کی *

پس اب ہم مسلموں کو ان دونوں قولوں پر غور کرنا اور انصاف سے دیکھنا چاہیئے کہ ان اماموں نے اُن حدیثوں کو اُن حدیثوں سے آنحضرت تک پہنچتا ہی صرف اصول صحیحہ سے نہ لیا ہے بلکہ اس سے غلط ٹھہرایا اور راویوں کی روایتوں کو غلط نہ کر اصل میں جو روایت ایک حدیث سے ایک پیغمبر کا جھوٹا ہونا ثابت ہو دوسری حدیث سے پیغمبر کا قول مخالف قرآن کے بنا کر ہم نے اس پر کیا حال بیان کیا جاوے اُن غلط قولوں کا جسے جو اس نے اب جماعت سے یا متصیبین نے اپنے مذہب سے یا محدثوں نے پوپ لامدیر کے سبب سے یا نادان دینداروں نے اپنی زندانی کی وجہ سے یا بے سمجھہ و اطمینان نے لوگوں کے قرائے اور خوش کرنے کے لینے آنحضرت سے منسوب کیا اور اُن اباطیل کو احادیث نبوی ٹھہرایا اور پھر کیا یقین نہی حارے تفایہ کی وہ مصیبت جس نے اُن قولوں سے دنیاوں کو بھر دیا اور ایک نے دوسرے سے اور دوسرے نے تیسرے سے نقل کر کے اُنکو تواتر کے درجہ پر پہنچا دیا ہو *

الحاصل یہ خیال کرنا کہ جس کتاب میں قال قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہو اُسے سچی حدیث رسول خدا کی سمجھ لینا اور اُس پر دین کی صارت کھڑی کرنا قادیانی ہی کی نہ کہ دین ایک بڑا قازک معاملہ ہی اور کسی قول کو بلا تحقیق یقین نہ لینا کہ ہمارے پیغمبر صلعم صاحب کا قول ہی نہایت خطرہ کی بات ہی اس واسطے کہ پیغمبر صلعم کا قول ایک عام آدمی کا قول نہیں ہی جس کا ماننا نہ ماننا کچھ نقصان کا سبب نہر آنحضرت کا قول ہمارے دین و مذہب کی بنیاد ہی اُس کو بعد صحت کے نہ ماننا یا اُس پر یقین نہ کرنا یا اُس کے مطابق عمل نہ کرنا ہمارے دین کی دہائی کا سبب ہی ہو اُس شخص کا قول جو ہماری ہدایت کا ذریعہ ہو جس کے ہمارے دین و دنیا کی بھلائی پرانی موقوف ہو اور جس پر ہمارے اعتقاد اور اعمال کی بنا ہو ایسا ہی کہ ہم کو نہایت غور اور فکر سے اُس کی تحقیق کرنا اور نہایت معائنہ اور دقیق سے اُس کی صحت ثابت کرنا واجب ہے ہی پس جب کہ ہم کو اُس کی

سنکر اپنی کتابوں میں نقل کر دیئے اور جنہوں نے اپنی تالیف کو زیادہ مارل دینا چاہا انہوں نے اور اُس میں دخل درمقولات فرمایا ہمارے نزدیک اکثر قصے اور اخبار امیر حمزہ کیسی داستان ہی نہ اعتبار کے لائق نہ اعتماد کے قابل من شاہ فیصل و من شاہ فلینکر *

ذکر واقعات آئندہ کا جو تفسیروں میں ہیں

واقعات زمانہ آئندہ کے جو کچھ بیان کیئے گئے ہیں اُن کی نسبت تحقیق کرنا چاہیئے کہ اُسکا سلسلہ روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہی یا نہیں اور اُس میں بھی وہ روایت بدرجہ شہرت یا صحت پہنچتی ہی یا نہیں اور اُس میں محدثین نے وہ تعامل جو ایسی حدیثوں میں جایز سمجھا گیا ہی کیا ہی یا نہیں اگر بعد

پایا اور اُسکر روایت کیا اسی واسطے اُن کی حدیثیں کم ہیں مگر وہ باتیں جو ثروت سے اُن سے منقول ہیں وہ صرف اخبار اور قصے بنی اسرائیل کے اور روایات اہل کتاب کی ہیں کہ اُس میں اُن کی حدیثیں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی زیادہ ہیں و ہذا عبارتہ۔ و مثل الصحابی الذی لم یأخذ عن الاسرائیلیات ابوبکر و عمر و عثمان و علی و مثال من أخذ عنها عبدالله بن سلام و قیل عبدالله عمرو بن عاص فأنه لما قمع الشام أخذ حمل بعیر من كتب اهل الكتاب و كان يحدث منها فلذا اتقاه الناس نقل حديثه و ان كان اكثر حديثا من ابی ہریرہ باعتبارہ والمراد بها قصص بنی اسرائیل و ما جاء فی كتبہم۔ اور ملا علی قاری شرح الشرح نخبۃ الفکر میں لکھتے ہیں۔ ای الحدیث الذی یقرأ الصحابی الذی عرف بالنظر فی الاسرائیلیات لعبدالله بن سلام و لعبدالله عمرو بن عاص فأنه كان حصل له من وقعت الیہ صوکر كتب كثيرة من اهل الكتاب و كان یخبر بما فیہا من الامور الغیبیة حتی كان یعرض اصحابہ ربما قال حدثنا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا تحدثنا من الصحیفة۔ اور علامۃ السیوطی لعبدالله عمرو بن عاص کی تفسیر کی نسبت لکھتے ہیں کہ ”وما شبہا بان تكون مما یحتملہ عن اهل الكتاب“ اور دوسرے طبقہ کے بڑے مفسر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ ہیں اُن کی نسبت میزان الاعتدال ذہبی میں لکھا ہی کہ ”قال ابوبکر بن العیاض قلت لاعمش ما بال تفسیر مجاہد قال اخذها من اهل الكتاب“ اور تیسرے طبقہ کے بڑے منسخر معاذ بن سلیمان ہیں جو امام المفسرین کہلائے جاتے ہیں اُن کی نسبت میزان الاعتدال ذہبی میں لکھا ہی کہ قال ابن حبان كان یأخذ من الیہود و النصارى من علم القرآن ما یراق كتبہم و كان یكذب بالحدیث و قال البخاری قال سفیان بن عیینہ سمعت مقاتلاً یقول ان لم یفرج المجال فی سنة خمسین و مائۃ فاعلموا انی کذاب۔

ذکر اقوال صحابہ کبار و تابعین کا

جو تفسیروں میں ہیں

اقوال صحابہ کبار کے دو قسم کے ہیں ایک وہ جسے اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا پس وہ تو حدیث میں داخل ہیں دوسرے وہ جو کچھ اُنہوں نے اپنی رائے اور اپنی سمجھ سے کہا پس یہہ مقیدہ محققین کا ہی کہ روایت اُن کی معصوم ہی رائے اُن کی معصوم نہیں مگر قطع نظر اس کے اُن اقوال کا ثبوت بھی بہ سند صحیح چاہیئے حالانکہ بعد تحقیقات کے بہت ہی کم ثابت ہوگا کہ جو اقوال اُن بزرگروں سے منسوب ہیں وہ سب کے سب صحیح ہوں چنانچہ صرف حضرت عبداللہ ابن عباس سی ہزارہا روایت تفسیروں میں پہنچی ہوئی ہیں اور اکثر اُن میں سے جھوٹی اور وضعی ہیں اور حضرت عبداللہ ابن عباس پر قہم ہی جیسا کہ اردو ہم بیان کر چکے اور غرض حضرت عبداللہ ابن عباس نے صرف چار حدیثیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں مگر ہمارے علما نے اُن کی روایت کر اور احادیث کی نسبت بھی قبول کیا ہی لیکن وہ اقوال جو حضرت عبداللہ ابن عباس سے تفسیروں میں منقول ہیں خواہ وہ اُن کی روایت ہو یا درایت اُس کی نسبت تحقیق کرنا نہ اسکر ثبوت ہوتا ہی یا نہیں ضرور ہی باقی ہے اقوال تابعین کے اگر اُن کی صحت بھی ثابت ہو جاوے تو کانرار جاوے:

نھن رجال والامر بفتینا و بینہم بھال *

ذکر قصص اور اخبار کا جو تفسیروں

میں ہیں

خد اُن قصوں اور کہانیوں کو کسی مسلمان کو نہ دکھارے نہ سنارے جو لوگوں نے تفسیروں میں پھر دیئے ہیں اکثر جھوٹے اور بے بنیاد ہیں اور یہودیوں سے سنئے سنائے ہوئے ہیں احادیث صحیحہ سے قصص اور اخبار کا ہونا بہت ہی کم پایا جاتا ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیثوں میں اخبار امم سابقہ کو بہت ہی نہروا بیان کیا ہی ہمارے پچھلے عالموں نے اکثر قصے + یہودیوں سے

جو قصص اور اخبار اور غیب کی باتیں مفسرین نے لکھی ہیں اُنکا پنا اہل کتاب سے بہ تحقیق ہمارے محققین کے ثابت ہی اور صرف پچھلے علما کی نسبت ابو الامداد ابراہیم حاشیہ نخبۃ الفکر میں جسکا ام قضاء الرطر ہی لکھتے ہیں کہ عبداللہ ابن سلام اور عبداللہ عمرو بن عاص نے اہل کتاب سے نقلیں کی ہیں اور جب شام کا ملک قمع ہوا تب ایک بار شتر کتابوں کا اہل کتاب سے عبداللہ عمرو بن عاص نے

اس حدیث کو اُن لوگوں نے جو آٹھ سو برس تک ہرے مانا اور دسویں صدی میں متاخر قیامت کے رہے مگر بعد چپکے دسویں صدی ہوئی اور کچھ بھی آثار قیامت کے نظر نہ آئے تو اُس سے سبہوں نے انکار کیا اور اُس کو غلط جانا پس اگر وہ لوگ زندہ رہتے جو اُس حدیث کی صحت کے معتقد تھے تو دسویں صدی میں اُن کو اسلام چھوڑنا پڑتا کیونکہ وہ تکذیب رسول کی کرتے اور اگر وہ بزرگ پہلے ہی سے اُس حدیث کی تحقیقات کرتے اور اُسے بے اصل سمجھتے تو اُس پر اعتقاد نہ رکھتے تو دس صدی کیا اگر لاکھ صدیاں گزر جاتیں تب بھی اُن کے اعتقاد اور یقین میں کچھ شبہ نہوتا شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانہ میں یعنی ۹۲۳ ہجری میں اُس حدیث کو غلط بتایا کیونکہ وہ دسویں صدی میں تھے مگر افسوس ہی کہ انہوں نے بھی ایک دوسری حدیث سے کہ عمر الدنیا سبعة ایام من ایام الآخرة و بعثت فی آخر الیوم السادس اپنی کتاب میں لکھ دیا کہ اب ہر دنیا ۲۷۶ پائی ہی اب ہم اپنے پاک اور نیک سچے مسلمانوں سے پوچھتے ہیں کہ وہ ۲۷۶ برس بھی گزر گئے اور ہر دنیا کی ابھی تمام نہیں ہوئی تو اب مسلمان کیا کریں نبی کی سچائی میں شبہ کرے اسلام کو چھوڑ بیٹھیں یا اُس حدیث کی صحت میں شبہ کریں ہمارے نزدیک ہمارے مسلمانوں کو پہلی بات تو منظور ہوگی مگر دوسری بات پسند نہ کریں گے کیونکہ اُس تحقیقات کی غلطی ڈابھ عرقی ہی جو بڑے نامی مشہور مفسرین نے کی ہی اور علامہ سیوطی سے معتقد محدث مفسر نے لکھی ہی پس کیا ہمارے بھائی مسلمان ملحد اور مرتد ہیں جو ایسے محدثین کی باتوں کو غلط جانیں اور اُن کے قول سے انکار کریں *

فرض کہ یہ انسانہ درد کہاں تک بیان کیا جاوے اور کتابوں کی ثبوت اور اقوال غیو معتمد کے پھرنے سے جو کچھ خرابیاں ہوئیں ہیں اُسکا کیا بیان کیا جاوے بڑے مرد اور کامل کا کام ہی کہ وہ اب صحیح کو غلط سے تمیز کرے اور بے اصل باتوں کو دینی کتابوں سے خارج کرے ورنہ ایسی ایسی روایتوں اور کہانیوں سے دین اسلام کی صحت سے اعتقاد آج نہیں کل نہیں پرسوں آٹھ جارہا *

ذکر استنباط مسائل اصولی و فروعی کا

جو تفسیروں میں ہی

جو مسائل اصولی و فروعی صاف صاف قرآن مجید میں مذکور ہیں اُس سے قطع نظر کر کے جو کچھ استنباط اُن آیات کے اشارات و

تحقیقات کے اُسکی صحت ثابت ہو (حالانکہ یہ بہت کم ہوگا) تو اُسے ماننا چاہیئے ورنہ اُسکو ایک دل خوش کن کہانی سمجھنا چاہیئے اور اس بات پر ناراض نہ ہونا چاہیئے کہ بڑے بڑے بزرگوں نے اُن واقعات کو بیان کیا ہی اور اچھے اچھے عالموں نے اُسے قبول کیا ہی کیونکہ بعض بلکہ اکثر باتیں ایسی ہیں کہ جن سے کذب کی نسبت آنحضرت کی طرف ہوتی ہی و نمود باللہ من ذلک *

میں ایک حدیث کو بیان کرتا ہوں + جو کہ اگلے زمانہ میں بہت مشہور تھی اور لوگوں کی زبان پر تھی کہ پیغمبر خدا ہزار برس سے زیادہ قبر میں ٹھہرے گویا ہزار برس کے اندر قیامت آجائیگی

+ شیخ جلال الدین سیوطی کتاب الكشف عن معارضة هذا الامة الاف میں لڑاتے ہیں - و بعد فقد کثر السوال عن الصدق المشہور علی السنة الناس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یمک فی قبور الف سنة وانا احیب بانہ باطل لاصل له ثم جاء فی رجل فی شہر ربیع من سنة ۸۹۸ معہ ورقة بخطہ ذکر انه نقلها من فتیلا اقلی لها بعض اکابر العلم ممن ادرکتہ فیہا انه اعتمد مقتضی هذا الصدق وانه يقع فی المائة العشرة خروج المهدي و الدجال و نزول عیسی و سایر الاشراط و النفع فی الصور و مضی الاربعمون سنة التي بین النفستین و تنفع نفقة البعث قبل تمام الاف فاستبعد حدیث هذا الکلام من هذا العالم المشار الیه و کرہہ ان اصرح برده قادیاً منه فقلت هذا شئ لا اعرفه فحاولت السائل تھریز المقال فی ذلک فلم اباغہ مقصوده الی ان قل فاجبت الی ماسا لرا و حرصت لهم منہ فان شاءوا اجلوا و ان شاءوا اسلوا و سمیتہ الكشف عن معارضة الامة الف فاقول اول الذی دل علی الآثار ان هذه الامة تزيد علی الف سنة و لا یبلغ الزیادة علیها خمسمائة سنة الی آخر مقال فی تلک الرسالة رایب فی آخر بعض النسخ ماصورته و حکى بعض اهل التاریخ ان تاریخ الدنیا من لدن آدم علیہ السلام حین هبط من الجنة الی طرفان نوح علیہ السلام اثنی عام و مائے عام و من طرفان نوح الی زمن ابراهیم علیہ السلام الف عام و مائے عام و من زمن ابراهیم الی زمن عیسی علیہ السلام الف عام و من زمن عیسی علیہ السلام الی زمن نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم خمسمائة عام و من الهجرة الی الان تسعمائة عام و اربعة و عشرون سنة مجموع ذلک سنة آلاف و سبعمائة سنة و اربعة و عشرون سنة و علی هذا یقال الباقی لقیام الساعة من یومنا هذا و هو سنة اربعة و عشرين و تسعمائة مائتا سنة و مئة و سبعون سنة بدلیل قوله صلعم عمر الدنیا سبعة ایام من ایام الآخرة و بعثت فی آخر یوم السادس و قال اللہ تعالیٰ و ان یر ما عند ربک کالف سنة مما تعدون -

فرض کہ جو مسائل اصولی و فروعی آیات قرآنی سے استنباط کیئے گئے ہیں اُسکی صحت پر صرف تفسیروں میں لکھا ہوتا ہی کافی نہیں ہی بلکہ اُس استنباط کو دیکھنا اور آیات قرآنی سے اُس استفواج کو جانچنا محقق کا کام ہی کیونکہ جو تفسیریں لوگوں نے بعد طبعہ قبیح تابعین کے کی ہیں + اُن کا یہ حال ہی کہ جو مفسر جس علم اور جس فن کا شایق ہوا اُس نے اُسی علم اور اُسی فن کو اپنی تفسیر میں بھر دیا اور یہاں تک مبالغہ کیا کہ اُس کے نزدیک گویا خدا کو قرآن کے نازل کرنے سے انہیں علوم کا بیان کرنا مقصود تھا اور اپنے کلام کو خدا نے اسی لئے نازل کیا تھا مثلاً جو لوگ سورہ نصری تھے اُنہوں نے اپنی تفسیروں میں امرب اور قواعد کو بھر دیا اور سارے مسئلے فقہ کے قرآن سے نکالی در تفسیر کو اُنہوں نے کایہ کی شرح بنا دیا جو لوگ تاریخ میں خرب ماہر تھے اُنہوں نے اپنی تفسیروں کو قصوں سے بھر دیا اور اگلی پچھلی خبریں چھوٹی چھٹی قصوں میں بھر دیں اور اُنہوں نے تفسیر کو الف لیلة بنا دیا جیسا کہ تعلیمی نے کیا (جسے لوگ برا مفسر جانتے ہیں) جو لوگ فقہ کو عرب جانتے تھے اُنہوں نے تفسیر سے سوائے فقہ اور مسائل فروعی کے دوسری فرض ہی نہیں جانی اور اُن مسائل کا استنباط آیات سے کیا جو کسی طرح اُن لفظوں سے نہیں نکلتی مثلاً علامہ قرطبی کے اور جو لوگ علم ظلم کے شایق تھے اور طفلی مسائل سے اپنے عقیدوں کو ملاتے تھے اُنہوں نے تو تفسیر کو فلسفہ یونان کے فواروں کا مجموعہ کر دیا اور اُن مباحث کو ایسا طول دیا کہ دیکھنے والے کو حیرت

کنایات سے کیا ہی اُنہیں احادیث کا ہونا بھی دلیل اسپر ہی کہ وہ سب منقول صاحب الشریعہ سے بلکہ سلف صالح سے نہیں ہیں اور اُس لئے جہاں تک موافق قواعد عربیہ کے استنباط اُسکا ہی وہ واجب قبول ہی اور جو ہر مفسر نے بعض مسائل کے اثبات میں ایسی آیتوں سے استدلال کیا ہی حکم حقیقت میں اُن آیتوں سے کچھ تعلق نہیں ہی + واجب قبول نہیں *

بعض متکلمین نے یہی دائرہ احتیاط سے پائوں باہر نکالا ہی اور اُنہوں نے فریق مضاف کے الزام اور اپنے عقاید کے اثبات کے واسطے آیتوں کی ایسی اس تفسیر کی ہیں کہ جس سے کچھ تعلق اُس عقیدہ کو نہیں ہی اور اُس کا ثبوت اُن کتابوں کے دہانے سے ہوتا ہی جو معتزلی اور دیگر فرق مبتدعہ کے عقاید کی تردید میں تالیف ہوئی ہیں *

بعض متکلمین نے بھی اپنے عقاید کے اثبات میں تفسیر میں یہی احتیاط کی ہی بلکہ فروعی یہ تفسیریں چھوٹی چھٹی ہی کہ اپنے فاسد عقیدوں کے مطابق اُسے معانی قرآن کے بیان کیئے ہیں کہ جن کو کچھ تعلق الفاظ سے نہیں ہی اور بلا رعایت اصول شرع کے اور بلا لحاظ قواعد عربیہ کے اپنے معنی پیدا کیئے ہیں جیسے کہ تفسیر معتمد ابن حمزہ کو مانی کی ہی جس کا نام عجائب غرائب ہی اُس میں ایسے عجیب اقوال کہے ہیں کہ سنانے والے کو تعجب آتا ہی اور بسبب غرائب کے عوام کو اچھے معلوم ہوتے ہیں مگر حقیقت میں وہ اقوال ایسے ہیں کہ اُن کو اعتداد کرنا ایسا نقل بھی اُن علامات کی جائز نہیں *

باطنیہ فرقہ نے اپنے عقیدوں کے اثبات میں ایسی تفسیریں کی ہیں کہ اُنہوں نے جن سے کو بدل ڈالا اور تمام ظواہر آیات کو پھیر کر اور ہی کچھ معنی پیدا کیئے مگر جو لوگ محققین ہیں اور اہل باطن اُنہوں نے اُن کے ظاہر معانی پر رکھا مگر اُس کے اصلی مطالب اور حقائق و ذائق کو طاعن کیا کہ یہ امر میں ایمان اور کمال عزائم کی کہوت کہ خود حدیث میں آیا ہی لکل آیت ظہر و بطن *

فرض کہ ہو فریق نے موافق اپنے عقیدہ اور خواہش کے تفسیر کی اور اُس سے استنباط مسائل اصولی و فروعی کا کیا لیکن حقیقت میں اصل تفسیر وہ ہی جو مختلف قواعد عربیہ اور اصحاب قرآن کے نہرو اور جس سے نصوص راجعہ کی تشریف لازم نہ آوے اور نظم قرآنی اپنی فصاحت و بلاغت پر باقی رہے *

+ تم صنف بعد ذلک قوم درعرا فی شیئی من علوم و منہم من ملأ کتابہ بما غاب علی طبعہ من الفن و اقتصر فیہ علی ماتمہو ہو فیہ من القرآن انزل لاجل هذا العلم لا فیہ مع ان فیہ تبیان کل شیئی بالنہدی قرآن لیس ان الا امرب و تکثیر الوجة المحتملة فیہ و ان کاہ بعبدہ و یقل قواعد النہو و مسائلہ و فروعہ و خلا باتہ خارج الواحدی فی البس طرای حیان فی البصر والنہو والاخبارے لیس لہ شغل الانحص و استیفاؤھا والاخبار عن سلف سواد کانت صھیحة او بامانہ و منہم المتعلی والعقبہ یکاد یررد فیہ الفقه جمیعا و ربما استطردالی انامہ ادقا فروع لفقیة التي لا تعلق لها بالایة اصلا والجواب عن الادانہ المحالفین کالقرطبی و صاحب العلوم العقلیة خصوصاً الامام فخر الدین الرازی قد ملأ تفسیرہ باقوال الکمل والفلسفہ وخرج من شیئی الی شیئی حتی یقضي الناظر العجب قل اہو حیان فی البصر جمع الامام الرازی فی تفسیرہ اشیاء کثیرة طویلة لا حاجة بها فی علم التفسیر واذلک ذل بعض العلماء فیہ کل شیئی الا التفسیر

حالانکہ سبب اس کا یہ ہے کہ تفسیروں میں ہیئتات یونانیوں کے مسائل مفسرین نے بھر دیئے ہیں اُسے لوگ دیکھتے سنتے رہے ہیں اور اسیر اسطے وہ اُن اقوال کو بھی دینی مسائل جانتے ہیں گو وہ کیسے ہی غلط اور بڑبڑ اور بے اصل ہوں *

اُن معقولی مسائل کے تفسیروں میں داخل کر دینے سے ایک بڑا نقص یہ ہے ہوا کہ وہ باتیں جنکی واقع میں کچھ حقیقت نہ تھی اور جنکی اب غلطی کہل گئی لیکن اب اُن سے انکار کرنا اور اُن مسائل ہی کو غلط کہنا تنصر اور العاد سمجھا جاتا ہے یہاں ہی کم لوگ ایسے ہونگے جو یہ سمجھیں کہ اُن مسائل کا تفسیروں میں داخل کرنا ہی بیجا تھا اور اب اُس سے انکار کرنا اور جو حقائق موجودات اب ثابت ہوئیں اور ہوتی جاتی ہیں اُس کا ماننا کچھ قانع اسلام نہیں *

بہت سی باتیں بہ نسبت اخبار اور واقعات اور کیفیت موجودات کے تفسیر کبیر وغیرہ میں ایسی بڑی ہوئی ہیں کہ چٹو دیکھنے سے ہنسی آتی ہے اور جنکے ذکر کرنے سے کسی بڑے لکھے ہوئے تربیت یافتہ آدمی کے سامنے غم معلوم ہوتی ہے اور گورہ باتیں رہی ہیں جو نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائیں نہ کسی صحابی و تابعین نے نہ اُن کی کچھ صحت ہے مگر اب اُس سے بھی انکار کرنا اور اُس کو غلط سمجھنا ارتداد کی نشانی سمجھی جاتی ہے پس سوائے اُن پاک مسلمانوں کے جو خائفا سے باہر نہیں نکلتے اور جو سوائے اپنے پیروں کے مکتوبات و ملفوظات کے کچھ نہیں دیکھتے اور جو کچھ کسی شخص نے عربی زبان میں عربی خط سے لکھ دیا ہو اُس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو بڑی بڑی موٹی موٹی کتابوں سے روایتوں اور حکایتوں کے نقل کرتے ہیں کو اُسکی صحت کی سند جاتے ہیں اور حقایق موجودات سے سوائے اُس کے کہ کرا قاف زمرہ کا ہے اُسکی دروٹی پر ستون آسمان کے رکھے ہوئے ہیں اور زمین گائے کے سینک پر ہے اور گائے مچھلی کے پیٹ پر کھڑی ہے کچھ نہیں سمجھتے اور اُسی کو خدا کی قدرت سمجھ کر وجد و حال میں مصروف رہتے ہیں وہ شخص جو اب معقولات سے کسیقدر واقف ہو اور تحقیقات جدیدہ سے جس سے موجودات کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے آگاہ ہو نیز تو اپنے عقیدہ میں اُن روایتوں اور حکایتوں کو اصل دین سمجھیں اور کس طرح اُس کا دل اُن قولوں کی صحت پر یقین کرے اور وہ اپنے ایمان اور اسلام کی تقریر میں کس کیلئے فکر کے قیروں سے گزرے گا *

ہوتی ہے جیسے تفسیر امام نظرا الدین رازی کی ہے جسکی نسبت ابو حبان وغیرہ معتقلین نے کہا ہے کہ فیہ کل شئی الا التفسیر کہ اُس میں سوائے تفسیر کے سب کچھ ہے *

پس اب ہم نہایت ادب سے اپنے پاک ٹیک پھائیروں سے عرض کرتے ہیں کہ جب تلب تفسیر کی نسبت ہمارے معتقلین یہہ فرما گئے ہوں اور اُسکی ایسی حقیقت لکھ گئے ہوں تو اگر ہم اُن کتابوں پر اجمالی ایمان نہ رکھیں اور سبکو مثل قرآن کے واجب الیقین نہ جانیں بلکہ اُن مختلف کتابوں اور غیر متعدد روایتوں اور پیشمار قولوں اور لا انتہا قصوں کی تحقیق پر مستعد ہوں اور اُسکی اصلیت دریافت کرتے پر توجہ کریں تو یہہ ہمارے ایمان کی نشانی ہے یا العاد ارتداد کی اگر یہی العاد اور ارتداد ہے تو وہ ہزار اسلام سے بہتر ہے ذاک فضل اللہ یؤتینہ من یشاء *

ذکر تشریح حقائق موجودات کا مطابق علوم

عقلی کے جو تفسیروں میں ہے

یہہ بات ظاہر ہے کہ قرون ثلثہ میں علوم عقلی کا کچھ چرنا نہ تھا اور حکمت اور فلسفہ یونان سے کوئی واقف نہ تھا مگر بعد اُسکے وہ زمانہ آیا جس میں مسائل فلسفہ کا جاری ہونا شروع ہوا آخر اُسکی یہاں تک ترقی ہوئی کہ وہ مسائل دین میں داخل ہو گئے اور مذہبی کتابوں میں اُن پر بحثیں ہونے لگیں اور رتنہ رتنہ یہہ نوبت پہنچی کہ اُن سے تفسیریں بھر دی گئیں اور جہ طرح تفسیر میں اقوال پیغمبر اور صحابہ کے نقل کیئے جاتے تھے اُسی طرح افلاطون اور ارسطو وغیرہ حکماء یونان کے قول نقل ہونے لگے اور جب یہہ سلسلہ جاری ہوا تو پھر ایک مفسر نے دوسرے مفسر سے اور دوسرے نے تیسرے سے اُس کا نقل کرنا یا انتضاب کرنا شروع کیا اور اُن قولوں کے فائلین کا نام بھی لکھنا چھوڑ دیا یہاں تک کہ آخر وہ اقوال تفسیروں میں ایسے مل گئے کہ لوگوں کو تمیز کرنا مشکل ہو گیا کہ یہہ قول ارسطو کا ہے یا صاحب شریعہ کا یا کسی صحابی کا یا کسی امام کا اور اسیر اسطے اُن اقوال پر دین کا مدار ٹھہر گیا اور اُسے انکار کرتا بھی انکار آیات کے برابر سمجھا گیا چنانچہ ہنئے معتصراً وجود آسمان کی بھٹ میں اسے بیان کیا ہے کہ اب لوگوں کے نزدیک اس امر سے انکار کرنا کہ آسمان مثل گنبد کے وجود مجسم محیط ارض ہے اور ستارے اُس میں جڑے ہوئے ہیں کفر ہے

ضرورت نئی تحقیقات کی بلکہ نئی تفسیر لکھنے کی

ہمارے نزدیک اس زمانہ میں ایک بڑی ضرورت نئی تفسیر لکھنے کی ہے جو احقر وزرید سے خالی ہو اور جو غلط روایتوں سے اور جھوٹی حکایتوں سے پاک ہو اور جس میں کچھ یونانی باتوں کا ذکر نہ ہو اور جس میں حقائق موجودات کی تشریح کماہی ہی ہو جس میں وہ احادیث صحاح جنکی صحت بلکہ جنکی شہرت درجہ یقین پر پہنچی ہو اپنے اپنے موقع پر مذکور ہوں اور جس میں وہ اقوال صحابہ کبار کے جس سے مسائل اصولی و فروعی کا انہوں نے استنباط کیا ہو منقول ہوں اور جس میں ان شبہات کا جو اہل عقل اس زمانہ کے کرتے ہیں ایسا جواب ہو کہ مخالف قواعد عربی اور متاثر شریعت معتمدی کے نہ ہو اور جس میں ان اخبار کی صداقت ظاہر کی جاوے جو الفاظ قرآن سے ثابت ہیں اور جس کی تصدیق میں بعض متکرمین یہ سبب مخالفت تاریخ اور تحقیقات زمانہ ~~حال میں موجود ہے~~ ہوتی ہیں اور جس میں ان اقوال اور روایات کی تکذیب یہ سند صحیح بیان کی جاوے جو غلط سے یا سہر سے یا تساہل سے تفسیروں میں داخل ہو گئے ہیں اور جس سے گو اگلے زمانہ میں کچھ نقصان نہ تھا مگر اب وہی روایتیں اور وہی اقوال مادۃ الزام کا قرآن اور صاحب الروح پر ٹھرائے گئے ہیں تاکہ اب جو زمانہ آیا ہے اور جو لوگ علوم عقلی کی تعلیم پاتے جاتے ہیں وہ اسلام پر ثابت قدم رہیں اور ان کا دل کسی طرح پر کسی ایک نقطہ سے بھی قرآن کے نہ پھرے اور وہ اپنے دین کو نہایت سچا اور خدا کا دیا ہوا جانیں اور نہ صرف ہماری ہی اولاد اس سے فائدہ پاورے بلکہ ساری دنیا کے دانشمند اور حکیم اور ماک اور محقق اس کی تصدیق کریں اور وہ خدا کے اقوال کو مطابق اس کے فعل کے جانکر لحد صدق اللہ و رسولہ صدق دل سے کہنے لگیں اگرچہ اس خواہش کا پورا ہونا نہایت دشوار ہے مگر سب مسلمانوں پر اس طرف توجہ کرنا فرض کفایہ ہے اور گو کچھ امید نہیں لیکن خدا سے امید ہے کہ ضرور ایسا کریگا اور ہم مسلمانوں کو ایسی توفیق دیگا *

رہا تغیل صفا انک انہ لم یعناہ یم

واٹھ

مہدی علی کپڑی کلکتہ مرزاپور

اشتہار

صدر کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان ہندوستان

راضح ہو کہ کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان کی رپورٹ بنارس میں چھپ رہی ہے اس رپورٹ کے تھمبنا تین سو بیس صفحہ ہیں اور اس میں تین حصہ ہیں * پہلے حصہ میں جو رسالے انعام کے لیئے منتخب ہوئے ان کا ذکر ہے * *

دوسرے حصہ میں چار بحثیں ہیں *

پہلے اول میں گورنمنٹ کالجوں اور اسکولوں میں مسلمان طالب علموں کے کم داخل ہونے کے اسباب سے بحث ہے *
پہلے دوم میں تحصیل و حلقہ بلدی مکتبوں میں مسلمان طالب علموں کے کم داخل ہونے کے اسباب سے بحث ہے *
پہلے سوم میں مسلمانوں میں علوم قدیمہ کے کھٹ جانے کے اسباب سے بحث ہے *

پہلے چہارم میں مسلمانوں میں علوم جدیدہ کے رواج نہ پانے کے اسباب سے بحث ہے *

تیسرے حصہ میں مسلمانوں کی ترقی تعلیم کی تدبیریں اور وہ طریقہ جس طرح پر کہ ان کی تعلیم و تربیت اس زمانہ میں ہوتی چاہیئے اور جس طرح کے مدرسہ اور مکتب ان کی تعلیم کے مقرر ہونے چاہیئیں ان کا بیان ہے *

خاتمہ میں ان پچیس رسالوں کا خلاصہ مندرج ہے جو حسب اشتہار کمیٹی تصنیف ہوئے تھے اور جن کے ہر ایک مضمون پر کمیٹی نے بحث کی ہے *

اس رپورٹ کی قیمت پانچ روپیہ مقرر ہوئی ہے جس صاحب کو اس کا خریدنا منظور ہو وائم اٹم پاس زر قیمت رسال فرماکر رپورٹ مذکور طلب فرمائے *

راضح ہو کہ پروجکٹ تجویز کمیٹی منعقدہ ۳۱ جولائی سنہ ۱۸۷۱ع اس رپورٹ کے چھپنے کے لیئے حدگانہ چندہ دونا تجویز ہوا ہے جس جن ممبروں نے خاص اس رپورٹ کے چھپنے کے لیئے اور چندہ بقدر پانچ روپیہ اس سے زیادہ ندیا ہ۔ گا ان کے پاس یہ رپورٹ پروجکٹ تجویز کمیٹی منعقدہ ۷ مارچ سنہ ۱۸۷۲ع مرسل نہر گئی *

(دستخط) سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی سکریٹری کمیٹی مقام بنارس

بمقام عیگتہ — مطبع علیگتہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حفظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER تہذیب الاخلاق

نمبر ۵

یکم ربیع الاول ۱۲۸۱ھ ہجری

جلد دوم

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی باہت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور توثیق کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جاوے۔ فرض کہ تمام خط و کتابت باہت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہی اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہی اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہی * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے۔ مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہہ ہی کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جستدر روپیہ باہت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت وصول ہو رہا کسی خاص شخص ای ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار ۲ تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو نی پرچہ چار آنہ مع اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہہ پرچہ ملےگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

آدم کی سرگزشت

مفتوحون نمبر ۷۷

آدم کی سرگزشت

تم کون ہو اور تمہارا نام کیا ہے — یہہ تو میں نہیں جانتا کہ
میں کون ہوں مگر میرا نام آدمی ہے — تم پر کیا گذری — میں نے
اپنے تئیں اسی دنیا میں پایا مگر نہ جانا کہ کس طرح بنا اور کس نے بنایا
میں نے اُڑ بھی بہت سے چرند و پرند کیڑے مکوڑے دنیا میں دیکھے ہیں
سمجھا کہ جس طرح یہہ بنے ہونگے اسی طرح میں بھی بنا ہونگا —
مگر میں دکھتا تھا کہ وہ سب تو ایک سا کام کرتے جاتے ہیں اور
کسی اور بات کا ارادہ بھی نہیں کرتے مگر میرے دل میں بہت سے
خیال آتے تھے کبھی دل چاہتا تھا کہ یہہ کروں کبھی دل چاہتا تھا
کہ وہ کروں کبھی کہتا تھا کہ یہہ کیا ہی کبھی کہتا تھا وہ کیا ہی دل
کہہ راقا تھا اور اُن چرند و پرند کے پاس بیٹھتا تھا کسیکو اپنا سا نہ
پاتا تھا اور دل نہ لگتا تھا کتنا ہی میرے دل کو گھبراتی تھی اور اُس
بیقراری سے یہہ بات دہلیں آتی تھی کہ میرے لیئے میری ہی سی
کچھ اُڑ چیز چاہیئے *

ایک دن میں نے اپنے بائیں پہلو کے پاس ایک اپنی ہی سی صورت کی چیز بیٹھ رہی دیکھی دل بہت خوش ہوا بے قصد پاچھیں وہ لگیں دل بھی دھڑک پڑ کر گئے لگا اور اُسکی طرف کھنسنے لگا وہ بھی میرے پاس بیٹھنے سے نہایت خوش معلوم ہوتی تھی اور پیاری پیاری نگاہوں سے مجھے دیکھتی تھی اور مسکراتی تھی آخر میں بیقرار ہو گیا اور مجھ سے کہہ گیا ار میں نے اُس سے پوچھا کہ برا تم کو ہے اور تمہارا کیا نام ہے وہ بولی کہ بھائی یہ تو میں نہیں جانتی کہ میں کون ہوں جو تم ہو وہی میں ہوں مگر میرا نام حرا ہے میں بہت خوش ہوا اور قالیاں بجا کر خوب اُچھلے اور خوب کودا اور اوپر کو دیکھ دیکھ کر ایک بڑی ہستی اور بڑے قادر مطلق کا خیال کر کے خوب گیسٹ گائے اور نہایت شوق و ہوق سے یوں چلائی *

اُر اُرے اُر اُرے اُر اُرے اُر اُرے — اُرے وہ جو ہے —
اُرے وہ جو رہیگا — اُرے وہ جو رہیگا — اُرے وہ جو تو ہے —
اُرے وہ جو تو ہے — میری شکر ہے — اُس انجان جانب کار نے
میرا شکر لیا اب تم اُسی برکت کے پہل پہول ہو *

اُچی دادا جان یہ تو تم نے حال کی کہی ہم تو اُس سے بھی
پچھلی بڑھتے ہیں — میرے پیارے وہ تو ہمارے ہوش اور تمیز سے
پہلے کی بات ہی مگر اُس کی کچھ نشانیاں ہم پاتے ہیں اور خدانے
اپنی قدرت سے جو کچھ ہم میں بنایا ہی اُسی سے وہ کچھ حال
سمجھ سکتے ہیں اگر تم کو اُس کے جاننے کا شوق ہی تو سنو #

قلم زمیں پر بسنے والی چھریں زمیں سے پیدا ہوئی ہیں گو اسکی
آئندہ نسل چلنے کا کوئی قاعدہ بنایا ہو مگر سب سے پہلی فرد صرف
اُس کی قدرت سے بنی اُس نے کہا کہ ہو وہ ہوگئی پس اسی طرح
میں بھی زمیں سے پیدا ہو گیا پلا اور بسا اور بڑا ہوا مگر جب زمیں سے
نکلے گا تو ایسا نہ تھا جیسا اب ہوں رفتہ رفتہ ہمکو یہ ضرورت ملی
ہی اگر تم میری وہ ہئیت دیکھو جو زمیں سے نکلی تھی تو نہایت
تہجب کرو بال سے بھی باریک اور رائی کے دانے سے بھی چھوٹا بھنگا تھا
اور اُسی میں حسن و جمال عقل و کمال سب چھپا ہوا تھا جیسے بیج
میں درخت کے تمام پھل پھول گھنی پتے چھپی ہوتے ہیں یہ اُس
صانع کی قدرت ہی جو ایسی ضعیف و ناچیز چیز کو ایسا دیا ہی جسکے
حسن و جمال پر لوگ فریقہ ہوتے ہیں فرہاد سر پر دوتا ہی زلیخا
ہاتھ کاٹتی ہی مجنوں سر بھرا نکل جاتا ہی اپنے نفوس و کمال سے
فرشتوں پر فرق لیجاتا ہی اور اپنے آپ سے اپنے صانع کو پہچانتا ہی
اور پھر اُس کی مرضی اور خدشی کے بیان کرنے کو اُڑوں کے لیئے راضی
ہوتا ہی *

تمام قوتیں حیوانی اور انسانی ملکی و شیطانی اُس میں
تھیں اور سب اُس کی اطاعت و فرمان برداری میں حاضر تھیں جس
جس کام پر وہ مامور تھیں اُنکو کر رہی تھیں اور اپنے کام میں فراسی
بھی حطا نہیں کرتی تھیں مگر ایک قوت نہایت قوی اور سرکش تھی
وہ میری کوئی خدمت نہیں کرتی تھی بلکہ طرح طرح کے جذبات کو
مرد غصہ اور غضب اور بغض و کینہ عداوت و دشمنی قتل و خون ریزی
چوری و زنا کاری کے منشاء ہیں تھریک دیتی رہتی تھی اُسے کو تھیں
سے میں نے جانا لیا تھا کہ وہ میری بڑی دشمن ہی اُسے پر قلم پانا
میرا بڑا کام ہی مگر وہ بھی جتنا ہی تھی کہ میں تیری دشمنی کبھی
نہیں چھوڑنے کی جہاں پاؤنگی اپنا کام کر دیتی اور جس طرف سے قابو
پاؤنگی مار دیتی *

وہ قوت ایک عجیب و غریب چیز تھی دشمن تو ایسی سندھ
تھی لیکن اگر وہ نہرتی تو ایک اُذر چیز ہم میں نہرتی جو انسان
کے کمال کی بھی وہی باعث ہی اور اُس کے وبال کی بھی وہی باعث
ہی اور اسی سبب سے وہ قوت کبھی سخت دشمن دکھائی دیتی تھی
اور کبھی درست سمجھ میں آتی تھی مگر میری اطاعت میں کبھی
نہ تھی *

خدا نے ایک ایسی مرکب چیز کو جو مختلف قوتوں کا مجموعہ
 تھی یعنی مجھکو ایک جگہ ذال دیا جہاں نہ مجھکو بہک تھی
 نہ پیاس نہ دھوپ کی گرمی لگتی تھی نہ کپڑا پہنے کی حاجت ہوتی
 تھی میں رقتہ رقتہ بڑا ہوتا جاتا تھا اور تمام قوتیں جو مجھہ میں

دست کا دم شیطان اور اُس قوت کا نام جو مجبہ میں تھی پر میرے کام میں نہ تھی نہ میں اُس کو کام میں لاتا تھا جب میں بڑا ہوا اور سن تیز کر پہونچا تو اُسی دشمن قوت نے مجھ کو بتایا کہ اُس سے بھی کام لے کیونکہ وہ جانتی تھی کہ جب میں اس سے کام لوں گا تب ہی مہ پست میں پھونکا مگر اُسی قوت سے کام لینا کہ ل کا یہم سبب تھا اس لیے اُس دشمن قوت نے بھکایا کہ اگر اُس سے کام لیں گے تو فرشتہ ہر جاوینکا اور کبھی فنا نہ ہووینکا وہ قوت میری ہی تو تھی اور میں اُس کو کام میں لانے کے قابل بھی ہرچکا تھا میں اُس م کام میں لیا اور اُسی وقت میرے عیب مجبہ پر کھل گئے میں نے جانا کہ میں تو ایک نہایت ناچیز ہستی ہوں بے شک مجبہ میں فرشتہ مرنے اور ہمیشہ رہنے کی قوت ہی مگر اُس نے ساتھ ہوا قوی دشمن بھی لگا ہوا ہی اُس سے بچنا نہ یہ مشکل ہی میں اپنے پیروں نے چھپانے کی فکر میں ہوا اور خدا نے للکارا کہ خبردار اب تو اپنا آپ مالک ہوا دوست دشمن سے واقف ہوا اب جب تک زمین پر رہنا ہی نیک و بد کر مجبہ اور اپنا کام کر میں نہایت حیران ہوا کہ کیا کار کروں اور کس طرح پر چلوں پھر میں سمجھا کہ خدا کی نشانیاں اور خدا کی ہدایتیں ہمارے ساتھ ہیں اُنہی کو سمجھو اور اُنہی کو مار اُنہی کی ہدایت پر چلو اور دشمنوں سے نجات پاؤ مگر یہ مجبہ میں نہ آتا تھا نہ گذشتہ ہدی کا کیا علاج ہو بہت غور کے بعد سمجھا کہ کسی دوسرے سے اُس کا علاج نہیں ہو سکتا بلکہ اُس کا علاج خود مجبہ میں ہی جو چیز مجبہ میں تیری ہرگنی ہی اُسی کے پیدا کرنا اُس کا علاج ہی تب میں نے خدا سے کہہ

بنا ہلما انفسا وان لم تغفرنا و ترحمنا لکنن من الضالین -
صاف علی اندھرتا اب الرحیم پھر تو خدا نے مجھ کو ایسا رقبہ بخشا کہ زمین پر اپنا نایب کر دیا اور فرشتے غل ہی مچاتے رہے *

دادا جان آپ کی باتیں تو ہماری سمجھ میں نہ آئیں اور ہم نہ سمجھے کہ کی قوی کا مجبہ خدا نے تم کو بنایا تو وہ کیا قوی تھے جو تمہارے صبیح و فرمانبردار بھی تھے وہ کیا قوت تھی جو سرکش نہ فرماؤدوار تھی وہ کیا چیز تھی جو دشمن بھی تھی اور دوست بھی دکھائی دیتی تھی اُسی نے وبال میں ڈالا اور اُسی نے کمال کا رستہ بتایا یہ سب باتیں تو ہماری سمجھ سے باہر ہیں اور اُس کی طرح پر آپ گفتگو کریں اور ہم کو سمجھا سکیں تو آپ کی نہایت شفقت و عنایت ہوگی *

آدم نے کہا کہ تمہاری اور تمام دنیا کی سمجھ میں آجانے کے لائق تو اسی بات کو موسیٰ اور معتمد نے بہت اچھی تمثیل سے بتایا ہی اُنہوں نے ملکی قوی کا نام فرشتہ رکھا ہی اور اُس دشمن دوست نما

خدا نے سڑی ہوئی کپڑے سے جو آگ میں پکے ہوئے کی مانند گرم ہو رہی تھی آدم کو اور اُس کی جوڑی حوا کو پیدا کیا پھر اُن کو اس صورت پر جو ہی بنایا پھر فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو سب نے سجدہ کیا مگر شیطان نے سرکشی کی اور خدا کے حکم کو ٹھاننا اور سجدہ نہ کیا خدا نے اُس سے پوچھا کہ تو نے کیوں سجدہ نہ کیا اُس نے کہا کہ میں آدم سے افضل ہوں تو نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا اور آدم کو مٹی سے خدا نے کہا جا دور ہو تو فرشتوں میں ہونے کے لائق نہیں اُس نے کہا تو مجھ کو قیامت تک ایسا ہی رہنے دو تم ہی نے مجھے بھکایا ہی میں بھی انسان کو بھکتا ہی ہوونگا خدا نے کہا دور ہو اے مردود جو ارگ تیری تابعداری کرینگے اُن سے دوزخ پھر ہوونگا *

پھر خدا نے ہم کو سمجھا یا کہ شیطان تمہارا پکا دشمن ہی اُس سے خبردار رہنا پھر ہم کو ہمیشہ میں رکھا رہاں ہم کو نہ بھوک تھی نہ پیاس نہ دھوپ لگتی تھی اور نہ کپڑے کی حاجت تھی خدا نے کہا کہ اس میں سے جو کچھ چاہو کھاؤ مگر ایک درخت کو ہتھکڑیا ہ اُس نے پاس تک صاف جانا اگر جاؤ گے تو اپنے لبٹے خورد ہوا کر دے گا مگر شیطان نے ہم کو بھکایا اور کہا کہ میں تم کو ہمیشگی کا اور ہمیشہ رہنے والی بادشاہت کا درخت بتلاؤں اُس نے وہی درخت بتلایا جس سے خدا نے منع کیا تھا اور کہا کہ کسی پر اُن کے سبب سے منع نہیں کیا بلکہ اِس لیے منع کیا ہی کہ تم فرشتہ اور ہمیشہ رہنے والے نہ ہو جاؤ اور قسمیں کہہ کر کہا کہ میں تمہارا دوست ہوں — ہم اُس کے بھکائے میں اگئے اور اُس درخت میں سے کھالیا ایک پردہ قاداتی کا جو ہم پر تھا کھاتے ہی اُٹھ گیا عیب و صواب معلوم ہونے لگا اپنا ننگا پن ہم کو ہرمانے لگا درخت کے پتوں سے اپنی سرمگاہوں کو چھپانے لگے اتنے میں خدا للکارا کہ کیوں اس درخت کے کھانے سے میں نے تم کو منع کیا تھا اور تم کو نہ کھدیا تھا کہ شیطان تمہارا پکا دشمن ہی چلو یہاں سے جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے چند مدت تک زمین پر رہو گے اُسی میں جیو گے اُسی میں مرو گے اُسی سے نکلو گے *

پھر خدا کے بتانے سے اپنے تصور کی معافی اس طرح پر خدا سے چاہی کہ ”اے ہمارے خدا ہم نے اپنے پر آپ ظلم کیا اور اگر تو معاف نہ کریگا اور رحم نہ کریگا تو ہم آنت میں رہینگے“ خدا نے معاف کیا

مگر آپ یہہ تو فرمائیئے کہ جن قوتوں سے خدا نے ہمکو بنایا اور جو ہم ہی میں موجود تھیں انہی میں سے کسیکو فرشتہ اور کسیکو شیطان اس طرح پر بیان دیا کہ گویا وہ ہم سے متعدد دوسری چیزیں تھیں جن میں سے کوئی ہماری فرمان بردار تھی اور کوئی ہماری دشمن اور اگر درحقیقت وہ ہم ہی میں تھیں تو اس طرح پر گویا بیان ہوئیں *

بیٹا ابھی میں نے تم سے بیان کیا کہ انسان عجیب مختلف قوتوں سے بنا ہوا ہے کہ باوصف مرکب ہونے کے ہر ایک قوت جدا جدا کام کرتی ہے مگر تمہاری سمجھ میں کچھ نہ آیا اور جب اس زمانہ میں ہی تم اُسکو نہ سمجھ سکے تو موسیٰ کے اور اُس سے بھی پہلے کے زمانہ میں کون سمجھ سکتا تھا اس لیے خدا نے اُس مطلب کو ایسے لفظوں میں بیان کیا کہ سینا کے جنگل میں پھرنے والوں اور عرب کے ریگستان کے رہنے والوں سے لیکر مقراط اور بقرات کے درجوں تک کے لوگ سمجھ لیں *

تمام دنیا کے خیال میں ہی کہ مرکب چیز جب متعدد چیزوں سے ملتی ہے تو ایک خاص مزاج پیدا کر لیتی ہے اُسکے ہر ہر فرد کا مزاج اپنی پہلی حالت پر بقی نہیں رہتا بلکہ دونوں سے مل کر ایک قسم کا مزاج پیدا ہو جاتا ہے *

اگر گرم پانی میں تم تھنڈا پانی ملاتے ہو تو اُسکی سردی اور اُسکی گرمی مل کر اُسکو کٹھنا کر دیتی ہے یہہ کبھی نہیں ہوتا کہ دونوں ملیں اور سرد پانی کی سردی بدستور سرد اور گرم پانی کی گرمی بدستور گرم رہے *

یہہ سی گرم و سرد خشک و تر ہواؤں سے ملا کر ایک معجون بناؤ اُن ہواؤں میں سے کسی ایک کا بھی مزاج اپنی اصلی حالت پر باقی نہیں رہنے کا بلکہ سب سے مل ملا کر اُس معجون مرکب کا ایک خاص مزاج پیدا ہو جاتا ہے مگر انسان ایک عجیب معجون مرکب ہے مختلف قوتوں سے مرکب ہے اور وہی اُسکے وجود کے اور نیز باہم ایک دوسرے قوتوں کے بقا کے سبب ہیں اگر اندرونی قوتوں میں سے ایک قوت انسان میں سے فوت ہو تو دوسری قوت بھی باقی نہیں رہے اور باوجودیکہ یہہ سب قوتیں ایسے آپس میں ملے ہوئے ہیں جیسے درودہ میں پانی اُس پر بھی سب اپنے اپنے جدا جدا مزاج پر قائم ہیں اور اپنا اپنا جدا جدا کام کر رہے ہیں پس اس ترکیب انسانی کو سمجھانے کے لیے تمام نبیوں نے تمثیلی زبان اختیار کی اور جس طرح کہ اُن قوتوں کے جدا جدا کام تھے اسی طرح اُنکو متعدد متعدد اس طرح پر بیان کیا کہ گویا وہ الگ الگ ایک دوسرے کے مقابل جدا جدا چیزیں ہیں *

اور یہہ بتایا کہ تمہارے پاس میری ہدایت آ رہی ہے جو کوئی اُسکی قاعدہ کی کرینا اُسکو کچھ تو نہر کا جو میری نشانیں کو نہ مانے گا وہ دروغ میں جا رہا اور ہمیشہ اُسی میں رہے گا *

پھر خدا نے آدم کو زمین پر اپنا نایب بنایا فرشتوں نے کہا کہ کیا ایسے شخص کو زمین پر نہایت دیکھا جو اُس میں فساد کرے اور خون بہا رہے اور ہم تو تیری پاکیزگی سے تجھکو یاد کرتے ہیں اور تیری تعریف کرتے ہیں خدا نے کہا کہ میں سب کچھ جانتا ہوں جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے *

پھر خدا نے آدم کو سب چیزوں کے نام بتائے اور فرشتوں کے سامنے کیا اور کہا کہ اگر تم سچے ہو تو اُن چیزوں کے نام بتاؤ فرشتوں نے کہا کہ تیری دھاتی ہے جو کچھ تو نے بتا دیا ہے ہمتو اُس سے زیادہ کچھ نہیں جانتے پھر آدم سے کہا کہ تم انکے نام بتاؤ آدم نے سب کے نام بتا دیئے خدا نے کہا کہ میں نہ کہتا تھا کہ آسمان و زمین میں کی کچھ ہوئی باتیں اور جو کچھ تم ملانیہ یا خفیہ کرتے ہو سب کو جانتا ہوں *

دادا جان یہہ باتیں تو صاف صاف ہماری سمجھ میں آئیں ہم سمجھے کہ خدا نے ہمکو پیدا کیا اور ہمکو فرشتوں پر بھی عزت دی اور ہمارے دشمن شیطان کو بھی ہمیں بتلایا مگر ہم اُسکے فریب میں آ گئے اور خدا کے حکم کے برخلاف کام کیا اور خود اپنے فضل سے گنہگار ہوئے اور جب اپنے گناہ کا اقرار کیا اور معافی چاہی تو خدا نے معاف کر دیا اور ہمکو زمین پر اپنا نایب کر دیا اور ہمارے پاس ہدایت بھیجئے کا وعدہ کیا پھر اگر ہم اُس کی ہدایت پر چلیں گے اپنا بھلا کرنے لگے اگر اُس پر نہ چلیں گے خود اپنے لیے کائنات پر نہیں کے مگر اسمیں بھی کئی باتیں پوچھنی ہیں *

آپ نے یہہ کیا فرمایا کہ خدا نے آدم و حوا کو پہلے پیدا کیا پھر اُنکو اس صورت پر جو اب ہے بنایا *

بیٹا تم نے ان پوچھا ہے اُس میں تو صاف لکھا ہے کہ وَلَقَدْ خَلَقْنَاكَ ثُمَّ صَوَّرْنَاكَ یعنی خدا نے تمکو پیدا کیا پھر تمہاری صورتیں بنائیں اصل یہہ ہے کہ انسان نطفہ میں نہایت باریک پھٹکے کی مانند پیدا ہوتا ہے پھر اُسکی صورت بنتی ہے یہی بات خدا نے بھی کہی اور ہمیشہ پونہی ہوتا ہے *

دادا جان یہہ تو عجیب بات آپ نے بتائی ہے تو کبھی سنی بھی نہ تھی قرآن میں تو عجیب عجیب تدبیریں باتیں لکھی ہیں جو اُس زمانہ کے لوگوں کے خیال میں بھی نہ تھیں اب جس قدر حقائق موجودات کہلتی جاتی ہیں قرآن کی حقیقت سمجھ میں آتی جاتی ہے شک یہہ خدا کا کلام ہے *

نعرۂ ہالہ نعرۂ ہالہ بیٹا توبہ کر توبہ کر گاؤں پر طمانچہ مارو
یہہ کیسی کفر کی باتیں تم نے کہیں یہہ غلط نہیں ہی بالکل سچ ہی قرآن
میں بھی لکھا ہوا ہے قال یما اقربتی لاعدائکم صراطک المستقیم
یعنی شیطان نے خدا سے کہا کہ اس سبب سے کہ تو نے مجھ کو گمراہ کیا
میں بھی اُنکی بات مارنے کے لئے تیری سیدھی راہ میں بیٹھو گنا *

مگر غور کر اور سمجھو کہ اس کا مطلب کیا ہے اور کس بات کا
اشارہ ہے سمجھو کہ وہ سرکش قوت خود خدا نے پناہی ہے اور
اُس سرکشی کی قوت خود خدا نے اُس میں رکھی ہے پس اس لفظوں
سے کہ ترے ہی مجھ کو بھکایا ہے اسی بات کا اشارہ ہے کہ اُس
قوت کا خالق اور اُس قوت کو یہہ قوت دینے والا بھی وہی ایک
خدا ہے اور یہی اُسکا بھکانا ہے مگر خدا نے انسان میں ایسے بھی
قوت رکھے ہیں جو اُسکے زیر اور مطیع کر سکتے ہیں اور یہی حکم دینا
ہے کہ آدم کو سجدہ کر پس ان دونوں صفتوں کو ہم فہم کرنے کو خدا نے
تمثیلی زبان سے یوں بتایا کہ خدا نے شیطان کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ
کر یعنی ایسے بھی اسباب بنادیتے ہیں کہ وہ انسان کا مطیع ہو سکتا
ہے دیکھو ایوب پیغمبر نے کیسا اُسکو مطیع کیا پھر یوں کہا کہ اُسے
سرکشی کی اور خدا کا حکم نمانا یعنی وہ قوت ایسی سرکش ہے کہ
مطیع نہ رہی تو سکتی ایک موقع پر ہم گناہ سے بچتے ہیں اور
دوسرے موقع پر گناہ میں پڑتے ہیں اگر نہیں پڑتے تو ہم کو اُس
دشمن کو ہر وقت و ہر دم دہائے دہنا اور باندھے رکھنا تو ضرور پڑتا ہے
اور وہ ہر دم چھوٹتا اور ہم پر حملہ کرنا تو ضرور چاہتا ہے پس
اس حقیقت کو نیپوں کی زبان نے کیسی عمدہ طرح پر حکم اور نافرمانی
کی اصطلاح میں بیان کیا ہے صلوات اللہ علیہم اجمعین *

دادا جان جو کچھ تم نے کہا ہم سمجھتے ہیں کہ خدا ہی نے تم کو
بتایا ہے کیونکہ آج تک کسی انسان نے تو ایسے حقائق و معارف بیان
نہیں کیئے جس سے دل کو تسکین ہو آپ ہی پر خدا نے اپنا فضل کیا ہے
جو آپ کے دل سے ایسے حقائق و معارف نکلتے ہیں اب تو ہمیں پوچھتے
ہے ہم آتی ہے مگر دو چار باتیں تو اور بتادیں گے *

بیٹا تم کچھ ہم سے کرو پوچھتے جاؤ خدا کی بات میں کچھ
غلطی نہ رہی نہیں سکتی ہاں ممکن ہے کہ میری بات یا میری سمجھ
میں غلطی ہو جاوے میں بھی انسان ہوں جس طرح تم غلطی میں
پڑ سکتے ہو میں بھی پڑ سکتا ہوں میرے اُسی قدر کلام میں غلطی
نہیں ہوتی جس قدر کہ مجھ کو وحی آئی ہے یہہ سب باتیں میں نے
وحی سے نہیں کہیں بلکہ خود اپنے دہیں اور تم میں دیکھ دیکھ کر

دادا جان یہہ بات تو ہماری سمجھ میں بالکل آگئی اور اس
بیان سے ایک اُڑ مقدہ حل ہو گیا کہ بعض روایتوں میں جو یہہ بیان
ہوا ہے کہ رحم میں فرشتہ انسان کی صورت پٹاتا ہے اس سے بھی
وہی قوت مصورہ مراد ہے جو خدا نے اُس میں رکھی ہے *

مگر یہہ بات بھی بتادیں گے کہ اُن ملکی قوت کے سجدہ کرنے اور
اُس ایک قوت کی سرکشی کرنے سے کیا مطلب ہے *

بیٹا یہہ تو بہت صاف بات ہے تم خود اپنے آپ کو دیکھو تمام
قوتیں جس جس مطلب کے لئے تمہارے میں پیدا ہوئی ہیں سب
تمہاری تابع ہیں جسوقت تم کسی ایسی قوت کو تحریک دینا چاہتے ہو
جو نیکی کی مخرج ہے فی الفور تحریک میں آتی ہے اور تم سے نیکی اور
فیک دلی رحم و مہربانی رفا شعاری خدا کے سامنے نکال دھور
میں آتا ہے اور صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ تمام قوت جو ان چیزوں کے
منشاء ہیں تم کو سجدہ کر رہے ہیں یعنی تمہارے مطیع و فرمان بردار
ہیں پر خلاف اسکے اُس قوت کو دیکھو جو بدی اور گناہ کا مخرج ہے
تم اُن اعمال کو جو اُس قوت سے پیدا ہوتے ہیں پرا جانتے ہو اور اُن
کے نکلنے کا ارادہ بھی کرتے ہو اور پھر کرتے بھی جاتے ہو جھوٹ کو پرا
سمجھتے ہو اور چاہتے ہو کہ نہ یوں مگر ہوتے جاتے ہو قصہ کو پرا
جانتے ہو اور ہر چند چاہتے ہو کہ روکیں پر کرتے جاتے ہو زنا جو سب
سے بڑا کر بدی ہے اُسکو کرکر نام ہوتے ہو خود اپنے پر آپ لعنت کرتے
ہو سر پھٹتے ہو منہ پر طمانچہ مارتے ہو اور پکارا دے کرتے ہو کہ پھر
تکریبے اور پھر کرتے ہو غرض کہ اُس قوت پر جو تمام بدیوں کی جڑ ہے
خیال کرو اور دیکھو کہ وہ کیسی سرکش اور تمہاری نافرمان بردار
ہے آہ بیٹا تم انسان اُسی وقت ہو گے جب اُس سخت دشمن پر فتح
پاؤ گے *

دادا جان یہہ باتیں تو تم نے ایسی بتائیں کہ ہمارا دل تھڑے تھڑے
ہو گیا بالکل سچ ہے اور انسان پر یہی گذرتا ہے جب ہم اپنی بدیوں
پر نظر کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہ مخالف قوت شیطان کیسی ہم
پر غالب ہے تو ہم کو اپنی زندگی پر افسوس آتا ہے اور ہم کہتے ہیں
کہ کاش ہم پیدا نہ ہوئے ہوتے *

مگر ہم نہایت ادب اور عاجزی سے ایک بات اور پوچھنی چاہتے
ہیں کہ شیطان نے خدا سے یہہ کیا بات کہی کہ ”تم ہی نے مجھے
بھکایا ہے میں بھی انسان کو بھکاتا ہی رہو گنا“ یہہ تو غلط معلوم
ہو تو ہی بھلا خدا نے شیطان کو کاشیکو بھکایا ہو گا کیا خدا شیطان کا
شیطان تھا اور اگر خود خدا نے ایسا کیا تو پھر اُسکو سجدہ کا کیوں
حکم دیا *

نہیں ہیں اور ہر شخص ان باتوں کو اگر اُسکو خدا دیکھنے کے لائق آنکھ دے کر دیکھ سکتا ہے *

دادا جان خدا نے یہ کیا کہا کہ میں نے شیطان کو آگ سے پیدا کیا اور پہلے فرشتوں میں تھا پھر مردود کر دیا وہ تو ایک قوت خود ہم میں ہی *

بیٹا تمام قوائے انسانی پر جس میں وہ سرکش قوت بھی داخل تھی فرشتوں کا اطلاق کیا گیا اور جب اُس ایک قوت کا سرکش ہوتا بتایا گیا تو اُس کو اُن میں سے ملحدہ کرکے شیطان بتایا پس یہی اُس کا مردود ہونا اور فرشتوں میں سے نکالا جانا ہے *

اب تم خود اپنے میں غور کرو کہ تمہارے قریٰ کی ترکیب میں ایک قسم کی حرارت ہے جس کو کوئی حرارت فریضی اور کوئی مادہ الکٹروسٹی کہتا ہے اُس تمام حرارت کا سورج ہی وہ قوت ہے جس کو قوت سرکش یا شیطان بتایا ہے پس وہ قوت سب سے اُپر ہے اور باقی قوتیں اُس سے نیچے پس شیطان کا یہ کہنا کہ خَلْفَتِي مِنْ نَارٍ خَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ بِالْكَلِّ تَهْلِكُ اور مطابق واقع کے ہی مَوْرِي صاحب جو یہ کہتے ہیں کہ اُن کی روٹی پکانے کے چراغ کی آگ سے شیطان بنایا ہے یہ اُن کی نادانی ہے *

یہ دادا جان جس درخت کے کھانے سے خدا نے منع کیا تھا وہ کیا قوت تھی اور اُس کا کھانا یا استعمال میں لانا کیا حالت تھی *

بہتا وہ قوت عقل و علم ہی کیونکہ علم کے لیئے عقل کا ہونا بھی لازم ہے اور جب انسان اُس حد کو پہنچتا ہے کہ اُس قوت کو استعمال میں لانے کے قابل ہو جاوے اُس حالت کا نام انبیاء کی زبان میں شجرہ منورہ کا کھانا یا چکھنا ہے اور زبان شرع میں اُس کا مکلف ہونا اور زبان حکماء میں اُس کا بالغ ہونا ہے *

دادا جان یہاں تو بڑی مشکل پیش آئی اس لیئے کہ انسان کا پہنچنے سے بڑا ہونا اور عقل و تمیز کی حالت تک پہنچنا ایک ضروری اور لازمی بات ہے اگر انسان زندہ ہی تو حواء نضرہ اُس حالت تک پہنچتا ہے پھر خدا کا اُس درخت کے کھانے سے منع کر دینا اور انسان کا اُس کو کھا لینے کا اور خدا کی نافرمانی کرکے کنگار ہونے کا کیا مطلب ہے *

بیٹا تم نے نہایت عمدہ بات کہی تمہاری عقلمندی سے میں بہت خوش ہوا جو کچھ تم نے کہا یہ سب سچ ہے مگر اس مقام پر ایک نہایت عمدہ اور مشکل مسئلہ جبر و قدر کا نہایت خوبی اور سہل تمہیل سے حل کیا گیا ہے *

بعضے لوگ خیال کرتے ہیں کہ انسان بالکل مجبور ہی حواء نضرہ اُس کو دھکی باتیں کرنی پڑتی ہیں جو اُس کے لیئے مقرر ہو چکی ہیں اور بعضے خیال کرتے ہیں کہ وہ خود مختار اور اپنے تمام افعال پر قادر ہے جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے بعضے خیال کرتے ہیں کہ نہ مجبور ہی نہ قادر ہی ہیں الجبر والاختیار ہی جیسے ایک مچھلی والے نے ایک بادشاہ کو مچھلی قذر کرتے وقت اس خیال سے کہ بادشاہ اس کا جوڑا نہ مانگے کہا تھا کہ یہ مچھلی مضحک ہے ۔ اس مقام پر خدا تعالیٰ کو یہ بات بتلانی تھی کہ جو قوی کہ انسان کو خدا نے دیئے ہیں وہ خود اُن کا مالک و مختار ہے اور اُن سب کو خود کام میں لاسکتا ہے پس خدا کے منع کرنے اور انسان کا اُس کے کہا لیئے سے انسان کا اُن قوی پر جو اُس کو دیئے گئے ہیں قادر ہونا اور اُن کے استعمال کی خود قدرت رکھنا بتایا گیا ہے اور جب کہ اُس حالت تک پہنچنا اور عقل و تمیز حاصل کرنا انسان پر گناہ ہونے کا سبب ہی اس لیئے خدا نے فرما دیا کہ اُس حالت پر پہنچنے کے بعد آدم کنگار ہوا ۔

من ملک ہرہم و نردوس یریں جالم ہرہ

آدم آدرہ دریں دیر خراب آبادم

السعيد من سعد في بطن امه والشقي من شقي في بطن امه نہایت صحیح اور سچا قول ہے جو کچھ اُس وقت تم انسان کی حالت دیکھتے ہو اچھی یا بری یہاں تک کہ نیبوں کی نبرت اور عابدوں کی عبادت زاہدوں کا زہد معشوقوں کا حسن عاشقوں کا عشق شاعروں کی شاعری فاسقوں کا فسق کافروں کا کفر یہ سب وہ اپنی ماں کے پیٹ میں سے لیکر نکلتے ہیں پس نبی کو نبرت اور عابد کو عبادت اور زاہدوں کو زہد معشوقوں کو حسن عاشقوں کو عشق شاعروں کو شاعری فاسقوں کو فسق کافروں کو کفر لازمی اور ضروری ہے کہ بے ہوئے رہے نہ ہی نہیں سکتا جو شخص جو کچھ اپنی ماں کے پیٹ سے لیا ہے وہ اُسی کو گاتا ہے *

انبیاء یوں فرماتے ہیں کہ انا نبی و آدم بین الامم والطین *

سعدا یوں کہتے ہیں کہ انا سعید و آدم بین الامم والطین *

اشقیا کا یہ قول ہے کہ انا شقی و آدم بین الامم والطین *

اور ہمارا یہ قول ہے کہ انا احمد و آدم بین الامم والطین *

مگر نہ عابد کی نجات عبادت پر ہی اور نہ فاسق کے لئے اُس کے فسق پر بلکہ انسان کی نجات صرف اس پر ہی ہے کہ قوی خدا تعالیٰ نے اُس میں رکھے ہیں اور جس قدر رکھے ہیں اُن کی قدر کر بقدر اپنی طاقت کے کام میں لاتا رہے اگر قوی بہیمہ اُس میں *

ارے بیٹا یہی تو خدائی کا بھید ہی خدا بڑا استاد ہی پچھلا
داڑں ہمیشہ اُٹھا رکھتا ہی اس لفظ میں یہ بھید ہی کہ خدا نے
انسانوں کو حقیقت اشیاء کچھ نہیں بتلائی انسان سب کچھ بتلا سکتا
ہی مگر حقیقت اشیاء نہیں بتلا سکتا پس جب حقیقت نہیں بتلا سکتا تو
جو کچھ وہ بتلاتا ہی صرف اُسماء ہیں نہ حقائق اسی لئے خدا نے
فرمایا و علم آدم الاسماء کلہا *

دادا جان آپ نے تو یہ ایسی بات کہی کہ دلوں میں کھپ گئی اب
تو بالکل دنگو تسلی ہو گئی مگر ایک شبہ پھر دلوں میں اُٹھا کہ خدا نے
ایک ایسا قصہ بیان کیا جو حقیقت میں واقع نہ تھا اگر ادب سے ہم
کچھ نکلیں تو نکلیں مگر دلوں میں تو ہم ضرور کھینکے کہ جھوٹ یا
فرقی قصہ ہی *

استغفر اللہ کیا حماقت کی بات تینے اس وقت کہی جو کوئی اس
بیان کو قصہ یا حکایت سمجھے وہ خرد نادان ہی نہ یہ قصہ ہی نہ
حکایت ہی بلکہ خدا نے اصلی حالات فطرت انسانی کو جسے اس
زمانہ کے حکماء پیچھے کہتے ہیں خود انسان کی فطرت کی زبان حال
سے بیان کیا ہی جو ایک نہایت عمدہ اور فصیح اور موثر طریقہ بیان کا
ہی جو لوگ اس سے ہدایت پانے کا دل رکھتے ہیں ہدایت پاتے
ہیں جو نہیں رکھتے وہ گمراہ ہوتے ہیں کہ اقال اللہ تبارک و تعالیٰ
فیصل بہ تدبیر و بھدی بہ تدبیر *

پس تمام عبادت اور تمام شکر اور تمام انسانیت یہی مٹی نہ
انسان اپنے تمام قوی کو جو خدا نے اُسکو دیئے ہیں کام میں لگاتا رہے
اور اُسی طرح پر کام میں لارے جس طرح کہ اُنکا کام میں لانا اُنکے
صانع کی مرضی ہو اور اُس مرضی کے انسان پر ظاہر ہونے کا خدا
تعالیٰ نے ان لفظوں سے وعدہ کیا ہی — اہبطوا منها جیمہا ناما
یا تینکم منی ہدی فمن تبع ہدای فلا خوف علیہم و لاہم یحزنون ر

الذین كفروا وکذبوا یا تینا اولئک اصحاب النار ہم فیہا خالدون *

راقم

سید احمد

نمبر ۷۸

ہندوستان کی تعلیم

ہندوستان کی تعلیم کی نسبت راپورٹ ہنری ایلیٹ صاحب نے اپنی
کتاب مرسومہ اکسپیریننس آف اے پلینٹر ان دی جنرل آف میسور
میں کچھ حال لکھا ہی جس کا حاصل مطلب ہم بیان کرتے ہیں

ہیں اور قرآنے ملکیت کمزور تو اُن کم زور قوی کو بیکار نہ چھوڑے
اُن کو بھی کام میں لگاتا رہے کہ یہی اُن گناہوں کا علاج ہی جس کو
انبیاء کی زبان میں توبہ اور کفارہ کہتے ہیں اور جس کو شارع نے
ان عمدہ لفظوں میں کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ بیان فرمایا
ہی پس یہ مشکل اور پارک مسئلہ تھا جو اس آسان اور عام نام
تشکیل میں خدا نے فرمایا *

دادا جان خدا کا شکر ہی کہ ہم بھی ان حقائق و معارف کا
آپ کی زبان مبارک سے سنا اپنی ماں کے پیٹ سے لیکر نکلے تھے مگر
یہ تو فرمائیئے کہ آدم کا زمین پر قایم کرنا اور فرشتوں کا تکرار کرنا
اور خدا کا آدم کو سب چیز کے نام سکھانا کیا معنی ہیں *

بیٹا زمین موجود ہی انسان موجود ہی دیکھ لو کہ زمین کی
تمام مشغولات میں زمین کی بادشاہت اور خدا کی نیابت کسکو ہی۔
کیسے فرشتی کیسی تکرار یہ تو خطابیات کی قسم سے بیان ہی قوی
جستجو کہ ہیں ہمیشہ وہی کام کرتے ہیں جسکے لئے وہ مشغول
ہیں لایعصر من اللہ مامرہم و یفعلون مایؤمرہن مگر انسان ہی ایسی
مشغول ہی کہ وہ نیکی بھی کر سکتا ہی اور بدی بھی پس خدا نے اس
مقام پر انسان کی حقیقت بیان کر دی کہ وہ کیسے کیسے سخت گناہوں
کے کرنے پر قادر ہی مگر اُسکو نائب کرنے کی وجہ کو بھی بتایا کہ وہ
قابل تعلیم ہی اور اُسکی غلطیاں اصلاح کے قابل ہیں اور وہ ایسے اعلیٰ
درجہ تک ترقی کر سکتا ہی جہاں فرشتوں کا بھی مقدر نہیں کیونکہ
اُنہیں جو بات ہی اُس سے زیادہ ترقی کی قوت اُنہیں نہیں ہی
قالوا سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا — خدا نے آدم کو تمام چیزوں کے نام
اس طرح پر نہیں سکھائے تھے جس طرح کہ انا پچے کو سکھاتی ہی
بلکہ تمام چیزوں کا سکھاتا وہ ملکہ علم انسان میں ودیعت کرنا ہی
جس سے آج ہم بقدر اپنی طاقت کے خدا کی خدائی کے کارخانوں پر فکر
کرتے ہیں اور جہاں تک ہو سکتا ہی اُسکو جانتے ہیں *

تم غرہ اپنے حال پر خیال کرو کہ تم میانچی سے یا مولانا صاحب
سے پڑھتے ہو اور تفصیل کی دستار مبارک سر پر باندھ لیتے ہو کیا میانچی
صاحب یا جناب مولانا صاحب تمکو سب کچھ پڑھا دیتے ہیں —
نہیں — بلکہ ایک ملکہ تم میں حاصل ہوتا ہی جس سے تم عالم
بھکایا ہو پس خدا جو اُس ملکہ کا تم میں پیدا کرنے والا ہی اگر یوں

ہوتی ہ علم آدم الاسماء کلہا تو کونسی اسمیں مشکل بات ہی *
شیطان دادا جان یہ تو ہوا مگر یہ تو فرمائیئے کہ آدم کو سب
حکم دیا کے نام سکھائے یہ نام سکھانے سے کیا مطلب تھا *

وہ لکھتے ہیں کہ سرکاری مدرسوں میں ہندو بہت ذوق شوق سے پڑھتے ہیں اور تعلیم پوری ہو جانے کے بعد مدرسہ چھوڑ کر جب گھر بیٹھتے ہیں تو اُسکی یاد آنا کھٹ جاتی ہے جیسے نئی نئی کھلتی ہوئی کلیاں پالنے سے مرجھا جاتی ہیں وہ بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں کہ ہم عرب ترقی کرینگے اور بہت سی کوشش کر کے اپنے ہمدونوں کو ترقی کی راہ پر لارینگے وہ اپنے سینوں پر ہاتھ رکھ رکھ کر انگریزوں سے کہتے ہیں کہ آپکے شکسپیر ہمارے شکسپیر ہیں آپ کے ملٹن ہمارے ملٹن ہیں آپ کے نیوٹن ہمارے نیوٹن ہیں *

مصنف کا قول ہے کہ جب یہ لوگ ہماری زبان کو ایسی فصاحت اور بلاغت کے ساتھ بولتے ہیں کہ ہم کو رشک آتا ہے تو پھر ہم کیونکر یقین نہ کریں کہ باور صاحب جس کامیابی کی راہ پر چلے ہیں اُس میں ضرور منزل مقصود کو پہونچینگے مگر حق یہ ہے کہ یہ سب اُنکی نری باتیں ہی باتیں ہوتی ہیں جنکا کوئی نتیجہ نہیں ہوتا شاید لوگوں کو یہ خیال ہو کہ ہندوؤں کی خلفت میں کسی خاص ایسی صفت کی کمی رہ گئی ہے جسکے سبب سے وہ اُرد انسانوں کی مانند نہیں ہیں لیکن ہم کو یقین کرنا چاہیئے کہ انسان کے فہم کے تہادے تمام دنیا میں یکساں ہیں اور یہ اصول کہ ہر ایک کام کے کرنے کے لئے کسی غرض اور مقصود کا ہونا ضرور ہے جیسا مغربی ملکوں میں مسلم ہے ویسا ہی مشرقی ملکوں میں تسلیم کیا ہوا ہے ہندو کا لڑکا نہایت ذوق شوق سے مدرسہ میں پڑھتا ہے اور نیا شوق اُسکو آگے بڑھاتا ہے وہ بہت جلد ترقی کرلیتا ہے جب وہ شوق پورا ہو جاتا ہے تو اُسکو نوکری کا حوصلہ ہوتا ہے کیونکہ اُسکو یہ توقع نہیں ہوتی کہ اپنی زندگی میں کوئی مفید کام کر کے ٹھیک نامی اور شہرت حاصل کوسکے گا وہ اگر کوئی کتاب لکھے تو کس کے لیئے لکھے اس لیئے کہ اگر غیر زبان میں لکھے تو سوائے اُسکے چند ہم مکتب دوستوں کے اور کوئی پڑھنے کا نہیں اور جو اپنی زبان میں لکھے تو عام لوگوں کو اُسکی باتوں کے سمجھنے کی لیاقت نہیں صرف تھوڑے سے خاص خاص آدمی پڑھکر سمجھینگے پس اُسکی مصنف اور کوششوں سے کچھ فائدہ بھی ہو کر گئے چنے آدمیوں کو ہوسکتا ہے اسی سبب سے وہ اسطرح سے بیقرار ہو جاتا ہے اور اپنے ملک کو کسیطرح سے فائدہ پہونچانے کی تدبیر کرنے کا خیال بھی نہیں کرتا اور جو قوتیں اُس کے شوق کے سبب سے اُبھری ہوئی تھیں وہ بہت جلد دب جاتی ہیں بلکہ ایسی کالعدم ہو جاتی ہیں کہ پہلے کی نسبت اُسکی حالت زیادہ پری ہو جاتی ہے ہندوستان کے حاکموں نے اس معاملہ پر توجہ کی ہے اور وہ اس قباحت کے دور کرنے کے فرمے ہیں ہندوستانیوں کے لیئے سول سروس کی راہ بھرادی گئی ہے اور اعلیٰ درجہ کے لوگوں کی تربیت کے لیئے

سامان مہیا کر دیئے گئے ہیں دیسی زبان کی تعلیم کے واسطے بھی کچھ تدبیروں ہو رہی ہیں سو یہ سب باتیں سننے میں نہایت پسندیدہ اور معقول معلوم ہوتی ہیں مگر جو شخص اُن کے نتیجہ پر غور کریگا اُسکے دل میں بہت سے شک پیدا ہونگے اس لیئے میں چاہتا ہوں کہ اُن تدبیروں پر بشری غور کروں اور دیکھوں کہ اگر ہندوستان کا طریقہ تعلیم بدستور رہے اور تبدیل نکیا جارے تو کیا ہوگا اُن کی راہ ہے کہ لوگ تعلیم یافتہ اور ایسے بھی ہو جاوینگے کہ انگریزوں کی برابر سول سروس میں داخل ہوں مگر عام نتیجہ یہی ہوگا کہ ہندوستان کے تھوڑے سے آدمی تعلیم یافتہ ہو جائے سے اعلیٰ اور اوسط اور ادنیٰ درجہ میں ایک ایسا بڑا فرق اور ایسا نہایت سخت فرق قائم ہوگا جو ستر کے چار ہوں یعنی برہمن اور چھتری اور پیش اور شودر اُزروے قواعد مذہبی قائم کرنے سے بھی نہرا تھا وہ لکھتے ہیں کہ اگر ہمارا ارادہ اور ہماری اصلی غرض یہ ہے کہ تمام ہندوستانیوں کی حالت میں ترقی ہو اور سب کے قراء عقلی کو شکفتگی حاصل ہو تو جو طریقہ کہ اب ہمنے تعلیم کا جاری کر رکھا ہے اور جس راہ پر کہ ہم اب چل رہے ہیں اُس سے نا اُمید ہو جاویں جس طرح کہ مصر کے میناروں کی چوٹیوں پر سونے کا صلیح کرنے سے وہ مہیاں یعنی مردوں کی لاشیں نبھائیں گی جو سیکڑوں پوس سے سرنے ہوئے ہیں اسی طرح سے اگر ہم ہندوستان کے چند آدمیوں کو ایسی ترقی پر پہونچاویں جس سے اُن میں اور اُنکے اُن بھائیوں میں ایک بہت بڑا فرق پیدا ہو جاوے جو نہایت کھار کے کام میں لگے رہتے ہیں تو ہندوستان کی عام ہایستگی پر کچھ بھی اثر نہرگا بلکہ وہ نسبت رہیگی جو جذبی امریکہ کی روٹی کے کسانوں اور اُن کے مصلحتی حبشی غلاموں کے آپس میں ہے ان تربیت یافتہ خاص لوگوں کے خیالات اور تدبیروں کا سمجھنا تو درکنار اُنکی زبان بھی عام کی سمجھ میں نہ آویگی تو وہ جسقدر عام رفتوں میں زیادہ ترقی کرینگے اُسقدر عام کو اُنکے خیالات اور حالت دیکھکر حیرت زیادہ ہوگی اور آپس میں ایسا فرق معلوم ہوگا کہ یہ کسی اور دنیا کے آدمی ہیں وہ کسی اور دنیا کے اور عہد اعلیٰ درجہ کے لوگوں کو یہ نقصان ہوگا کہ جب کسی قسم کے مفید اور عمدہ خیالات اُنکے دماغوں میں اُمتد کر آئیگی اور وہ لوگوں کو اس قابل نہ پائیگی کہ اُنکی طرف متوجہ ہوں تو دل ہی دل میں کہتے ہو کہ جارینگے اور اگر اعلیٰ درجہ کے لوگوں کی زبان اور اُنکے خیالات کو ادنیٰ درجہ والے سمجھیں تو ایک اعلیٰ درجہ کی ہمدردی پیدا ہوگی اور عام ترقی کا دور تسلسل اسطرح پر قائم ہو جاوے کہ اعلیٰ درجہ والوں نے ایک عمدہ اور مفید تدبیر مچکر ظاہر کی ادنیٰ درجہ والوں نے اُسکو سمجھا اور اُس سے فائدہ اُٹھایا اور اُسکی نسبت کافی شوق و توجہ

عام تعلیم کا نائدہ ممکن نہیں نہ ہر درجہ اور مختلف خواہش اور ضرورت رکھنے والے مسلمانوں کو اُس سے کچھ حاصل ہو سکتا ہی اگر کچھ نائدہ خیال کیا جاوے تو وہ صرف اسقدر ہو سکتا ہی کہ مولوی صاحبوں کی کچھ تہذیبی تعداد بڑے چارے یعنی جس شہر اور قصبہ میں میں اب ایک یا دو ہیں وہاں دس پانچ ہو جاویں جنکو خود عالم ہرحال کے بعد پھر ذرا ذرا سے مسئلوں میں باہم اختلاف پیدا کرنے اور لڑائی جھگڑے اُٹھانے اور عوام کو مختلف گروہوں میں تقسیم کر دینے اور صحیح اور سچا مسئلہ دریافت ہو جانے کی نسبت بسبب اختلافات کثیر نے عوام کی طبیعتوں کو غیر مطمئن کر دینے کے سرا کوئی نائدہ اور بھلائی نہ دین کی حاصل ہوتی ہی نہ دنیا کی یہاں تک کہ فکر معاش میں حد سے زیادہ مشغول ہوتے ہیں اور اوروں کی عمائی بیٹھے بٹھائے کھانے پر آمادہ اور مستعد رہتے ہیں اب غور کرنا چاہیئے کہ یہ طریقہ تعلیم ویسا ہی ہی یا کہ نہیں کہ ایک چھوٹا سا گروہ اعلیٰ درجہ کا یعنی اُن لوگوں کا جنکی تحصیل تمام ہو اور نصیحت کی پکڑی باندہ کر مولوی صاحب بن جاویں قائم ہو اور ایک بڑا گروہ جو اُس درجہ تک نہ پہنچا ہو قصبہ مہل بن جاوے کہ نہ اُنہیں سے کسی کو سلیقہ معاش پیدا کرنے کا ہو نہ وہ مولوی صاحب ہوں عوام کا یہ حال رہے کہ اُن اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ لوگوں کی جب فاضلانہ تقریر سنیں تو وحشیوں کی طرح اُنکا منہ تکتے دھیں کوئی بات سمجھ میں آوے کوئی نہ آوے اور اُنکے خیالات کا انکی سمجھ میں آتا تو نہایت ہی امر معال ہی پس ایسی طرز تعلیم سے تمام اہل اسلام کی اس غراب اور ابتر حالت سے جس میں وہ اُج کل مبتلا ہو رہے ہیں نکلنے کی کیا توقع کی جاتی ہی جس کے لیئے روپیہ خرچ کیا جاتا ہی اس تحریر سے ہماری یہ غرض نہیں ہی کہ عربی زبان کی تعلیم موقوف کر دی جاوے بلکہ ہو مسلمان پر اُسکا کسقدر سیکھنا لازم اور واجب ہی مگر نہ اس طرح جیسے کہ اب طریقہ تعلیم جاری ہی مسلمانوں کو لازم ہی کہ جہاں نہیں کوئی مدرسہ جاری کریں اُس میں ایسا طرز تعلیم اختیار کریں جس سے ہر درجہ اور ہر قسم کی اغراض دینی اور دنیوی لوگوں کی حاصل ہو سکیں *

ظاہر کی اُنکے مترجمہ ہونے سے اعلیٰ درجہ والوں کو اپنے خیالات کو اور اعلیٰ درجہ پر پہنچانے اور اُسی قسم کی یا اُس سے بہتر تدبیروں سوچنے کی تحریک ہوئی جس سے ہمیشہ اُنکے قوالے عقلی شکستہ اور ترقی پذیر ہوتے رہینگے اور وہ اپنی زبان مادری کو بھی ترقی دیتے رہینگے *

عام تعلیم کی نسبت یہ بات ملی ہو چکی ہی کہ صرف کتابوں کا پڑھا دینا نہایت غفیف اور لدنی درجہ کی تعلیم کا ہی قوالے عقلی کو ہمیشہ اشتعالک اور تحریک دینے والی چیزیں چاہیئیں جنکے نہرنے کے سبب سے ہندو ایک حد معین سے آگے نہیں بڑے سکتے بلکہ مدرسہ چھوڑنے پر اُنکے قوالے عقلی جو شکستہ ہوتے ہیں وہ بالکل پڑمورہ ہو جاتے ہیں گورنمنٹ کی طرف سے جو تحریک اور اشتعالک ہوتی ہی وہ صرف اعلیٰ درجہ کے لوگوں کو ہوتی ہی جس کا نتیجہ ظاہر ہی کہ عام لوگ تو جہالت کے سمندر میں توبے رہیں اور اعلیٰ درجہ والے خاص قسم کے تعلیم یافتہ ہو جاویں مگر اب معلوم ہوتا ہی کہ لوگوں نے جو یہ خیال کر رکھا تھا کہ اعلیٰ درجہ والوں کو علم کا فلتو (فلتو پاتی چھاننے کی کل کو کہتے ہیں) پٹایا جاوے جس میں سے عام جہوں کو ٹپکینا اور عوام کی طبیعتوں کی کھیتی میں آبیہی ہوگی وہ خیال اب دغ ہوتا جاتا ہی تو ضرور ہوا کہ انتظام ملکی اور آپس کے پرتاؤ میں شایستگی اور فن زراعت اور دستکاری کو صومرا پھیلانے اور علم کی روشنی ہر خاص و عام تک پہنچانے کے لیئے ایسے ذریعے قائم کیئے جاویں جنکے سبب سے گورنمنٹ کے ارادے عام رعایا پر اور تمام رعایا کے عام خیالات گورنمنٹ پر ظاہر ہوتے رہا کریں اور ایسا طریقہ تعلیم و تربیت کا اختیار کیا جاوے جسکا اثر عام ہو اور علم کی روشنی اعلیٰ الموم ہر درجہ کے لوگوں پر یکساں پھونچے — اس تمام تقریر کے لکھنے سے ہماری خاص غرض صرف اسقدر ہی کہ ہم اپنے بھائی مسلمانوں کو اُن کی اولاد کے طریقہ تعلیم و تربیت کی بھلائی پرانی پر غور کرنیکے لیئے مترجمہ کریں اور اس موقع پر اسبات پر ہم کچھ گفتگو کرنا نہیں چاہتے کہ جو علوم اہل اسلام کے سلسلہ تعلیم میں داخل ہیں وہ اس زمانہ کے لحاظ سے مفید نہیں ہیں بلکہ یہہ نرض کیئے لیتے ہیں کہ وہ بالکل مفید اور کارآمد ہیں مگر جو طریقہ تعلیم کا قدیم الایام سے مسلمانوں نے اختیار کر رکھا ہی اور اب بھی جہاں نہیں جس شہر اور قصبہ میں اہل اسلام کو اپنی قومی جہالت پر انوس آتا ہی اور از راہ ہمدردی ہمت کر کے مدرسہ قائم کرتے ہیں تو اُس میں وہی قدیم طریقہ تعلیم کا جاری کرتے ہیں جس میں صرف عربی زبان کے ذریعہ سے تعلیم ہوتی ہی جو اس ملک کے مسلمانوں کی زبان مادری نہیں ہی ہم دیکھتے ہیں کہ اس تعلیم سے کسی طرح

بحث دوم میں تحصیل و حلقہ ہندی مکتبوں میں
مسلمان طالب علموں کے کم داخل ہونے کے اسباب سے بحث
ہی *

بحث سوم میں مسلمانوں میں علوم قدیمہ کے گہٹ
جانے کے اسباب سے بحث ہی *

بحث چہارم میں مسلمانوں میں علوم جدیدہ کے
رواج نہ پانے کے اسباب سے بحث ہی *

تیسرے حصہ میں مسلمانوں کی ترقی، تعلیم کی
تدبیروں اور طریقہ جس طرح پر کہ ان کی تعلیم و تربیت
اس زمانہ میں ہونا چاہیئے اور جس طرح کے مدرسہ اور
مکتب ان کی تعلیم کے مقرر ہونے چاہیئیں ان کا بیان ہی *

خاتمہ میں ان پچیس رسالوں کا خلاصہ مندرج ہی جو
حسب اشتہار کمیٹی تصنیف ہوئے تھے اور جن کے ہر ایک
مضمون پر کمیٹی نے بحث کی ہی *

اُس رپورٹ کی قیمت پانچ روپیہ مقرر ہوئی ہی جس
صاحب کو اُس کا خریدنا منظور ہو راقم ائم پاس زر قیمت
ارسال فرماکر رپورٹ مذکور طلب فرمالے *

واضح ہو کہ بموجب تجویز کمیٹی منعقدہ ۳۱ جولائی
سنہ ۱۸۷۱ع اس رپورٹ کے چھپنے کے لیئے جداگانہ چندہ
ہونا تجویز ہوا ہی اس جن مسبوں نے خاص اس رپورٹ
کے چھپنے کے لیئے زر چندہ بقدر پانچ روپیہ یا اُس سے زیادہ
ندیا ہوگا ان کے پاس یہ رپورٹ بموجب تجویز کمیٹی
منعقدہ ۷ مارچ سنہ ۱۸۷۲ع مرسل نہرگی *

(دستخط) سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی

سکریٹری کمیٹی مقام بنارس

اشتہار

پرچہ ہائے تہذیب الاخلاق ابتداء اجرا سے آج تک بہ
ترتیب فروخت ہونے کو موجود ہیں قیمت اُن کی حسب
تفصیل ذیل ہی جس صاحب کو اُس کی خریداری منظور
ہو زر قیمت سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی
پاس مقام بنارس بھیجکر پرچہ ہائے مذکورہ طلب کرلے *

تفصیل قیمت یہاں ہی

قیمت پرچہ ہائے مذکور روز اجرا یعنی یکم شول
سنہ ۱۲۸۷ ہجری سے لغایت آخر سال
مذکور بابت سہ ماہ ...

قیمت پرچہ ہائے مذکور ابتداء محرم سنہ
۱۲۸۸ ہجری سے لغایت آخر سال مذکور
بابت درازدہ ماہ ...

اشتہار

صدر کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان
ہندوستان

واضح ہو کہ کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان کی
رپورٹ بنارس میں چھپ رہی ہی اُس رپورٹ کے تخمیناً
تین سو بیس صفحہ ہیں اور اُس میں تین حصہ ہیں *
پہلے حصہ میں جو رسالے انعام کے لیئے منتخب ہوئے
ان کا ذکر ہی *

دوسرے حصہ میں چار بحثیں ہیں *

بحث اول میں گورنمنٹ کالجوں اور اسکولوں میں
مسلمان طالب علموں کے کم داخل ہونے کے اسباب سے
بحث ہی *

بمقام عیگتہ — مطبع علیگتہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER تہذیب الاخلاق

[نمبر ۴]

۱۰ ربیع الاول سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[جلد سوم]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور توثیق کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹائے جائیں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جستہ روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت وصول ہو رہا کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جائیگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یکا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہ ہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۷۹

طریقہ تعلیم مسلمانان

کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان نے جو ایک سلیکٹ کمیٹی اس لیٹے مقرر کی تھی کہ وہ کمیٹی بعد فور و فکر و پیاختہ باہمی کے ایک رپورٹ لکھے کہ مسلمانوں کی تعلیم کے لیٹے کونسا مددہ طریقہ ہی اور کون کون سی زبان اور کون کون سے علوم اور کس طرح پر انکو پڑھائے جارہیں چنانچہ اس مطلب پر کمیٹی مذکورہ نے رپورٹ لکھی ہی اُس میں اُنہیں ممبر تھے اور سب کی رائے اُس طریقہ تعلیم پر متفق ہوئی اول سید احمد خاں سکوتری نے ایک تمہیدی تقریر کی اور پھر طریقہ تعلیم بیان کیا اور پھر ممبروں نے اُس پر رائے دی چنانچہ اُس سب کو ہم اس مقام پر مندرج کرتے ہیں :

گفتگو تمہیدی

سید احمد خاں نے ممبروں سے یہ بات کہی کہ اس امر سے جسکی نسبت ہم رپورٹ تحریر کرتے ہیں یہہ مقصد نہیں ہی کہ ہم لوگ صرف وہی بات لکھیں جو زمانہ حال کے مناسب ہو اور جو اس وقت انجام بھی ہو سکے بلکہ یہہ مقصد ہی کہ حالات اور حیثیات موجودہ سے قطع نظر کر کے ہم کو وہ تجویز کرنی چاہیئے جو پوری اور ٹھیک ٹھیک اعلیٰ درجہ پر مسلمانوں کے حق میں بہتر ہو تاکہ ہم کو معلوم ہو جارے کہ ہم کو درحقیقت کیا کرنا ہی اور بالفعل ہم کس قدر کرسکتے ہیں :

سید احمد خاں نے ممبروں سے کہا کہ تجویز اور عمل ان دونوں میں بڑا فرق ہی تجویز ہمیشہ ہم کو پوری اور کامل کرنی چاہیئے اور اُس تجویز پر عمل اُس قدر جتنا کہ ہم وقتاً فوقتاً کرسکتے ہوں فرض کر کے ہم کو ایک بہت مالیشان مکان بنانا ہی جب ہم اُس کا نقشہ تجویز کریں گے تو اُس تمام مکان کا پورا کامل نقشہ تجویز کریں گے اور جب اُس کی تعمیر شروع کریں گے تو اُس قدر کرنے کی تعمیر شروع کریں گے جس قدر کی تعمیر کا بالفعل ہم کو مقدور ہی اس سے یہہ نائدہ ہوگا کہ وقتہ رفتہ وہ مکان مالیشان مطابق نقشہ معجزہ کے طیار ہو جاویگا اور اگر ہم بلا پورا اور کامل نقشہ سوچے تعمیر شروع کردیں گے تو ہم نے اُس مکان میں سے کچھ نہ بچایا ہوگا بلکہ اُس مکان کے بنانے کے لیٹے پھر کر اُس قدر عمارت کا بھی ڈھانا پڑیگا جو بے نقشہ سوچے تعمیر کی تھی میرا مقصد اس تقریر اور تمثیل سے یہہ ہی کہ اس وقت طریقہ تعلیم مسلمانوں کا پورا اور کافی تجویز کیا جاوے اور اس بات کا خیال نہر نہ آیا اس وقت ہم اُس کو بھی سکتے ہیں یا نہیں :

سید احمد خاں نے کہا کہ اس وقت دو ایک باتیں اور عرض کرنی چاہتا ہوں کہ آپ صاحب اس بات سے بطوری واقف ہیں کہ تعلیم ہمیشہ کسی ایک خاص مقصد کے لیٹے نہیں ہوتی اور نہ کسی ایک گروہ کثیر کا ہمیشہ ایک ہی مقصد ہوتا ہی بلکہ ایک گروہ کثیر میں سے مختلف جماعتوں کے مختلف مقاصد ہوتے ہیں ہم جس طریقہ تعلیم کے قرار دینے کی فکر میں ہیں وہ ایک بہت بڑے گروہ سے ملانہ رکھتا ہی اور یقینی مختلف جماعتوں کے مختلف مقاصد تعلیم سے انہیں پس اس وقت ہم کو ایسا طریقہ تعلیم تجویز کرنا چاہیئے جو مختلف جماعتوں کے مختلف مقاصد کے پورا کرنے کو کافی ہو :

سید احمد خاں نے اس مطلب کو دو بارہ زیادہ تر وضاحت سے بیان کیا اور یہ بات کہی کہ مثلاً ہم مسلمانوں میں ایک جماعت ایسی ہی جو گورنمنٹ کے اعلیٰ اعلیٰ مہدوں کے حاصل کرنے اور انتظام گورنمنٹ میں شامل ہو کر دنیاوی عزت حاصل کرنے اور اپنے ملک کو نائدہ پہنچانے کی آرزو رکھتی ہی ایک جماعت ایسی ہی کہ اُس کو گورنمنٹ کے مہدوں کے حاصل کرنے کا کچھ خیال نہیں ہی بلکہ وہ اپنی قوت بازو سے پنویعہ تجارت یا اجراءے کار خانجات کے اپنی معاش پیدا کرنے کی خواہشمند ہی ایک جماعت ایسی ہی کہ وہ صرف اپنی جائداد اور اپنے ملاقات کی درستی اور اپنے روز مرہ کی زندگی کے امور کو بطور اسلوبی انجام دینے کی آرزو رکھتی ہی ایک جماعت ایسی ہی کہ علوم و فنون کو حاصل کرنا اور اُن میں واقفیت کامل حاصل کرنا پسند کرتی ہی ایک جماعت ایسی ہی کہ اُس کو ان تمام چیزوں سے چنداں تعلق نہیں ہی بلکہ وہ بلحاظ اپنی معاد کے علوم دین میں دستگاہ کامل حاصل کرنا اور اُسی میں اپنی زندگی بسر کرنا چاہتی ہی اور ایک جماعت عوام الناس کی ہی جن کے لیٹے کس قدر عام تعلیم کا ہونا ضروری ہی یا اس ہمد ہر ایک کو اپنی ارادہ کی نسبت یہہ خواہش ہی کہ اُس کے عقاید مذہبی بھی درست رہیں اور وہ اداے فرایض مذہبی سے بھی غافل نہ ہو جاوے پس جب کہ ہم تمام مسلمانوں کی تعلیم کا طریقہ قرار دیتے ہیں تو ہم کو ایسی تجویز کرنی چاہیئے جس سے تمام مقاصد مذکورہ اور نیز دیگر مقاصد جو تعلیم سے متعلق ہیں حاصل ہوں :

سید احمد خاں نے یہہ بھی کہا کہ جب آپ سب صاحب ان مقاصد پر ضرور فرماویں گے جن میں سے امور معظمہ کو میں نے ابھی بیان کیا تو آپ یقین کریں گے کہ کسی قوم کو یہہ سب مقاصد جب تک کہ وہ خود ان مقاصد کے حاصل کرنے پر مستعد نہر حاصل نہیں کرسکتے پس ہم کو اپنے تمام مقاصد کے انجام کو صرف گورنمنٹ ہی پر منحصر رکھنا نہ چاہیئے بلکہ یقین کرنا چاہیئے کہ اُن تمام مقاصد کا گورنمنٹ سے

باتیں حال کے زمانہ اور حال کے زمانہ کی طبیعت کے مناسب نہیں ہیں اور اس لیے بجاے اس کے کہ مسلمانوں کو اُن سے کچھ فائدہ ہو ضرورت حاصل ہونے کی توقع ہی اول تو یہی کمند پڑی ضرورت ہی کہ اُن کی عمر بیفائدہ چیز میں ضایع کی جاتی ہے پس میں چاہتا ہوں کہ میرے معزز شریک ممبر میری اس گفتگو سے رنجیدہ نہوں بلکہ ہر وقت تجویز طریقہ تعلیم کے اُن باتوں پر بھی لحاظ رکھیں خواہ اُس کو پسند کریں خواہ نا پسند کریں *۔

لارڈ میکالی صاحب نے جب کہ وہ ہندوستان کی عام تعلیم کی ہر دور کے میز مجلس تھے اور اُس زمانے میں گورنمنٹ کالجوں میں ایشیائی طریقہ تعلیم جاری تھا گورنمنٹ کالجوں کی نسبت ایک رپورٹ لکھی تھی اُسکا منتخب میں اس مقام پر بیان کرتا ہوں اُنہوں نے لکھا ہے کہ اگر گورنمنٹ کی رائے ہندوستان موجودہ کو (یعنی ایشیائی تعلیم موجودہ اس وقت کو) غیر تبدیل رکھنے پر ہو تو میری مرض یہ ہے کہ میرا میز مجلسی سے استغنا منظور ہو مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ میں اُس میں کچھ کام نہیں آ سکتا میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اُس سے مجھ کو اپنی تقریب دینی ہوتی ہے جسکی نسبت مجھ کو خوب یقین ہے کہ وہ صرف ایک دھوکہ ہے مجھ کو یقین ہے کہ موجودہ ہندوستان سچ کی جلدی ترقی کرنے کی طرف نہیں بلکہ معدوم ہونیوالی غلطیوں کی طبعی موت کے توقف کرنے پر رجوع کرتا ہے میں خیال کرتا ہوں کہ ہم کو تعلیم عام کے ہر دور کے معزز نام کا بالفعل کچھ حق نہیں ہے ہم ایک ہر دور یعنی مجلس میں واسطے اُڑانے سوکری درپیش کے اور واسطے چھاپنے ایسی کتابوں کے جو کم قیمت ہیں اُس کاغذ سے چھپرہ چھاپی جاتی ہیں جب کہ وہ کورا تھا اور واسطے چھوٹی دلیوز دینے کا معقول توازیخ اور نا معقول الہیات اور بیہودہ طبابت اور بیہودہ علم مذہبی کے اور واسطے طیار کرنے ایک فرقہ ایسے طالب علموں کے جو اپنی طالب علمی کو اپنے اوپر ایک پرچہ اور میب پاتے ہیں *۔

لارڈ میکالی صاحب کے الفاظ جو نسبت مذہب کے ہیں اُن کو چھوڑ دو باقی مطلب پر غور کرو کہ بالکل سچ ہے اب ہم کو اپنا سلسلہ تعلیم ایسا قائم کرنا چاہیئے کہ جو تمام میبروں سے پاک ہو اور جس سے ہر حقیقت مسلمانوں کے دین دنیا کی بہتری اور ترقی متصور ہو *۔

ایک اُڑ بات بھی قابلِ اطلاع کے ہے کہ میں انٹر مصنفین رسالوں کی بھی رائے دیکھتا ہوں اور میبروں کی بھی رغبت پاتا ہوں اور اُڑ لوگوں کی رائے کا بھی رجحان اس طرف دیکھتا ہوں کہ انگریزی زبان اور علم کی تعلیم کے ساتھ عربی زبان کی اور اُن علم کی بھی

حاصل ہونا غیر ممکن اور مانند مستفیع بالذات کے ہی پس اس وقت ہم کو دو قسم کی تجویزیں کرنی چاہئیں ایک کامل اور پوری ادنیٰ سے اعلیٰ درجہ کی تعلیم تک کی جو ہمارے تمام مقاصد کو پورا کر سکیں اور جن میں ہم کو گورنمنٹ سے اُس کی تعمیل کرائے کی کچھ خواہش نہ ہو بلکہ ہم کو خود اپنی سعی اور کوشش سے آپ اُس کا انجام کرنا مدنظر ہو *۔

دوسری تجویز ہم کو اس بات کی کرنی چاہیئے کہ جب تک کہ ہم اُس اول تجویز کو انجام دیں یا اُس کے انجام دینے کے لائق ہوں اُس وقت تک اُن اصول و قواعد سے جو گورنمنٹ نے تعلیم کے لیے مقرر کیئے ہیں کیونکر فائدہ اُٹھاویں اور ہمارے متعدد مقاصد سے جو جس مقصد تعلیم معینہ گورنمنٹ سے حاصل ہو سکتا ہے اُس کو ہم کیونکر حاصل کریں *۔

سید احمد خاں نے کہا کہ ایک بات میں اور کہنی چاہتا ہوں اور یقین کرتا ہوں کہ میری یہ بات میرے شریک میبروں کو پوری معلوم ہوگی اگرچہ انہیں ہی کہ میں اپنے شریکوں کو رنجیدہ کرتا ہوں مگر جو کہ میری رائے میں وہ بات بالکل سچ ہے اس لیے میں اُس کے کہنے پر مجبور ہوں اور وہ بات یہ ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ جب مسلمانوں میں کچھ تعلیم کی تحریک ہوتی ہے تو اُن کی سعی ہمیشہ اسی بات پر مقصور ہوتی ہے کہ وہی پرانا سرورثی طریقہ تعلیم کا اور وہی ناقص سلسلہ نظامیہ درس کتب کا اختیار کیا جاتا ہے چنانچہ اس زمانہ میں اُسی پرانے طریقہ پر مسلمانوں نے کئی مدرسے تعلیم کے لیے جو نپور علیگندہ کانپور سہارنپور دیوبند دہلی لاہور میں جاری کیئے ہیں مگر میں نہایت سچے دل سے کہتا ہوں کہ وہ بعض بیفائدہ اور بعض لغر ہیں اُن سے کچھ بھی قومی فائدہ ہونے کی توقع نہیں ہے *۔

زمانہ اور زمانہ کی طبیعت اور عام اور عام کے نتائج سب تبدیل ہو گئے ہیں ہمارے ہاں کی قدیم کتابیں اور اُن کا طرز بیان اور اُن کے الفاظ مستعملہ ہم کو آزادی اور راستی اور صفائی اور سادہ پن اور بے تکلفی اور بات کی اصلیت تک پہنچنا فرا بھی تعلیم نہیں کرتے بلکہ برخلاف اُسکے دھوکہ میں پڑنا اور پیچیدہ بات کہنا اور ہر بات کو لوں مریج لگا دینا اور ہر امر کی نسبت غلط اور خلاف واقع الفاظ حاصل کر دینا اور چھوٹی تعریف کرنا اور زندگی کو غلامی کی حالت میں رکھنا اور تکیہ اور غرور کو خود پسندی کا منبع بنانا اور اپنے اپنے جنس سے نفرت کرنا ہمدردی کا قہ رکھنا مبالغہ آمیز باتوں کا عادی کرنا گذشتہ زمانہ کی تاریخ کو بالکل نا تحقیقی میں ڈالنا اور واقعات واقعی کو مثل قصہ و کہانیوں کے بنا دینا سکھاتے ہیں اور یہ تمام

علم قرآن انسانی — علم منطق — علم فلسفہ — علم سیاست مدن
یعنی اصول گورنمنٹ — علم انتظام مدن یعنی پولیٹیکل اکونومی *

سوم علم ریاضی

علم حساب — علم جبر و مقابله — علم ہندسہ فروعات اعلیٰ
علم ریاضی کی *

چہارم علم طبیعیات

علم سکون — علم حرکت — علم آب — علم ہوا — علم مناظر
علم برق — علم ہیئت — علم اواز — علم حرارت — طبیعیات فلسفی *
تعلیم خاص مسلمانوں کی ان علوم میں ہونی لازم ہے جن کی
تفصیل ذیل میں مندرج ہے — انجینیئر — اینجینل فزیالوجی
یعنی علم حیوانات — اینٹارومی یعنی علم تشریح — فوالوجی
حسب اینجینل فزیالوجی — پائٹی یعنی علم نباتات — جیا لوجی
یعنی علم طبقات الارض — متوالوجی یعنی علم جمادات — کسٹری
یعنی علم کیمیا *

یہ وہ علم ہیں جن میں مسلمانوں کی تعلیم ہونا چاہیئے
ان کی تفریق اور ان کی مقدار کی تعیین ہر ایک درجہ تعلیم کے لیئے
جدا جدا ہوگی اور جس کا اندازہ ہر ایک درجہ کی تعلیم کے لیئے
کیا جاویگا *

طریقہ تعلیم و تربیت

امراء اور اہل مقدر اور ذی دولت مسلمانوں کے لڑکوں کی تعلیم
کے لیئے نہایت ضرور ہے کہ ان کی عمر دس برس تک نہ پہنچنے
پارے کہ وہ اپنے گھر سے جدا رکھے جاویں اور ان کی خاص طور پر اور
خاص نگرانی میں تعلیم ہو اور اس لیئے ضرور ہے کہ کسی شہر کے
قریب جس کی آب و ہوا عمدہ ہو اور شہر بھی چھوٹا ہو ایک پرفضا
میدان تجریز کر کے مکانات تعمیر کیئے جاویں اور پھول باغ لگایا
جائے *

اُسی عمارت کے شامل ایک مسجد بنائی جائے جس میں مرفق
و امام مقرر ہو اور ایک کتب خانہ بنایا جائے اور ایک بڑا کمرہ
کھانا کھانے کے لیئے اور ایک بڑا کمرہ ایسے کھیلوں کے کھیلنے کے لیئے
جو مکان کے اندر کھیلے جاتے ہیں اور باقی مختصر و مناسب کمرہ
اس طرح ہو کہ ہر ایک لڑکے کو ایک مناسب کمرہ بیٹھنے اور پڑھنے
کو ملے *

کسی لڑکے کے ساتھ کوئی خاص خدمت کار نہ رہے بلکہ تمام
خدمتکار انہیں مکانات کے متعلق نہ کر ہوں اور ہر ایک خدمتکار کو
کمرے تقسیم کیئے جاویں پس ان کمروں کے رہنے والے لڑکوں کی

جو عربی میں ہیں تعلیم دی جائے مگر یہ راے اس سبب سے قائم
ہوئی ہے کہ ان لوگوں نے خیال نہیں کیا کہ انگریزی اور عربی کی
تفصیل میں کس قدر محنت اور کس قدر وقت درکار ہوتا ہے اگر
اس بات کو جاری کیا جاویگا اور کوئی حد و تمیز اس کے لیئے مقرر
نہوگی تو دہائوں میں سے کوئی حاصل نہیں ہونے کا لڑکے نہ ادھر کے
دھینگے نہ اُدھر کے پس میں چاہتا ہوں کہ تمام جذبات انسانی کو
جن میں سے پرانی رسم کی وابستگی سب سے زیادہ قوت رکھتی ہے اور
انسان کو ٹھیک بات تک پہنچنے نہیں دیتی فرا دل کو ٹھنکا کر کر
تجریز کیا جائے کہ ہر حقیقت کون بات دیں و دنیا کے لیئے مفید ہے
جو ہم کو کرنی چاہیئے *

بیان طریقہ تعلیم

میدان شریک نے اس تقریر کو باکراہ سنا اور اس میں سے
اس بات پر متفق ہوا کہ ہر لڑکے کے بلاشبہ تعلیم مسلمانوں کا طریقہ
ہر قسم کا تجریز کرنا چاہیئے ایک وہ جو عرب مسلمان اس کو قائم
کریں جس سے ان کے تمام مقاصد دینی و دنیوی انجام پاویں دوسرے
وہ جن سے مسلمان ان اصول و قواعد سے جو گورنمنٹ نے تعلیم کے لیئے
مقرر کیئے ہیں فائدہ اٹھاویں پس امور مذکورہ حسب تفصیل ذیل
پیش ہوئے *

اول قواعد تعلیم مسلمانان جن کا قائم کرنا اور جاری کرنا خود
مسلمانوں کو لازم ہے *

سید احمد خاں نے کہا کہ میں نے ان امور کے سوچنے اور سمجھنے
اور غور کرنے میں شاید بہ نسبت اور ممبروں کے زیادہ وقت صرف کیا
ہے اور زیادہ فکر کی ہے میں چاہتا ہوں کہ جو طریقہ تعلیم مینے
خیال کیا ہے اس کو میں بہ ترتیب بیان کردوں پھر ممبروں کو
اس کے منظور کرنے یا تبدیل کرنے کا بھاری موقع ہوگا *

ذکر علوم

مسلمانوں کی تعلیم دو قسم پر منقسم ہوئی چاہیئے ایک تعلیم
عام اور دوسری خاص *

تعلیم عام مسلمانوں کی علوم مفصلہ ذیل میں ہوئی چاہیئے *

اول دینیات

تقہ — اصول تقہ — حدیث — اصول حدیث — تفسیر
علم سیر — علم عقاید *

دوم علم ادب

زبان دانی اور انشا پرہازی اردو — فارسی — عربی — انگریزی
ولیت — علم تاریخ — علم جغرافیہ — علم اخلاق — مینٹل سائنس یعنی

مکانات میں رہتے ہیں اور نیز اور مسلمانوں کے جو ان میں نہیں رہتے عموماً تعلیم پڑھتے *
 یہ مدرسہ درحقیقت تین مدرسوں پر مشتمل ہوگا۔ اول

انگریزی — دوم اردو — سوم عربی فارسی جو مدرسہ انگریزی کا ہوگا اس میں بالکل انگریزی پڑھائی جاوے گی اور تمام علوم و فنون اور جو کچھ کہ اس میں تعلیم ہوگا وہ سب انگریزی میں ہوگا اور ہر طالب علم کو سکنت لینگریج بھی پڑھتی ہوگی لیٹن و اردو یا لیٹن و فارسی یا لیٹن و عربی اور اس کو بشمول اپنی تعلیم کے کچھ مختصر کتابیں فقہ و حدیث و عقائد کی اردو زبان میں پڑھ لیٹنی ہوگی *
 اس مدرسہ کے تجویز کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اب زمانہ ایسا آتا جاتا ہے کہ جو لوگ گورنمنٹ سے اعلیٰ عہدوں کے پانے کی تمنا رکھتے ہیں اور دنیا میں نہایت اعلیٰ درجہ کی عزت جو دے جائے گورنمنٹ حاصل کر سکتی ہے حاصل کرنا چاہتے ہیں جب تک کہ وہ اعلیٰ درجہ کا کمال انگریزی زبان میں حاصل نہ کریں گے اس وقت تک یہ ہاتھ مسلمانوں کو نصیب نہیں ہوتے کی اور ایسا کمال انگریزی میں بغیر اس کے کہ اسی کو خوب حاصل کریں حاصل ہوتا غیر ممکن ہے پس جو لوگ کہ اس قسم کے عہدوں اور عزتوں کے خواہاں ہیں ان کے لئے یہ تجویز کی گئی ہے *
 علوہ اس کے ضرور ہے کہ مسلمانوں میں بھی ایک جماعت اس قسم کی ہو کہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کمال انگریزی میں حاصل کرے کیونکہ اس جماعت سے ملک کو اور ملک کے لوگوں کو اور ترقی تعلیم کو بہت فائدہ ہوگا اور وہ فریضہ اور منہج ہیرج علم کے بن جاویں گے ان کی بدولت تمام علوم انگریزی زبان سے اردو زبان میں آجائیے اور ان کی ذات سے ملک کو منفعہ عظیم پہونچے گی *
 اردو مدرسہ — اس میں تمام علوم و فنون زبان اردو پڑھائے جاویں گے اور جو کچھ تعلیم اس میں ہوگی وہ سب اردو میں ہوگی البتہ ہر طالب علم کو تین زبانوں میں سے کوئی زبان بطور سکنت لینگریج کے اختیار کرنی ہوگی — انگریزی — فارسی — عربی — میں امید کرتا ہوں کہ جو لوگ اس بارہ برس کی عمر میں اس مدرسہ میں داخل ہوگا وہ ضرور اٹھارہ برس کی عمر تک تمام سینئر یعنی علوم کو اردو زبان میں اس قدر تحصیل کرلیگا جس قدر کہ درجہ بی اے کے لئے مقرر ہیں اور سکنت لینگریج میں اس کو اس قدر تدریس جاوے گی جیسے کہ انٹرنس کلاس تک کے پڑھنے والوں کو آتی ہے *

خدمت اور کمروں کا جھاننا اور آراستہ کرنا اور پلنگوں اور بچھونوں کا درست کرنا سب وہی لوگ کیا کریں گے *
 ان تمام لوگوں کو ضرور ہوگا کہ مسجد میں ہر روز کی نمازیں جماعت سے پڑھیں اور صبح کی نماز کے بعد کسقدر قرآن مجید پموجب اس قاعدہ کے پڑھا لیا کریں جو تجویز کیا جاوے اور ہر ایک کو ایک قسم کا یکساں لباس پہنایا جاوے اور سب ملکر ایک جگہ وقت معین پر کھانا کھائیں ان کے اوقات پڑھنے اور کھانے کے اور جسمانی ورزش کے سب مقرر کیئے جاویں اور ہر ایک لڑکے کو ہر ایک وقت پر جو کام مقرر ہے اس کا کرنا واجب و لازم ہو *
 اس مکان پر ایک نہایت لائق اور معتمد شخص بطور اتالیق یا گورنر کے مقرر ہو گا کہ وہ تمام نگرانی اور سب طرح کا بندوبست کرتا رہے اور لوگوں کی صحت و تندرستی کا نگران رہے اور اس بات کی خبر داری اور نگرانی کرے کہ تمام لڑکے اوقات معینہ میں وہی کام کرتے ہیں جو اس وقت کے لئے معین ہیں یا نہیں *
 لوگوں کو اپنے گھر جانے اور ماں باپ اور عزیز اقارب سے ملنے یا ان کو لوگوں سے ملنے اور اس کا آرام و آسائش کا حال دیکھنے کو آنے کے لئے قواعد مقرر ہوں اور ہمیشہ ان قواعد کی پابندی رہے *
 اتفاقیہ بیماری یا اتفاقیہ ضرورت کے واسطے ایک طبیب ملازم رہے اور اس مقام کے سرل سرجن سے بھی بندوبست کر لیا جاوے تاکہ اتفاقیہ اور دغمتاً کی بیماری کی حالت میں طبیب یا ڈاکٹر کا علاج جیسا کہ ان لوگوں کے مربیوں نے اجازت دی ہو ہو سکے یہ بندوبست صرف اتفاقیہ اور ناگہانی بیماری کے لئے ہی دوتہ بھالت بیماری زائد اس کے مربی اس کے گھر پر لیجاویں گے اور خود جس طرح چاہیں گے معالجہ کریں گے *
 یہ مکان عالی شان امرا اور اہل دول کے چندہ سے تعمیر ہوتا چاہیئے اور اخراجات ماہواری کا اوسط لگا کر جو لڑکا اس میں داخل ہو اور سکونت اختیار کرے اس کے مربیوں سے وہ خرچ لیا جاوے *
 خوب یاد رہے کہ جب تک ہمارے لڑکے گھروں سے ملحدہ ہوکر اس طرح پر تربیت نہ پڑیں گے ہمیشہ خراب اور نالائق اور جاہل اور کمینہ عادتوں کے مادی رہیں گے *
 مدرسۃ العلوم
 اسی شہر میں جہاں یہ مکان تعمیر ہو ایک بہت بڑا عالی شان مدرسہ تعمیر کیا جاوے اور اسکا نام انگریزی زبان میں ”بی مہمدن لینگر اور لیننگ کالج“ اور عربی زبان میں ”مدرسۃ العلوم“ رکھا جاوے اس مدرسہ میں وہ لڑکے امرا اور فی مقدر لوگوں کے جو ان

تمام علوم و فنون انہیں کی زبان میں ہیں اور ہر وقت اور ہر محل پر اُن کو اپنے علم کی ترقی کا موقع ہوتا ہی ہر علاقہ ہندوستان کے کہ اُنکی تعلیم اُنکی مادری زبان میں نہیں ہی اور اُنکو دوسری زبان پر قادر ہونے میں نہایت مشکل پیش آتی ہی اور اُس پر قادر ہونے تک تمام وقت تحصیل علوم و فنون کا کثر جاتا ہی پس اِس تبدیل سے جو اس مدرسہ کے تقرر میں کی گئی ہی اُمید ہی کہ وہ کارآمد نہی گی *

جو طالب علم کہ بذریعہ عربی زبان کے علوم تحصیل کرنے پر متوجہ تھے اُن میں بھی یہ نقصان رہتا تھا کہ وہ اُن علوم و فنون سے جو نہایت ضروری ہیں توافقات محض دیتے تھے اور اس تبدیل سے جو طریقہ تعلیم میں کی گئی ہی اُمید یہ ہی کہ وہ بھی توافقات فرہیت کے اور عربی زبان میں بھی کمال حاصل کرنے کا اُنکو موقع حاصل رہیگا *

عربی فارسی مدرسہ - اس میں ابتداً کسی علم کی تعلیم نہیں ہونے کی بلکہ جو انگریزی اور اردو پڑھنے والوں نے اُن زبانوں میں سے جسکو بطور سکنت لپنگوج کے اختیار کیا ہوگا اور اردو میں علوم و فنون پڑھ لینے کے بعد عربی یا فارسی زبان کے لٹریچر و علوم میں کمال حاصل کرنے کا ارادہ کیا ہوگا تو اُنکی پڑھائی فارسی عربی میں اعلیٰ درجہ تک کی اس مدرسہ میں ہوگی *

تینوں مدرسہ ملکر درحقیقت ایک مدرسہ ہوگا اور جو کہ ہر قسم کے استاد یعنی انگریزی کے اور اردو و فارسی و عربی کے اس میں موجود ہونگے تو سلسلہ تعلیم ہر ایک مدرسہ کا جو قائم کیا گیا ہی وہ استادوں کی تقسیم اوقات سے بھری تکمیل پاتا رہیگا *

مدارس

یہ چھوٹے چھوٹے مدرسے ہونگے اور ہر شہر و قصبہ و ضلع میں جہاں انکا قائم ہونا ممکن و مناسب ہو قائم ہونے چاہئیں گے اُن میں تعلیم صرف اُن قواعد کے مطابق ہوگی جو اردو مدرسہ کے لیئے ہیں اور اُسی طرح اس مدرسہ کے طالب علموں کو ایک سکنت لپنگوج مقرر انگریزی یا فارسی یا عربی اختیار کر دی ہوگی *

اس مدرسہ میں اور پہلے مدرسہ اردو میں صرف اِنہی فرق ہوگا کہ اس مدرسہ میں ایک حد معین تک علوم پڑھائے جارہیں گے اور جب اُس حد تک طالب علم پھرنے جارہیں گے تو اِس مدرسہ سے خارج ہو جارہیں گے اور اُنکو اختیار ہوگا کہ اُس سے اعلیٰ درجہ کی تعلیم اگر چاہیں تو مدرسہ العلوم میں داخل ہوں یہ مدرسہ اِس مراد سے ہونگے کہ مدرسہ العلوم کے لیئے لڑے طیار کریں انکی مثال بمینہ ایسی ہوگی جیسے گورنمنٹ ضلع اسکول کالجوں کی پھرتی کے لیئے طالب علم طیار کرتے ہیں *

پس اِس صوبہ کے اور اس قدر تحصیل کے بعد طالب علم اُس سکنت لپنگوج میں سے اُس زبان کی لٹریچر کو جو اُس نے اختیار کی ہی تکمیل کرنی شروع کرے اور تین برس اُس کو اُس کی تکمیل کے لیئے بہت کافی ہونگے پس اگر اُس نے اُن تین برس میں انگریزی زبان کی تکمیل کی ہی تو اُسکو تین برس کی اور مہلت اِسیے بھری ملیگی کہ وہ عدالت کے قوانین سیکھے اور مختلف مہدوں کے لیئے جو امتحان مقرر ہیں اُن میں امتحان دے اور نوکری گورنمنٹ کی تلاش کرے اور اُس کو حاصل کرے یا اور کسی کاروبار میں جس میں وہ چاہے مشغول ہو *

اور اگر اُس نے اُن تین برس میں فارسی زبان کی تکمیل کی ہی تو اُس نے یقینی گورنمنٹ کی نوکری سے تو قطع نظر کر لی ہی کیونکہ وہ تو بغیر انگریزی پڑھے حاصل نہوگی پس اُسکو مہلت ہی کہ جہاں تک چاہے فارسی میں کمال بہم پہونچائے اور شاعر و منشی و ادیب ہو کر دنیا میں اپنا نام یادگار چھوڑ جاوے *

اور اگر اُس نے اُن تین برس میں عربی زبان کی تکمیل کی ہی تو اُس نے پورچھ مذکورہ بالا سرکاری نوکری سے تو قطع نظر کر لی ہی پس اُسکو بھی عربی زبان میں اور نیز اُن علوم میں جو عربی زبان میں ہیں اور نیز علوم دینی مثل فقہ و حدیث و تفسیر و کلام وغیرہ میں جہاں تک کہ وہ چاہے ترقی کرنے اور کمال بہم پہونچانے کا موقع حاصل ہی *

یہ مدرسہ جو اس قسم کا تجویز کیا گیا ہی جس میں اول تمام علوم اردو زبان میں پڑھائے جاویں گے اسکا سبب یہ ہی کہ ہم دیکھتے ہیں کہ انگریزی مدرسوں میں کافی لیاقت لڑکوں کو نہیں آتی ایک مشکل اُنکو غیر زبان کا سیکھنا اور دوسری مشکل غیر زبان میں علوم کا سیکھنا ہوتا ہی پس اس تدبیر سے ہونے اُن کی ایک مشکل کو موقوف کر دیا ہی تاکہ وہ بسبب اپنی زبان کے علوم و فنون سے نہایت جلد بھری واقف ہو جائیں اور بعد اُس کے دوسری زبان کے لٹریچر میں مہلت کر کے جہاں تک اُن سے ہونگے ترقی کر لیں *

اِس تدبیر سے ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ یہ کم طالب علم علوم و فنون سے گرو کہ وہ اردو ہی زبان میں کیوں نہوں توافقات دھینگے اور یہ نسبت حال کے لٹریچر پر مہلت کرنے کی زیادہ مہلت ملیگی اور اُنکو اُس زبان کی لٹریچر بہ نسبت حال کے بہت زیادہ آجاریگی *

اسباب پر اکثر بحث ہوئی ہی کہ سرکاری کالجوں کی تعلیم سے لیاقت کامل نہیں ہوتی اور کیوں وہ تعلیم انگلستان کے کالجوں کی تعلیم کے برابر نہیں ہی پس میری رائے میں اس کا سبب یہی ہی کہ انگلستان میں تعلیم انہیں لوگوں کی زبان میں ہوتی ہی اور

مکتب

ہر گاہوں اور قصبہ میں جہاں جہاں ہوسکے مکتب قائم ہونے چاہیئیں ان میں قرآن شریف بھی پڑھایا جاوے اور اردو زبان میں کچھ کتابیں اور حساب وغیرہ سکھایا جاوے اور اردو میں لکھنا پڑھنا بھی سکھایا جاوے اور اس مکتب میں بھی کس قدر فارسی اور کس قدر انگریزی سکنت لیکچر ہو فارسی تو صرف اس قدر ہو جس سے اردو کو مدد پہنچے اور انگریزی نہایت قلیل صرف اتنی کہ حرف پہچان لے چھاپے کے حروف میں لکھا ہوا نام پڑے سکے اور انگریزی ہندیے جو کلوں اور اوزاروں پر لکھے ہوئے ہوتے ہیں ان کو پہچان سکے تاکہ اگر کسی کس سے کام لینا ہو تو کام لے سکے *

اس مکتب میں قرآن مجید نئے قاعدے سے پڑھایا جاوے جس میں کل قرآن شریف چھ مہینے میں بخوبی ختم ہو جاتا ہی بعض لوگوں نے قرآن مجید کے کل لفظ بحدف الفاظ مکرر جدا چھانک لیئے ہیں اور ان کو بے ترتیب دو حرفی و سہ حرفی مرتب کر لیا ہی اور الف بے کے بعد صرف ان لفظوں کے پڑھا دیتے ہیں کہ قرآن مجید ناظران پڑھنا بخوبی آ جاتا ہی *

اس مکتب میں نماز پڑھنا بھی بتایا جاوے اور چھوٹی چھوٹی اردو کتابیں مسائل کی بھی جیسے کہ راہ نجات حقیقت الصراط وغیرہ ہیں لوگوں کو پڑھائی جارہی *

حفاظی مکتب

جو لڑکے مسلمانوں کے قرآن مجید حفظ کرتا چاہیں یا اشخاص نا بیٹا جو قرآن مجید حفظ کرنے کی زیادہ رغبت رکھتے ہیں ان کے لئے بڑے بڑے شہروں اور مناسب مناسب مقاموں پر مکتب مقرر ہوں جن میں وہ لوگ قرآن مجید حفظ کیا کریں مگر اس مکتب کو بالکل ملحدہ رکھنا چاہیئے اور کسی مدرسہ یا مکتب کے شامل کرنا نہیں چاہیئے *

عمر تعلیم

اگرچہ ابتداً جب مدرسے مقرر ہونگے ان میں عمر کا چنداں لحاظ نہ ہوگا بلکہ منتظمین کی راے پر اور لڑکوں کی حالت پر ان کا داخلہ منحصر ہوگا مگر جب کہ انتظام بخوبی ہو جاوے اس وقت ہر ایک قسم کے مدرسہ کے لئے عمر کی تعین ضرور ہر گز پس لڑکوں کی تعلیم میں ان کی عمر کا حسب تفصیل ذیل لحاظ رکھنا چاہیئے گا جسکے لئے پانچ درجہ قرار دیئے جاتے ہیں *

اول چھ برس سے دس برس تک — اس میں چاہیئے کہ لڑکا قرآن مجید پڑے اور کچھ اردو کتابیں بھی اور مسائل کی چھوٹی چھوٹی

کتابیں جیسی راہ نجات اور حقیقت الصراط وغیرہ ہیں پڑے اور کچھ کچھ پکا لکھنا بھی سیکھے اور اس کو اس قدر استعداد ہو جاوے کہ اردو عبارت باسانی پڑ لکھ سکے اور انگریزی حروف اور ہندسوں کو پہچاننا اور نام پڑ لینا سیکھے اور یہ وہ تعلیم ہی جسکا مکتبوں میں ہونا چاہیئے *

دوم گیارہ برس سے تیرہ برس تک — اس عمر میں اس قدر پڑے لینا چاہیئے جو روز مرہ کے کاموں اور امورات متعلقہ زندگی اور معاش کے کام میں درکار ہیں سیدھے سادھے مسائل مذہبی و عقائد مذہبی سے بھی واقفیت حاصل ہو یہ وہ تعلیم ہی جو مدارس معززہ میں تجریز کی گئی ہی *

اہل پیشہ اور غریب آدمی بھی جو اپنے لڑکوں کو اپنے پیشہ میں مصروف کرتے ہیں اس قدر عمر تک لڑکوں کی تعلیم میں رکھنے سے کچھ اپنا ہرج نہیں سمجھتے اور اگر اہل پیشہ کے لڑکے اس قدر درجہ تک کی تعلیم پا جاویں اور ہمارے ملک میں عموماً اس قدر درجہ تک علم پہلہ جاوے تو ہندوستان ہندوستان نہیں رہنے کا بلکہ قطع جنت ہو جاوے اور ٹھیک ٹھیک ہندوستان جنت نشان کا لقب اس پر صادق آریگا *

سوم چودہ برس سے آٹھارہ برس تک — اس عمر میں جملہ علوم و فنون سے جو دین و دنیا میں بکار آمد ہیں واقفیت کلی حاصل ہونی چاہیئے *

چہارم انیس برس سے اکیس برس تک — اس عمر میں خاص علوم اور خاص زبان جس میں طالب علم کمال حاصل کرنا چاہے حاصل کرنے ہونگے *

پنجم بائیس برس سے پچیس برس تک — یہ وہ زمانہ ہی جس میں طالب علم بعد فراغ تعلیم ان چیزوں کو پڑھنے اور امتحان دینے میں مشغول رہیگا جنکے ذریعہ سے سرکاری نوکریاں ہاتھ آتی ہیں اور اسی قسم کے حصول معاش کے ذریعوں کو حاصل کرنے میں مشغول ہوگا *

یہ پچھلی تینوں قسم کی تعلیمیں وہ ہیں جو مدرسۃ العلوم سے ملانہ رکھتی ہیں *

سلسلہ تعلیم

انگریزی مدرسہ کے لئے ہم کو سلسلہ تعلیم نے معین کرنے کی ضرورت نہیں ہی کیونچہ اردو اسکول کی دو یونیورسٹیاں ہماری ہدایت کے لئے موجود ہیں پس ہمیشہ ہم کو انکی ہی تقلید اور پیروی سے سلسلہ کتب درسیہ کا معین کرنا اور اسی طریق پر تعلیم دینا کافی ہوگا *

اردو مدرسہ کے لئے البتہ ہم کو کتابیں تلاش کرنی اور انکا سلسلہ تعلیم قائم کرنا پڑیگا مگر یہ بات کچھ مشکل نہیں ہی سلسلہ کتب

دیا جاوے اسی طرح کتب صحاح ستہ حدیث میں سے احادیث عمدہ و مستند و مفید و ضروری کا انتخاب کر کر تکلیفیں البظاری و تکلیفیں المسلم و ملے هذا القیاس چھوٹی چھوٹی کتابیں بنائی جاویں اور وہ تمام پڑھائی جاویں تفسیر میں چالیس شاید نہایت عمدہ ہی اور انتخاب کی بھی ضرورت نہیں رکھتی مگر وہ نہایت آسان ہی اور اُس سے زیادہ قابلیت کے لیے دوسری تفسیر ہوتی چاہیئے پس وہ تفسیر بیضادی ہی اُس کی بھی تکلیفیں کی جاوے اسی طرح پر کہ جہاں تک کہ اُس میں مباحث عربیہ سے متعلق ہیں وہ انتخاب کر لیئے جاویں اور باقی امور چھوڑ دیئے جاویں غرض کہ اسی طرح کتابوں کے انتخاب اور تکلیفیں سے ایک سلسلہ کتب درسیہ عربیہ کا قائم کر لیا جاوے پس یہ وہ طریقہ ہیں جن سے میری دانست میں تعلیم مسلمانوں کی اس طریق پر جو دین و دنیا کے لیے مفید ہو جاری ہو سکتی ہے اور تکتبہ اور جہل جو مسلمانوں میں پھیلتا جاتا ہے اُس کا علاج ہو سکتا ہے مگر ہر شخص یہ بات بخوبی اور بہ آسانی سمجھ سکتا ہے کہ یہ طریقہ تعلیم کا نہ کسی طرح گورنمنٹ اختیار کر سکتی ہے اور نہ سرکاری کالجوں اور اسکولوں میں جاری ہو سکتا ہے خود مسلمان البتہ بخوبی جاری کر سکتے ہیں اور کچھ شک نہیں کہ اسکے اجرا کا مقدور بھی رکھتے ہیں صرف ہمت اور مصنت اور توجہ درکار ہے *

دوم وہ طریقہ جس سے گورنمنٹ کالجوں اور اسکولوں کی تعلیم زیادہ تر مسلمانوں کے مناسب حال ہو جاوے اور اُس سے مسلمان فائدہ اُٹھاویں *

مسلمانوں کو چاہیئے کہ گورنمنٹ کالجوں اور اسکولوں کو ایسا تصور کریں کہ صرف انگریزی زبان کی تعلیم کا اس قسم کا مدرسہ ہی جیسا کہ اُنکے لیے اوپر تجویز ہوا ہے اور تمام علوم و فنون اُس میں ہر زبان انگریزی تعلیم دیئے جاتے ہیں اور اردو فارسی عربی صرف بطور سکنت لینگوئج کے ہی اور صرف ان مدرسوں کو زیادہ تر مناسب اور مفید کرنے کے لیے مفصلہ ذیل باتوں پر توجہ کریں *

اول گورنمنٹ سے درخواست کریں کہ جس قدر انگریزی کی تعلیم اب دیجاتی ہے اُس میں ترقی کی جاوے اور ہر ایک درجہ کی تعلیم بالکل یونیورسٹی لیول پر اور اکسفرڈ کی پراپر کر دی جاوے *

دوم یورپ کے طالب علموں کو تفریح میں زیادہ دستگاہ ہوتی ہے کہ وہ اُنکی مادر زاد زبان ہی اُس لیے اُنکو تہذیبی تھیل میں آسکتی ہے مگر ہندوستان کے لیے کالجوں میں تفریح کی پڑھائی زیادہ تر کی جاوے تاکہ لپاٹ تھیلز و تقریر بخوبی آجاوے *

درسیہ علوم و فنون معینہ رہی قائم رہے جو انگریزی میں ہو اُنہیں کتابوں کا جو انگریزی میں علوم و فنون کی پڑھائی جاویں اردو میں ترجمہ ہو اور اردو میں پڑھائی جاویں پس ان دونوں مدرسوں میں پڑھائی تو ایک سی ہوگی صرف یہ فرق ہوگا کہ جو کتاب انگریزی مدرسہ میں انگریزی زبان میں پڑھائی جاتی ہے وہ اس مدرسہ میں اردو میں پڑھائی جاوے گی *

عربی و فارسی مدرسہ کے لیے بھی کتابوں کے متعین کرنے میں چنداں دقت نہ ہوگی فارسی زبان کے علم انشا کی کتابیں نہایت آسانی سے بہت عمدہ اور سادہ منتخب ہو سکتی ہیں جو سلسلہ مناسب سے درس میں داخل ہوں عربی زبان میں جو سلسلہ تعلیم جاری ہے بلاشبہ اُس میں تبدیل عظیم کرنی پڑے گی سلسلہ نظامیہ جو بالفعل جاری ہے محض لغو ہے اور حال کے زمانہ کے مطابق نہیں بلاشبہ اُسکو ترک کرنا اور سلسلہ جدید قائم کرنا چوکیا *

طالب علموں کو لغو مباحث میں ڈالنا اور الفاظ کی بھٹ پر اُس کی ہر کو ضایع کرنا محض بیفائدہ ہے عرض اُس کے یہ بات چاہیئے کہ سیدھے سادھے اور صاف مسائل صرف و نہرو اُن کو پڑھائے جاویں بغیر کسی بھٹ کے تاکہ وہ بخوبی بموجب قواعد صرف و نہرو عربی کی عبارت پڑا سکیں *

چند رسالہ منطق خالص کے جو بہت صاف اور سیدھے ہوں اُنکو پڑھانے چاہیئیں اور علم معانی یہاں کے سیدھے مسئلہ سکھانے چاہیئیں اور عربی بولنے اور عربی لکھنے کی مشق کرائی چاہیئے پس اس قدر تعلیم متعلق علم ادب کو کافی سمجھنا چاہیئے *

اس تعلیم کے لیے بھی کتابوں کی چنداں مشکل نہیں پڑنے کی کتب موجودہ میں سے ایسی صاف صاف کتابیں باآسانی منتخب ہو سکتی ہیں اور بعض کتابوں پر ایک عالم نظر ثانی کرے اور اُن میں سے ضرور مباحث کو حذف کر کر کتابوں کو مناسب حال کر دے سکتا ہے *

باقی رہی تعلیم کتب مذہبی کی بالفعل ہمارے ہاں یہ رواج ہے کہ کتب مذہبی میں سے ابتدا سے آخر تک کسی کتاب کے پڑھنے کا رواج نہیں ہے بلکہ مقامات معینہ ہر ایک کتاب کے پڑے کر باقی کتاب کو چھوڑ دیتے ہیں میری دانست میں اس طریقہ کو تبدیل کرنا چاہیئے ایک ادب متن جو عمدہ اور مفید ہو وہ تمام پڑھایا جاوے اور باقی کتابوں میں سے اُن مقامات کا جو اُس زمانہ میں مفید اور پکار آمد ہیں انتخاب کر کر ایک چھوٹی سی کتاب بنائی جاوے مثلاً ہدایہ اُس میں سے عمدہ اور مفید مقامات کا انتخاب کر کر تکلیفیں الہدایہ اُس کا نام رکھا جاوے جو چند جز پر ہو اور وہ تمام پڑھا

فرض کہ جیسا کہ اب تک گورنمنٹ کے سرشتہ تعلیم سے مسلمان ملحدہ ملحدہ رہے ہوں برخلاف اُس کے جہاں تک ممکن ہو اُس میں امانت و مدد کریں اور سرشتہ تعلیم کو ایک اپنی ضروریات سے سمجھیں تاکہ وہ اُس سے فائدہ اُٹھا سکیں اور جو جو نقصان اُس میں ہوں اُس کے رفع کرنے پر قادر ہوں *

یہ تمام باتیں جو اوپر بیان ہوئیں مسلمانوں کو گورنمنٹ کالجوں و اسکولوں سے فائدہ اُٹھانے کے لیئے کافی ہیں اس سے زیادہ اور کچھ گورنمنٹ سے درخواست کرتی یا قرض رکھتی بعض پیروہہ بات ہی بلکہ اس میں سے بھی بعض باتیں ایسی ہیں کہ گورنمنٹ بمشکل اُسکو قبول کریگی *

راے ممبران

اس تجویز کی نسبت کل ممبران سلیکٹ کمیٹی سے صلاح اور مشورہ کیا گیا جو ممبر کہ بنارس میں موجود تھے اُنہوں نے ہالہذا اپنی رائیں ظاہر کیں اور جو لوگ کہ بنارس میں موجود نہ تھے اُن کے پاس یہ تجویز پہنچی گئی اور اُنہوں نے پزیرہہ تصریح کے اپنی رائیں ظاہر کیں جنکی تفصیل ذیل میں مندرج ہے *

سید احمد خاں مولوی محمدعارف صاحب مولوی سید عبداللہ صاحب محمد یار خاں صاحب مولوی سید زین العابدین صاحب مرزا رحمۃ اللہ بیگ صاحب مولوی اشرف حسین خان صاحب مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب اور منشی محمد اکرام حسین صاحب نے بلا کسی اختلاف کے مذکورہ بالا تجویز کو پسند اور منظور کیا اور تمام مراتب مذکورہ بالا سے اتفاق رائے ظاہر کیا *

مولوی سید امداد علی صاحب اور مولوی قطب الدین حسن صاحب اور مولوی حمید الدین صاحب اور منشی محمد سبحان صاحب نے بھی بالکل اس تجویز سے اتفاق کیا مگر ان چاروں ممبروں نے اس بات کی خواہش ظاہر کی کہ تفصیل کتب پزیرہہ علماء کامل اور متدینوں کے صل میں آوے *

مولوی محمد اسماعیل صاحب نے بھی جملہ مراتب مذکورہ بالا سے دلی اتفاق کیا اور یہ لکھا کہ سلسلہ تعلیم میں جو کمی پیشی کی خواہش کی ہے نہایت عمدہ اور مناسب ہے لیکن چونکہ اِس رپورٹ میں اُن کتابوں کے انتخاب کا پورا ذکر نہیں ہے جو اِس طریقہ میں پڑھائی جارہیگی اسلیئے میں اسباب میں ابھی کچھ رائے نہیں دیتا جب اِس کا موقع آریگا تب میں بالتفصیل رائے دوں گا *

مولوی عبدالرحمن صاحب اور مولوی حفیظ الدین احمد صاحب اور میر بادشاہ صاحب نے بھی تجویز مذکورہ بالا سے اتفاق کیا مگر کتب فقہ و اصول فقہ اور کتب حدیث کی تفصیل کرنے سے اختلاف رائے کیا اور کہا کہ وہ دستور سابق تعلیم میں رہیں *

سرم ہو کالج میں بہ تعہد انتظام پرنسپل کے ایک کلب مقرر ہو جسکا پریزیڈنٹ پرنسپل ہو اور ہر ہفتہ اُس میں اعلیٰ کلاسوں کے طالب علم اسپیکرین مضامین معین میں کیا کریں اور اگر چہرے کلاسوں میں بھی اسکو رسم دی جاوے اور ہر کلاس کے ماسٹر کے اہتمام میں اُسکے طالب علم ہر ہفتہ اسکی مشق کیا کریں تو ترقی ترقی کے لیئے نہایت مفید ہوگا *

چہارم مسلمان گورنمنٹ سے درخواست کر کر بشمول ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن ایک کمیٹی مقرر کریں جو اُن کتابوں کو منتخب کریگی خواہ خود قالیف کرے یا قالیف کرائیگی جو سکول لینگویج کی تعلیم کے لیئے درکار ہیں اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر اردو و فارسی و عربی کی تعلیم کی کتابوں میں جو بطور سکول لینگویج کے پڑھائی جاتی ہیں کچھ درست کی جاوے اور کتابیں عمدہ و مفید بصرہ کمیٹی اُس میں داخل کی جاویں تو مسلمان طالب علموں کو رغبت بھی ہوگی اور بہ نسبت حال کے اُن زبانوں کی تعلیم کی بھی ترقی ہو جاوگی اور جب عربی فارسی کی تعلیم ایک عمدہ قاعدہ پر ہوگی تو مسلمان طالب علموں کو کسی وقت پر اُسکو اعلیٰ درجہ تک ترقی دینے کا موقع حاصل رہیگا *

پنجم بڑے بڑے شہروں اور قصبوں کے مسلمان ہماظری گورنمنٹ ایک کمیٹی مقرر کریں جو اس بات کی تحقیقات کیا کریگی کہ کس قدر مسلمان لڑکے شہر یا قصبہ میں ہیں اور وہ کہاں کہاں پڑھنے لکھنے میں مصروف ہیں اور کیا کرتے ہیں اِس تحقیقات کی کتابیں اور فہرستیں مرتب ہوں اور ہر ہفتہ مہماہی پر اُنکی جانچ پرتال ہوا کرے اور جو لڑکے پڑھتے نہیں ہیں اُس کا سبب بھی دریافت کر کر اُس کتاب میں مندرج کیا کریں *

اس کمیٹی میں بجز مسلمانوں کے اور کوئی شخص اور نہ کوئی یورپین حاکم شریک ہو مگر اسکی اطلاع و کیفیت ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن پاس جایا کرے اور خرچ اِس کمیٹی کا میرٹھسپل فنڈ سے دیا جاوے *

ششم ہر کالج اور اسکول کے لیئے کمیٹی ہو جس میں مسلمان بھی شریک ہوں اور اُنکو کچھ وقت اور اختیار بھی دیا جاوے اور اُسکا بائی لاز غرض اُنہیں سے پتہ چلاوے اور گورنمنٹ بعد اصلاح و ترمیم اُسکو منظور کرے تاکہ گورنمنٹ کالج و اسکول مسلمانوں کے لیئے بطور ایک عربی کے متصور ہوں نہ بطور ایک عرفناک چیز کے جیسیکہ اب تک رہے ہیں *

تھمینی و حلقہ بندی مکتبوں کو بھی اپنے مفید کرنے کے لیئے مسلمانوں کو چاہیئے کہ اُنکے اہتمام اور نگرانی میں زیادہ تو مداخلت کریں اور سب سے عمدہ یہ بات ہے کہ اپنی طرف سے اور باہمی چندہ سے ایسے ایسے چھوٹے مکتب خود قائم کریں اور گورنمنٹ سے اُس میں نصف روپیہ ملنے کی درخواست کریں *

اسی عمدہ رائے پر چلتے رہینگے بخاری کی تفسیر کے یہہ معنی نہیں ہیں کہ اُس کے بعض اجزا کو ہم اپنی سمجھ کے موافق قایم رکھیں اور بعض کو نکال دیں بلکہ تفسیر کے یہہ معنی ہیں کہ اُس کے جو مقامات کہ مفید اور مناسب وقت ہیں اُس کو نکال کر کے درس میں داخل کریں اور اس میں کوئی قباحت اور نقصان نہیں ہی اور میں اس میں بھی کوئی قباحت اور نقصان نہیں سمجھتا کہ جو غلطی یا خطا کسی کتاب میں واقع ہی اُس کی کونٹ کی جائے اور بلا اندیشہ وہ غلطی ظاہر کر دی جائے میں خیال کرتا ہوں کہ ہمیشہ اول طبقہ صحابہ سے لیکر آج تک ہمارے یہاں کے علما یہی کام کرتے چلے آئے ہیں صحابہ قایمیں مجتہدین فقہا محدثین مشایخ کرام سب کی غلطی و خطاؤں کو بہت صراحت سے علما نے لکھا ہی اور اس بات کو بھی بہت احتیاط سے ملحوظ رکھا کہ اگر کسی پر بیجا اعتراض یا تا جائز غلطیاں لگائی گئی ہیں تو اُس کو بدلائل معقول رد کیا اور یہہ بھی اسی مقام پر میں لکھتا تھا یہاں مناسب جانتا ہوں کہ ہمارے سچے مذہب کا عمدہ اصول یہہ ہی کہ کوئی عالم اور کوئی مجتہد اور کوئی صلحا سے بلکہ کوئی انسان سوائے انبیاء علیہم السلام کے اسے درجہ میں نہیں ہیں کہ جن کے کلام میں خطا اور خال واقع نہرا ہو اگر آج ہم کسی بڑے سے بڑے عالم کے کلام کی غلطی ظاہر کریں اور اُس کو عمدہ دلائل سے سچی نکتہ سے بغرض ہوا خراعی اسلام ثابت کر دیں تو کچھ ہم پر اعتراض نہیں ہی

منشی محمد اکبر حسین صاحب نے یہہ رائے لکھی کہ مجتہدو جناب سید احمد خاں صاحب پھادر سی ایس آئی کی اعلیٰ اور عمدہ اور حکیمانہ تجویز سے بدل اتفاق کلی ہی ہرچند مولوی فرید الدین صاحب کا خیال اُس کی تصویر خیالی ہونے کی نسبت مسلمانان ہند کی عادت و عقاید و حالات موجودہ پر نظر کرنے سے کسی درجہ تک صادق آتا ہی اور اس قدیر بے نظیر کی تکمیل اجرا کی تمنا مرحوم اُحد و بیم میں معلوم ہوتی ہی لیکن جب ہم اُس تشریح اور توضیح پر نظر کرتے ہیں جو جناب سید احمد خاں صاحب مدوح نے تجویز اور عمل کے دونوں چیزوں کے امتیاز کے باب میں فرمائی ہی نہ ہم بے تامل متفق الرائے ہو کر خدائے عزوجل سے اپنے عمدہ ارادوں کے پورا ہونے کی دعا مانگتے ہیں السعی منی والتمام من اللہ *

جو رائے ممبروں کی اوپر بیان ہوئی اُس سے ظاہر ہی کہ جو طریقہ تعلیم کا تجویز ہوا اُس سے تمام ممبروں نے اتفاق رائے کیا ہی پس اب میں نہایت خوشی سے اس رپورٹ کو ختم کرتا ہوں اور بموجب ہدایت ممبران سلیمت کمیٹی کے تمام ممبران کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان کے سامنے اس اُحد سے پیش کرتا ہوں کہ ممبران کمیٹی مدوح درباب تکمیل اور اجرا اس طریقہ تعلیم کے بتدایر مناسبہ سی اور کوشش فرمائی شروع کریں *

دستخط سید احمد خاں

سکری کمیٹی مقام بنارس ۱۵ اپریل سنہ ۱۸۷۲ ع

مولوی سید فرید الدین احمد صاحب نے اپنی رائے یہہ لکھی ہی کہ میں اپنے لائق فایز مسیح عصر حکیم دھر روہن ضیہ عالی دماغ سید احمد خاں صاحب پھادر سی ایس آئی عمدہ ممبر کی رائے سے بالکل اتفاق نہیں کر سکتا اُس سخت مرض مہلک اور مومن جہالت کا کہ جو آج کل جسم اسلامی کو لاحق ہو گیا ہی اور جس نے اُن کے سارے دین و دنیا کے امور کو تہیہ و تہور اور نقصان میں ڈال رکھا ہی جو علاج تجویز کیا ہی وہ بعض ایک تصویر خیالی ہی جو حالت موجودہ مسلمانوں سے اس بات کی توقع دھبی بھی نہیں ہو سکتی کہ وہ اُس عمدہ علاج کے اجزائے نافع کو بہم پہنچا کر استعمال کریں میں اس بات کو نہایت سچائی سے قبول کرتا ہوں کہ وہ نکتہ مجوزہ نہایت بے نظیر و لا جواب ہی اگر اُس کے استعمال کا امکان ہوتا تو وہ بالکل اُس مرض مہلک کی بیخ و بنیاد کو توڑ دیتا اور جسم اسلامی کو اعلیٰ درجہ کی صحت و طاقت کو پہنچا دیتا اور یقین ہی کہ آئندہ نسلوں میں کوئی وقت ضرور ایسا آئے گا کہ اہل اسلام بخوشی اُس نکتہ کو استعمال کریں اور خدا کرے کہ جلد وہ وقت آئے میرے خیال میں اُس حکیم حافظ کو ضروری تھا کہ وہ درات اور ہمت اور توفیق موجودہ مسلمانوں پر لحاظ فرما کر مطابق اُس کے کوئی نکتہ تجویز کرتے کہ جس سے زیادتی اُس مرض کی تو روک جاتی اور کسی قدر آثار صحت کے نمایاں ہوتے اور اسی طرح وقتاً فوقتاً بلحاظ حالت موجودہ کے اُس نکتہ میں تبدیلی عمل میں لائے کہ یہی طریقہ بالکل قانون قدرت کے مطابق ہی اگر حکیم مدوح بنظر مہربانی پھر دوبارہ توجہ فرما کر کوئی ایسی تدبیر تجویز فرمادیں کہ جس کا خارج میں موجود ہونا کو بدقت ہو سکو ممکن ہو تو نہایت مناسب و بہتر ہی اور جب میری رائے یہہ قایم ہوئی کہ فی الحال وہ تدبیرات بعض خیالی ہیں اور کسی طرح وہ وجود پذیر نہ ہو سکیں تو اُن تدبیر کی نسبت مفصل رائے لکھنا بعض تصور و بیفایده ہی تاہم اس قدر کہنا میں ضروری جانتا ہوں کہ مسلمانوں کے امور معاد کے لحاظ سے اُن کی اعلیٰ اور عمدہ تعلیم میں زبان عربی کو دوم درجہ قرار دینا نا مناسب ہی نہیں بلکہ مضر ہی جب ہم ایک ایسا خیالی منصوبہ قرار دیں کہ جو عمدہ حالت ترقی تعلیم مسلمانوں کی ہو تو اُس میں حیف ہی کہ وہ عربی درجہ دوم میں قرار پائے اور چند ممبروں نے جو درباب تسمیہ کتب دینیہ اہل اسلام کے رائے دی ہی اور سید احمد خاں صاحب سے اختلاف کیا ہی میں اُس میں سید احمد خاں صاحب سے بالکل متفق ہوں میں خیال کرتا ہوں کہ وقتاً فوقتاً علما اہل اسلام اس کے دریچے رہے ہیں اور بنظر مصالح وقت اور حالت موجودہ اہل زمان بہ تبدیلی عبارت یا اختصار و تفسیر مقامات کتب تالیف کرتے آئے ہیں اور مجتہدو اُحد ہی کہ ہمارے یہاں کے لائق آدمی ہمیشہ

بمقام عیگتہ — مطبع علیگتہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER تہذیب الاخلاق

[نمبر ۷]

یکم ربیع الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[جلد سوم]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور توہین کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بذارس بھیجا جائے غرض کہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے انہی سے کی جائے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر ان کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب ان کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام اس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹائے جائیں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جستدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت وصول ہو رہا کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جائیگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یگانہ خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے ان کو کچھ تعلق نہ ہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اس کو نی پرچہ چار آنہ مع اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور ان کو اس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مفسرین نمبر ۸۰

سوال و جواب

میرے ایک دوست نے بمقام الہ آباد میرے پاس ایک سوال
تھریزی بھیجا تھا اب میں اُس کا جواب لکھتا ہوں *

سوال

کیا فرماتے ہیں حضرات علماء دین متین اور شریعہ میں کہ اگر زید
قرآن شریف کے کسی جزو سے انکار کرے اور کل احادیث کو یہہ کہے کہ
سب بالمعنی ہیں کوئی بالفاظ نہیں اور باوجود اس کے عمرو زید کو
پکا مسلمان اور سچا ایماندار جانے لڑ کہے تو ہرماً عمرو کی نسبت کیا
حکم ہے *

جواب

اگر زید قرآن شریف کے کسی جزو سے انکار کرے یعنی کسی سورہ
یا کسی آیت کو منزل من اللہ اور وحی متلو نہ جانے یا جن چیزوں کا
ذکر اُس میں ہے اُس کے ہرنے سے پرچود ذاتی یا پرچود حسی
یا پرچود خیالی یا پرچود عقلی یا پرچود تشبیہی متلو ہووے یا
اُس کے مطالب سے جو الفاظ کی دلالت اور مقام کے قرینہ اور عبارت
کے سیاق اور عرب کے معاورہ سے اجمالاً سمجھا گیا ہو اور اصول
عقائد کے متعلق ہو بغیر کسی دلیل شرعی اور بڑھان قری کے انکار کرے
تو زید کافر ہے اور اگر اُس انکار پر عمرو زید کو پکا مسلمان اور سچا
دیندار جانے اور اُس تکذیب و انکار میں اپنا اتفاق ظاہر کرے تو وہ
یہی کافر ہے لیکن اگر زید قرآن کو لفظاً لفظاً خدا کا کلام جانتا ہو اور
بسم اللہ سے لیکر تا والناس ہر آیت کو وحی متلو سمجھتا ہو اور جو
کچھ اُس میں مذکور ہے کیا از قبیل اخلاق و عقائد اور کیا از قبیل
عبادات و معاملات اور کیا از قبیل اخبار و قصص اور کیا از قسم
حالات آخرت اُن سب کو حق اور واجب الیقین والعمل جانتا ہو مگر اُن
الفاظ اور کلمات کے جنکے لفظی معنی مراد لینے سے مخالف کسی اصل
سے منجملہ اصول دین کے یا کسی مسئلہ سے منجملہ مسائل صحیحہ
مقلیدہ کے یا کسی امر سے منجملہ امور موجودہ واقعہ کے ہوتی ہو
ظاہری معنی نہ کہتا ہو بلکہ ایسے صحیح اور اصلی معنی مراد لیتا
ہو جو قرینہ مقام اور معاورہ عرب کے مخالف اور خارج کے مفہوم
اصلی کے برعکس نہوں یا اسماء موجودات سے جنکا ذکر قرآن میں
ہے تشریح اُنکی حقیقت کے ہی وہ حقیقت مراد نہ لیتا ہو جو لوگوں نے
سمجھا رکھی ہو اور جسکا ثبوت کتاب و سنت سے کچھ نہوتا ہو اور
حکم کے اثبات پر سوائے ارہام اور ظنون کے کوئی عقلی دلیل بھی نہ ہو یا اُن

آیات احکامی سے جنکی تعلیم بظاہر معلوم ہوتی ہو بلکہ اصول
صحیح کل عام یستعمل التخصیص کے بعض حالات کو باستدلال کتاب و
سنت مستثنی کرتا ہو یا اُن مسائل اصولی و فروعی کو جنکا ثبوت
مراحلاً نہوتا ہو مگر یقیناً بعیدہ لفظوں سے اُن کا استنباط کیا گیا ہو
نہ مانے یا قرآن مجید کی اُن تفسیروں کو جنکی کوئی سند صحیح
صاحب الکتاب سے نہر اور لوگوں نے اُسے اپنی سمجھ اور فہم کے
مطابق بیان کیا ہو واجب القبول نہ جانتا ہو جو لوگوں کے نزدیک وہ
باتیں جزو قرآن سمجھی جاتی ہوں اور اُس کا انکار انکار قرآن
تصور کیا جاتا ہو اور ان سب حالتوں میں زید کی نسبت سوائے اعلیٰ
کلمۃ اللہ اور احقاق حق اور رفع الزام اور دفع مظالم اور تطبیق
اصول دین کی اصول صحیحہ عقلیہ سے اور ثابت کرنے حقیقت مذہب
اسلام کی سب لوگوں پر کیا جاوے اور کیا عالم اور کیا حکیم اُڑر کچھ
نہر تو زید بلا شبہ پکا مسلمان اور سچا ایماندار ہے اور عمرو بھی
جو زید کو ایسا سمجھتا ہو ویسا ہی پکا مسلمان اور سچا ایماندار
ہے *

اگر زید کل احادیث کو بالمعنی کہے اور اُن کی روایت کو بالفاظ
نہ مانے یعنی یہہ کہے کہ ان حدیثوں میں سے کسی میں کوئی لفظ
یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہے تو وہ لاحق اور
جاہل ہے لیکن اگر وہ یہہ کہے کہ احادیث کے الفاظ پر یہہ یقین
نہیں ہے کہ یہہ سب الفاظ وہی ہیں جو خارج نے فرمائے
ہیں شاید ہوں شاید نہوں اور نہ اس نظم و ترتیب کی نسبت جو
الفاظ اور کلمات میں احادیث کے ہی یہہ یقین ہے کہ یہہ وہی نظم
و ترتیب ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی شاید
ہو شاید نہر تو زید نہ کافر ہے نہ مرتد بلکہ ایک محقق مسلمان ہے
اور عمرو جو اُسے سچا مسلمان جانے وہ بھی ویسا ہی ہے *

میں اس جواب کی کچھ ضروری شرح بھی کرنا مناسب سمجھتا
ہوں کہ مستفتی قرآن و حدیث کی تصدیق و تکذیب کی حقیقت سے
واقف ہو جاوے چونکہ یہہ جواب متعلق دو چیز سے ہے قرآن اور
حدیث اس لیے دونوں سے علیحدہ علیحدہ بحث کرتا ہوں *

بحث اول بے نسبت تاویل قرآن

قرآن کی تصدیق حقیقت میں یہہ ہے کہ اُسے وحی متلو سمجھنا
اور منزل من اللہ جاننا اُس کی تمام باتوں کو حق اور صحیح ماننا
اور اُس کی تکذیب یہہ ہے کہ اُسے ایسا نہ جاننا پس جب تک کوئی
مسلمان قرآن کو خدا کا کلام جانے اور اُس کی سب باتوں کو مانے
تب تک تصدیق قرآن کی نسبت اُس کی طرف ہر گز اور وہ متکر قرآن

ۛ منجملہ مسائل صحیحہ عقیدہ کے یا کسی امر سے منجملہ امور موجودہ واقعہ کے ہوتی ہر ظاہری معنی مراد نہ لینا بلکہ وہ اصلی اور حقیقی معنی مراد لینا جو قرینہ مقام اور معاورہ عرب کے مخالف اور شارع کے مقصود اصلی کے برعکس نہ ہوں *

ثانیاً اسماء موجودات سے جن کا ذکر قرآن میں ہے تشریح اُنکی حقیقت کے ہی وہ حقیقت مراد نہ لینا جو لوگوں نے سمجھ رکھی ہر اور جس کا ثبوت نہ کتاب و سنت سے ہوتا ہو نہ جس کے اثبات پر سوائے اوہام و ظنون کے کوئی عقلی دلیل ہو اور اُن اسماء سے موافق قرینہ مقام کے کوئی ایک وجود مراد لینا منجملہ وجود خارجی یا حسی یا خیالی یا عقلی یا تشبیہی کے *

ثالثاً اُن آیات احکامی سے جن کی تعلیم یہ ظاہر معلوم ہوتی ہو کہ لحاظ اصول صحیح کل عام یستعمل التخصیص کے بعض حالات کو باستدلال کتاب و سنت مستثنیٰ کرنا *

رابعاً اُن مسائل اصولی و فروعی کا جو صاف صاف لفظوں سے تردید نہ ہوتے ہوں مگر بقیاس بعیدہ لوگوں نے استفسار کیئے ہوں نہ ماننا *

خامساً قرآن مجید کی اُن تفسیروں کو جسے بلا سند صحیح صاحب الکتاب کے لوگوں نے اپنی سمجھ اور اپنی فہم کے مطابق بیان کی ہو واجب القبول نہ جاننا *

پہلی صورت کی تصریح یعنی قرآن کے بعض

الفاظ سے ظاہری معنی مراد نہ لینا

جو الفاظ قرآن مجید میں مذکور ہیں اُن کی نسبت یہ خیال کرنا کہ ہر موقع اور ہر مقام پر اُن کے وہی ظاہری معنی مراد لینا ضروری جس کے واسطے وہ لفظ موضوع کیئے گئے ہیں بڑی نادانی ہی اور اسی واسطے نہ اب تک کسی نے اہل تحقیق سے ایسا خیال کیا نہ کوئی کر سکتا ہی کیونکہ خدا نے قرآن مجید کو عرب کی زبان میں نازل کیا اُن کے معاورہ اور اُن کی بول چال کے مطابق الفاظ کا استعمال کیا پس ہم کو اُن کا معاورہ دیکھنا چاہیئے کہ اہل عرب ہمیشہ لفظوں کو اُن کے ظاہری ہی معنی پر معہول کرتے تھے یا نہیں جیسا ہم عرب کے کلام میں پاریں دیکھا ہی قرآن مجید کی نسبت خیال کریں پس جب ہم عرب کے کلام پر نظر کریں اور اُن کے معاورہ اور استعمال کو دیکھیں بلکہ عرب کے سوا دنیا کے اُور اہل زبانوں کی بول چال پر غور کریں تو کبھی اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ الفاظ ہمیشہ اپنے ظاہری معنی ہی پر معہول نہیں کیئے جاتے بلکہ مختلف معنی اور مختلف مقصود پر اُن کا استعمال ہوتا ہی

نہ سمجھا جاوے گا لیکن جب اُس نے اُسے ایسا نہ جانا یا اُس کی کسی بات کو غلط مانا تو وہ تکذیب کرنے والا قرآن کا ٹھہرے گا اور تب کفر کی نسبت اُس کی طرف کی جاوے گی یہ مذہب تو اصل معقلین کا ہی مگر جو لوگ ہمارے مذہب کی تحقیق کے درجہ پر نہیں پہنچے اور جنہوں نے کفر کو غلط سے بھی زیادہ ارزاں کر دیا اور بات بات پر مسلمانوں کی طرف کفر کی نسبت کی اُنہوں نے قرآن مجید کا انکار فرما دیا ہے اختلاف پر لوگوں کی طرف منسوب کیا اور نہایت بے احتیاطی سے کلام الہی کی تکذیب کے فتویٰ جاری کیئے چنانچہ بعضوں نے فرمایا کہ جو شخص اصول مذہب ماتریدی کا معتقد نہ ہو وہ منکر قرآن ہی بعضوں نے کہا کہ جو کوئی عقاید اشعری کا قائل نہ ہو وہ منکر قرآن ہی پھر حنبلیوں نے اشاعرہ کو کافر جانا کہ وہ آیہ علی العرش استوی کی حقیقت ظاہری سے منکر ہیں اشاعرہ نے حنبلیوں کو منکر قرآن خیال کیا کہ وہ آیہ یس کہلہ شیئی کے مضمون کو نہیں مانتے سنیوں نے معتزلیوں کی طرف انکار قرآن کی نسبت کی کہ وہ خدا کی رویت کا جو قرآن سے ثابت ہی اعتقاد نہیں رکھتے معتزلیوں نے اُن کی تکفیر کی کہ وہ اثبات صفات سے توحید کا اقرار نہیں کرتے اس تکذیب و تکفیر نے یہاں تک ترقی کی کہ قطع نظر اختلاف اصول کے اختلاف فروع سے بھی ایک نے دوسرے پر تہمت تکذیب قرآن کی کی اور اپنے ظنون اور شبہات کی تائید میں خدا کے کلام کی سند لئے آخر کار بعض حنفیوں نے شافعیوں کو اور بعض شافعیوں نے حنفیوں کو بدعتی اور گمراہ بتایا اور بدعتیوں نے وہابیوں کو وہابیوں نے بدعتیوں کو کافر اور مشرک ٹھہرایا اور عامی فقہا نے تو اپنی کتابوں میں بے سمجھے ہر جہہ تکفیر کے اتنے مسئلے بھر دیئے کہ گویا اُگھنا بیٹھنا چلنا پھرنا سب کفر میں داخل ہو گیا پس اب اُن لوگوں کو جو تقلید میں مبتلا ہیں کوئی چارہ اس بلا سے نکلنے کا نہیں کیونکہ اُن کا دین و ایمان عالموں کے اقوال اور قیہوں کی کتابیں ہیں اور وہ قیہوں کے کھنکول کی طرح ہر رنگ کے کھانوں سے بھرے ہوئے ہیں مگر ہاں جو شخص تحقیق کا آرزو مند ہو اور بے سوجھے سمجھے کسی بات کو نہ مانے اُسے اس گرداب سے نکلنے کا موقع حاصل ہی اور وہ موقع کیا ہی قرآن کی اصلی تصدیق و تکذیب پر نظر رکھنا حقیقت تصدیق و تکذیب کی تو میں اوپر بتا چکا اب اُن قیود و شرایط کی تشریح کرتا ہوں جو اُن میں کی گئی ہیں میں نے اوپر لکھا ہی کہ ان حالات میں انکار قرآن کی نسبت کسی طرف کرنا جائز نہیں *

ارکاً اُن الفاظ اور کلمات کی جن کے لفظی معنی مراد لینے سے مخالفت قرآن کی کسی اصل سے منجملہ اصول دین کے یا کسی مسئلہ

سوال و جواب

سوال و جواب

اور اُن معانی مختلفہ میں سے کسی ایک معنی کی تخصیص فرمادہ اور معادرتہ کے مطابق خود ذہن سلیم پر منحصر ہے *

اب ہم کو ذرا غور سے اُن معانی مختلفہ پر غور کرنا چاہیئے جن پر الفاظ دلالت کیا کرتے ہیں چنانچہ مراتب دلالت الفاظ پانچ ہیں اول دلالت کرنا الفاظ کا وجود ذاتی پر دوسرے دلالت کرنا وجود حسی پر تیسرے دلالت کرنا وجود خیالی پر چوتھے دلالت کرنا وجود عقلی پر پانچویں دلالت کرنا وجود تشبیہی پر دلالت کرنا لفظ کا وجود ذاتی پر یہ ہے کہ جس معنی کے واسطے وہ وضع کیا گیا ہو اُسی پر دلالت کرے اور وہ ہے جس کی تعبیر اُس لفظ سے کی گئی ہو وہ درحقیقت خارج میں موجود بھی ہو مثلاً ہمارا یہ کہنا کہ ایولہب کانر تھا اس مرتبہ میں داخل ہی کیونکہ یہ تواتر ثابت ہے کہ ایولہب ایک مرد مکہ کا رہنے والا تھا اور وہ کانر مرا *

دوسرے دلالت کرنا لفظ کا وجود حسی پر یہ ہے کہ جس چیز کا بیان کیا گیا ہو وہ فی نفسہ موجود نہ ہو اور خارج عن العین اُس کا وجود پایا نہ جارے بلکہ صورت مثالی اُس کی خیال میں آنا ہی اُس کا وجود سمجھا جارے اور اُس صورت مثالی کی تعبیر لفظوں میں کی جارے جس طرح ہمارا کہنا کہ ہم نے جبرئیل امین کو خراب میں دیکھا پس حقیقت میں نہ وہ ہمارے پاس آئے نہ اُن کی صورت ظاہری ہمارے سامنے ہوئی بلکہ اُن کی صورت مثالی جو ہمارے ذہن میں گزری رہی اُن کا وجود سمجھا گیا پس اس مقام پر وجود جبرئیل سے مراد وجود حقیقی جسمانی نہیں ہے بلکہ صورت مثالی اور وجود روحانی مراد ہے اور چونکہ قرینہ مقام اس کلام کو مرتبہ اول پر یعنی وجود خارجی مراد لینے پر مانع ہے اس لیے وجود حسی مراد لینا ضرور ہوا *

تیسرے دلالت کرنا لفظ کا وجود خیالی پر وہ یہ ہے کہ معنوسات کی صورت و اشکال کا جب کہ آنکھ سے غائب ہوں دیکھنا اور اُس دیکھنے کو الفاظ کے ذریعہ سے بیان کرنا مثلاً ہمارا یہ کہنا کہ ہم کعبہ کو دیکھ رہے ہیں اور حاجیوں کا طواف کرنا ہماری آنکھ کے سامنے ہی حالانکہ ہم نہ کعبہ میں ہیں نہ حاجی ہمارے سامنے ہیں مگر کعبہ کی صورت اور حاجیوں کے طواف کی تصویر ہمارے خیال میں آئی ہے ان لفظوں سے تعبیر کیا پس اس مقام پر بھی یہ لفظ اپنے اصلی معنی پر محمول نہیں ہو سکتے اور سوائے وجود خیالی کے دوسرا وجود رویت اور کعبہ اور طواف کا کسی کے ذہن میں نہیں گزر سکتا بخلاف اس کے اگر یہی بات ہم کعبہ میں کہتے جبکہ حاجی ہمارے سامنے طواف کرتے ہوتے تو اُس وقت اس کلام سے اصالی معنی سمجھے جاتے اور یہ لفظ وجود خارجی پر دلالت کرتے *

چوتھے دلالت کرنا لفظ کا وجود عقلی پر وہ یہ ہے کہ مطلب کا اُن لفظوں میں بیان کرنا جو اصلی حقیقت اُن الفاظ کے معانی کی عقلاً ثابت ہو مثلاً ہمارا کسی بے علم آدمی کو کہنا کہ اُسے کچھ دکھائی نہیں پڑتا پس نہ دیکھنے کا اطلاق ظاہر میں اُسی پر ہوتا ہے جو کہ ظاہری آنکھ نہ رکھتا ہو مگر جو مقصود دیکھنے سے عقل کے نزدیک ہے وہ اس مقام پر مراد ہے یعنی ٹیک ر بد میں تمیز کرنا پس اس مقام پر ان لفظوں کا محمول سوائے وجود عقلی کے اور کچھ ہو ہی نہیں سکتا *

پانچویں دلالت کرنا لفظ کا وجود تشبیہی پر وہ یہ ہے کہ اُس چیز کا بیان کرنا جو کہ نہ خارج میں موجود ہو نہ حواس اور خیال سے متعلق ہو نہ اُس کی کوئی حقیقت خاص ہو بلکہ کسی دوسری چیز کی کسی صفات یا خواص میں سے کسی ایک صفت یا ایک خاصہ سے مشابہ ہو اُس مشابہت کا بیان کرنا جس طرح ہمارا یہ کہنا کہ فلان شخص آنتاب ہے یعنی مثل آنتاب کے مشہور ہے *

پس یہ پانچ مرتبہ موجودات کے اچھے ہیں کہ جب وہ الفاظ میں بیان کیئے جا رہے تو منجملہ ان مراتب پنجگانہ کے کسی ایک مرتبہ پر اُن کا محمول کرنا ضرور ہوگا اور یہ مرتبہ کلام کے ایسے ہیں کہ ہو عامی اور ہو جاہل اپنی بول چال میں روز مرہ اس کا استعمال کرتا ہے اور ہمیشہ بات چیت میں ان حقائق دقائق کو ادا کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ عرب کے ریگستان کے پھرنے والے اور حجاز کے پہاڑوں اور جنگلوں میں بکریاں چرانے والے بغیر سمجھائے بے بتائے فریاد اور قہاس سے موافق فریاد مقام کے اُن الفاظ سے اُن کے کوئی ایک معانی اُن معنیوں میں سے خود بخود سمجھے جاتے تھے اور اب بھی ساری دنیا کے جاہل اور بے پڑھے لکھے آدمی اُن مراتب کی رعایت اپنے بولنے اور سمجھنے میں رکھتے ہیں مگر وہ اُن کی ترتیب اور درجات نہ سمجھیں اور اس حقیقت کو اپنی زبان سے ادا نہ کر سکیں پس الفاظ کے دلالت کرنے سے ان معانی پنجگانہ پر کوئی شخص نہیں ہے جو انکار کرے اور جب یہ بات سب کے نزدیک مسلم ہے تو اب ہم کو خدا و رسول کے کلام پر نظر کرنی چاہیئے کہ اُنکے کلام میں بھی ان مراتب کی رعایت ہے یا نہیں پس اگر کوئی یہ کہے کہ نہیں ہے تو یہ سفسطہ اور جنون ہے کیونکہ خدا کا کلام جو ہماری ہدایت کے لیے نازل ہوا ہمارے ہی معادرتہ اور ہماری ہی طرز پر ہی بول چال ہے جو ہمارے درجہ میں ہی رہی طرز و انداز ہے جو رات دن ہمارے استعمال میں ہی اُس نے اپنے مقصود کو ہماری ہی بولی میں ہمارے ہی طرز پر ادا کیا اُس نے اپنے کلام قدسی بے صورت و حرف کو ہمارے ہی لفظوں اور ہمارے ہی کلام کے پیرایہ میں ظاہر

کے لفظ کو معمول کرتا ہی پس خدا کی توحید اُس کا علم بالجبرئیات مسائل فرایض و واجبات وغیرہ کا انکار بھی انکار قرآن نہ سمجھا جاوے گا و ماہذا الاضلال میں اسی واسطے ہم نے اُن معانی کے مراد لینے کو بے قید نہیں رکھا اور چند ایسی قیدیں لگادی ہیں کہ جن کے لفظ کرنے سے کبھی دست تطاول الہاد نہ پڑھیکا اور لا مذہبی اور دھرمیت پر اطلاق تصدیق قرآن ٹھوگا وہ قیود جو ہم نے کی ہیں یہ ہیں *

اول لفظی معنی مراد لینے سے مخالف قرآن کی کسی اصل سے منجملہ اصول دین کے *

دوسری مخالفت اُس کی کسی مسئلہ سے منجملہ مسائل صحیحہ عقلیہ کے *

تیسری مخالفت اُس کی کسی امر سے منجملہ امور راجحہ کے * ان حالتوں میں لفظی معنی سے تجاوز کرنا اور جیسا موقع اور قریبہ مقام کا ہو ویسا کسی ایک مرتبہ پر منجملہ مراتب مدلول الفاظ کے لفظ کو معمول کرنا انکار قرآن نہیں ہی بلکہ اصلی تصدیق قرآن کی ہی اور اگر ایسی حالتوں میں لفظی معنی مراد لینے جارہیں تو اندیشہ بلکہ ظن قوی تکذیب قرآن اور انہدام بنیان اصول اسلام کا ہی چنانچہ میں ہر ایک کی مختصر تشریح کرتا ہوں *

اول مخالفت قرآن کی کسی اصل سے

منجملہ اصول دین کے

مثلاً میں کہتا ہوں کہ منجملہ اصول دین کے ایک بڑا اصول تقدس اور قنۃ باریتعالیٰ کا صریح اور جسم سے ہی اور یہ ایسا اصول ہی کہ اسلام کی بنیاد اسی پر ہی جو شخص اس کا متکر ہو وہ کافر ہی لیکن جب ہم کو قرآن و حدیث میں ایسے لفظ ملیں جن کے ظاہری معنی مراد لینے سے تشبیہ اور تشبہیم باریتعالیٰ کی ثابت ہو تو اُس وقت ہم کو لازم ہی اُس کے ظاہری معنی سے تجاوز کرنا اور اُس کی دوسری حقیقت جو موافق اُس مقام کے ہو مراد لینا مثلاً اللہ جل شانہ فرماتا ہی یدالہ فرق ایدہم پس ہاتھ کے اصلی معنی ظاہر ہیں اور وجود خارجی اُس کا کوشش پرست کا ایک ضرر خاص ہی تو اگر اس موقع پر ہم اس لفظ کو مرتبہ اول پر معمول کریں اور وجود خارجی اُس کا مراد لیں تو ہم کو خدا کا ہاتھ اور پنچہ اور گوشہ اور پرست اور رگ اور خوں سب چیزوں کا ماننا پڑے اور جب ہم نے ایسا مانا تو ہمارے فکر میں کیا رہے رہا پس پرجہہ اس کے کہ اس لفظ کے ظاہری معنی مراد لینے

کیا پس سوائے ہرے کے جاہل کے کرن ہی کہ یہ کہہ کہ اُس نے اپنے الفاظ کے مدلول کو معمول کر دیا اور سوائے وجود خارجی کے موجودات کے اور مراتب کا اپنے نلام میں لفظ نہیں رکھا اور جس طرز پر ہم میں سے ہر جاہل و ماسی گفتگو کرتا ہی اُس طرز کو بدل دیا حقیقت میں نہ خدا نے ایسا کیا نہ ایسا ہو سکتا تھا بلکہ اگر کوئی یہ کہے کہ چونکہ خدا کو ہماری روحانی تعلیم منظور تھی اور ہم کو وہ باتیں بتانا چاہتا تھا جسے نہ ہماری آنکھ نے دیکھا نہ کانوں نے سنا نہ ہمارے دل میں اُس کا خیال آیا نہ ہم اپنے جیتے جی دیکھ سکتے یا خیال کر سکتے ہیں اس لیے اپنے کلام کو عام کر دیا اور موجودات کے اُس مراتب میں سے جنکا ہم استعمال کرتے تھے کوئی ایک مرتبہ اور بڑھا دیا تو قیاس میں آبی سکتا ہی نہ کہ اُس کا کم کو دینا اور باوجود ضرورت تعمیم کے اُسے معمول کر دیا تذاک علی الذین لا یؤمنون اور پھر جبکہ ہم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قول پر خیال کرتے ہیں کہ اِن للقرآن ہراربطناً اور اصحاب نبوی اور علماء شریعت اور محققین رقت کی باتوں اور تحقیقاتوں کو دیکھتے ہیں کہ انہوں نے ایک ایک لفظ سے قرآن کے مختلف معنی مراد لینے ہیں اور سارے حقائق روحانی و دقایق علمی کا استنباط انہیں لفظوں سے فرمایا ہی تو ہم کو اُڑ بھی کامل یقین ہوتا ہی کہ ضرور خدا نے اپنے نلام کو اس طرز پر بیان کیا ہی کہ اُس کی ظاہری تفسیر سے تو ہر عامی و جامع مطالب سمجھ سکتا ہی اور اُس کی باطنی قاریں سے ہر حکیم و عاقل حقیقت پر پہنچ سکتا ہی *

غرض کہ جب مدلول الفاظ کے مراتب کی حقیقت معلوم ہو گئی تب ہم کہتے ہیں کہ قرآن و حدیث کے الفاظ و کلمات کو منجملہ اُن مراتب پنچگانہ کے مرتبہ اول پر معمول کرنا ظاہری تفسیر ہی اور جب دلیل قوی اُس کے استعمال پر قائم ہو اور کسی اُڑ مرتبہ پر منجملہ اُن مراتب کے نلام معمول کیا جاوے وہ باطنی تفسیر ہی اور اُسی کو قاریں کہتے ہیں اور جب تک کوئی شخص خدا کے نلام کو منجملہ اُن مراتب کے کسی مرتبہ پر معمول کرے اُس کی تصدیق کرے تب تک وہ تصدیق کرنے والا قرآن کا ٹھہریگا نہ انکار کرنے والا * لیکن اب یہ بات بھٹ طالب باقی رہی کہ خدا کے نلام کو منجملہ ان مراتب کے کسی مرتبہ پر معمول کرنے کا وہ اصول کیا ہی جس سے دین اسلام قائم رہے کیونکہ اگر کوئی حد مقرر نہ کیجاوے تو ہر ملحد دست قاریں پڑھاویگا اور لفظوں کے ظاہری معنی سے انکار کرے اُس کے فوضی معنی بنائے لگیگا اور اپنے تئیں مصدق قرآن کہیگا یہ سمجھ کر کہ وہ اسی ایک مرتبہ پر منجملہ اُن مراتب پنچگانہ

سے مخالف قرآن کی ایک اصل سے منجمد اصول دین کے ہوتی تھی
تجارت کرنا اور اُس کا رجحان عقلی مراد ضرور ہوا *

کوئی شخص یہ خیال نہ کرے کہ مسلمانوں میں سے کسی نے
ایسے ظاہری معنی مراد نہیں لیئے بلکہ ہمارے اس زمانہ کے بھائیوں
سے بھی زیادہ تر دانشمند اور اُن سے بڑے کر قرآن کی تصدیق کرنے والے
گزر گئے ہیں جنہوں نے ایسے مقام پر بھی ظاہری معنی مراد لینے
کو انکار اور تکذیب قرآن خیال کیا ہے اور اپنی صفائی ایمان اور
تصدیق قرآن کی بدولت خدائی صورت و شکل کے قایل ہوئے ہیں
چنانچہ میں بطور نمونہ کے بیان کرتا ہوں *

مشبہ حشریہ منک مضر اور احمد ہیبتی کے اس بات کے قایل
ہیں کہ خدا بھی جسم ہے تو اُس کا جسم ہمارے جیسا نہیں ہے اور
اُس کے عضو اور جوارح بھی ہیں اور اُس سے ملنا اور مصافحہ کرنا اور
معاذہ کرنا بھی ممکن ہے اور مشبہ کوامیہ یاران ابی عبداللہ محمد
بن کرام کا عقیدہ ہے کہ خدا موش پر اوپر کی طرف سے ملا ہوا بیٹھا
ہوا ہے اور اُتوتا چڑھتا رہتا ہے اور بعض حشریوں نے تو صاف
کہا ہے کہ خدا جسم ہے پھر اختلاف کیا ہے کہ آیا وہ گرشہ پرست
سے مرکب ہے یا نہیں اور پھر قد اُس کا سات بالشت کا ہے یا نہیں
اور پھر صورت اُس کی کیسی ہے آدمیوں کی سی ہے یا نہیں پھر
بعضوں نے کہا ہے کہ لوتے کی سی شکل ہے اور گھونگر والے ہاتھ
سر پر ہیں بعضوں نے فرمایا ہے کہ بٹھا ہے اور اس بات کے بھی
قایل ہوئے ہیں کہ جگہ بدلتا رہتا ہے اور یہ سب خوش اعتقاد
لوگ قرآن و حدیث کے لفظوں پر کامل ایمان رکھنے سے ایسے تنزہ اور
تقدس کے معتقد اور خدا کے لوتے یا بٹھے ہونے کے قایل ہوئے اور
پھر اگر اُن کی دلیلوں کو کوئی دیکھے تو سوائے اُس اصول کے جو
ہم نے بیان کیا اور جسے ہمارے مذہب کے سارے محققین لکھتے آئے
ہیں کوئی جواب اُن کا دے ہی نہیں سکتا اور موافق اُس عقیدہ کے
جو پابندی الفاظ پر اس زمانہ کے لوگوں کا ہے سوائے اُسے اعتقاد
رکھنے کے جسکا ثبوت الفاظ ظاہری سے ہوتا ہے ہر شخص منکر جز
قرآن سمجھتا جاتا ہے *

پھر یہ خیال نہ کیا جاوے کہ یہ غلطی صرف بعض لوگوں کو
ہوئی بلکہ انوس اور ہرار انوس ہی کے بعض بڑے بڑے مہدثین
اس بلا میں پڑ گئے جیسا کہ محقق درانی نے شرح عقاید عسدی میں
لکھا ہے کہ واثر المجسمات الظاہریوں المتبہون لظواهر الکتاب والسنة
واثرهم المحدثون یعنی اکثر تفسیر کے معتقد وہ لوگ ہیں جو
ظاہر الفاظ قرآن و حدیث کی تفسیر کرتے ہیں اور اکثر اُن میں
سے مہدثین ہیں پھر بعض کا یہ قول ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ

علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ رایت ربی فی احسن صرۃ تو صورت سے
انکار کرنا قول رسول سے انکار کرنا ہی کسی کا یہ ارشاد ہے کہ حضرت
ابو ہریرہ سے منقول ہے کہ اُن حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ خلق اللہ
آدم علی صرۃ یا علی صرۃ الرحمن تو خدا کو آدمی کی سی صورت
نہ سمجھنا انکار رسول اور تکذیب حدیث ہے کوئی فرماتا ہے کہ
صحیح مسلم میں خدا کے پاؤں ہونے پر صحیح حدیث منقول ہے
کہ جب وہ دوزخ میں اپنا قدم رکھ دینگا تب دوزخ کا ہلکا سا مزید
کہنا بند ہوگا تو اُس کے پاؤں سے انکار کرنا صحیح حدیث کو غلط
کہنا ہے کوئی اس نشہ میں سر مست ہے کہ خدا نے خود اپنی ساق
ہونے کا ذکر قرآن میں فرمایا ہے کہ یوم یکشف عن ساق اور پھر
ثبوت اس کا حدیث سے ہوتا ہے کہ ابن اثیر نے جامع الاصول میں
لکھا ہے کہ نیاتہم العجبار فی صرۃ غیر صرۃ التي رآہ فیہا اول
مرۃ الخ تو اس کا نہ ماننا جزو قرآن کا منکر ہونا ہے پس میں
مستقنی صاحب کی خدمت میں نہایت ادب سے عرض کرتا ہوں کہ
ایسی صریح آیات اور ایسی صاف احادیث کو جس میں خدا کی
صورت اور شکل اور پاؤں اور ہاتھ اور قد و قامت کا بیان ہے نہ
ماننا اور اُس کے لفظوں کو ظاہری معنی پر مضمحل نہ کرنا کس وجہ
سے انکار جزو قرآن نہیں ہے اور کیوں خدا کی صورت و شکل کے
معتقدین باوجود ایسے استدلال کے گمراہ تصور کیئے گئے ہیں پس
جو وجہ اُس کی ہو وہی اُن لوگوں کی نسبت سمجھی جاوے جو
ایسی ہی ضرورت کے سبب سے ظاہری معنی چھوڑ کر دوسرے معنی
مراد لیتے ہوں پس اُن لوگوں کو جو ایسے ظاہری لفظوں سے اُن کے
لفظی معنی مراد نہ لیں محقق اور امام اور دانشمند جاننا اور اُن
لوگوں کو جو ایسی ہی ضرورت سے آڑ کسی الفاظ کے لفظی معنی مراد
نہ لیں کانر اور منکر جزو قرآن سمجھنا ایک عجیب بات ہے *

دوسری مخالفت قرآن و حدیث کی کسی مسئلہ

سے منجمد مسائل صحیحہ عقلیہ کے

جس طرح پر الفاظ کے ظاہری معنی اُس حالت میں مراد نہیں
لیئے جاتے جب کہ وہ مخالف کسی اصل کے اصول دین سے ہوں
اسی طرح اُس حالت میں بھی مراد نہ لیئے جاوینگے جب کہ وہ
مخالف کسی اصل کے اصول صحیحہ عقلیہ سے ہوں لیکن پہلی اصل
کا پہچاننا آسان ہے اور اس کا پہچاننا ذرا مشکل ہے اس لیے
صرف الفاظ کا ظاہر سے اس اصول کی وجہ سے یہ دانا اور معتاد
اور اُس آدمی کا کام ہے جو کہ معقول و منقول دونوں سے بخوبی

بعض ایسے بھی تصدیق کرنے والے گذرے ہیں کہ انہوں نے تسبیح سے مراد تسبیح زبان لی ہے *

یا قرآن مجید میں آیا ہے کہ قال لہا ولارض انیاطوما اور کہا قَالَتَا اَتَمْنَا طَائِعِیْنَ تو یہ سمجھنا کہ خدا نے حقیقت میں اُن سے کلام کیا اور آسمان اور زمین نے در حقیقت کچھ جواب دیا اور اپنی زبان سے یہ کہا کہ اَتَمْنَا طَائِعِیْنَ بَرِّیْ نادانی ہی بلکہ یہاں بھی یہ الفاظ اپنے ظاہری معنی پر مہمل نہیں ہو سکتے اور اُس سے سوائے وجود عقلی کے دوسری مراد نہیں لی جاسکتی *

تیسری مخالفت اُس کی کسی امر سے منجملہ امور واقعہ کے

جو الفاظ قرآن و حدیث کے ایسے ہوں جن کے ظاہری لفظی معنی کہنے سے مخالفت کسی امر کی امور واقعہ سے ہرے عام اس سے کہ اُن امور کی واقعی حقیقت عقل و علم سے ثابت کی گئی ہو یا تحقیقات اور تجربہ سے یا روایت اور مشاہدہ سے یا اخبار صحیحہ متواترہ سے تو وہاں بھی اُس لفظ کے ظاہری معنی سے تجاوز کرنا اور کسی ایک مرتبہ پر منجملہ مراتب پنجگانہ دلالت الفاظ کی لیجانا ضرور ہوگا لیکن اُس مقام پر بھی احتیاط اور عقل اور دیانت شرط ہے کیونکہ اُن امور کا امور واقعہ ثابت کرنا ذرا مشکل ہے لیکن اگر اُس کی تفصیل اور تصریح اور اثبات مشکل ہو مگر یہ اصول بالکل ٹھیک ہے * مثلاً حدیث میں آیا ہے کہ مسلمان کی قبر ستر ہاتھ وسیع ہو جاتی ہے اور چودھویں رات کے چاند کی طرح اُس کا چہرہ روشن ہوتا ہے اور کافر کی قبر پر ۹۹ اڑھے مسلط ہوتے ہیں اور ہر ایک اڑھہ تینائے لئیائے سائب ہوتا ہے اور ہر سائب کے سات سات سر ہوتے ہیں جو کہ قیامت تک اُسے کاٹتے رہتے ہیں پس یہ ایک امر ایسا ہے جس کا وجود خارجی کبھی ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ نہ ظاہر میں مسلمان کی قبر چرچی ہوتی ہے نہ اُس کا چہرہ پتھر کی موافق روشن ہوتا ہے نہ کسی کافر کی قبر میں سائب بچھو جاتے ہیں پس جو شخص اس حدیث کے الفاظ کو اُس کے ظاہری معنی پر مہمل کرے تو ضرور اُس کا دل اس نول کی تکذیب کریگا کیونکہ واقع میں اُس کو نہ پارینا پس سوائے اس کے اُڑھ کچھ چارہ نہیں ہے کہ اُن الفاظ کو اُس کے ظاہری معنی سے متجاوز کرے اُس کو دوسرے مرتبہ پر لیجاویں اور ان سب چیزوں سے اُس کا وجود حسی مراد لیں *

بعض لوگ اس اصول کے انکار کرنے پر یہ شبہ کرینگے کہ جو کچھ قرآن و حدیث میں مذکور ہے وہی مطابق معقول کے ہے اور

واقف ہو اور جس نے کسی معقولی مسئلہ کو اُن صاف اور واضح اور قوی دلیلوں سے ثابت کر لیا ہو جس میں کچھ شبہ نہ ہو سکے اور جس میں قدہر اور فیہ مافیہ کا نام تک نہر لیکن اس اصول کے فی نفسہ صحیح ہونے میں کچھ کلام نہیں ہے کہ جو الفاظ اصول صحیحہ عقلیہ کے مخالف ہونگے اُن کا صرف من الظاہر ضرور ہوگا پس اگر کسی سے کچھ غلطی اصول صحیحہ عقلیہ کے اثبات میں ہو تو وہ اُس کی خطا ہے مگر اس سے اصول کی صحت میں کچھ خلل نہیں ہو سکتا چنانچہ میں ایک دو مثال سے اسے سمجھاتا ہوں *

منجملہ اصول صحیحہ عقلیہ کے ایک یہ اصول ہے کہ امراض اور کیفیات متشکل بشکل و صورت اور متقلب بہ جسم و ہیئات نہیں ہو سکتیں مثلاً عقل اور زندگی اور موت کہ یہ سب امراض ہیں پس ان کا کوئی وجود خارجی نہرگا پس اگر اُن کے وجود کا ذکر کسی کچھ قرآن یا حدیث میں ہو تو لا محالہ اُس کا مرتبہ اول پر رکھنا یعنی اُس سے وجود خارجی اُس کا مراد لینا ممکن نہرگا بلکہ دوسرے مرتبہ پر لیجانا اور اُس کے وجود سے وجود حسی یا وجود عقلی مراد لینے کی ضرورت ہوگی پس جہاں قرآن مجید میں خدا نے فرمایا ہے کہ خلق الموت والحیوة تو اس سے اگر کوئی اُن کا وجود خارجی مراد لے تو ایک اصل صحیح کے اصول صحیحہ عقلیہ سے مخالف ہونا ہے اس لئے ضرور اُس سے وجود عقلی اُس کا مراد ہوگا اور اگرچہ ان لفظوں سے کسی کا زیادہ تر وجود خارجی پر ذہن منتقل نہیں ہوتا مگر جہاں اُس کی زیادہ تصریح ہے وہاں اُس کے معنی کی زیادہ ضرورت ہوگی جیسا کہ کہا گیا ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ خدا نے عقل کو پیدا کیا اور اُس سے کہا کہ آگے ہو وہ آگے ہوئی پھر کہا کہ پیچھے ہٹ وہ پیچھے ہٹ گئی یا حدیث میں آیا ہے کہ موت کو بصورت میندھے کے قیامت کے دن لاؤینگے اور اُسے درمیان ہرزخ و جنت کے ذبح کرینگے تو اب اس مقام پر ان لفظوں سے اگر کوئی اُس کا وجود خارجی ظاہری مراد لے تو ضرور اُسی امراض اور کیفیات کا متشکل بشکل اور متقلب بہسمانیۃ ہونا ماننا پڑے اور اُسے نہ مانیکا مگر جس کا عقل کے کچھ میں گذر بھی نہرگا ہو *

یا قرآن مجید میں آیا ہے کہ ان من ہئی الا یسبح بحمدہ کہ کوئی چیز نہیں ہے مگر کہ وہ خدا کی تسبیح کرتی ہے یہاں تسبیح سے مراد ہماری طرح سبحان اللہ کہنا نہیں ہے کیونکہ نباتات اور جمادات وغیرہ کچھ زبان نہیں رکھتے پس یہاں تسبیح کے وجود سے مراد اُس کا وجود عقلی ہے لیکن افسوس ہے کہ ہمارے مذہب میں

سوال و جواب

سوال و جواب

شریعت کے دوسرے پر ہی کیونکہ شریعت میں تو درحقیقت کوئی بات خلاف معقولات صحیحہ کے نہیں ہے اُس کہنے والے کے نزدیک البتہ ہی پس اُس شریعت کے مددگارے تو شریعت کا دشمن ہی اچھا ہی اور سچ کہا ہی جسے کہا ہی کہ دوسرے جاہل سے دانا دشمن اچھا ہی اور اگر فرض کیا جاوے کہ شریعت میں کوئی بات بظاہر متخالف اُن معقولات مسلمہ کے ہو تو قاریل اُس کی آسان ہی بہ نسبت نہ ماننے اُن امور قطعی یقینی کے اور یہہ بات کچھہ خلاف شرع نہیں ہی کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے الفاظ کی قاریل کی گئی ہی ایسی رجحان کے سبب سے جو کہ ان دلائل عقلیہ کے برابر قوت میں نہیں ہیں تو کیونکہ ان معقولات صحیحہ کی مطابقت کے لیئے وہ الفاظ قاریل نہ کیئے جاویں اور جو اس کا انکار کرے اور ایسی قاریل کو نا جائز بتاوے وہ حقیقت میں شرع کے باطل کرتے اور دین کے چھوٹے ہونے اور بد دینوں کو خوش ہونے کی راہ کھولتا ہی ذن یا خدا العلوم من الفاظ المغفلة العاویة والعمرات المخصصة كالفضائل علیہ اغلب مالم یثبت

بنور اللہ تعالیٰ الی ادراک العلوم علی ماہی علیہ *

فرض کہ یہہ امر بشری ثابت ہو گیا کہ قرآن و حدیث کے الفاظ سے ہمیشہ اُن کے ظاہری معنی مراد لینا ضرور نہیں بلکہ بعض حالات میں اُن کے ظاہری معنی لیتا ناجائز اور منع ہی پس جو شخص کسی وجہہ اور ضرورت اور سبب سے منجملہ اُن رجحان کے جو ہم نے بیان کیئے ظاہری معنی کسی لفظ کے نہ لے تو بے سمجھے اُسے منکر جزو قرآن کہنا بڑی غلطی ہی کیونکہ اُسکا اثر بہت دور تک پہنچے گا اور بڑے بڑے اماموں عالموں کی شان میں بھی کچھہ کچھہ داغ آوے گا بلکہ حقیقت میں اصول شریعت کا قائم رکھنا مشکل ہوگا *

جو کہ اس پہلے امر کا بیان ہو چکا کہ الفاظ ظاہری کو اُس کے لفظی معنی پر بعض مقام پر معمول نہ کرنا تکذیب قرآن نہیں ہی اس لیئے اب میں دوسرے امر کا بیان کرتا ہوں کہ اسماء موجودات سے جن کا ذکر قرآن میں بلا تشریح اُن کی حقیقت کے ہی وہ حقیقت مراد نہ لینا جو لوگوں نے سمجھ رکھی ہو اور جس کا ثبوت کتاب و سنت سے نہ ہوتا ہو اور نہ جس کے اثبات پر سوائے ارہام و ظنون کے کوئی عقلی دلیل ہو تکذیب قرآن نہیں ہی *

دوسرا امر کہ اسماء موجودات کی اُس حقیقت سے

انکار کرنا جس کا ثبوت کتاب و سنت سے نہ ہوتا ہو

سے نہ ہوتا ہو

بہت سی چیزوں کے نام قرآن و حدیث میں مذکور ہیں جن کی کچھہ حقیقت بیان نہیں کی گئی مگر جیسا کہ لوگ اُن کی حقیقت

وہی مطابق واقع کے ہی پس معقولات اور مشاہدات اور تجربات کو اصل قرار دینا اور قرآن و حدیث کے لفظوں کو قاریل کر کے اُسے اُن معقولات و تجربات کے مطابق کرنا شان ایمان نہیں ہی حالانکہ یہہ بڑی غلطی ہی اس لیئے کہ جب الفاظ اور کلمات کا استعمال اس طرز پر جاری ہی کہ اُن سے سوائے ظاہری معنی کے اور معنی بھی مراد لیئے جاتے ہیں تو اُس کا ظاہری معنی سے متجاوز کرنا اور دوسرے اصلی معنی مراد نہ لینا نہ خلاف معاروفہ کے ہی نہ برعکس ہماری پرل چال کے ہی نہ کوئی مائل اور اہل زبان اُس پر طعنہ کر سکتا ہی اور نہ کوئی اُس قاریل کو بنارت سمجھ سکتا ہی خیال کرو کہ جب ہم کسی شخص کو غصہ میں دیکھ کر یہہ کہتے ہیں کہ اُس کے بدن میں آگ لگ گئی اُس کے بدن سے چنگاریاں نکل رہی ہیں تو کیا اُس سے حقیقی آگ اور اصلی چنگاریاں مراد لیتے ہیں اور جب ہم کسی شخص کو خوش تقریری سے بات کرتے ہوئے دیکھ کر یہہ کہتے ہیں کہ اُس کے منہ سے کیا پھول جھڑ رہے ہیں تو کیا اُس سے مراد گلاب اور چنبیلی کے حقیقی پھول ہوتے ہیں یا جب ہم کسی کو نہایت تالیف میں دیکھ کر کہتے ہیں کہ اس کے بدن سے سائب پچھو چھوٹے ہوئے ہیں اُس سے مراد ظاہری سائب پچھو ہوتے ہیں پس جب کہ یہہ باتیں ہمارے معاروفہ اور ہمارے استعمال میں موجود ہیں تو کیا اُسی معاروفہ اور استعمال پر الفاظ قرآن و حدیث کو معمول کرنا مذات ہوگی یا قاریل ناجائز یا تکذیب نادان ہی جو کوئی ایسا خیال کرے بہر یہہ کہنا کہ مخالف معقولات کی اور مخالفت امور واقعہ کے قانع صحت کلام نہیں ہی صرف جاہلوں کا قول ہی کوئی مائل اس میں نہیں کہہ سکتا نہ کسی نے ایسا کہا چنانچہ میں اس بھٹ کو امام غزالی کے اُس قول کے نقل کرنے پر تمام کرتا ہوں جو اُنہوں نے

تہذیب الاخلاق میں لکھا ہی ولنعم ما قال رحمۃ اللہ علیہ التانی مالا یقید

من مذہبہم فیہ اصلاً من اصول الدین الخ یعنی جو باتیں دلائل ہندسیہ اور پراہین عقلیہ سے ایسی ثابت ہیں کہ جس میں کچھہ شک نہیں ہی اُس کے صحیح جاننے کو خلاف شرع جانتا بڑی غلطی ہی اور حقیقت میں دین کا ضعف ظاہر کرنا ہی کیونکہ جو شخص اُن دلیلوں سے آگاہ ہی وہ تو اُس پر کامل یقین رکھتا ہی پس جب اُسے یہہ معلوم ہوا کہ یہہ مخالف شرع کے ہی تو وہ اُن باتوں کو غلط سمجھ ہی نہیں سکتا اس لیئے وہ نہایت قوی اور روشن دلیلوں سے ثابت ہی ہاں شرع میں شک کرنے لگے گا اور یہہ سمجھ کر کہ شرع بھی غریب ہی جو مخالف معقولات صحیح کے ہی منکر دین و حادیکا پس جو شخص شریعت کی مدد اور حمایت غلط طرز سے کرتا ہی اور شریعت کو نقصان پہنچاتا ہی تو اُس ضرر کا وبال اُس

ہیں + ناقص ہیں اور میں اُن سے مخالف ہوں اور اُن کی سمجھ اور فہم کی غلطی پر انسوس کرتا ہوں مگر اُن کی تاریخ حشریہ اور باطنیہ کی تاریخ سے زیادہ ضعیف نہیں ہی اور نہ اصول دین میں کچھ اُس سے خالک واقع ہی پس جسطرح حشریہ اور باطنیہ پر ایسی تاریخ سے اطلاق تکذیب قرآن نہیں ہوتا تو منکر وجود جسمانی شیطان پر کیونکر ہوگا خصوصاً اُس حالت میں جب کہ ہمارے مذہب نے بعض محققین سابقین کا بھی یہی قول ہو مگر جو کوئی یہ کہے کہ جو ذکر شیطان کا قرآن میں ہی وہ جہر تھے ہی نہ اُس کے معنی ہیں نہ اُس کی کچھ حقیقت ہی نہ اُس کا کچھ وجود ہی تو بلا شبہ ایسا کہنے والا منکر قرآن اور کافر ہی لیکن تاریخ کرنے والا اور وجود کی حقیقت میں اختلاف کرنے والا کافر نہیں ہی گو غلطی اور خطا پر ہو *

یا قرآن مجید میں جنت اور آدم اور درخت کے کھانے اور ملائکہ کے سجدہ کرنے وغیرہ کا ذکر ہی مگر اُن کی کچھ زیادہ تر حقیقت خدا نے نہیں بتائی کہ وہ درخت کیا تھا اور کھانے سے کیا مراد ہی کوئی کہتا ہی کہ گہروں کا درخت تھا کوئی کہتا ہی کہ اُسے کھا کر آدم کو حاجت پیتا الخلاف کی ہوئی پس جس قدر کہ خارج از قرآن مجید اُن چیزوں کی حقیقت بیان کی گئی ہی اُس کو نہ ماننا افکار قرآن نہیں ہی لیکن یہ کہتا کہ جو کچھ بد نسبت اس کے قرآن مجید میں لکھا ہی وہ صحیح نہیں ہی اور یہ قصہ صرف فرضی اور بناوٹ ہی نہ آدم کا وجود تھا نہ شیطان کا نہ فرشتوں کا جو کچھ قرآن مجید میں لکھا ہی وہ غلط ہی تو انکار نص صریح سے ہی اور مستعمل کرنا اُس کو امور باطنی پر اور صرف کرنا ان لفظوں کا اُس کے ظواہر سے اور بیان کرنا اُس کی حقیقت روحانی کا بھی صراحتاً غلط تاریخ ہی + پس ایسی تاریخ ہدست ہی اور یہ شعاع فرقہ باطنیہ کا ہی اگر ایسی ہی تاریخ نصوص صریحہ کی کیجئے تو بالکل اعتبار ظاہر شریعت سے اُٹھ جائے اور مفاید اسلامیہ یرقانی حکیموں کے سے مسئلے اور شریعت محمدیہ مسائلیوں کی سی شریعت ہو جائے کہ ظاہر پر کوئی چیز باقی نہ رہے ہر چیز سے مراد روحانیت اور حقیقت باطنی اُس کی لی جائے حالانکہ یہ بالکل مخالف شریعت محمدیہ کے ہی *

+ اگرچہ حق یہ ہی کہ مذہبان وجود خارجی کو اُس کے اثبات کی دلیل لانی چاہیئے — ۱۲ منہ
+ بشرطیکہ تاریخ کرنے والا ضرورت پشیمکانہ تاریخ سے کسی ضرورت کا ہونا ثابت نہ کر سکے — ۱۲ منہ

سنتے آئے یا اپنی منک اور سمجھ سے کچھ اُس کی ماہیت تہذیب اُسے سنتے سنتے اور دیکھتے دیکھتے وہ حقیقت اُس نام کے لفظی معنی کے طور پر تصور کی گئی یہاں تک کہ جب وہ نام لیا جارے تو اُس سے وہی حقیقت جو ذہن میں سمائی ہوئی ہی سمجھی جارے پس اگر کوئی اُن ناموں کو مانے مگر اُس کی اُس مفروضہ حقیقت کا منکر ہو تو وہ منکر جزو قرآن نہ سمجھا جائیگا کیونکہ حقیقت میں وہ حقیقت جزو قرآن نہیں ہی مثلاً آسمان کا جا بجا ذکر قرآن میں ہی لیکن اُس کی کچھ حقیقت اور ماہیت نہیں بتائی کہ وہ کس چیز سے بنا ہی اور کیا ہی اور کتنی دور ہی اور فی نفسہ وہ کچھ وجود جسمانی خارجی رکھتا ہی یا نہیں اور اگر رکھتا ہی تو وہ کیا ہی اور کیسا ہی جاہل تو اس نیکوں چھت کو جو آنکھ سے نظر آتی ہی آسمان سمجھتے ہیں اور عالم اُسے جسم کروی محیط الارض کہتے ہیں اور جو یرقانی حکمت میں اُس کی حقیقت بیان کی گئی ہی وہ آسمان کے لفظ سے مراد لیتے ہیں اور یہ حقیقت آسمان کی اُس کے لفظ کے ساتھ ایسی مل گئی ہی کہ آسمان کے لفظ سے وہی سمجھی جاتی ہی پس اگر کوئی اس حقیقت کا انکار کرے اور اُسے نہ مانے اور یہ کہے کہ میں آسمان کے اوپر یقین رکھتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ وہ خدا کا بنایا ہوا ہی نہ کسی دوسرے کا مگر اُس کی وہ حقیقت نہیں مانتا جو لوگ بیان کرتے ہیں پس اُس کا انکار حقیقت میں انکار لوگوں نے بیان اور سمجھ کا ہی نہ خدا کے کلام کا باقی رہا اُس کی حقیقت دریافت کرنا اس کے لیئے میدان تحقیقات عقلی فراخ ہی شارع کو اُس سے کچھ تعرض نہیں

من ہاد فلیقل انہ جسم کروی محیط الارض و من ہاد فلیقل انہ
دخان محیط الارض *

یا قرآن مجید میں جا بجا شیطان کا نام آیا ہی پس اگر کوئی اُس کے وجود سے مطلقاً منکر ہووے تو وہ تکذیب کرنے والا قرآن کا ہی لیکن اگر وہ اُس کے وجود کو مانے اور یہ کہے کہ میں اُس کی اُس حقیقت کو نہیں مانتا جو لوگ بیان کرتے ہیں کہ خرقہ اُس کے باپ کا اور بتلیس اُس کی ماں کا نام تھا اور اُس کی صورت ایسی ہی اور شکل ویسی ہی کیونکہ خدا نے اُس کی کچھ حقیقت نہیں بتائی تو یہی وہ مکذب قرآن نہیں ہی اور چونکہ وجود سے ہمیشہ وجود جسمانی خارجی ہی مراد نہیں ہوتا پس وجود جسمانی سے شیطان کے انکار کرنا نکر نہیں ہی گو بڑی غلطی اور نادانی ہو میرے نزدیک اُن لوگوں کی دلیلیں جو کہ شیطان کے وجود خارجی سے منکر

تیسرا امر کہ آیات احکامی کے عموم حکم سے
بعض صورتوں کو مخصوص اور مستثنیٰ
سمجھنا باستدلال کتاب و سنت کے
انکار جزو قرآن نہیں ہے

اگر اُن آیات احکامی سے جن کا حکم عام ہو کوئی شخص اُن
صورتوں کو مستثنیٰ کرے جس کا ثبوت کتاب و سنت سے ہوتا ہو تو
وہ تخصیص انکار جزو قرآن نہیں ہے اور اسی واسطے فقہاء نے یہ
اصول قائم کیا ہے کہ کل عام یحتمل التخصیص بلکہ امام شافعی
رحمۃ اللہ علیہ نے تو اظہار احاد اور قیاس سے بھی تخصیص جائز
رہی ہے مثلاً آیہ حرمت علیکم المیتۃ سے مرے ہوئے جانور حرام
ہیں لیکن کٹی اور مچھلی اس حکم سے مستثنیٰ ہیں پس اگر
کوئی اس اصول کو نہ مانے تو وہ کٹی اور مچھلی کی حلت کو بھی
انکار جزو قرآن سمجھیکا جائیگا یہ ہر چیزیں اس حکم عام سے
بہ قول شارع مستثنیٰ کر دی گئی ہیں یا فاسلوا وجوہ حکم و ایذیکم سے
دھونا پانوں کا فرض ہے مگر جب آدمی مرزا پہننے ہو تو اس حکم
سے مستثنیٰ ہے اور اُس پر قلم مسح کرنا کافی ہے کیونکہ مسح
خلیوں کی حدیث نے اس صورت خاص کو اس حکم عام سے مستثنیٰ

کر دیا یا کوئی شخص آیہ ولاتاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ سے ذہابچ
اہل کتاب کو مستثنیٰ کرے کیونکہ یہ قول حضرت ابن عباس کے جو
ابن داؤد میں ہے آیہ طعام الذین اوتوا الكتاب اُس کی تخصیص ہے
تو ایسی تخصیص کو انکار جزو قرآن سمجھنا نادانی ہے اگر کسی سے
اس تخصیص میں غلطی رائے کی ہو جارے تو وہ غلطی مجتہدانہ
ہے نہ انکار کفرانہ جیسا کہ ترک تسمیہ کی نسبت باہم مجتہدین کے
اختلاف ہے یعنی آیہ لا تأکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ سے صراحت
اس کی ہے کہ جس پر خدا کا نام نہ لیا جارے وہ ذبیحہ حلال نہیں
مگر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ہے کہ اگر مسلمان قام
خدا کا وقت ذبح کے نہ لے صید یا سہرا تب بھی ذبیحہ حلال ہے
کیونکہ اسلام اُس کا تسمیہ کے بجائے ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ
علیہ کے نزدیک اگر ذبح کے وقت تسمیہ کرنا پھول جارے تو ذبیحہ
حلال ہے ورنہ نہیں پس یہ اجتہاد عامی کی نظر میں بالکل
مخالف نص قرآن کے ہوگا اور اگر شاید سوائے ان اماموں کے اُڑ
کوئی ایسا کہتا تو وہ اُسے منکر نص قرآن سمجھتا مگر حقیقت میں
یہ اجتہاد ہی نہ انکار *

اسی طرح جو شخص یہ سمجھے کہ اہل کتاب کے ذبیحہ میں
یہ شرط ضرور نہیں کہ وہ ہماری طرح ذبح کریں بلکہ جس طرح پر
وہ جانور کو مارا لیا ذبح سمجھتے ہوں وہی ذبح ہمارے واسطے حلال
ہونے کے لیئے کافی ہے اور اس سے وہ اُس جانور کو حلال جانے جسے
اہل کتاب نے کھن توڑ کر مارا وہاں مکر وہ آیہ طعام الذین اوتوا الكتاب
اور بعض احادیث سے استدلال کرتا ہو تو گو یہ غلطی لائق نہایت
انوس کرنے کے ہے مگر حقیقت میں انکار نص نہیں ہے بلکہ
تخصیص عموم حکم آیت قرآنی کی ہے اور یہ ضرور نہیں کہ جب
تخصیص میں غلطی ہوئے تو اُس تخصیص کرنے والے کی نسبت
اطلاق انکار نص قرآنی کا کیا جارے اس لیئے ایسے شخص کی غلطی
پر اطلاق انکار جزو قرآن نہیں ہوا ہاں اگر وہ کہے کہ منہجہ جائز ہے
یعنی جو خود کہہ کر مر گیا ہو یا اُڑ کسی نے گلا کھونٹ کر مارا
ہو یا قید اہل کتاب کے اور بے استدلال کتاب و سنت کے تو ایسا کہنا
انکار نص ہے اور ایسا کہنے والا کافر ہے واذا لیس ظہر *

چوتھا امر یعنی اُن مسائل اعتقادی اور عملی
کو جو نصوص صریحہ سے بالصراحت ثابت
نہ ہوتے ہوں مگر بقیاسات بعیدہ اُن لفظوں
سے اُن کا استنباط کیا گیا ہو واجب الیقین

اور واجب العمل نہ جاننا

مسائل اعتقادی اور عملی دو قسم کے ہیں ایک وہ جو صاف صاف
لفظوں سے بلا دقت ظاہر ہوں جس طرح خدا کا ایک ہونا رسول کا
برحق ہونا خدا کا عالم بالجزئیات ہونا یا نماز روزہ اور حج و زکوٰۃ
کا فرض ہونا وضو میں ہاتھ منہ کا دھونا پس ایسے مسائل اعتقادی
یا عملی سے انکار کرنا حقیقت میں انکار نص قرآن ہے دوسرے وہ جو
لفظوں سے بہ تاویل بعیدہ یا بدلائل قیاسیہ منطقیہ اور اصول موضوعہ
استنباط کیئے گئے ہوں جیسا کہ یہ مسئلہ کہ خدا خالق خیر و شر
ہے بندہ یا قرآن مطلق ہے یا غیر مطلق فرشتے انسان سے
افضل ہیں یا انسان اُن سے مسائل خلافت اور امامت اور رہبر
بارئ تعالیٰ وغیرہ کے ان مسائل میں سے کوئی مسئلہ صریحاً ثابت نہیں
کسی نے کچھ سمجھا ہی کسی نے کچھ اور بلا شبہ بعض صواب پر
اور بعض غلط پر ہیں لیکن حقیقت میں کوئی اُن میں سے متکبر
نہیں اور کافر نہ سمجھا جارہا اور جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ
اخامہ کے مسائل اعتقادیہ کا نہ ماننا یا کفریہ مذہب کے عقائد کا
معتقد نہ ہونا انکار قرآن ہے وہ اُن کی غلطی ہے کیونکہ اسلام نہ

جو کہ یہ نسبت انکار جزو قرآن کے میں اپنے جواب کی شرح لکھ چکا اب یہ نسبت روایت حدیث کے کہ بالفاظ ہی یا بالمعنی کچھ بحث لکھتا ہوں *

روایت حدیث

اگرچہ مقصود اصلی میرا اس مقام پر صرف تحقیق کرنا اس امر کا ہی ہے کہ آیا روایت احادیث کی بالفاظ ہی یا بالمعنی مگر میں حدیث کی تدوین اور روایت اور درایت وغیرہ سے یہ تفصیل بحث کرنا مناسب سمجھتا ہوں تاکہ حقیقت تصدیق و تکذیب حدیث کی یہی بشرطی ظاہر ہو جارے اور لوگوں کے شبہات اچھی طرح سے دور ہو جائیں اس لیے اس مقصود کو چند بحثوں میں لکھتا ہوں *

اول کیفیت احادیث کی روایت کی قبل تالیف ہونے کتب احادیث کے *

دوسرے تاریخ اور مختصر کیفیت کتب احادیث کی تالیف کی *

تیسرے تنقیح اس امر کی کہ روایت حدیث کی بالفاظ ہی یا بالمعنی *

چوتھے بیان اس کا کہ سب احادیث صحیحہ مفید یقین ہیں یا نہیں *

پانچویں تحقیق اس بات کی کہ کل احادیث کتب صحاح کی مصدقہ بہ مرتبہ یقین ثابت ہی یا نہیں *

پہلی بحث یہ نسبت کیفیت احادیث کی روایت کی قبل تالیف ہونے کتب احادیث کے

یہ بات بشرطی ثابت ہی کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں حوالے قرآن مجید کے احادیث کے لکھنے کا دستور نہ تھا اور وہ چند وجوہ سے کتابت احادیث کو پسند نہ کرتے تھے اولاً اس لیے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں تین قسم کی ہوتی تھیں ایک دینی دوسرے غیر دینی متعلق امور دین کے تیسرے غیر متعلق امور دین کے پس جو دینی تھی وہ لکھی جاتی اور اسی کا نام قرآن ہی اور جو باتیں غیر دینی تھیں وہ ایک قسم کی نہ تھیں بعض مستند بالہام بعض مستند باجتہاد اور پھر بعض متعلق امور جزئیات کے اور بعض متعلق معاملات اور قصایہ خاص کے اور بعض منتج ایجاب و تحریم کے اور بعض موثر ندب و کراہت کے اور بعض علی سبیل المیادۃ اور بعض علی سبیل العادۃ پس ان باتوں کا صحابہ موافق اپنے اپنے فہم کے قرینہ مقام اور ضرورت وقت پر نظر کر کے خیال رکھتے اور اُس سے تفریع احکام کرتے اور جو باتیں امور دین سے متعلق نہ ہوتیں بلکہ امور دنیاوی سے ملکہ رکھتیں اُس کی نسبت تو

اصحی کے معتقدات پر ہی نہ ماسوائے کے مسائل پر بلکہ ایمان دہی ہی جو خدا نے فرمایا اور اُس کے رسول نے اور یہ لوگ اُن کے قولوں کے خارج ہیں جہاں تک وہ صواب پر ہیں ہم مایلینے جہاں اُن سے بھول چوک ہوگئی اُسے واجب القبول نہ سمجھیں گے *

اسی طرح اُن مسائل نورعی کا حال ہی جو متعلق حلت و حرمت اشیاء کے ہوں یا متعلق اُز باتوں کے کہ اگر وہ صاف صاف قرآن سے ثابت نہ ہوں تو اُس کا نہ ماننا انکار جزو قرآن نہیں ہی مثلاً کچھوہ میثاق وغیرہ کو جانہوں نے یہ سمجھ کر حرام قرار دیا ہی کہ وہ

خیانت میں داخل ہیں اور خیانت بموجب حکم آیہ و یحرم علیہم الخیانت کے وجہ حرمت کی ہی پس یہ کوئی حکم صریح نہیں ہی تو اگر کوئی اُس سے کہ خیانت نہ جانے اور اُس کی حلت کا قائل ہو تو حقیقت میں یہ انکار اُس سے کی خیانت ہے ہی نہ انکار حرمت خیانت ہے جس کا ثبوت نص سے ہوتا ہی یا اگر کوئی کتب قدیمہ مقدسہ میں تعریف لفظی کا قائل نہ ہو تو وہ منکر قرآن نہیں ہی کیونکہ وہ تعریف لفظی جس کا دعویٰ کیا جاتا ہی ایسے صریح لفظوں سے ثابت نہیں ہی جس کا انکار انکار نص ہر پس جو شخص تعریف کا تو قائل ہو مگر تعریف لفظی کا نہ ہو منکر قرآن نہیں ہی جیسے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور امام محمد ابن اسماعیل بخاری اور چند معتقین مثلاً شاہ ولی اللہ وغیرہ کے منکر تعریف لفظی کے ہوئے ہیں *

بلکہ بعضوں نے تو یہاں تک تصریح کی ہی کہ اُن باتوں کو جو کہ متعلق اُن اصول عقاید کے نہیں ہیں جن کا ثبوت اجماعاً نہیں اگر قاریہ کوئی نہ مانے اور کچھ اُز معنی کہے تو وہ بھی منکر قرآن نہیں ہی جیسے کہ بعضوں نے چاند و سورج سے آیہ ہزارہی میں جو حضرت ابراہیم نے کہا تھا جواعز نورانیہ ملکہ مراد لی ہی یا ائق مانی ہمینک اور فاخل نعلیک سے ماسوے اللہ اور کرنیں مراد ہیں اور معتقین نے لکھ دیا ہی کہ یہ اصل نص کا انکار نہیں ہی *

پانچواں امر یعنی لوگوں کے کہے ہوئے معنوں کو اور اُن زاید باتوں کو جو تفسیروں میں داخل نہیں نہ ماننا

اس کی تصریح کی مجھے کچھ زیادہ ضرورت نہیں ہی مستفتی کو اگر غراہش ہو تو میرا مقصود تفسیر کا جو تہذیب الاخلاق میں چھپا ہی ملاحظہ کر لے *

غرض کہ جو صورتیں میں نے اوپر بیان کیں ان ساری صورتوں میں زید منکر جزو قرآن نہ سمجھا جاوے گا *

سوال و جواب

سوال و جواب

پوچھا کہ پریشانی کا سبب کیا ہی تو آپ نے کہا کہ وہ حدیثیں جو میں نے جمع کی تھیں لے آ جب میں نے کئی قرآن منگا کر انہیں جلا دیا جب میں نے اس کا سبب پوچھا تو کہا کہ مجھے اندیشہ ہی کہ شاید میں مرجاؤں اور یہ حدیثیں میرے پاس رہ جائیں اور شاید میں نے اعتبار اُن آدمیوں کا روایت میں کیا ہو جو درحقیقت لایق اعتبار نہیں اور وثوق اُن باتوں کا کر لیا ہو جو دراصل صحیح نہیں اور یہ بھی لکھا ہی کہ ایک شخص عبداللہ بن عباس کے پاس کتاب لکھ کر اصلاح کے لیئے لایا آپ نے اُسے لیکر پانی سے دھو ڈالا فرمادہ صحابہ نے یا بوجہ احتیاط کے یا بوجہ اس کے کہ اُن کو چند ان ضرورت تالیف و تدوین کی نہ تھی اور جو کچھ انہوں نے بلا واسطہ خود شائع کی زبان سے سنا تھا یا کرتے دیکھا تھا اُسے پیش نظر رکھتے تھے احادیث کے جمع کرنے پر توجہ نہ کی اور بعد اس کے تابعین کے زمانہ میں بھی اُس کی قربت نہ آئی اور سنہ ۱۲۳ ہجری تک ایک نے دوسرے سے اور دوسرے نے تیسرے سے زبانی روایت پر قیام کیا مگر بعد اُس کے ضرورت تدوین اور تالیف کی ہوئی چنانچہ اُس کی مختصر کیفیت یہ ہے *

دوسرا بیان وہ نسبت تاریخ اور مختصر کیفیت کتب احادیث کی تالیف کے

موانق قول خطیب بغدادی اے اول تالیف امام عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریم بصری نے جو سنہ ۱۵۵ ہجری میں مرے کی اور بعض کہتے ہیں کہ اول مولف ابو نصر سعید بن ابی مردہ ہیں جو سنہ ۱۵۶ ہجری میں مرے اور بقول ابو محمد راء ہرمزی کے ربیع ابن صبیح نے اول تالیف کی اور پھر بعد اس کے سفیان بن عیینہ اور مالک بن انس نے مدینہ منورہ میں اور عبداللہ بن واہب نے مصر میں اور معمر اور عبدالرزاق نے یمن میں اور سفیان ثوری اور معمر بن مقبل بن غزوان نے کوفہ میں اور حماد بن سلمہ اور روح بن عباد نے بصرہ میں اور ہشیم نے واسطہ میں اور عبداللہ بن مبارک نے خراسان میں کتابیں لکھیں اور جو حدیثیں اُن کو ملیں انہیں جمع کیا اور جب تالیف کا وعدہ جاری ہوا تب بہت سے لوگ اس طرف جھکے اور مختلف طور سے مختلف غرضوں کی واسطے کتابیں لکھنے لگے یہاں تک کہ شریعت محمد اسماعیل بخاری اور مسلم رحمہما اللہ عایدہا کی آئی اور انہوں نے اعلیٰ درجہ کی کوشش جمع کرنے میں حدیث کے فیعلیہما رحمہما اللہ الی یوم القیامہ *

پس سنہ ۱۲۳ ہجری سے لیکر اس زمانہ تک ہزار ہا کتابیں حدیث کی تالیف ہوئیں اور مختلف غرضیں اُن تالیفات کا سبب ہوئیں کہ اُن سب کتابوں پر کتب احادیث کا اطلاق کیا جاتا ہی اور

خود آنحضرت صلعم نے فرمادی رکھا تھا کہ ائتّم اعلیٰ بامور دنیاکم کہ تم لوگ اپنے دنیا کے کاموں کو سمجھتے سے زیادہ جانتے ہو اُس کو فقہاء صحابہ دینی مسائل سے جدا سمجھتے تھے پس یہ خیال اس کے کہ اگر یہ سب باتیں لکھی جائیں تو التباس دینی مسائل کا دنیائی امور سے اور شرعی احکام کا امور مادی سے ہوگا صحابہ نے جمع کرنا اور لکھنا حدیثوں کا پسند نہیں کیا دوسرے کل صحابہ ہر وقت اور ہمیشہ صحبت نبوی میں حاضر نہیں دھتے تھے اور وہ باتیں جو حضرت فرماتے اور وہ کام جو آپ کرتے تھے سب اپنے کانوں سے سنتے تھے اپنی آنکھ سے دیکھتے بلکہ جو حاضر صحبت ہوتا وہ سنتا اور دیکھتا اور پھر اُس کی نقل اور روایت سے اُوروں کو علم ہوتا اور چونکہ نقل اور روایت کی صحت پر درجہ یقین کا نہیں ہو سکتا اس لیئے حدیثوں کے جمع کرنے اور لکھنے سے صحابہ نے احتراز کیا بلکہ بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہی کہ خود آنحضرت نے فرما دیا تھا کہ سوائے قرآن کے مجھ سے اُڑ کر کچھ نہ لکھو اور اسی واسطے بعد وفات اُن حضرت کے بھی صحابہ تحریر احادیث سے مانع رہے اور اگر بعض صحابہ نے کچھ لکھا تو انہیں خیالوں سے اُسے مٹا دیا اور اپنے لکھے ہوئے کو قبل از وفات جلا دیا چنانچہ کوئی عالم ہمارے یہاں اس سے انکار نہیں کر سکتا کیونکہ اس کا ثبوت کتب اور روایات سے بطوری ہوتا ہی چنانچہ میں چند اقوال بطور نمونہ کے بیان کرتا ہوں *

ایک مرتبہ زید بن ثابت کے پاس بہت سے لوگ آئے اور کہا کہ آپ کچھ حدیثیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمکر سنائیئے انہوں نے جواب دیا کہ جب اُن حضرت پر وحی نازل ہوتی تو مجھے آپ بلاتے اور میں لکھ لیتا اور باقی پیغمبر خدا کے سامنے جب دنیا کا ذکر ہوتا وہ ہمارے ساتھ اُس کی باتیں کرتے جب آخرت کا ذکر ہوتا وہ اُس کا ذکر کرتے جب کھانے پینے کا ذکر آتا اُن حضرت بھی اُس کی باتیں کرتے پس کیا ان سب باتوں کا ذکر میں تم سے کروں اور یہ سب حدیثیں تمہیں سنائوں اور نیز حدیث شریف میں آیا ہی

کہ اذا امرتکم بشئ من دینکم فخذوا بہ و اذا امرتکم بشئ من دنیائکم فانما انا بشر کہ جب میں کوئی حکم متعلق امور دین کے دوں تم اُس کو لے لو اور جب کوئی کام دنیا کا بتاؤں اپنی رائے سے تو میں بھی بشر ہوں اور مصعب مہذبی نے ریاض النضرہ میں اور ملا علی قلی نے بحوالہ مال میں اور حافظ عبداللہ بن مسعود صدیق میں پورا روایت حاکم ابو عبداللہ قیساوری کے حضرت عیسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے یہ لکھا ہی کہ میرے والد یعنی حضرت ابو بکر صدیق نے پانچ سو حدیثیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جمع کی تھیں پس ایک شب وہ نہایت بے چسپی سے اور حد سے زیادہ منہمک ہوئے

دست آویز اُن فرقوں کی ہیں جو جادۂ حق سے منحرف ہو گئے اور سنت کی راہ چھوڑ کر رافضی اور معتزلی بن گئے کہ وہ اپنے عقیدوں کے اثبات اور اہل حق کے الزام دینے کے لیئے انہیں کتابوں کی روایت پیش کرتے ہیں اور جو معصق نہیں ہیں وہ دھوکہ کھا جاتے ہیں ان سب باتوں پر ایک خرابی اور مستزاد ہوئی کہ بعض معصقوں نے ہر اہل مخالفت علم حدیث کا حاصل کر کے احادیث صحاح و حسن کی روایت کرنی شروع کی مگر اُسی درمیان میں اپنے عقاید باطلہ کو اُسی اسناد سے جو اُنہوں نے یاد کر رکھی تھی روایت کر دیا اور اکثر محدثین نے دھوکہ کھایا جیسا کہ جابر جعفی اور ابو القاسم سعد بن عبداللہ اشعری قبی ہوا ہی کہ یہ ایسے استاد پرکار ہوشیار تھے کہ حقیقت میں تر رافضی تھے مگر بہت سے محدثین کو دھوکہ دیا اور غلط حدیثوں کو بصورت صحیح کے بنا کر اُن کو اُس کی صحت کا یقین دلایا یہاں تک کہ ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے جابر جعفی کی حدیثوں کو اپنی کتابوں میں نقل کر دیا یا احاج قاسمی ایک شیعہ کی جس نے بیخ و بن دین سنیر کے اُگھار نے کی تدبیر کی تھی یہی بن مہین سے معصق نے توثیق کی اور اُس پر اُمتامہ کیا یہاں تک کہ آخر بعد تحقیق کے یہ حال کہل اور ان ترویجیوں کا فریب ظاہر ہوا لیکن جر کہ وہ روایتیں اُن کی حدیثوں کی کتابوں میں لکھ گئی ہیں اس لیئے اکثر آدمیوں کو دھوکہ ہوتا ہی اور حدیث کا نام سن کر اُن کے اعتقاد میں خلل پڑتا ہی اور واقع میں نہ وہ حدیث ہی نہ قول پیغمبر بلکہ ایک مفتری جھوٹے مکار کا لطیفہ ہی *

علاقہ اس کے یہ امر بھی یاد رکھنے کے لائق ہی کہ صدر اول مجتہدین کے زمانہ میں راویوں کے حالات کی بہت زیادہ تحقیقات نہیں ہوئی اور جرح و تعدیل کی ترویج نہیں آئی اس واسطے بہت لوگوں کو حدیثوں میں دھوکہ ہوا اور قاطعاً اقوال کو احادیث صحیح سمجھ لیا یہاں تک کہ اُسی پر بعض نے احکام کی تفریح بھی کی بلکہ موضوع حدیثوں کو بھی غلطی سے مان لیا یہاں تک کہ جب اسکا حال کہل تب راویوں کے حالات تحقیق کرنے اور جرح و تعدیل سے بھڑکے کی ضرورت معلوم ہوئی اور فن رجال میں تالیف شروع ہوئی چنانچہ اول ابن سعد نے ایک کتاب اسماء الرجال میں لکھی اور طبقات ابن سعد اُنکا نام رکھا اور اسمعیل بخاری اور ابن ابی خنیتمہ نے اپنی اپنی تاریخوں میں اور ابن ابی حاتم نے کتاب جرح و تعدیل میں کچھ کچھ حالات راویوں کے لکھے مگر اُس پر بھی رجال کا حال مشتبہ رہا یہاں تک کہ آخر ابن حبان اور ابن شاہین نے نفات کو اور ابن مدنی اور ابن حبان نے ضعف کو ملحد ملحد کتابوں میں جمع کیا اور بعد اُس کے بعضوں نے خاص خاص کتابوں کے رجال کی تحقیق میں ملحد ملحد کتابیں لکھیں جیسا کہ ابی نصر کلایہ اور ابی بکر

جو کچھ اُن میں لکھا ہی اُس پر حدیث کی نسبت کی جاتی ہی اور جب تک کہ تحقیق معقنہ نہ کی جارے تب تک جو قول اُن کتابوں میں ہی وہ قول قول رسول اور جو بات اُن میں لکھی ہی وہ منسوب بشارع سمجھی جاتی ہی اور یہی امر غفلت اور غلطی اور دھوکے کا سبب ہی اور ایک عالم کو اسی دھوکے نے گرداب بلا میں ڈال رکھا ہی *

فرضہ سب سے اول اس امر کو سمجھنا ضرور ہی کہ ہر معصق اور ہر کتاب مستند نہیں ہی اور ہر قول قول رسول اور ہر حدیث حدیث پیغمبر صلا اللہ علیہ والہ نہیں ہی بلکہ محدثین اور احادیث کی کتابوں کی مختلف صورتیں ہیں چنانچہ علاقہ صحاح کے میں اور قتب احادیث کے درجات کی کچھ مختصر کیفیت بیان کرتا ہوں *

بعض کتابیں حدیث کی وہ ہیں جنکو مسانید اور جوامع اور مصنفات کہتے ہیں جو کہ بخاری و مسلم کے زمانہ میں یا اُس سے پہلے لکھی گئیں اور وہ صحیح اور حسن اور ضعیف اور معروف اور غریب اور شاذ اور منکر اور خطا اور صواب اور ثابت اور منقلب کا مجموعہ ہیں اور جنکے بعد تالیف کی کچھ شہرت بھی نہیں ہوئی اور جنکی پیچھے کسینے کچھ خبر نہ لی یعنی نہ کسینے شرحیں اُنکی لکھیں نہ کسینے اُنکی تطبیق مذاہب سے کی نہ کسینے اُن کے رجال کی تحقیقات کی مثل مسند ابو علی اور مصنف عبدالرزاق اور مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ اور مسند عبد بن حمید اور طبائسی اور کتب بیہقی اور طہاری اور طبرانی کے کہ اُنہوں نے جو کچھ پایا وہ بھر دیا نہ اُسے چھانٹا نہ صحیح کر غلط سے جدا کیا پس ان کتابوں کے اقوال پر عمل کرنا یا اُنکو ماننا اُسی کا کام ہی جو کہ معصق ہو اور جو صحت اُس کی ثابت کرے جیسا کہ حجة اللہ بالآخذہ میں لکھا ہی قلیبا شرھا للعلم علیہ والقرول یہ الکنھاریر الجہادۃ الذین یحفظون اسماء الرجال وعلل الاحادیث نعم رہما یرخذ منها المتابعات والشراعد و قد جعل اللہ لکل شئی قدرا *

اور ان سے زیادہ نامعتمد وہ کتابیں ہیں جو بہت پیچھے تالیف ہوئیں اور وہ باتیں جو واضعوں کی زبانوں پر تھیں اور وہ خبریں اور قصے جو بھردیوں سے سن کر لوگوں نے یاد کر لیئے تھے اور وہ حکیموں کی باتیں جنہیں لوگوں نے یروانیوں سے سیکھا تھا یا وہ رائیں جو قرآن و حدیث کے لفظوں سے استنباط کی گئی تھیں عمداً یا سہوا حدیثوں میں داخل کر دی گئیں اور بہت سب صاحب الوحي کی طرف منسوب ہو گئیں مثل کتب خطیب اور ابی نعیم اور جوزقانی اور ابن عساکر اور ابن نجار اور دیلمی وغیرہ کے کہ اُنکی صحت کا اعلیٰ درجہ یہ ہی کہ حدیث ضعیف ہو جس میں احتمال صحت کا ہو اور ادنیٰ درجہ یہ ہی کہ مروضہ ہو اور نری تھمت ہو اور یہی کتابیں

مسلم ہی اور بلا شبہ اُس وقت سے محدثین اور جامعین کتب احادیث نے نہایت احتیاط اور سچائی اور راستی اور دیانت سے لفظوں کو نقل کیا ہی اور اگر راویوں کی روایت میں اختلاف لفظوں کا ہوا ہی تو اُس کو بھی اثر اپنی قالیقات میں لکھ دیا ہی لیکن جو زمانہ اس سے پہلے کا ہی اُس کی نسبت اگر کوئی روایت بالفاظ کا دعویٰ کرے تو وہ ثابت نہیں ہو سکتا نہ نقل نہ نقل *

مسلماً اُس وجہ سے کہ جو کچھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے اُسے سننے والے سنکر یاد رکھتے پس جو لفظ آنحضرت کی زبان مبارک سے نکلتے اور جس نظم و ترتیب سے یہ تقدیم و تاخیر کلمات آن حضرت تقریر فرماتے اُس کا ایک ضمیمہ میں سنکر بافظہ یاد کر لینا تو کسی طرح قیاس میں نہیں آتا اور نہ شاید کوئی شخص کسی بشر کی نسبت ایسا خیال کر سکتا ہی اور پھر جیسے کہ یہ خیال کیا جا رہے کہ سننے والے صرف وہی لوگ نہ تھے جو ذہن اور حافظہ اور علم اور سمجھ میں کامل تھے اور جو روایت اور نقل میں مشہور نہ تھے اور جنہوں نے بات کے سمجھنے میں بھی خطا کی ہی + پس کیا کوئی آدمی یہ کہہ سکتا

+ ماہرین کتب حدیث پر روشن ہی کہ طبقہ اولیٰ کے لوگوں سے بھی ایسی غلطیاں ہوئیں ہیں چنانچہ میں چند حدیثوں کا یہ طور تمثیل کے بیان کرتا ہوں ایک مرتبہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم چلے جاتے تھے کہ ایک یہودیہ موگئی تھی اور لوگ اُس کے رو رہے تھے آن حضرت نے فرمایا کہ وہ تو قبر میں مبتلے عذاب ہی اور یہہ لوگ رو رہے ہیں مگر عبداللہ بن عمر کا یہہ قول تھا کہ مودہ کو یہہ سبب رونے زندوں کے عذاب ہوتا ہی جب حضرت عائشہ نے یہہ سنا تو یہہ فرمایا کہ ”یغفر اللہ لابی عبدالرحمن اما انہ لم یکنذ ولکنہ نسی او اخطا اما مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی یہودیۃ یوکی علیہا فقال انہم یبکون علیہا و انہا لیمذب فی قبرہا“ کہ خدا ابن عمر کو بخشے وہ جھوٹے نہیں کہتے مگر وہ بھول گئے یا اُن سے چرک ہو گئی اصل حال اُس کا یہہ ہی پھر اُنہوں نے اصل حال اُس کا پتا دیا (بخاری و مسلم)

۱ موسیٰ بن طلحہ سے روایت ہی کہ کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ ابن عمر کہتے ہیں کہ ”موت الفجاءة سفیة علی المؤمنین“ فقالت یغفر اللہ لابن عمر انما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موت الفجاءة تضیف علی المؤمنین و سفیة علی الکافرین“ کہ مرگ مفاجات سفیہ ہی اوپر مومنوں کے تو حضرت عائشہ نے فرمایا کہ خدا بخشنے ابن عمر کو پیغمبر خدا نے تو یہہ فرمایا ہی کہ مرگ مفاجات تضیف ہی مومنین پر اور سفیہ ہی کافروں پر ۔

۲ جلال الدین سیوطی نے رسالہ میں الاصابہ میں لکھا ہی کہ حضرت ابوہریرہ نے کہا کہ جس نے مودہ کو غسل دیا اُس پر بھی غسل لازم ہی جب حضرت عائشہ نے سنا تو فرمایا ”او ینجس موتی المسامین“ کہ کیا کہیں مردے مسلمانوں کے بھی نجس ہو جاتے ہیں ۔

بن منجورہ اور ابو الفضل بن طاہر نے صحیح بخاری کے رجال کی نسبت اور ابوملی نے ابو داؤد کے راویوں کی نسبت اور عبدالغنی مقدسی نے صحاح ستہ کی رواۃ کی نسبت کتاب لکھی جس کا نام کتاب الکمال رکھا پھر اُس کے بعد اُوروں نے اسے پورا کیا یہاں تک کہ آخر تہذیب الکمال اور تہذیب التہذیب میں ان سب دفتروں کا خلاصہ جمع کیا گیا *

جس طرح فن اسامہ الرجال کی تالیف ایک زمانہ دراز کے بعد ہوئی اسی طرح فن درایت میں بھی اول اول کوئی کتاب نہیں لکھی گئی مگر جب حدیث کی نقل و روایت کی کثرت ہوئی اور صحیح اور غلط کا التباس ہو گیا تب فن درایت کی تالیف کرنے کی ضرورت ہوئی چنانچہ سب سے اول قاضی ابو محمد حسن بن عبدالرحمن راسخ رمزی نے ایک چھوٹی سی کتاب لکھی بعد اُس کے حاکم ابو عبداللہ نیشاپوری نے اصول حدیث میں ایک کتاب تالیف کی مگر وہ بھی ہردی نہ تھی کہ اُس کے بعد ابو نعیم اصبہانی نے کچھ اُور مسائل اُس پر بڑھائے بعد اُس کے خطیب ابوہریرہ بغدادی نے اصول روایت میں ایک کتاب لکھی جس کا نام کفایہ ہی پھر ایک دوسری کتاب تھریز کی جسکا نام جامع رکھا آخر کو قاضی عیاض نے اُسے پورا کرتا چاہا اور ایک کتاب لکھی جس کا نام الداع ہی اور اسی طرح ابوحنفہ اور حافظ ابومر و عثمان بن صالح نے رسالے لکھے اور بعدہ بہت سے عالموں نے اپنی اپنی قابلیت دکھائی اور بہت سی کتابیں تالیف کیں *

یہہ مختصر کیفیت حدیث کے جمع ہونے کی ہی پس کہاں ہی دیدہ بینا اور گروہ شنوا کہ اس تحقیقات کو دیکھے اور اُس سے فائدہ اُٹھاوے ابتر اسلام کا مدار اس پر آ رہا ہی کہ چٹائی کی جانماز بفل میں اور مولود کا رسالہ ہاتھ میں ہی اور جو اُن قصوں کہانیوں کو نہ مانے اُس پر تکفیر کا حکم جاری ہی حدیث وہ بات ہی جو کسی کتاب میں لکھی ہو قول رسول وہ قول ہی جس کے شروع پر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحریر ہو نہ کسی کو تحقیق کی خواہش نہ تحقیق کی آرزو ہا کہ کار ہی وہ جو تحقیق پر مستعد ہو منکر نبی ہی وہ جو اُس کے اقوال کو اُوروں کی باتوں سے جدا کرنے پر مترجم ہو کیا خوب ہی یہہ اسلام اور کیا اچھا ہی یہہ ایمان *

گر مسلمان ہی ہمیں اس کا حافظ دارہ

راے گر در پس امروز برو فردائے

تیسری بحث بہ نسبت تنقیح اُس امر کے کہ

روایت حدیث کی بالفاظ ہی یا بالمعنی

جب سے کہ حدیث کی تدوین اور کتابت کا قاعدہ جاری ہوا تب سے الفاظ کی تصحیح اور اقوال کے ضبط اور روایت کی بافظہ نقل کا ہوتا

نکلتے تھے وہی لفظ بار بار ان واحطوں کے اور بار بار اس تسلسل کے بغیر نہ پڑتی رہے ہاں یہ پھر وہی آدمی تسلیم کر سکتا ہی جو کہ تمام راویوں کو اور سب ناقلین احادیث کو مثل جبریل امین کے نقل اور روایت میں غلطی سے معصوم جانے اور سب کی نسبت امتیاز و کرامات کا معتقد ہووے *

لیکن ہم ایسا اعتقاد بھی رکھتے اگر حدیثوں کے الفاظ خود ہمارے اس اعتقاد کو غلط اور باطل نہ کہہ دیتے مگر جب ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ہی مضمون کی حدیث جو کئی راویوں سے منقول ہی اُس کے الفاظ اور معنی میں اختلاف ہی تو کیونکر ہم کہہ سکتے ہیں کہ روایت حدیث کی بالفاظ ہی پھر اگر ہم دیکھتے کہ ہمارے مذہب کے عالموں نے احادیث کی روایت کو بالفاظ مانا ہی تو بھی اجماع کے خوف سے روایت بالفاظ کا اقرار کرتے اور جو بات عقلاً معال ہی اُسے بے سمجھہ ہوچھ مان لیتے مگر ہمارے عالموں میں سے جتنے معتقدین گذرے ہیں انہوں نے بھی ایسا دعویٰ نہیں کیا بلکہ نہایت دانشمندی اور عقل سے اصول حدیث کی تنقیح کر کے یہ قاعدہ ٹھہرایا ہی کہ احادیث کی روایت بالفاظ جائز ہی اور بعضوں نے تو صاف لکھ دیا ہی کہ احادیث کی روایت بالفاظ پر کسی طرح یقین نہیں *

کچھہ میں اُن سے کہتا تھا وہ سچ ہی تو اب دیکھنا چاہیئے کہ دونوں باتوں میں کس قدر فرق ہی —

۷ مکتول سے روایت ہی کہ کسی نے حضرت عائشہ سے کہا کہ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ تین چیزوں کی منہوسی لی جاتی ہی گھر میں عورت میں گھوڑے میں حضرت عائشہ نے کہا کہ ابوہریرہ کہہ رہا نہیں تھا وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اُن حضرت یہہ فرما رہے تھے کہ ”قاتل اللہ الیہرہ بقولہ الحرم فی ثلاثہ فی النار و المرأة و القرس“ کہ خدا یہودیوں کو مارے وہ کہتے ہیں کہ منہوسی تین چیزوں میں لی جاتی ہی گھر اور عورت اور گھوڑی میں مگر ابوہریرہ نے اخیر کے لفظ ”لہ“ اول کے لفظ نہیں سنے —

۸ شیخ جلال الدین سیوطی نے رسالہ میں الامابہ میں لکھا ہی کہ ابوہریرہ نے کہا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ ایک عورت نے ایک بلی کو نہ پانی دیا نہ کھانا نہ اُسے چھوڑا کہ وہ مرگئی اس لئے خدا نے اُسے عذاب دوزخ کا دیا تو حضرت عائشہ نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک مومن کی ایسی عزت نہیں ہی کہ ایک بلی کے پیچھے اُسے دوزخ میں قالے وہ عورت کافرہ تھی اور یہہ کہہ کر کہا کہ ابوہریرہ فرما سمجھ کر پیغمبر خدا کی حدیث کی روایت کیا کر —

۹ اور پھر اُسی کتاب میں لکھا ہی کہ حضرت ابوہریرہ نے کہا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اگر کسی کے پیچ میں پیپ اور عورت ہو جاوے تو بہتر ہی شعر سے حضرت عائشہ نے سنکر کہا کہ ابوہریرہ کو یاد نہیں رہا آنحضرت نے فرمایا ہی کہ بہتر ہی اُس شعر سے جو شعر میں کسی کے کہا جاوے قطع خیال کرنا چاہیئے کہ کس قدر دونوں میں فرق ہی *

ہی کہ وہ لاکھوں آدمی جو اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع رکھتے تھے سب کے سب ایسے قوی الحافظہ تھے کہ ایک دفعہ جو بات سنتے اُسے اُسی نظم و ترتیب سے بلاشبہ یاد کر لیتے اور کبھی بھول چوک اُن سے نہ ہوتی ایسا دعویٰ سوائے اُن لوگوں کے کہ جن کو عوام اہل الجنت کہتے ہیں کوئی نہیں کر سکتا نہ ہمارے مذہب کے معتقدین نے کیا ہی اور پھر اگر اس طبقہ کے لوگ اپنی سنی سنائی باتوں کو لکھ لیتے اور کتابوں میں جمع کر دیتے تو بھی الفاظ کی صحت کا ظن ہو سکتا تھا مگر جبکہ اُس طبقہ نے ایسا نہیں کیا اور حدیثوں کو نہیں لکھا اور اگر کسی نے لکھا اور اُس نے اُسے معدوم کر دیا تو کیونکر قیاس میں آسکتا ہی کہ دوسرے طبقہ نے جس نے پہلے طبقہ سے حدیثوں کو زبانی سنا اُن کے لفظوں کو یاد کر لیا ہو اور اسی طرح سے دوسرے سے تیسرے نے اور تیسرے سے چوتھے نے جو کچھ سنا بلاشبہ یاد رکھا اور پھر جب یہہ خیال کیا جاوے کہ احادیث کی نقل میں بہت سے واسطے ہو گئے اور آٹھ آٹھ دس دس آدمیوں سے بھی زیادہ راویوں کے سلسلے پیچ میں آگئے اور قیصر ہو برس تک وہ جمع نہیں کی گئیں تو کیونکر یہہ بات مانی جاوے کہ جو لفظ اُن حضرت کی زبان مبارک سے

۱۲ مبرائی نے لکھا ہی کہ ابوہریرہ نے کہا کہ ”من لم یترک فاصلوۃ لہ“ کہ بے وقور کے نماز نہیں ہوتی جب حضرت عائشہ نے یہہ سنا تو فرمایا کہ کس نے اُن حضرت سے ایسا سنا ہی ابھی تو کچھہ زمانہ نہیں گذرا کہ ہم بات پیغمبر کی بھول گئے آپ نے تو یہہ فرمایا تھا کہ ”من جار بصلوۃ النفس يوم القيمة حافظا علی وضوئہا و مواقیہہا و رکوعہا و سجودہا ولم ینقص منہ شیئاً کان لہ عند اللہ مہدا ان لا یعذبہ الخ“ اب دیکھنا چاہیئے کہ کس قدر فرق سمجھہ میں ابوہریرہ کے ہوا اور کیا کا کیا سمجھہ —

۵ ابوہریرہ پر مبدالرحمہ سے عین الامابہ میں یہہ روایت ہی کہ اُنہوں نے حضرت عائشہ سے کہا کہ ”ان جابر بن عبد اللہ یقول المہد بالمد قالہ جابر ان رسول اللہ قال اذا جاوز الشتان الشتان قد وجب الغسل“ یعنی جابر کا یہہ قول تھا کہ جب پانی نکلے تب پانی واجب ہوتا ہی یعنی غسل بعد منی نکلنے کے واجب ہوتا ہی حضرت عائشہ نے فرمایا کہ جابر نے اس میں خطا کی ہی پیغمبر خدا نے فرمایا ہی کہ بعد ادخال کے غسل واجب ہوتا ہی دیکھنا چاہیئے کہ اصل بات کے سمجھنے میں کس قدر فرق ہوا —

۶ بخاری میں حضرت ابن عمر سے منقول ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کی لڑائی فتح ہونے کے بعد کافران مقتول کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ ”هل وجدتم ما وعدکم حقاً قال انہم ان یسمعون ما اقول فذکر لک لمانیۃ قال انما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہم لیسلمون ان ما کنہ اقول لہم حق“ کہ تم نے پایا جو کچھہ خدا نے تم سے وعدہ کیا تھا اور پھر فرمایا کہ اب وہ میری باتوں کو سنتے ہیں مگر جب حضرت عائشہ نے یہہ سنا تو آپ نے کہا کہ نہیں پیغمبر خدا نے یہہ فرمایا تھا کہ اب اُنکو معلوم ہو گیا کہ جو

چنانچہ میں اس مقام پر چند اقوال محدثین اور علماء معتقدین

کے اپنے کلام کی تائید میں پیش کرتا ہوں *

شرح مشکوٰۃ میں بعد ایک بڑی بصری کے یہ نسبت روایت بالفاظ

اور بالمعنی کے لکھتے ہیں کہ والنقل بالمعنی واقع فی الکتب الستہ ومیرھا

صراح ستہ وغیرہ کتب، یہی نقل حدیث بالمعنی واقع ہی *

شرح صحیح مسلم میں امام نوری اسی بصری میں لکھتے ہیں

کہ قال جمهور السلف والخط من الطوائف المذكورة يجوز فی الصحيح

اذا جزم باله اسی المعانی و هذا هو الصواب نقضیه احوال الصحابة

و من بعد هم رضی اللہ عنہم فی روایتہم فی القصة الواحدة بالفاظ مختلفة

تم هذا فی الذي يسمعه في غير المصنفات (امالمصنفات ولا يجوز تغييرها

وان كان بالمعنی کہ سب اگلے پچھلوں نے روایت بالفاظ جائز رکھی ہی

احادیث میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اقوال میں اُوروں کے

بشوطیکہ یقین معانی کی صحت پر ہر دورے اور یہی صحیح اور درست ہی

اور حالات صحابہ اور اُنکے مابعد کے لوگوں سے بھی ٹھیک معلوم ہوتا

ہی کیونکہ ایک بات کو مختلف لفظوں میں اُنہوں نے روایت کیا ہی

مقامہ اثیر الدین ابی حبان محمد بن یوسف بن حبان اندلسی کتاب

تذیل و تکمیل میں جو شرح تسہیل الفوائد اور تکمیل المقاصد کی ہی

لکھا ہی کہ مصنف نے قواعد کلیہ کے اثبات میں استدلال حدیث کے لفظوں

سے کیا ہی حالانکہ یہاں اُس کی غلطی ہی آج تک مٹنے ایک کو بھی

اگلے پچھلے میں سے ایسا کرتے نہیں دیکھا اور کہیں الفاظ حدیث سے ایسا

استدلال نہیں کیا کیونکہ اُنکو وثوق اس پر نہیں ہوا کہ یہاں الفاظ وہی

ہیں جو پیغمبر خدا نے فرمائے تھے اور اگر ایسا وثوق ہو جاتا تو وہ الفاظ

مثال الفاظ قرآن کے قواعد کلیہ کے استطرار میں مانے جاتے اور عدم وثوق

کے دو سبب ہیں اول یہ کہ راویوں نے نقل بالمعنی کرنا جایز سمجھا

تھا دوسرے یہ کہ سی حدیثوں میں موافق ہم عرب کے لفظی غلطیاں

ہیں کیونکہ اکثر راوی غیر عرب تھے *

چوتھی بحث بالنسبت اسکے کہ کل احادیث

صحیحہ مفید یقین نہیں یا نہیں

ہمارے معتقدین نے لکھا ہی کہ احادیث متواتر مفید یقین ہیں

اور احادیث احاد مفید یقین نہیں ہیں جیسا کہ تاریخ میں لکھا ہی کہ

والول ای المتواتر یوجب علم الیقین والثانی اے المشہور مفید علم

طمائیۃ والثالث دھو خبر الواحد یوجب العلم ہون علم الیقین وقیل

لا یوجب شیئاً منہما اور نیز اخبار احاد کی نسبت لکھا ہی کہ

ان خبر الواحد یحتمل الصدق والكذب وبالعادلۃ یترجم جانباً صدق

یعنی لایقینی احتمال الکذب وهو معنی العلم وجوابہ اننا نسلم یترجم

جانباً الصدق الی حیث لا یحتمل الکذب اصلاً بل الغل شاہد بان خبر

الراحد العدل لا یوجب الیقین وان احتمال الکذب قائم راساً کان مرجوحاً

والا لزم القطع بالتقصیر عند اخبار العدلیین یعنی خبر متواتر تو مفید

یقین ہی اور خبر مشہور سے علم اطمینانی حاصل ہوتا ہی نہ یقینی

اور خبر احاد صل کے لیئے کافی ہی نہ یقین کے لیئے اور بعض نے کہا

ہی کہ اخبار احاد مفید علم ہی نہ واجب العمل اور خبر احاد کی نسبت

اگر کوئی کہے کہ بلاشبہ خبر احاد میں احتمال صدق و کذب کا ہی

لیکن جب عدالت راوی سے جانب صدق غالب ہوگی بایں حیثیت کہ

احتمال کذب نہ رہا تو یہی معنی علم کے ہیں اس لیئے خبر احاد بھی

مفید یقین ہوگی جواب اُسکا یہہ ہی کہ ہم نہیں مانتے کہ جانب

صدق احاد میں ایسا غالب ہی کہ احتمال کذب کا باقی ہی نہیں رہا

بلکہ عقل اس پر شاہد ہی کہ خبر ایک آدمی کی گورۃ عادل ہی مفید

یقین نہیں اور احتمال کذب اُس پر قائم ہی گورۃ احتمال ضعیف

ہی ہو اور اگر ایسا نہ ہو تو یقین کرنا دو قیض پر لازم ہو جاوے

اُن اخبار میں جو دو عادل راویوں سے منقول ہیں اور باہم متناقض

ہیں اور شرح صحیح مسلم میں لکھا ہی کہ جتنی حدیثیں غیر متواتر

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ہیں اُن کی نسبت معتقدین کا

یہہ قول ہی کہ وہ صرف مفید ظن ہیں نہ مفید یقین کیونکہ وہ احاد

ہیں اور احاد سے صرف علم ظنی ہوتا ہی نہ علم یقینی اور جبکہ

یہہ قاعدہ بہ نسبت اخبار احاد کے گہرچکا تو کچھ فرق بخاری اور مسلم

اور غیر بخاری اور مسلم میں نہیں ہی اور اس بات سے کہ عمل کرنا

اُن حدیثوں پر اجماعاً ثابت ہی یہہ بات نہیں ثابت ہوتی کہ اس پر

بھی اجماع ہی کہ احادیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی یقینی

پیغمبر خدا کا کلام ہی صلی اللہ علیہ وسلم پس قطع کسی کتاب میں

لکھے ہوئے سے یہہ بات ثابت نہیں ہو سکتی کہ یقینی وہ کلام رسول

خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی جبکہ کہ بتواتر منقول ہونا اُسکا

ثابت نہ ہو کیا غریب کہا ہی قاضی ابوبکر باقلائی نے کتاب الانتصار میں

کہ اگر کوئی مسئلہ ایک کتاب میں کیا ہزار کتاب میں بھی پایا جاوے

اور کسی امام کی طرف منسوب ہو تو اس سے یہہ ثابت نہیں ہوتا

کہ یقینی وہ مسئلہ اس امام نے فرمایا ہی جب تک کہ بتواتر اُس کا

منقول ہونا اُس امام سے ثابت نہ ہو حالانکہ یہہ بہت ہی مشکل ہی

قطع پس ایسا ہی خیال کرنا چاہیئے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم

کے مبارک قولوں کی نسبت کہ جب تک بتواتر اُن کا منقول ہونا ثابت

نہو جاوے تب تک اُس پر کامل یقین نہیں ہو سکتا *

نراتم شرح مسلم الثبوت میں لکھا ہی کہ ابن صلاح اور چند

اہل حدیث نے یہہ گمان کیا ہی کہ روایت بخاری اور مسلم کی مفید

یقین ہیں حالانکہ یہہ بڑا دھوکہ ہی کیونکہ جو شخص اپنے دل میں

سوجھتا کہ اس بات کو پالہدہاتہ مانہگا کہ قطع اُن کا روایت کرنا

یقین کے لیئے کافی نہیں اور کیونکہ ہو سکتا ہی اس لیئے کہ اُن میں

بہت سی ایسی حدیثیں ہیں جو ایک دوسرے کی نقیص ہیں اور اگر

اُن سب پر یقین کیا جاوے تو متناقض باتوں کا ماننا لازم آوے پھر حال

منجملہ اُن احادیث کے جن کی عدم صحت کا اقرار محدثین اور
خارجین نے کیا ہے چند حدیثیں لکھی جاتی ہیں *

اول صحیح بخاری میں لکھا ہے عن عروۃ ابن النبی خطب عیضہ
فقال کہ ابوبکر انما انا اخوک فقال انت اخي في دين الله فتح الباری
میں اس حدیث کو غیر صحیح لکھا ہے کما فی فی صحتہ هذا الحدیث
نظر لى الصلة لبي بكر انما كانت بالمدينة و خطبة عیضہ كانت بمكة
فكيف يلتزم قوله انما انا اخوك اس حدیث کی صحت میں صرف ایک
تاریخی واقعہ کے مخالف ہونے سے کلام کیا گیا کیونکہ حالت ابوبکر صدیق
مدینہ میں ہوئی اور خطبہ عیضہ مدینہ مکہ میں قبل اُس کے تو
قبل از حلت و اخوت ابوبکر صدیق کا کہنا انما انا اخوک صحیح نہیں
ہو سکتا *

دوسرے صحیح بخاری میں لکھا ہے عن ابی ہریرۃ عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال یلقی ابراہیم اباه فیقول یارب انک وعدتني

الاتخذني یوم یبعثون فیقول اللہ اتي حرمہ الجنۃ علی الکافرین اس
حدیث کی عدم صحت کا بھی اقرار محققین نے کیا ہے کما فی وقد
استشكل الاسماعيلي هذا الحدیث من اصله و طعن فی صحتہ فقال هذا
حدیث فی صحتہ نظر اور اس حدیث کی صحت میں اس لیے کلام کیا
ہے کہ حضرت ابراہیم کی شان سے خلاف ہے کہ جب خدائے عزوجل
نے اُن کو شفاعت سے اپنے باپ کی دنیا میں منع کر دیا تو وہ کیونکر پھر
قیامت میں خلاف حکم خدا کے شفاعت کریں گے *

تیسری روایت نمبر ۲۷۷۷ بڑھنے پیغمبر خدا کے جنازہ پر ابن ابی مسلول
کے جو بخاری میں ہے محققین نے کلام کیا ہے اور باقلانی نے صاف
اس حدیث کا انکار کیا ہے *

چوتھے صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس سے یہ حدیث
منقول ہے کہ ان اباسفیان قال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اسالک

ثلاثاً فاعطاه ایاهن منہن عندي احمل العرب ام حبیبۃ ازوجک ایہا
زاد المعاد فی ہدی خیر العباد میں لکھا ہے کہ فی هذا الحدیث فاعطاه
لاخفاء بہ کہ اس حدیث کی غلطی ایسی ظاہر ہے کہ ذرا بھی اُسکی
غلطی پوشیدہ نہیں اور اُس کی غلطی بھی اسی وجہ سے مانی گئی
کہ وہ تاریخی واقعہ کے خلاف ہے کیونکہ حضرت ام حبیبہ عبداللہ بن
حبیش کی متکوحہ تھیں اور حبیبہ اپنے خاوند کے ساتھ ہجرت
کو گئی تھیں جب وہ وہاں جا کر عیسائی ہو گیا اور ام حبیبہ اپنے دین
پر قائم رہیں تب پیغمبر خدا نے نبیاشی کے ذریعہ سے اُن سے نکاح کیا
اور یہ امر قبل از فتح مکہ کے ہوا اور ابوسفیان فتح مکہ کے دن
ایمان لایا اور پیغمبر صاحب کے سامنے آیا اسی واسطے اس حدیث کی
غلطی ثابت ہوئی و قال ابو محمد بن حزم و هو موضح بلاحک نذہ

عمرۃ بن عمار و قال ابن الجوزی فی هذا الحدیث هو وہم من بعض
الرواة لا شک فیہ و لا تردد *

یہ بات اگر مانی جاوے کہ اُن کے راوی جامع شرایط تھے تو اس سے صرف
زیادہ ظن ہو سکتا ہے لیکن یہ بات کہ اُن کی روایت پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے یقینی ثابت ہے اس پر ہرگز اجماع نہیں ہے اور کیونکر
اُس کا اجماع ہو حالانکہ اس پر بھی اجماع نہیں ہے کہ جو کچھ اُن
دوئوں کتابوں میں ہے وہ سب صحیح ہے کیونکہ بعض راوی اُنکے لدی تھے
بعض اہل بدعت تھے اور اہل بدعت کی روایت کا قبول کرنا مختلف فیہ
ہے تو اجماع کا دعویٰ اُن کی مرویات کی صحت پر کہاں باقی رہا
غایتہ ما فی الباب یہ ہے کہ حدیثیں بخاری و مسلم کی اُن کی شرط پر
صحیح ہوں اور اس سے سوائے ظن کے یقین کا فائدہ نہیں ہوتا *

پانچویں بحث بے نسبت اُس کے کہ کتب

صحت کی احادیث کی صحت بمرتبة

یقین ثابت ہے یا نہیں

یہ بات مسلمات سے ہے کہ منجملہ کتب احادیث کے صحاح ستہ
اور شرطے امام مالک اعلیٰ درجہ کی ہیں اور ان کے جامعین نے
نہایت احتیاط اور کمال محنت سے احادیث کی تصحیح کی ہے پھر
اُن میں سے صحیحین یعنی صحیح بخاری و مسلم اعلیٰ درجہ پر ہیں
اور اُن کی تحقیق بہت بڑھی ہوئی ہے مگر یہ کہنا کہ کل احادیث
اُن کی ایسی صحیح ہیں کہ جن کی صحت پر مرتبہ یقین کا ہو
صحیح نہیں ہے چند وجہ سے اولاً جو احادیث متواتر نہیں ہیں
اُن کی صحت کا مرتبہ یقین ہوتا ایسا امر ہے جس کا کسی محقق
نے دعویٰ نہیں کیا ثانیاً ان کتابوں میں بعض حدیثیں ایسی بھی
ہیں جن کی عدم صحت بالبداهۃ ظاہر ہے اور جسے خارجین اور
محققین نے صاف صاف لکھ دیا ہے اور پھر بعض راوی ایسے بھی ہیں
کہ جنکی جرح اور محدثین نے کی ہے تو کیونکر یہ دعویٰ کیا جاوے
کہ مثلاً آیات قرآن کے ہر حدیث قطعی اور یقینی ہے چنانچہ میں
پہلے تمثیل کے چند اقوال اور چند احادیث کو نقل کرتا ہوں *

شرح اصول بزدی میں لکھا ہے کہ ابو عمرو دمشقی نے لکھا
ہے کہ بخاری نے ایسی جماعت سے استناد کیا ہے جس کی نسبت اور
مستندین نے جرح کی ہے مثلاً عکرمہ اور اسماعیل اور عاصم اور عمرو
بن مرزوق و غیرہم کے اور مسلم نے بھی سوید بن سعید وغیرہ سے
استناد کیا ہے جس پر اُوروں نے طعن کیا ہے *

جامع الاصول میں لکھا ہے کہ حدیثیں جو ہمارے اماموں نے
روایت کی ہیں بعض اُن میں سے صحیح ہیں بعض سقیم اور اس کا
سبب اختلاف جرح و تعدیل رواۃ ہے *

دار قطنی نے کہا ہے کہ ہر سو دس حدیثیں صحیحین کی ضعیف
ہیں جن میں اسی مخصوص یہ بخاری اور تیس مخصوص یہ مسلم
اور سو مشترک دونوں میں ہیں *

پانچویں ملا علی قاری قلاب رجال میں لکھتے ہیں کہ روایت مسلم کی جابر سے قصہ حجۃ الوداع میں ایسی مختلف ہی کہ انہیں ایک ضرور چھوٹی ہی کیونکہ ایک میں لکھا ہے کہ آنحضرت نے طواف کر کے نماز ظہر کی مکہ میں پڑھی دوسری میں لکھا ہے کہ نماز ظہر کی منی میں ادا کی ولہذا قال ابن حزم فی ہاتھیں الروایین احد ہما کذب ۵ شک *

اور اسی طرح حدیث اسراء قبل الریحی اور حدیث خلق کریم یوم السبت اور حدیث اول ما نزل من القرآن اور حدیث صلوات الکسوف بتکات رکعات کی غلطی اور ضعف کا محققین نے اظہار کیا ہے اور اسی طرح حدیث نذک کی موضوعیت کا جو صحیح بخاری میں ہے صاف اقوال محققین نے کیا ہے پس باوجود اس کے ہر حدیث کی صحت کو قطعی اور یقینی سمجھنا خلاف تحقیق محققین سابق کے ہے اگر مستقنی کو اس تقریر پر یہہ ہیہہ ہو کہ میرے نزدیک کوئی حدیث صحیح نہیں ہے اور نہ کسی پر عمل کرنا جائز ہے اور بخاری اور مسلم پر بھی اعتبار صحت کا نہیں تو یہہ اُس کی سمجھنے کی غلطی ہے کیونکہ مینے اپنے اس جواب میں صرف اصولی مسائل کو بیان کیا اور محققین کے اقوال کو نقل کیا اور چونکہ ہمارے اہلہ جنس اصل بات کو تو دیکھتے نہیں اور مطلب پر غور نہیں فرماتے سرحدی طور پر صاحبانہ اعتراض کرنے لگتے ہیں اس لئے حقیقت میں مطلب اُڑ کا اُڑ ہرجاتا ہے میرا عقیدہ یہہ ہے کہ جن محدثین نے صحاح ستہ کو جمع کیا وہ بڑے متعلق اور متورع اور امام اور دین کے پیشوا تھے اُن کی نیت نیک تھی اُن کی صدق اور سچائی اعلیٰ درجہ پر تھی اور انہوں نے احادیث کو حوالے تک ممان تھا نہایت احتیاط سے جمع کیا اور راویوں کے الفاظ اور کلمات کو بہت معنہ سے یاد کیا اور اپنے نزدیک انہوں نے کوئی دقیقہ تصحیح کا باقی نہیں رکھا اور ان کتابوں میں حدیث کی صحت بخاری اور صحیح مسلم کا درجہ بڑھا ہوا ہے اور اُن کی احتیاط اور تحقیق بہت زیادہ ہے مگر جو کچھ ان محدثین نے لکھا اور جمع کیا اُس کی دو قسمیں ہیں ایک وہ یہہ کہ اُس کے راوی اس کثرت سے ہوں کہ جن پر عقل احتمال غلطی کا ہو ہی نہ سکے اُسے متواتر کہتے ہیں اور اُس کی صحت پر کامل یقین ہے دوسری احاد ہیں جو اُس درجہ پر نہیں پہنچیں اس لئے ایسا یقین صحت کا اُس پر نہیں ہے کہ اُس میں غلطی کا احتمال نہیں مگر اُس پر عمل کرنا جائز ہے جب تک کہ اُس کا تعارض اور مخالفت اُن اصول صحیحہ عقیدہ سے ثابت نہ ہو جو واسطے تصحیح احادیث کے قرار دیئے گئے ہیں اور پھر ان اخبار احاد کی نقل میں محدثین نے نہایت احتیاط کی مگر پھر بھی وہ غلطی اور خطا سے نہیں بچے اور بعض بعض احادیث کی راویوں میں اُن کو دھوکہ ہو گیا پس ہمارا اعتقاد یہہ ہے کہ ہم اُن حدیثوں کو جو صحاح میں مخصوصا بخاری اور مسلم میں مذکور ہیں صحیح جانینگے اور اُس پر عمل

کرینگے لیکن جب اُس کی مخالفت کسی اصل صحیح سے منجملہ اُن اصول نے ثابت ہوگی تب ہم اُس کو صرف اس وجہ سے کہ یہہ حدیث صحاح ستہ میں لکھی ہے واجب القبول نہ جانینگے کیونکہ کسی محقق نے ایسا نہیں دیا نہ کوئی ایسا دیکھا ہے اور جو ایسا دعویٰ کرے وہ کبھی اپنے دعوے پر قائم نہیں رہ سکتا اور آخر کار اُسے یہی اُسی راہ پر آنا ہوگا جس پر ہم جاتے ہیں پس ہر دوق میں درمیان اسکے کہ احادیث احاد مغید یقین نہیں ہیں اور درمیان اسکے کہ وہ غلط ہیں اور درمیان اس کے کہ وہ واجب العمل نہیں ہیں باوجود تعارض اور تخالف کے اور درمیان اس کے کہ جائز العمل ہیں جب تک اُنکا تعارض ثابت نہ ہو اور درمیان اس کے کہ محدثین معصوم اور معصوم نہ تھے اور اُن سے غلطی ہونا ممکن تھی اور نہ احتیاط کے اُن سے یہہ بشریہ غلطی ہوئی اور درمیان اس کے کہ وہ چھوٹے تھے اور چھوٹے باتیں انہوں نے جمع کیں پس جو کوئی دوسری بات کو ہماری طرف منسوب کرے اُسکا الزام اُس پر ہی نہ ہو کہ وہ اٹا بڑی مما یقولون *

۱۰ ربیع الاول سنہ ۱۲۸۹ ہجری
مہدی علی قیامی کٹر مرزا پور

نمبر ۸۱ استفتا

- ۱ کیا فرماتے ہیں حضرات علماء کہ اگر زید معتقد یا قائل اُن امور کا ہو جو کہ نیچے بیان کیئے جاتے ہیں اور پھر عمرو اُسے امام اور پیشوا اور مقتدا دین سمجھے تو عمرو کی نسبت عرماً کیا حکم ہے *
- ۲ اگر اللہ جل شانہ جہت اور حیث اور صورت اور جسم اور مکان سے منزہ نہیں ہے *
- ۳ قرآن مجید نہ جامع ہے نہ مانع یعنی جس قدر نازل ہوا تھا وہ سب معطر نہیں رہا اور جو قرآن نہیں تھا وہ قرآن میں داخل ہو گیا *
- ۴ قرآن موجودہ غلطیوں اور کاتب کی بھڑکی سے بھرا ہوا ہے *
- ۵ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کبھی ایسی حالت ہو گئی تھی کہ کھانا کچھ چاہتے اور پانی مبارک سے اُڑ کچھ نکل جاتا اور بہ سبب مسہر ہونے کے عود نہ جاتے نہ میں کیا کہتا ہوں *
- ۶ اُن حضرات صلی اللہ علیہ وسلم نے بتوں کی تعریف قرآن پڑھنے کی حالت میں نہ کی نہ سامنے کی *
- ۷ خدا کو بعض آیتوں میں بندوں پر توارہ ہوا یعنی جو کچھ ہم نے کسی بندے کی زبان سے سنا اُسے تو پھر خدا نے بذریعہ جبرئیل انہیں کے نازل کیا *
- ۸ باوجود نہ لائے جاتے تھے خدا کے وقت ذبح کے اور بعداً ترک کرنے سمیت کے ذبحہ حال ہی *
- ۹ سوا عربی زبان کے ترجمہ قرآن کا نماز میں پڑھنا جائز ہے *
- ۱۰ صحیح بخاری اور مسلم میں بھی موضوع حدیثیں ہیں *
- ۱۱ صحابہ کے اقوال واجب العمل نہیں ہیں وہ بھی آدمی تھے اور ہم بھی آدمی ہیں *

استفتی
مہدی علی

بمقام عیگدہ — مطبع علیگدہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۸]

۱۵ ربیع الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[جلد سوم]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قوتیشن کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بھادر سی ایس آئی پاس بمقام پتارس بھیجا جارے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے انہی سے کی جارے کیونکہ یہ پرچہ علیگتہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام اُس کوئی کے مانع ہیں وہ مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جستدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراہ بطور قیمت وصول ہو رہے کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاویگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساتھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضایہ مضامین ہوگا چھپا کر یگانہ خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روائگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہ ہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ سے اخراجات روائگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو یہ قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی یہ قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۸۲

خط

نوشتہ سید احمد

بنام

مولوی سید مہدی علی صاحب

مہدی مہدی - میں نے آپ کا مضمون جس کا عنوان سوال و جواب ہے دیکھا اور اسی طرح بے قصد دل سے اٹھنے والے غور سے وجد کیا جس طرح کہ آدم نے انجان جانب کار خدا کی بات پر وجد کیا تھا زندہ باہمی و جانم باہمی آمین - مگر میں ایک بات پر آپ کی ترجمہ چاہتا ہوں کہ آپ نے قاریک الفاظ قرآن مجید کی ان کے مدلول ظاہری سے یا ان مدلولات سے جو لوگوں نے اپنے خیال میں ان الفاظ کا مدلول ٹھہرا رکھا ہے مگر اس کی تصریح قرآن مجید میں نہیں ہے پانچ حالتوں میں جایز رکھی ہے یا لایس بہ تصور کیا ہے یا اس قاریک کو انکار جزو قرآن قرار نہیں دیا اور یہ بالکل حق اور سچ ہے آمنا و صدقنا چنانچہ ایک مقام پر آپ ارقام فرماتے ہیں کہ ”اگر الفاظ اور کلمات کے لفظی معنی مراد لینے سے مخالفت قرآن کی کسی امر موجودہ واقعہ سے ہوتی ہو تو ظاہری معنی مراد نہ لینے جارہے“ اور دوسرے مقام پر آپ ارقام فرماتے ہیں کہ ”اسماء موجودات سے جن کا ذکر قرآن میں بلا تشریح ان کی حقیقت کے ہے وہ حقیقت مراد نہ لینا جو لوگوں نے سمجھ رکھی ہو اور جس کا ثبوت نہ کتاب و سنت سے ہوتا ہو اور نہ جس کے اثبات پر سرائے اوہام و ظنون کے کوئی عقلی دلیل ہو تو ان اسماء سے موافق قرینہ مقام کے کوئی ایک وجود مراد لینا منجملہ وجود خارجی یا حسی یا خیالی یا عقلی یا تشبیہی کے جایز ہے یا انکار جزو قرآن سے نہیں ہے“ جزاک اللہ فی الدارین غیرا *

اب خیال کرو کہ قرآن مجید میں شیطان کا لفظ یا نام آیا ہے مگر اس کی حقیقت و ماہیت کچھ بیان نہیں ہوئی یہودیوں نے اور مشرکین عرب نے اس کی ایک صورت و حقیقت اپنے ذہن میں سمجھ رکھی تھی اور بعض قوموں نے ظلمت و نور کو اور بعضوں نے اہرمون و یزدان کو شیطان اور خدا سمجھ رکھا تھا اور علیٰ ہذا القیاس ہر ایک قوم نے اپنے اپنے خیالات کے موافق شیطان کی ایک حقیقت سمجھ رکھی تھی یا قرار دی تھی قرآن مجید میں یہ نام تو آیا مگر اس کی حقیقت یا ماہیت کچھ بیان نہیں ہوئی *

البتہ ہم اس کی کچھ صفات قرآن مجید اور بعض احادیث سے پاتے ہیں بڑی صفت اس کی جو ہمزگہ ذاتیات کے ہے اور جس سے

کرنا اس کی حقیقت یا ماہیت پائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ صرف مغربی آدم ہی نہیں تھا بلکہ وہ قیامت مغربی الانسان علیٰ المعصیۃ ہی کا قال اللہ تبارک و تعالیٰ قال فیہم ذلک لاغرینہم اجمعین اور یہ کہ وہ ہمارے بدن میں ہمارے غور کے ساتھ بہرتا ہے کاردی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الشیطان یجری من الانسان مجری الدم اور یہ کہ وہ ہم میں اور ہماری نماز میں غرا نماز کا رجوع مرجوع فی الشراچ سمجھو یا نہ سمجھو حایل ہوجاتا ہے کاردی منہ صلب الشیطان حال بیانی و بین صلاتی پس یہی اوصاف حمیدہ ان بزرگ ذات کے ہیں جو ہم کو غار نے بتائے ہیں *

اب ہم ارادہ کرتے ہیں کہ مثل اہل جنت کے لفظ شیطان سے ایک وجود مستقل موجود فی الشراچ مراد لیں کیونکہ حتی المقدور ہر اسم سے اس کے معنی کا موجودہ پرچہ مستقل موجودہ فی الشراچ سمجھنا چاہیئے لیکن اس سمجھنے کے لیئے ضرور ہے کہ وہ حقیقت اسکا ایسا وجود ہونے کے لیئے اس کے ایسے وجود کا ثبوت قطعی اور واقعی بھی چاہیئے کیونکہ صرف نام سے وجود خارجی تسلیم کر لینا کافی نہیں ہے بلکہ اگر اس کا وجود خارجی ثابت نہ ہو سکیگا تو لا معالہ وجود خیالی یا عقلی یا تشبیہی قرار دینا پڑیگا جیسا کہ آپ نے اصل معنی پتہ گانہ میں قرار دیا ہے *

اب ان صفات شیطان کا جو ہمارے پاک خدا اور سچے پیغمبر نے بتلائی ہیں ہم اپنے میں اثر تو پاتے ہیں مگر کسی وجود خارجی کو نہیں پاتے دن رات ہم کو شیطان بہکتا ہے اور گناہوں میں پھنساتا ہے مگر کوئی وجود خارجی محسوس نہیں ہوتا بلکہ ہم بالیقین پاتے ہیں کہ غرہ ہم ہی میں ایک قوت ہے جو ہم کو سیدھے رستے سے پھیرتی ہے ہم کو بے انتہا ترغیبوں سے بہکتی ہے شیطان سمجھ کر اس کی قارہی پکڑ لیتے ہیں اور زور سے طمانچہ مارتے ہیں مگر جب آنکھ کھلتی ہے تو اپنی ہی سفید قارہی اپنے ہاتھ میں اور اپنا ہی کال لعل دیکھتے ہیں *

پس اگر ہم شیطان کے لفظ سے وجود خارجی مراد لیں تو نہ تو مراد لے سکتے ہیں اس لیئے کہ اس کے وجود خارجی کا ثبوت واجب ہے حالانکہ کچھ ثبوت نہیں اور نیز امور موجودہ واقعہ کے برخلاف ہے کیونکہ اس کی صفات منصرمہ کا اثر ہم کسی دوسرے وجود سے نہیں پاتے بلکہ خود اپنے آپ میں پاتے ہیں اور نیز کتاب و سنت سے اس کے وجود خارجی کا ثبوت نہیں ہوتا ہے بلکہ صرف اوہام و ظنون سے لوگوں نے اس کا وجود خارجی ٹھہرایا ہے اس لیئے واجب ہے کہ منجملہ اقسام وجود کے سرائے وجود خارجی کے اور کسی قسم کا وجود شیطان کا سمجھا جائے - تندہ والسلام *

آپ پر خدا
سید احمد

نمبر ۸۳

روٹدان

اجلاس صدر کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم
مسلمانان ہندوستان واقع ۱۲ مئی سنہ
۱۸۷۲ء

ممبران موجودہ

- مولوی اشرف حسین خاں صاحب رئیس بنارس *
سید ظہور حسین صاحب رکیل ہائی کورٹ الہ آباد *
مرزا محمد رحمہ اللہ بیگ صاحب رکیل عدالت دیوانی بنارس *
منشی محمد سبحان صاحب سررہنہ دار کلکٹری بنارس *
حافظ محمد فضل الرحمن صاحب رکیل عدالت بنارس *
مولوی محمد عبدالستار صاحب رکیل ہائی کورٹ الہ آباد *
مولوی شجاع الدین حیدر صاحب رکیل عدالت بنارس *
منشی مصطفیٰ بخش صاحب پیشکار *
مولوی علیم اللہ صاحب ڈگری نویس عدالت دیوانی بنارس *
شیخ عبداللہ صاحب معمر عدالت دیوانی بنارس *
شیخ فرحت علی صاحب رکیل عدالت دیوانی بنارس *
خواجہ عبداللہ صاحب رکیل عدالت بنارس *
سید غلام نجف صاحب رکیل عدالت بنارس *
حافظ مجتبیٰ کریم صاحب معمر اول محکمہ صفائی شہر بنارس *
سید عبدالعزیز صاحب *
مولوی سید عبداللہ صاحب اتالیق مہاراجہ درہنگا *
مولوی امین الدین صاحب رکیل عدالت دیوانی بنارس *
سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی سب آرڈینٹ جج بنارس *
قاضی محمد باقر صاحب سب انسپیکٹر پولیس *
منشی ممتاز علی صاحب معمر نرجداری بنارس *
حافظ عنایت الرحمن صاحب طالب العلم کوٹینز کالج بنارس *
شیخ امید علی صاحب ڈگری نویس محکمہ سب آرڈینٹ جج بنارس *
مولوی قطب الدین صاحب رکیل عدالت دیوانی بنارس *
شاہزادہ مرزا زوردار بخش بہادر *
شاہزادہ محمد مرزا کرامت شاہ صاحب بہادر *
سید سجاد علی صاحب رکیل عدالت دیوانی بنارس *
مولوی محمد معمر اشرف صاحب رئیس بنارس *
شاہزادہ مرزا شمس الدین بخش بہادر *

- سید مظہر علی صاحب رئیس بنارس *
مولوی محمد عارف صاحب ناظر کلکٹری بنارس *
سید قدا حسین صاحب انسپیکٹر پولیس تھانہ مرزا مراد *
شیخ غلام علی صاحب رئیس بنارس *
منشی افضل الدین صاحب پیشکار *
منشی رعایت حسین صاحب معافظ دتتر عدالت دیوانی بنارس *
محمد یار خاں صاحب رئیس مراد آباد *
مولوی اشرف حسین خاں صاحب رئیس بنارس نے صدر انجمن *
کی کرسی پر اجلاس کیا *
سید احمد خاں سکریٹری نے "رپورٹ سلیکٹ کمیٹی کی اجلاس کے
دوہرہ پیش کر کے تمام کارروائی سلیکٹ کمیٹی کی مختصر طور پر بیان
کی اور تیسرا حصہ رپورٹ کا جس میں مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کا
طریقہ ممبران سلیکٹ کمیٹی نے تجویز کیا ہی پڑھ کر سنایا اور یہ
خواہش کی کہ ممبران موجودہ اس طریقہ تعلیم پر غور فرماویں اور
اگر پسند ہو تو اُسکی پسندیدگی ظاہر کی جارے تاکہ اُسی بناء پر
آئندہ عمل درآمد ہو *
سید ظہور حسین صاحب نے اولاً سلیکٹ کمیٹی کی تمام کارروائی
کی پسندیدگی ظاہر کی اور نسبت طریقہ مجبوزہ تعلیم کے بیان کیا کہ
نہایت لائق اور قابل شخصوں کی بہت سی غرر و مباحثہ کے بعد یہ
طریقہ تعلیم تجویز ہوا ہی اور ہر حقیقت نہایت عمدہ اور مفید ہی
اسلیئے میں اسی طریقہ تعلیم کی منظوری کی تحریک کرتا ہوں *
منشی محمد ممتاز علی صاحب نے مذکورہ بالا تحریک کی تائید
کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *
سید احمد خاں سکریٹری نے بعد منظور ہوجانے رپورٹ کے کہا کہ اب
تک جو کچھ تدبیریں کمیٹی نے کی ہیں وہ سب بشرطی انجام کو
پہنچیں یعنی اسباب اور موانع اہل اسلام کی تعلیم و تربیت کے اور
اُن کے علاج جو کمیٹی نے معلوم کرنے چاہے تھے اُن کی اچھی طرح
تحقیقات ہوگئی اور اس زمانہ میں جس طرز پر کہ مسلمانوں کی
تعلیم و تربیت ہونی چاہیئے اُس کا نہایت عمدہ اور مناسب طریقہ
ممبران سلیکٹ کمیٹی نے تجویز کر دیا جو ابھی اس اجلاس سے منظور
ہوا مگر اُس کے عمل درآمد کے لیئے بہت سا روپیہ درکار ہوگا اسلیئے
اب ہم کو ضرور ہی کہ روپیہ بہم پہنچانے کی تدبیریں کریں اس میں
کچھ شک نہیں کہ اس طریقہ تعلیم کے اجرا کے لیئے لاکھوں روپیہ درکار
ہونگے لاکھوں روپیہ کا نام سننے سے البتہ ایک حیرت سی ہوتی ہی مگر
میں خیال کرتا ہوں کہ تمام ہندوستان کے مسلمان نہیں بلکہ صرف
ممالک مغربی و شمالی کے مسلمان بھی اگر انسانیت حاصل کرنے کو جو

- ۵ مولوی محمد حیدر حسین صاحب رئیس اعظم چوڑپور وکیل
ہائٹی کورٹ الہ آباد *
- ۶ مولوی سید فرید الدین احمد صاحب رئیس کڑا ماتک پور وکیل
ہائٹی کورٹ الہ آباد *
- ۷ مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب رئیس دہلی وکیل ہائٹی
کورٹ الہ آباد *
- ۸ سید طہر حسین صاحب رئیس مراد آباد وکیل ہائٹی کورٹ
الہ آباد *
- ۹ محمد عنایت اللہ خاں صاحب رئیس و تعلقہ دار پھیکم پور
ضلع علیگڑہ *
- ۱۰ مولوی محمد اسماعیل صاحب رئیس علیگڑہ اسٹنٹ سکریٹری
سین ٹیفک سرسیتی علیگڑہ *
- ۱۱ خواجه محمد یوسف صاحب رئیس علیگڑہ وکیل عدالت
دیوانی علیگڑہ *
- ۱۲ مولوی سید مہدی علی صاحب رئیس اثاوتہ قپٹی کلکو ضلع
مرزا پور *
- ۱۳ مولوی سید زین العابدین صاحب رئیس مچھلی شہر صدر امین
بلند شہر *
- ۱۴ مرزا رحمہ اللہ بیگ صاحب رئیس بنارس وکیل عدالت
دیوانی بنارس *
- ۱۵ مولوی اشرف حسین خاں صاحب رئیس بنارس *
- ۱۶ شیخ غلام علی صاحب رئیس بنارس *
- ۱۷ حافظ احمد حسین صاحب رئیس بدایوں سفیر نواب صاحب
سابق والی ٹونک *
- ۱۸ سلیم خیر الدین احمد خاں صاحب رئیس رمضان پور قپٹی
کلکٹر ہریلی *
- ۱۹ خواجه فضل احمد خاں صاحب رئیس دہلی قپٹی کلکٹر
شاہجہان پور *
- ۲۰ سید محمد میر بادشاہ صاحب رئیس دہلی منصف کانپور *
- ۲۱ منشی محمد صدیق صاحب بہادر قپٹی کلکٹر نہر *
- ۲۲ منشی محمد یار خاں صاحب رئیس مراہ آباد *
- ۲۳ سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی رئیس دہلی
سب آرڈینٹ جج بنارس *
- ۲۴ سید محمد احمد خاں صاحب بہادر رئیس دہلی اسٹرا
اسٹنٹ کمشنر ہردوٹی *
- ۲۵ سید محمد حامد خاں صاحب رئیس دہلی *

صرف تعلیم و تربیت کے ذریعہ سے حاصل ہو سکتی ہی ایسا ہی ضروری سمجھیں جیسا کہ زندہ رہنے کے واسطے سامان معیشت کو ضروری سمجھتے ہیں تو اس قدر روپیہ جمع ہو سکتا ہی ایک مدرسۃ العلوم کیا متعدد مدرسۃ العلوم قائم ہو سکتے ہیں اور اگر وہ اوسکو اپنے معمولی قصوں اور بیفائدہ رسموں ہی کے برابر سمجھیں بلکہ اوس سے بھی کس قدر کمتر تو بھی اس قدر روپیہ جمع ہو سکتا ہی جس سے یہ مدرسۃ العلوم مسلمانان بھڑپی قائم ہو سکے پس میں تھریک کرتا ہوں کہ ایک کمیٹی قائم کیجئے جو لوگوں سے چندہ وصول کرتی رہے اور چندہ وصول کرنے کی تدبیریں کیا کرے اور جس قدر چندہ وصول ہوتا جاتی اوسکو نہایت حفاظت سے رکھے اور اوس سے کچھ آمدنی کی تدبیر کرے تاکہ جس وقت ایسا سرمایہ جسکی آمدنی مدرسہ کے لیئے کافی ہو جمع ہو جاوے تو مدرسہ قائم ہو *

منشی محمد سبھان صاحب نے اس تھریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

اس کے بعد سید احمد خاں سکریٹری نے تھریک کی کہ اس کمیٹی کی کارروائی کے لیئے قوائد تجویز کیئے جاویں تاکہ اوس قوائد کے بموجب کمیٹی قائم ہو *

حافظ صاحب کریم صاحب نے اس تھریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

سید احمد خاں سکریٹری نے مسودہ قوائد کمیٹی پیش کیا اور اوسکی منظوری کی تھریک کی اور بیان کیا کہ یہ مسودہ چند نہایت لائق اور قابل ممبروں کی صلاح اور مشورہ سے مرتب کیا گیا ہی جس میں سے چند ممبر اس وقت اجلاس میں بھی شریک ہیں بس اور ممبر بھی اس پر غور فرماویں اور اگر پسند ہو تو اجلاس سے منظور کیا جاوے *

مرزا رحمہ اللہ بیگ صاحب نے اس تھریک کی تائید کی اور مسودہ پیش شدہ بالاتفاق پسند اور منظور کیا گیا *

مولوی عبدالستار صاحب نے تھریک کی کہ بموجب دفعہ ۳ قوائد کمیٹی کے جو ابھی منظور ہوئے ہیں ممبروں کا تقرر بھی اجلاس سے مل میں آوے اور تھریک کی کہ صاحبان مندرجہ ذیل اس کمیٹی کے ممبر مقرر ہوں یعنی *

- ۱ خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر اعظم ریاست پٹیالہ *
- ۲ مولوی محمد عثمان خاں صاحب بہادر تائب ریاست رامپور *
- ۳ نواب محمد حسن خاں صاحب بہادر جاگیردار سنواری *
- ۴ حضرت مولوی سید امداد علی صاحب رئیس بہاگلپور
سب آرڈینٹ جج کیا عرف صاحب گنج *

قواعد کارروائی

اور اس اسپیکل کمیٹی کے سکریٹری کا کام سید احمد خاں بہادر سے متعلق رہے اور ممبروں کی جو کچھ تصدیقیں ہوا کریں انکو بذریعہ رپورٹ کے واسطے تصدیق کے اجلاس میں پیش کیا کریں *

میر سجاد علی صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

میر ظہور حسین صاحب نے تحریک کی کہ ممبران سلیکٹ کمیٹی کا جنہوں نے کمال کوشش اور جاتقشانی سے نہایت عمدہ اور مفید رپورٹ مرتب کی ہی شکریہ ادا کیا جاوے *

منشی ممتاز علی صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

منشی محمد سیفان صاحب نے تحریک کی کہ تمام ممبروں کا جو اس کمیٹی میں شریک ہوئے اور چاند سے تائید کی شکریہ ادا کیا جاوے *

مولوی محمد عارف صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

بعد اسکے شکریہ صدر انجمن کا ادا کیا گیا اور مجلس پر خاصہ ہوئی *

مصطفیٰ سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی
سکریٹری کمیٹی

نمبر ۸۲

قواعد کارروائی

مجلس

خازن البصاۃ لتأسيس مدرسة العلوم للمسلمين

نمبر ۱

سنہ ۱۸۷۲ ع مطابق سنہ ۱۲۸۹ ہجری

نام اور مقصد

دفعہ ۱ یہ مجلس "مجلس خازن البصاۃ لتأسيس مدرسة العلوم للمسلمين" یعنی "مجلس اہلکار اور پینٹل کالج فنڈ کمیٹی" کے نام سے موسوم ہوگی *

دفعہ ۲ مقصد اس مجلس کا یہ ہوگا کہ واسطے قائم کرنے اس نام کے مدرسہ العلوم کے جسکی تصدیق صدر کمیٹی خزانہ گوارہ ترقی تعلیم

۲۶ سید محمد محمود خاں صاحب رئیس دہلی لنکن رٹ کے ڈائریکٹر رٹ لا اور طالب علم کریسٹ کالج پرنسپل کیمریج *

حافظ مجتبیٰ کریم صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

مولوی محمد عارف صاحب نے تحریک کی کہ بموجب دفعہ ۱ قواعد کمیٹی کے جو ابھی منظور ہوئے ہیں تقرر شدہ داروں کا اس کمیٹی کے ایسے عمل میں آئے اور تحریک کی کہ نواب محمد حسن خاں صاحب چگیر دار سنوئی میر مجلس اور سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی اس کمیٹی کے ٹکف انویزی سکریٹری مقرر ہوں *

سید ظہور حسین صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

اسکے بعد سید احمد خاں سکریٹری نے تحریک کی کہ یہ کمیٹی خزانہ گوارہ ترقی تعلیم مسلمانان ہمیشہ کے لیئے قائم رہے اور ترقی تعلیم مسلمانان میں جو امور پیش آریں اونپر بصف اور کوشش کرتی رہے *

خواجہ عبداللہ صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

اس کے بعد سید احمد خاں نے اسباب کی تحریک کی کہ اس کمیٹی کے تھک میں ایک اسپیکل کمیٹی مقرر ہو جو ان علوم کی کتابوں کا سلسلہ درست کرے چکا تعلیم دینا ممبران سلیکٹ کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں تصدیق کیا ہی *

مولوی شجاع الدین حیدر صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

حافظ فضل الرحمن صاحب نے تحریک کی کہ اس اسپیکل کمیٹی کے لیئے صاحبان مندرجہ ذیل ممبر قرار دیئے جاویں *

مولوی سید فرید الدین احمد صاحب *

مولوی سید مہدی علی صاحب *

منشی ذکا اللہ صاحب *

مولوی محمد احسن صاحب مدرس پریای کالج *

سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی *

مولوی سمیع اللہ خاں صاحب *

مولوی محمد اسماعیل صاحب اسٹنٹ سکریٹری سٹی ٹیفک سوسپٹی
ملیکہ *

مولوی نذیر احمد صاحب ڈپٹی کلکٹر *

مولوی محمد مظہر صاحب *

عہدہ داران

دفعہ ۹ منجملہ ممبروں کے ایک ممبر جسکو ممبران موجودہ منتخب کرینگے میر مجلس اور ایک ممبر لیف آنریبل سیکرٹری ہوگا اور جو ممبر کہ میر مجلس مقرر کیا جاوے اُسکو ہر اجلاس میں صدر انجمن ہونے کا حق ہوگا اور اُس کی غیر حاضری میں ممبران موجودہ میں سے جو ممبر پہلا ہو وہ صدر انجمن ہوگا مگر ان مہندگانوں کا پہلی دفعہ تقرر حسب تجویز ممبران کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان کے ہوگا جو اُس تجویز کے وقت موجود اور شریک ہوں *

دفعہ ۱۰ ممبران مجلس کو کسی شخص یا اشخاص کو بطور اسٹنٹ سیکرٹری مقرر کرنے کا اختیار ہوگا اور ہر صورتیکہ وہ ممبر نہ ہو تو اُسکے لیئے وظیفہ مناسب بھی مقرر کرنا جائز ہوگا *

دفعہ ۱۱ مہندگانوں مذکورہ کا تقرر صرف ایک سال کے لیئے ہوگا اور ہر سالانہ اجلاس میں ممبران شریک اجلاس کی تجویز سے تقرر جدید بذریعہ بیلٹ پکس حسب قاعدہ مندرجہ دفعہ ۲۳ ہر کریگا *

دفعہ ۱۲ ہر مہنددار تا تقرر مہندگانوں جدید اور ہر ایک ممبر بارہ شخص جو لیف سیکرٹری مقرر ہوا ہی مدام الحیات اپنے عہدہ پر مقرر رہینگے مگر جبکہ وہ کسی عدالت کے فیصلہ اخیر سے مجرم خیانت مجرمانہ یا زنا یا سوئے یا حلف دروغی یا جملہ ازی یا فریب یا رشوت ستانی یا بزارت کے مجرم ہوکر سزایاب ہوں تو وہ از خود معزول متصور ہونگے اور تمام اختیارات اور حقوق جو اُنکو بذریعہ اُس منصب کے حاصل ہونگے سب معدوم ہو جائینگے *

دفعہ ۱۳ ہر ایک ممبر یا مہنددار کو اپنے عہدہ سے مستعفی ہونے کا اختیار ہوگا *

دفعہ ۱۴ کوئی ممبر یا مہنددار سوائے اسٹنٹ سیکرٹری کے جو بموجب دفعہ ۹ کے وظیفہ دار مقرر ہوا ہو اپنے عہدہ کے انجام میں کسی اجرت یا کسی قسم کے معاوضہ کا مستحق نہ ہوگا *

دفعہ ۱۵ جو مہنددار کہ سال گذشتہ میں مامور رہے ہوں جائز ہوگا کہ سال آئندہ کے لیئے بھی منتخب کیئے جائیں *

کام ممبروں کا

دفعہ ۱۶ ممبروں کا اول کام جمع کرنے سرمایہ کا ہی اُن کو اختیار ہوگا کہ مسلمانوں سے جنکی قومی بہتری کے لیئے مدرسہ قائم ہوتا ہی اور میسائیروں سے (جو اہل کتاب ہیں اور نیز اس سبب سے کہ وہ ہندوستان پر حکومت رکھتے ہیں اور مسلمانوں کی پہلائی اور

مسلمانان یعنی کمیٹی فارسی بیٹرو فیروز ایڈیٹورانس مینٹ آف لرننگ اینڈ مہمتنز آف انڈیا نے کی ہی اور وہ تجویز رپورٹ سلیکٹ کمیٹی مورخہ ۱۵ اپریل سنہ ۱۸۷۲ ع میں مندرج ہی اور اُس میں بالتخصیص مسلمانوں کی تعلیم کے لیئے مدرسۃ العلوم کا قیام کرنا تجویز کیا ہی ایسا سرمایہ جسکی آمدنی سے وہ مدرسہ قائم ہوسکے جمع کرے *

تقرر ممبران

دفعہ ۳ صرف اشخاص مسلمان ممبران مجلس کے ہونگے پہلی دفعہ اُنکا تقرر حسب تجویز ممبران کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان کے ہوگا جو اُس تجویز کے وقت موجود اور شریک ہوں اور آئندہ اُنکا تقرر خود اُسی مجلس کے ممبروں کی تجویز سے ہوگا *

دفعہ ۴ ممبران مجلس کا انتخاب ہمیشہ بیلٹ پکس کے ذریعہ سے کیا جائیگا اور اگر ہاں اور ناہ کے قریے برابر نکلینگے تو اُس وقت صدر انجمن کو ہاں یا ناہ کے قریوں کے لیئے رائے ترجیح دینے کا اختیار ہوگا *

دفعہ ۵ جو اشخاص کہ اُس مجلس کے ممبر مقرر ہونگے وہ لیف ممبر یعنی تمام عمر کے لیئے ممبر متصور ہونگے جب تک کہ وہ خود استعفاء دیدیں یا کسی جرم قابل العزل میں سزایاب ہوں *

دفعہ ۶ عہدہ ممبری سرورٹی نہرگا بلکہ بھالت وراثت یا استعفاء یا معزول ہونے کسی ممبر کے دیگر ممبروں کو اختیار ہوگا کہ بموجب احکام ان قواعد کے جسکو مناسب سمجھیں اُسکے بجائے دوسرا شخص ممبر مقرر کریں *

دفعہ ۷ اِس مجلس کے ممبروں کی تعداد کچھ محدود نہرگی بلکہ ممبران مجلس کو اختیار ہوگا جس شخص کو لایق سمجھیں اُسکو ممبروں میں منتخب کریں مگر ممبران مجلس انتخاب کرتے وقت خود اسباب پر خیال کرینگے کہ اسے اشخاص کو جیسے کچھ قانید یا کارپواری یا مدد انتظام و کار و بار متعلق مجلس میں متصور نہر اُنکا ممبروں میں منتخب کرنا بعض بیفائدہ ہوگا *

دفعہ ۸ جو لوگ ممبر مقرر ہونگے اُنکو مجلس کی طرف سے ایک سند جس میں اُنکے ذرائع اور اختیارات مندرج ہونگے مع نقل قراہ مجلس موجودہ وقت کے ہی جاریگی اور اُسکے ذریعہ سے اُنکو تمام اختیارات جو ممبروں کو ہونے چاہئیں حاصل ہونگے *

دفعہ ۲۲ جسقدر زر چندہ جمع ہوگا سوارے اسیقدر روپیہ کی جائداد مذکورہ بالا واسطے مجلس کے وقتاً فوقتاً خریدی جاوے گی اور دستاویز پراسیسری ٹوٹ یا بیع نامہ روزیتہ یا اراضی معانی کا یا کامد حصہ بنک جو کچھ خریدنا چاہے بنک بنگال میں رکھے جاوے گی اور نیز اُسکو حسب ضابطہ اُسکا معاملہ وصول کرنے کی اجازت دی جاوے گی *

دفعہ ۲۳ سوارے خریدنے اُس جائداد کے جسکا دار اور ہوا اُس کسی کام میں زر سرمایہ خرچ نہ کیا چاہے گا لیکن اگر سرمایہ دس لاکھ روپیہ سے زیادہ جمع ہو چاہے تو زر زائد دس لاکھ میں سے صرف تین لاکھ روپیہ تک واسطے طہاری مدرسہ اور اُس کے مکانات متعلق کے صرف ہو سکیگا *

دفعہ ۲۴ جو سکریٹری یا کوئی ممبر یا کوئی اجلاس برخلاف دفعہ ۲۲ کے زر سرمایہ صرف کریگا وہ مجرم خیانت مجرمانہ کا متصور ہوگا اور ہر شخص اُس پر دعویٰ خیانت مجرمانہ کرنے کا حق رکھیکا *

دفعہ ۲۵ ممبران مجلس کو واسطے قایم کرنے اغراض مدرسہ الامر کے جسکے لیئے سرمایہ جمع کیا جاتا ہے منافع زر سرمایہ کے خرچ کرنے کا اختیار ہوگا اور اُس کو یہ بھی اختیار ہوگا کہ زر منافع کو بطور اصل سرمایہ کے جمع کر دیں لیکن جب زر منافع بطور اصل سرمایہ کے جمع ہو چاہے تو پھر وہ خرچ نہ ہو سکیگا اور اُس سے تمام احکام اور قواعد دفعہ ۲۲ و ۲۱۰ قواعد ۵۵ کے متعلق ہو جاوے گی *

دفعہ ۲۶ کم سے کم ہر شش ماہی پر اجلاس ممبران مجلس کا ہوگا اور اُس شش ماہی میں جسقدر زر چندہ جمع ہوا ہوگا اُس کی کیفیت اور جو جو کارروائی نسبت فراہمی سرمایہ اور خرید جائداد متذکرہ دفعہ ۲۰ و ۲۲ عمل میں آئی ہوگی سب ایک روئداد میں مندرج ہوکر مشتمل ہوا کرے گی *

دفعہ ۲۷ ہر ایک ممبر کو اختیار ہوگا کہ اجلاس ہونے کی تھریک سکریٹری سے کرے اور اُس وقت سے دو ہفتہ کے اندر اجلاس کا منعقد ہونا ضرور ہوگا *

دفعہ ۲۸ کم سے کم تین ممبر اور ایک مدرانچس اور ایک سکریٹری کی ہرکے کامل نصاب اجلاس کی متصور ہوگی اور اُس سب کو راے دینے کا استحقاق ہوگا اور کارروائی مجلس کے لیئے ثبوت راے کا فیصلہ ناطق سمجھا جاوے گا مگر سکریٹری کو تنہا یا ہرکے کسی ممبر کے اپنی ذمہ داری و جوابدہی پر کسی نہایت ضروری امر متعلقہ

بھرتی میں بھی اُن کو ایسی ہی محدود کونی فرض ہی جیسیکہ اُس قوموں کی (چندہ دینے کی درخواست کریں اور سوارے اُن قوموں کے اُس کسی قوم سے چندہ کی درخواست کرنا ممبران مجلس کو جائز نہ ہوگا الا اگر کوئی اُس قوم اور مذہب کا شخص اپنی خوشی سے بے درخواست کچھ چندہ دے تو ممبران مجلس کو نہایت شکرگزاری سے اُس کا قبول کرنا جائز ہوگا *

دفعہ ۱۷ چندہ میں زر نقد جنس اور جائداد غیر مقررہ جو کوئی دے قبول ہو سکیگا لیکن اگر ممبران مجلس اُس جنس یا جائداد غیر مقررہ کو واسطے مقاصد تقرر مدرسہ مفید نہ سمجھیں تو اُن کو اُسے بیچ کر زر نقد کر لینے کا اختیار ہوگا اور اُس کا بیع نامہ سکریٹری کی جانب سے حسب قوانین گورنمنٹ تھریک ہوگا اور مجلس کی جانب سے بطور دستاویز مکمل تصور کیا جاوے گا *

دفعہ ۱۸ اِس مجلس کے ممبر اپنے ماتحت جہاں جہاں مناسب سمجھیں ماتحت مجلسیں مقرر کر سکتے ہیں مگر اُن ماتحت مجلسوں کے ممبروں کو بھیجے اس کے کہ زر چندہ وصول کر کے اس مجلس کے سکریٹری کے پاس بھیج دیں اور کسی قسم کی کارروائی کا اختیار نہ ہوگا *

زر چندہ

دفعہ ۱۹ جسقدر روپیہ کہ بنزیرہ چندہ یا ایسی جائداد یا منافع سرمایہ وصول ہو وہ سب بنک آف بنگال میں اِس مجلس کے حق میں جمع ہوگا اور صرف واسطے اغراض متذکرہ آئندہ کے سکریٹری مجلس کی رسید سے طلب ہو سکیگا *

دفعہ ۲۰ جسقدر سرمایہ کہ مذکورہ بالا طریق پر جمع ہوگا اُس سرمایہ سے گورنمنٹ پراسیسری ٹوٹ یا روزیتہ دوا می جٹکا ذکر ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۷۱ع میں ہی یا بنک آف بنگال کے حصہ یا اراضی معانی دوا می یحق مجلس خریدی جاوے گی تاکہ اُس کی آمدنی سے مدرسہ مطلوبہ قایم ہو اور جب تک کہ کل ممبران مجلس کی صلح نہ ہو اور ثبوت راے سے اجازت نہ ملے اُس وقت تک اور کوئی جائداد سوارے جائداد مذکورہ بالا کے خریدی نہ جاوے گی اور ممبران مجلس میں سے جو شخص کہیں چلا گیا ہو یا راے مطلوبہ کا جواب وقت معین تک نہ بھیجے تو اُس کی راے انکاری تصور کی جاوے گی مگر مذکورہ بالا جائداد میں سے ایک جائداد کا دوسری جائداد میں تبدیل کرنا جائز ہوگا *

دفعہ ۲۱ چندہ دینے والا متعین کر سکتا ہے کہ مذکورہ بالا جائداد میں سے کس قسم کی جائداد اُس کے روپیہ سے خریدی جاوے *

تہر سکیکی اور جب ترمیم قواعد کی ضرورت معلوم ہو تو یہ وجہ دفعہ ۲۰ قواعد ہذا کے ممبروں سے رائے طلب کرنی اور اکثریت رائے قرار دینے کی پابندی کی جارہی ہے *

دفعہ ۳۵ تمام کاغذ اور روٹدادیں اور قواعد مجوزہ اور رسیدیں اور بل اور ہر قسم کی دستاویزیں جو اس مجلس سے متعلق ہوں لیف سکریٹری کے دستخط سے مستحکم اور مستند متصور ہونگی اور لیف سکریٹری کو یہ بھی اختیار ہوگا کہ کوئی خاص وجہ پیش ہونے پر کسی شخص کو اجازت دے کہ اُسکے لیفے دستخط کرے مگر شرط یہ ہے کہ قبل ایسی اجازت دینے کے لیف سکریٹری کو اجلاس میں اُس وجہ خاص کو پیش کرنا اور جس شخص کو ایسی اجازت دینا چاہتا ہے اجلاس سے اُسکی منظوری حاصل کرنا ضرور ہوگا *

دفعہ ۳۶ ایسی حالت میں اگر کسی قسم کا خرچ یا نقصان پیش آئیگا تو لیف سکریٹری اور وہ شخص جس نے اُسکے واسطے دستخط کیا ہے دونوں جوابدہ اور ذمہ دار متصور ہونگے *

دفعہ ۳۷ یہ قواعد کمیٹی خراستگار ترقی تعلیم مسلمانان کے اجلاس سے سنہ ۱۸۷۲ ع مطابق سنہ ۱۲۸۹ ہجری میں منظور کیئے گئے *

دستخط سید احمد خاں بہادر

سی ایس آئی سکریٹری مجلس

اشتہار

پرچہ ہائے تہذیب الاخلاق ابتداء اجرا سے آج تک بہ ترتیب فروخت ہونے کو موجود ہیں قیمت اُن کی حسب تفصیل ذیل ہے جس صاحب کو اُس کی خریداری منظور ہو زر قیمت سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بہ مقام بنارس بیویچکر پرچہ ہائے مذکورہ طلب کرلے *

تفصیل قیمت یہ ہے

قیمت پرچہ ہائے مذکور روز اجرا یعنی یکم شول

سنہ ۱۲۸۷ ہجری سے لغایت آخر سال

مذکور بابت سہ ماہ ...

قیمت پرچہ ہائے مذکور ابتداء محرم سنہ

۱۲۸۸ ہجری سے لغایت آخر سال مذکور

بابت دوازدہ ماہ ...

مجلس کا انجام دے لینا بشرط منظوری اجلاس جائز ہوگا اور پھر اجلاس سے یا وہ منسوخ ہوگا یا بحال رہیگا *

دفعہ ۲۹ تمام روٹدادیں اجلاسوں کی بدستخط اصلی صدرانجمن و سکریٹری کے بینک آف بنگال میں جہاں تمام سرمایہ جمع ہوگا بھیج دیجاوینگی اور وہ روٹدادیں ملحدہ یا بذریعہ کسی اخبار کے ہمیشہ مشہور ہونگی اور ایک یا دوکاپی مطبوعہ بھی بینک آف بنگال میں بھیجی جایا کریںگی *

دفعہ ۳۰ تمام روٹدادیں اور حساب مجلس کے انگریزی اور فارسی میں مرتب ہونگے اور ہر ششماہی پر ایک کاپی تمام حساب کی بینک آف بنگال میں واسطے امانت رکھنے کے بھیج دی جارہیگی اور بینک آف بنگال کو اُسکے دیکھنے اور اپنے جہاں کے حساب کی کتابوں سے اُسکے مقابلہ کرنے کا اختیار کلی ہوگا *

دفعہ ۳۱ ہر ششماہی پر حسابات مجلس کے واسطے اطلاع عام کے ملحدہ یا کسی اخبار میں مشہور ہرا کریںگے *

مہر مجلس کی

دفعہ ۳۲ یہ مجلس اپنے لیفے ایک گول مہر بنائیگی جسکے سرے پر کوئی کے تاج کا نقش ہوگا اور اُسپر ہضت انگریزی یہ لفظ کھودے جاوینگے ”وکتوریا رجینا“ اور اُسکے نیچے کے دائرہ میں ہضت انگریزی یہ الفاظ کھودے جاوینگے ”سی محمدن اینگلور اووینینٹل کالج فنڈ کمیٹی سنہ ۱۸۷۲ ع“ اور اُسکے نیچے کے دائرہ میں جو شکل حال نمودار ہوگا عربی خط میں یہ الفاظ کھودے جاوینگے ”مجلس خازن البضائے لتیس مدرستہ المعارف للمسلمین سنہ ۱۲۸۹ ہجری“ *

مقام مجلس

دفعہ ۳۳ بعد جمع ہر جانے استدر سرمایہ کے جسکی آمدنی مدرسہ جاری کرنے کے لائق ہو جاوے ممبران مجلس تجویز کریںگے کہ کس مقام پر وہ مدرسہ جاری ہو اور جس جگہ اُسکا اجرا تجویز کریںگے اُسی جگہ اس مجلس کا بھی مقام قرار پاریگا اور جب تک کہ اُسقدر سرمایہ جمع نہو اُسوقت تک مقام مجلس وہی ہوگا جس جگہ کہ لیف سکریٹری کا مقام ہو اور تمام حسابات اور کتابیں متعلق مجلس کی اُسی مقام پر لیف سکریٹری کے پاس رہیںگی *

دفعہ ۳۴ بشرکت رائے جملہ ممبران کمیٹی ان قواعد کی ترمیم جائز ہوگی الا تجویز مندرجہ دفعہ ۲۳ و دفعہ ۲۴ کہی تغیر و تبدل

بمقام عیگتہ — مطبع علیگتہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر 9]

یکم جمادی الاول سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[جلد سوم]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و قاضیین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قرضیشن کے عنایت فرماتا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجنا جاری غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جائے کیونکہ یہہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے۔ مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہہ ہی کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اور اہم اُس ترقی کے مائع ہیں وہ مٹائے جاویں *۔

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضائے مضامین ہوگا چھپا کر یگانہ خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہ ہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو نہ پرچہ چار آنہ سے اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *۔

تدبیر و امید

تدبیر و امید

مفسرین نمبر ۸۵

تدبیر و امید

یہ عام اور غیر مبدل قاعدہ قدرت کے قانون کا کہ ہر ایک چیز کے ہونے کے لیے اُس سے پہلے اُن چیزوں کا ہونا ضرور ہی جو کہ اُس کے ہونے کے لیے ایک ضروری سبب ہیں ایسا ہی کہ کوئی چیز مادی ہو یا غیر مادی خارجی ہو یا ذہنی اُس سے مستثنیٰ نہیں جتنی چیزیں ہماری آنکھ کے سامنے آتی ہیں اُنہیں سے کوئی ایک بھی ایسی نہیں جو اُن چیزوں کے بغیر ہو گئی ہو جو اُس کے ہونے کے لیے قدرتاً مقدم ہیں جتنے خیالات ہمارے ذہن میں گذرتے ہیں اُن میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جس کی پہلے وہ باتیں ہمارے ذہن میں نہ آجاتی ہوں جو اُس خیال کے پیدا ہونے سے پہلے عادتاً ضروری ہیں جتنی چیزیں ہیں اُن میں قدرت نے باہم ایسا تسلسل اور ارتباط رکھا ہے کہ ایک سے دوسری اور دوسری سے تیسری پیدا ہوتی ہے پس ہر چیز کے حاصل کرنے کے لیے اُن چیزوں کا پہلے مہیا کرنا جو اُس کے لیے بطور آلات اور معدات اور مقدمات کے ہیں تدبیر ہی اور اُن کے مہیا کرنے پر اُس چیز کے حاصل ہونے کی توقع کرنا اُمید ہی اور بغیر اسباب کے کسی چیز کے پیدا ہونے کا خیال کرنا جنون و نادانی ہی اور بلا مہیا کرنے اُن اسباب کے اُس سے حاصل ہونے کی توقع کرنا حماقت ہی اور جو چیزیں کسی چیز کے ہونے کی اصلی سبب نہیں اُن سے اُس سے ہونے کی توقع کرنا تدبیر کی غلطی ہے *

یہ بات جو ہم نے بیان کی ہے نادان سے لیکر کامل حکیم تک اور جاہل سے لیکر عارف ہالہ تک اور ملحد سے لیکر شاعر تک سب نے تسلیم کیا ہے اور سب مانتے چلے آئے ہیں اور ہم سب ہر وقت اور ہر لحظہ ہر چیز میں اس قاعدہ کا برتاؤ دیکھتے دھتے ہیں چنانچہ ہم اسے ایک صاف اور روشنی مثال میں سمجھاتے ہیں دیکھو ایک دھماکا غلہ پیدا کرنے کے لیے کیا کرتا ہے اور اُسے غلہ حاصل کرنے سے پہلے کس کس چیز کا مہیا کرنا ضرور ہوتا ہے پہلے وہ اچھی زمین تلاش کرتا ہے جس میں زراعت کی قابلیت ہو پھر وہ اُن آلات کو جمع کرتا ہے جن کی زمین بنانے کے لیے ضرورت ہے پھر وہ اُن آلات کو کام میں لاتا ہے اور جو خود رو گھاس یا پرانی کھیتی کی بیکار اور کمکی چیزیں اُس میں پڑی رہ جاتی ہیں اُن کو صاف کر کے زمین کو اپنی اصلی ہیئت پر لاکر اُسے بناتا ہے پھر وہ سرچتا ہے کہ کس جنس کی اس وقت ضرورت ہے تاکہ لوگوں کی حاجت رفع ہو اور سبھی قیمت ملے آخر وہ مختلف جنسوں میں سے ایک یا چند

چیزوں کو اختیار کر کے اُس کا مدد بیج ڈھونڈتا ہے اور مختلف دکانوں مختلف بازاروں میں خود پھر پھر کر اُسے تلاش کرتا ہے اور اپنے نزدیک وہ ایسا بیج جو نہ سڑا ہو نہ گلا نہ بوسیدہ ہو نہ ناقص سرائی قیمت دیکھ لیتا ہے پھر اُسے ایک اندازہ معین سے زمین میں ڈالتا ہے پھر اُسے مٹی میں ملا کر چھپا دیتا ہے پھر اُگنے کے بعد وقتاً فوقتاً پانی دیتا ہے اور جو خود رو گھاس پیدا ہوتی جاتی ہے اُسے ہر وقت کرتا رہتا ہے پھر سب سے زیادہ اُسے اُس وقت حفاظت کرنی پڑتی ہے جب کہ دانہ پڑتا ہے اور جس کے کھانے کے لیے چیزوں کے جھنڈے کے جھنڈے آتے ہیں پھر جب اُن تدبیروں کے کرنے کے بعد اُس کی کھیتی ارضی و سماری آفات سے محفوظ رہے اور اُن باتوں سے جو اُس کے اختیار سے خارج ہیں خدا نے اُس کی زراعت کو بچایا تب وہ ایک ایک دانہ کے سو سو اور ہزار ہزار حاصل کرتا ہے اور اپنی مصنت اور تدبیر کا ثمرہ پاتا ہے پس ان سب چیزوں کا مہیا کرنا اور اُس تسلسل اور ارتباط اور ترتیب کا لحاظ رکھنا تدبیر ہی اور بعد اس کے یہاں پانے کی توقع کرنا سچی اُمید ہی اور ان میں سے کسی چیز کا چھوڑ دینا یا کسی ترتیب و ارتباط میں چوک جانا یا کسی امر کی تقدیم و تاخیر کا لحاظ نہ کرنا یا وقت پر کسی چیز کو استعمال میں نہ لانا تدبیر کی غلطی ہے اور کسی چیز کا باوجود سعی کے نہ ملنا یا کسی اتفاقی امر کا پیش آجانا یا کسی ارضی و سماری آفت سے اُس زراعت کا خراب ہوجانا تدبیر کی مخالفت ہے *

اب ہم اس تدبیر و اُمید کو اپنی قوم کے حال سے ملاتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ جو کچھ وہ اپنی ترقی کی اُمید کرتے ہیں اور جیسے وہ اُس کی تدبیریں کر رہے ہیں وہ حقیقت میں سچی اُمید اور پوری تدبیر ہی یا نہیں چنانچہ ہماری قوم میں سے ایسا تو کوئی نہیں جو اپنی ترقی نہ چاہتا ہو یا اپنی دولت و عزت کی اُمید نہ رکھتا ہو مگر ایسے کم ہیں جو اُس کی تدبیر کرتے ہوں اور جو کرتے ہیں اُن میں بھی ایسے کم ہیں جو اُس میں غلطی نہ کرتے ہوں اور جس ترتیب و ارتباط کا لحاظ رکھنا اُس کے لیے ضروری ہے اُسکا خیال رکھتے ہوں *

ہاں وہ تدبیر جو کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان نے کی ہے ہمارے نزدیک وہ ایسی تدبیر ہے جس کے پورے ہونے پر قومی ترقی کی سچی اُمید ہے کیونکہ اُس کے پانی نے اول ہی سے قدرتی سلسلہ کا لحاظ رکھا ہے وہ پہلے اس بات کے دریافت کرنے پر متوجہ ہوا کہ قومی عزت کا اصلی سبب کیا ہے آخر اُس نے ثابت کیا کہ صرف علم ہی تب وہ اُس کا مستقر ہوا کہ موانع اُس کے ہماری قوم میں کیا ہیں اس سوال کو اُس نے اپنی تمام قوم میں پھیل

چندہ میں حاکموں کے خوش کرنے کے لیئے دہدیتے ہیں تو ہمارے ذہن میں اس سرمایہ کی بمقابلہ اُن کے حوصلہ کے کیا حقیقت ہو رہا دینا یا نہ دینا یہ ہمدردی اور معصیت قومی پر منحصر ہی اُس کی نسبت البتہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کا قسط بلا شبہ ہمارے قوم میں ہی اگر اُس پر خیال کرے کچھ مایوسی ہو تو معصیت نہیں مگر پھر ہر شخص کو اپنا فرض ادا کرنا اور سہمی میں کوتاہی نہ کرنا ضرور ہی السعی منی والاقام من اللہ *

راقم

مہدی علی عفی عنہ

نمبر ۸۶

خط

متعلق چندکا مدرستہ العازم مسلمانان

منشی محمد مشتاق حسین صاحب نے سکرٹری کمیٹی خازن البضاعہ کے نام ایک خط بھیجا ہے اُسکو ہم پچھتے چہاتے ہیں اور جو تدبیر فراہمی چندہ کی اُنہوں نے اُس میں ارقام فرمائی ہیں اور خود اُس پر عمل بھی کیا ہے اُسکا شکرت کرتے ہیں اور تمام مسلماتوں سے اُمید رکھتے ہیں کہ ہر ایک مسلمان مثل منشی مشتاق حسین صاحب کے بدل و جان اس مدرستہ کے واسطے چندہ فراہم کرنے کے لیئے کوشش کریگا *

نقل خط

سکرٹری کمیٹی خازن البضاعہ سلام

بہالہ خدمت مولوی سید احمد خان صاحب بہادر سی ایس آئی تسلیم — میری عزت اور میرا فخر ہوگا اگر آپ میری ایک تنصوۃ جسکی تعداد ساٹھ روپیہ ہے میری طرف سے کمیٹی خازن البضاعہ میں جمع فرمادیں میں پانچ روپیہ مہینے کے حساب سے کمیٹی میں جمع کرونگا جسکی پہلی قسط مئی کی تنصوۃ سے شروع ہوگی آج یکم جون ہے اس لیئے پہلی قسط اس مہینہ کے ساتھ بھیجتا ہوں *

یہ بہت ہی ناچیز رقم ہے جو ایسے بڑے کام میں پیش کرتا ہوں اور بلاشبہ اگر سب مسلمان ایک ایک مہینے کی آمدنی دیدیں تو غالباً کروڑوں روپیہ جمع ہوجانے کی توبہ پہنچ جاوے لیکن دفعتاً ایسا ہونا فی الجملہ مشکل معلوم ہوتا ہے خصوصاً اس لیئے کہ جملہ مسلمانوں کو اس کمیٹی کے مقاصد سے مطلع ہوتے ہوتے ایک عرصہ چاہیئے *

کیا اور مختلف صوبوں کے مختلف لوگوں سے اُس کا جواب لیکر اُن صرائع کو تحقیق کرکے ایک انجمن مقرر کی اور نہایت بھلا و مباحثہ کے بعد اُن کے دور کرنے کی تدبیر سوچی آخر سب کے اتفاق سے سولہ قایم کرنے ایک مدرستہ العلوم کے دوسری صورت قرار نہ پائی چنانچہ اُس نے اُس کی بنیاد ڈالنے کی راہ نکالی اور اُس کے قایم ہونے کے سامان جمع کرنے پر ہمت کی چنانچہ اب تک جو کچھ اُس نے کیا ٹھیک ٹھیک کیا اور وہ ایک ہوشیار دھقان کی چال پر چلا اُس نے زمین بھی اچھی تلاش کرلی ہے اُس جنس کو بھی تحقیق کرلیا ہے جس کی ضرورت ہے اور جو اس وقت بازار میں اچھے نرخ پر پک سکتی ہے اُس کا بیج بھی تلاش کرلیا ہے پس اب اُس قدر سرمایہ کا جمع ہوجانا چاہیئے جو اُس کی قیامت کے واسطے اور دیگر آلات کے جمع کرنے کے لیئے کافی ہو *

یہ ہوشیار دھقان صرف اس تدبیر کے بتانے ہی پر کفایت نہیں کرتا بلکہ سب کا پرجہ اپنے سر پر اُٹھانے اور ساری معصیت کو جو اس کھیتی میں ہوگی اپنے اوپر لینے پر مستعد ہے وہ اپنی قوم سے صرف یہ چاہتا ہے کہ سامان خریدنے کے لائق سرمایہ جمع کریں اور اپنے گھر میں آرام سے بیٹھے رہیں جب فصل تیار ہو جاوے تب اُس کا پھل لے لیں *

اب میں اپنی قوم کے دلوں پر نظر کرتا ہوں کہ یہ نسبت اس تدبیر کے اُن کے دلوں میں کیا خیال گذرتے ہیں جہان تک میں واقف ہوں میرے نزدیک بہت ہی تھوڑے آدمی ہونگے جو اس تدبیر کو کامل اور اس تجویز کو مفید نہ سمجھتے ہوں مگر اُس کے انجام کو ایسا مشکل جانتے ہیں کہ قریب بہ معال سمجھتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ یہ فقط ایک خیالی عمارت ہے جو ہوا میں کھڑی کی گئی ہے کوئی فرماتا ہے کہ یہ بعض ایک فرضی تجویز ہے جو دل بہلانے کے لیئے کی گئی ہے کوئی اسے گورنمنٹی کا انتظام کہتا ہے کوئی اسے ایک معال اور غیر ممکن بات سمجھتا ہے لیکن یہ سب پس ہمتی کی نشانیاں اور ہمدردی اور معصیت قومی نہ ہونے کے نتیجے ہیں کیونکہ یہ سب باتیں دس لاکھ روپیہ کے جمع ہونے پر خیال کی جاتی ہیں حالانکہ یہ روپیہ اُس سے زیادہ نہیں ہے جو ایک بڑے شہر میں ایک برس کے اندر کھیل تماشے میں اُمراء خرچ کر دیتے اور لوگوں لڑکیوں کے شادی بیاہ میں پرہاد کر دیتے ہیں پس اگر ہم اپنی قوم کے اصراف توبہ توبہ اُن کے اصراف پر نظر کرے اس سرمایہ کو زیادہ سمجھتے تو ہم بھی ایک تکلیف مالایطاق اور تدبیر معال کہتے مگر جب ہم اب بھی اپنے اُمراء کے جود و سخا کی یہ کیفیت دیکھتے ہیں کہ ایک ایک باہمت ایسے ہیں جو لاکھ لاکھ روپیہ

میں پرامن سرب نوٹوں کے سود کو مسلمانوں کے واسطے اچھا نہیں سمجھتا زیادہ حد ادب *

کمترین

مشتاق حسین ضی منہ

از علیگڑہ یکم جون سنہ ۱۸۷۲ ع

نمبر ۸۷

ہماری قوم اگر چاہے تو کس درجہ تک

ترقی کرسکتی تھی

آج تک ہمارے ہم وطن فائدہ اس بات سے ناواقف ہیں کہ ہم سب پرچہ مام اصول برٹش گورنمنٹ کے بھیثیت رعیت ہونے مکہ معظمہ کے تمام اعلیٰ ترین عہدہ ہائے سول پر منصوب ہو سکتے ہیں ہائی کورٹ کی ججی گورنر جنرل کی کونسل اور نیز دوسری کونسلوں کی مسجری اڈے اور اعلیٰ عہدہ ہائے فوجی اور انجینیئری وغیرہ اسی طرح سے پاسکتے ہیں جس طرح کہ ہماری فرماں روا قوم کے لوگ ہمارے ملک میں مامور ہیں اور نیز برٹش پارلیمنٹ میں اس ملک کی طرف سے نہایت داخل ہو سکتے ہیں صرف ڈپٹی کلکٹری اور صدرا صدوری ہی ہماری معراج نہیں - انکم ٹیکس اور دیگر معصروالت وغیرہ جن کا ہندوستان میں ایک سو دو مل مل رہا ہے صرف اس سبب سے کہ وہ ہمارے حالات کے نامناسب ہیں اور ہمارے حاکموں نے ہر جہت عدم واقفیت تام ہمارے حالات کے جاری کیئے ہیں ہماری ہی طاقت میں آسکتے ہیں ہم چاہیں جس مقدار سے کم و بیش یا بالکل موقوف کرسکتے ہیں جیسا کہ ہمارے ملک کی حالت مقتضی ہو ہر ایک ایک اور آئین ہمارے واسطے ہمارے ملک میں ہماری تجویزوں سے جاری ہو سکتا ہے نہ کہ ہم بھیڑ اور ہکریوں کی طرح حکومت کیئے جانے کو مجبور ہیں - ہم ہر ایک قسم کے فنون اور تجارت کو اپنے ملک میں ترقی دے سکتے ہیں افریقہ کے وحشیوں کی طرح کہ وہ زرافہ کی ہڈیاں اور ہائی دانہ جنگلوں سے جمع کر کے نہایت ارزاں قیمت پر اقوام یورپ کے ہاتھ بیچتے ہیں اور یہہ دانشمند فرمیں اُس بد ہیئت اور متعفن ہڈیوں سے ہزاروں صدہ چیزیں بنا بنا کر بڑے بڑے فائدے اُٹھاتی ہیں ہم تمام ہندوستان کی اشیاء تجارت ملک روٹی اور نیک چربی حمزہ وغیرہ یورپ کو بھیجتے ہیں اور ہم خود اُس کے فرائد اور قابل استعمال کرنے سے بے بہرہ ہیں ہم پر یہی فرض نہیں ہے کہ ہم تمام ہندوستان کی روٹی مینیسٹر کو بھیجا کریں اور یہاں اُس کا کپڑا بنے اور پھر ہمارے ہی ہاتوں سے گئی قیمت کو بکے بلکہ ہم خود بھی بھیثیت جماعتیں

تاکہ جسقدر مسلمان اُسکے مقاصد سے مطلع ہو گئے ہیں اور ہوتے جاتے ہیں اُنکو صرف اسقدر امداد پر انتقا نہ کرنا چاہیئے کہ ایک رقم یک مشاغل ملایت کریں اگرچہ یہی قدر کے قابل ہیں وہ پیشہ بہا ترقی میں جو اس کار خیر میں پیش کیئے جاویں - مسلمانوں کو چاہیئے کہ کوئی ایسی سبیل نکالیں جس سے اس کمیٹی کی سالانہ آمدنی نہایت استحکام کے ساتھ اور بڑے افراط کے ساتھ قائم ہو جاوے *

میں نے اپنے ہاں ایک مریض کے مرض سے مصفا پانے کے شکریہ میں جناب باری میں اس کمیٹی کے واسطے ایک مختصر سی منہ مانی تھی بجائے مصلیٰ کہنے کے چنانچہ پانچ روپیہ اُس منہ کی پاپ اس کمیٹی کے لیئے بھیجتا ہوں *

میں نے ایک جنگی اپنے روز مرہ کے ہر ایک قسم کے صرف پر اس کمیٹی کے واسطے اس طرح سے مقرر کی تھی کہ اگر ایک پڑھیا اور نادار سے نادار اور ایسا شخص بھی اُسکو اپنے اوپر لازم کر لے جسکو وہ ہو وقت میں روٹی ملتی ہو تو بھی کچھ ناکوار نہ ہوگی اُس جنگی سے مجھکو پہلے مٹی میں ایک روپیہ دو آنہ وصول ہوئے وہ بھی میں اس مریض کے ساتھ بھیجتا ہوں اور آئندہ انشاء اللہ یہہ جنگی میں ہمیشہ بھیجتا رہوگا *

اُور بھی میں نے بہت سے ارادے دل میں تھان لیئے ہیں اگر خدا نے پورے کیئے تو کمیٹی کو اُن کی اطلاع دوں گا - میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ ارادہ کی تقریب اور خصوصاً مکتب کی تقریب میں جو روپیہ وصول صرف ہوتا ہے اُس صرف کو روکا جاوے اور اُس میں سے ایک پڑا حصہ اس کمیٹی میں دیا جایا کرے جب تک یہہ کمیٹی عام مدارس قائم کرنے کے بطوری لائق ہو جاوے تو یہہ مدہ جو ہر ایک مقام سے وصول ہو اُسی مقام یا اُسکے قریب تر مقاموں میں جیسا موقع ہو مسلمانوں کی ترقی تعلیم میں صرف کی جاوے *

مکتب کی تقریب کا جو حوالہ میں نے دیا ہے میں نہیں سمجھتا کہ وہ کون مسلمان ہوگا جو اپنی اولاد کی مکتب کی تقریب اس قیمت سے کراتا ہے کہ آئندہ اُسکی تعلیم کامل اور عمدہ ہو اور پھر وہ اس کمیٹی میں اُس وصول صرف میں سے ایک پڑا حصہ نہ دے اور گئے گذرے درجہ پر فیصدی بیس روپیہ یا پچیس روپیہ سے بھی دریغ کرے *

گیارہ روپیہ دو آنہ میں بھیجتا ہوں جسکا تذکرہ اوپر ہوا اور یہہ درخواست کرتا ہوں کہ میرے روپیہ سے جو اسوقت میں بھیجا اور جو آئندہ میں بھیجوں جائداد خریدی جاوے یا مکان بنایا جاوے دیرامیسری نوٹوں کی خریداری میں صرف نہ کیا جاوے اس لیئے کہ

ہماری قوم اگر ترقی چاہے یکم جمادی الاول سنہ ۱۲۸۹ ہجری ہماری قوم اگر ترقی چاہے

اور نہ مذہب پس ہم پر لامتناہی ایسے خطائے لکھنے کے مرض جو کہ تہذیب الاخلاق مطبوعہ ۲۰ مصر میں چھپا ہی دلی شکوہ مولوی سید مہدی علی صاحب کا کرنا اور نہایت عزت اور وقعت اُنکی اپنے دل میں رکھنا اور دل و جان سے اُن کا شریک اور معین ہونا واجبات سے ہوگا ہم کو اس بات پر خوب یقین کرنا چاہیئے کہ یہی وہ لوگ ہیں جو کہ محض اپنی نیک نیتی سے اپنی قوم کی عزت رکھنے اور حسن معاشرت اور تہذیب کے ترقی دینے اور دین و مذہب کو مددہ طرح سے باقی اور ہر توار رکھنے میں کوشش کر رہے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو غرب سمجھتے ہیں کہ اگر ہم ابھی سے اپنی قوم کی پہلائی میں کوشش نہ کریں گے تو آئندہ اُس کی حالت کیا ہوئے والی ہی ترقی یافتہ ملکوں کی تواریخ کے عالم اس بات سے واقف ہیں کہ قریب تین سو برس پیشتر انگلستان میں جب کہ اس قوم کے چند شخصوں نے اپنی قومی ترقیات میں کوششیں کی تھیں تو اُنہیں بھی بڑی بڑی دقتیں پیش آئی تھیں مگر آخرش وہ کامیاب ہوئے تھے جیسا کہ ہم اب اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور ابھی تک اُن کے نام قومی روشن ہیں اسی طرح ہمارے یقین ہی کہ یہہ لوگ ہماری قوم کے ترقی خواہ بہت جلد اپنی کوششوں میں کامیابی حاصل کر لیں گے ہماری قوم میں ہمیشہ کے لئے قام فیک چھوڑینگے اور عند اللہ اور عند الرسول اس کا اجر عظیم پاورینگے الصق یعلمو لا یعلمی اور پورا کہنے سے تو ما نبی اللہ والرسول معاً من لسان الوردی کیف انا مجتہد قریب تین سال سے اکثر بلاد عرب افریقہ اور یورپ کے دیکھنے علی الخصوص انگلینڈ اسکاٹ لینڈ میں رہنے کا اتفاق ہوا ہی میں نے ہر طرح کے کارخانہ ہائے صناعی اور تجارت دیکھے ہیں جلسہ ہائے علوم اور فنون اور ہر طرح کے عام اور خاص جلسوں اور تماشہ گاہوں میں شامل ہوا ہوں بہت سے کالج اور اسکول اور اکسفورڈ اور کیمبرج کی یونیورسٹیاں دیکھی ہیں وہ ایک کے اسباب ترقی اور تنزل کو معلوم کیا ہی اور سب کا ما حاصل یہہ ہی کہ جو کچھہ کیا ہی قوم نے کیا ہی جو کچھہ کرتی ہی قوم کرتی ہی اور جو استحکام کہ قوم کے ساختہ اور پرداختہ ہو سکتا ہی دوسری چیز کو نہیں ہوتا اور جو مددہ نتائج کہ اُسے حاصل ہوتے ہیں ہم اپنی آنکھ سے دیکھ رہے ہیں جس کارخانہ یا مدرسہ کی ابتدا دریافت کی گئی تو معلوم ہوا کہ اول فلان فلان چند شخصوں نے اس بات پر کوشش کرنا شروع کی تھی اور پھر فلان فلان اعلیٰ دول اُن کے شریک ہو گئے اور پھر عوام یہاں تک کہ ذرا سے چشمہ سے تہرے ہی عرصہ میں ایک بہت بڑا دریا ہو گیا جس کی نہریں تمام دنیا میں پھیل گئیں ان ملکوں کے حالات اور اسباب زندگی دیکھہ دیکھہ کر میں اپنی قوم کے حالات پر

قائم کرنے کے اگر زیادہ تر نہیں تو اپنے ہندوستان ہی کے مصارف کے لائق اور وہاں کی ہی خواہشوں کے موافق ہندوستان ہی میں پناہ سکتے ہیں اور ازاں ترقی قیمت پر خرید سکتے ہیں اور تجارت ہی ایک بہت بڑا ذریعہ ہی قوم کے متمول اور آسودہ ہونے کا جو کہ آج تک اقوام یورپ کے حصہ میں ہی - تاریخی اور ریل کپڑا بنانے اور زراعت کی کاروں کا بنانا اور استعمال کرنا بھی معجزہ اور کرامات نہیں - ہم نے اپنے علوم اور فنون قدیم کو بھی بچاے اس کے کہ ترقی کرتے کھر دیا کیا کرتی اس بات کو تسلیم کرنے میں ایک لمحہ بھی انکار کریگا کہ بڑے بڑے عالموں شاعروں حکیموں طبیبوں سے ہمارا ملک خالی ہو گیا اور آئندہ کو نام بھی باقی نہ رہیگا اگر ہم تدبیر نہ کریں گے تو کہ ہمارے علوم پرانی ہی تحقیقاتوں پر مبنی ہوں مثلاً طب میں تشریح کہ بو علی سینا یا جالینوس نے جو صدہا برس پیشتر ہندوستان کا بدن چیر کر لکھی ہو اور زمانہ حل کے ڈاکٹروں کی نئی نئی تحقیقاتوں اور تجربوں سے کچھہ بھی نسبت نہ رکھتی ہو اور ہم نے ان نئے تجربوں سے کچھہ بھی ترقی نہ دی ہو خواہ اس دلیل سے کہ ہمارے متقدمین ہم سے علم اور عقل میں بدوجہا بہتر تھے یا آنکہ ہم اپنی پاک عربی کی کتابیں کیوں نئی تہریفات سے ملوث کریں بغیر لکھا اس بات کے کہ یہہ پاک کتابیں بھی یونانی سے ہی ترجمہ کی گئی ہیں الغرض ہم سب کچھہ کرسکتے ہیں اگر ہم چاہیں مگر ہماری جہالت اور توہمات پیچھا ہماری ترقیات کے مانع ہیں اگر ہم جاہل تہوتے تو ہم فوراً جان لیتے نہ کہ کون کون ہمارے ایسے استعلاق ہیں جو مٹل دیگر رعایاے ملکہ معظمہ کے ہمکر ابھی تک حاصل نہیں ہوئے اور کونسا وہ طریقہ ہی جس سے کہ ہم حاصل کرسکتے ہیں اور اس حالت میں گورنمنٹ کو بھی ہمارے پورے پورے استعلاق ہمکو دیدینے میں ذرا بھی تاہل نہ ہوگا تاریخیہ وہ لیافت ہی ہمکو حاصل نہو جس سے کہ ہم اپنے تمام حقوق کو حاصل کرکر اچھی طرح سے استعمال کرسکتے ہوں بلکہ اُس سے بھی زیادہ ایک وحشیانہ حالت میں اپنے آپ کو دیکھتے ہیں تو کھونکر اُس گورنمنٹ سے جس کو ہمارے معراے محض ہونے کا یقین ہی ہم ترقع کرسکتے ہیں بہلا کیونکر کوئی فن اور کسی طرح کی تجارت کو ہم اپنی قوم میں پھیلا سکتے ہیں جب کہ ہماری جہالت اس درجہ تک پہنچ گئی ہو کہ ہم دنیا کے حالات سے قطع نظر اس شہر ہی کے گلی اور کونچوں سے بے خبر ہوں اگر ہم ادنیٰ فکر اور کامل بھی کریں اور بلا تعصب ہو ایک ملک کی حالت پر نظر آلیں اور ایک کو دوسرے سے ملاویں اور اسباب ترقی اور تنزل دریافت کریں اور پھر اس بات کو بھی دیکھیں کہ اگر ہم نہ جاگینگے تو پھر نہ ہماری قوم ہی اور نہ دین

چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان یک جمعی الاول سنہ ۱۲۸۹ ہجری چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان

جستدر زر چندہ وصول ہوتا ہی بالفعل برقام بنارس بنگال
میں امانت کیا جاتا ہی اس لیئے مسلمانوں سے درخواست کی جاتی
ہی کہ بقدر اپنی ترفیق کے زر چندہ مرحمت فرمائیں *

راقم

سید احمد

لیف انریجی سکریٹری کمیٹی خازن البضائع

پابست نذر امام ضامن علیہ السلام ص ۱

نذر اللہ از جانب مولوی زین العابدین صاحب ص ۳

نذر اللہ از جانب سید احمد خاں صاحب ص ۴

نذر اللہ از جانب منشی مشتاق حسین صاحب

پابست منت شفاء بیمار ص ۵

نذر اللہ از جانب منشی مشتاق حسین صاحب

بطور چنگی منجملہ اخراجات روز مرہ ص ۶

سید ظہور حسین صاحب وکیل ہائی کورٹ

الہ آباد ص ۷

سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی جیج

سمال گار کورٹ بنارس ص ۸

مرزا رحمت اللہ بیگ صاحب رئیس بنارس ص ۹

میر تراب علی صاحب ڈپٹی کلکٹر مین پوری ص ۱۰

مولوی سید مہدی علی صاحب ڈپٹی کلکٹر

مرزا پور ص ۱۱

مولوی سید زین العابدین صاحب صدر امن

بلند شہر ص ۱۲

سید محمد احمد خاں صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ

کمشنر ہردوٹی ص ۱۳

منشی محمد یار خاں صاحب رئیس مراد آباد ص ۱۴

نصیب اللہ ملازم سید احمد خاں بہادر سی

ایس آئی سب آرڈیننس جیج بنارس ص ۱۵

مولوی سید محمد عبداللہ صاحب انالیق

مہاراجہ درہنگا ص ۱۶

مولوی محمد عارف صاحب ناظر کلکٹری بنارس ص ۱۷

منشی مصطفی بخش صاحب پیشکار کلکٹری

بنارس ص ۱۸

تاسف کیا کرتا تھا اور یہی خیال باندھا کرتا تھا کہ کونسا وہ طریقہ
ہی جس سے ہمارا قومی تنزل اور ادبار دنع ہو مگر جیسے
تہذیب الاخلاق کے عمدہ عمدہ مضامین کو مینے پڑھا ہی اور تمام حالات
پر نظر ڈالی ہی اور ہو ایک اُس کے پہلو اور جوانی کو فور کیا ہی تو
مجھے تسقدر اس بات کا یقین ہو گیا ہی کہ یہی بسم اللہ ہماری
قوم کی عزت اور نام برقرار رکھنے والی چیز کی اور یہ ہی ہی حسن
معاشرت اور ترقی دینے والی لہنا مجھے اُمید ہی کہ ہماری قوم کے
تمام سردار اور اہل دل اور نیز عوام اپنے قومی جوش اور اسلامی
حرارت کے ساتھ تہذیب الاخلاق کی ملت غائی میں مدد کریں گے اور
سب سے پہلے مدد کرنے کا کام یہ ہی کہ ہر ایک مسلمان علی قدر
مراتب و حال اپنی قومی بہبودی کے واسطے ایک بڑا دارالعلوم اور
فتوں اور چند اُس کی شاخیں قائم کرنے میں شریک ہو اگر یہ
دارالعلم قائم ہو گیا تو عرب یقین جان لینا چاہیں گے کہ ہمارے تمام
مردہ علوم زندہ ہو جائیں گے ہماری قوم کا ادبار جاتا رہیگا ہماری
قوم کے حسن معاشرت اور تہذیب میں ترقی ہرئی شروع ہو جاوے گی
بے ہنری دور ہوگی افلاس نہ رہیگا دولت مند ہو جائیں گے دوسری قوموں
کی نظروں میں حقیر اور ذلیل نہ معلوم ہونگے ہر طرح کے علم اور ادب
میں دسترس ہوگی اور اپنا دین اسلام بہت اچھی مضبوطی کے ساتھ
قائم اور برقرار رکھ سکیں گے اور نیز مجھے توقع ہی کہ ہمارے دیسی
اخبار اپنے نرایض کے بموجب جیسا کہ وہ کر رہے ہیں اپنی قوم کی
بہلائی کی غرض سے تمام ہندوستان کے مسلمانوں کو جگانے اور اُن کو
اس قسم کا دارالعلم اور مدرسہ قائم کرنے کے لیئے پوری طاقت صرف
کریں گے اور کافی توجہ دہیں گے *

محررہ ۳۰ مئی سنہ ۱۸۷۲ء } از لندن
راقم محمد حکمت اللہ مکی سنہ

چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان

کمیٹی خراسکار قومی تعلیم مسلمانان نے خاص مسلمانوں کی
تعلیم کے لیئے جو مدرسۃ العلوم مقرر کرنا تجویز کیا ہی اور جس کا
نکر تہذیب الاخلاق کے پرچوں میں چھپ چکا ہی اُس کے قائم کرنے
کے لیئے چندہ شروع ہو گیا اور تاریخ ۲۵ جون سنہ ۱۸۷۲ء تک صاحبان
مندرجہ ذیل نے نہرست چندہ پر یہ تعداد مندرجہ ذیل اپنا نام نامی
مندرجہ فرمایا *

چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان یکم جمادی الاول سنہ ۱۲۸۹ ہجری چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان

منشی محمد رعایت حسین صاحب محافظ	منشی محمد ممتاز علی صاحب اہلمد
دفتر عدالت دیوانی بنارس ...	فوجداری بنارس
منشی محمد نعیم اللہ صاحب ناظر عدالت	حافظ مجتبیٰ کریم صاحب منشی اول محکمہ
دیوانی بنارس ...	صفائی شہر بنارس
منشی محمد عبداللہ صاحب روبکار نویس	منشی محمد حسین صاحب سررشتہ دار عدالت
عدالت دیوانی بنارس ...	دیوانی بنارس
منشی محمد علیم اللہ صاحب ڈگری نویس	حافظ کریم بخش صاحب ساکن اثاثہ
عدالت دیوانی بنارس ...	مرزا نبو صاحب رئیس بنارس
منشی احمد بخش صاحب روزنامچہ نویس	نواب محمد حسن خاں صاحب بہادر جاگیردار
عدالت دیوانی بنارس ...	سنواری رئیس بنارس
منشی محمد عبدالقادر صاحب مقرر سشن	سید فدا حسین صاحب سب انسپیکٹر تھانہ
بنارس ...	مرزا مراد
منشی منصب علی خاں صاحب نائب	میر امید علی صاحب ڈگری نویس محکمہ
محافظ دفتر عدالت دیوانی بنارس ...	سب آرڈینیت جج بنارس
منشی محمد اصغر حسین صاحب مقرر	سید عبدالغنی صاحب مقرر محکمہ سب
رجسٹری بنارس ...	آرڈینیت جج بنارس
منشی محمد مظفر کریم صاحب نقل نویس	محمد عبدالرحمن صاحب مقرر اجراء ڈگری
عدالت دیوانی بنارس ...	منصفی اول بنارس
منشی سید محمد ہادی بخش صاحب نقل	میر عنایت علی صاحب مقرر اجراء ڈگری
نویس عدالت دیوانی بنارس ...	محکمہ سب آرڈینیت جج بنارس
منشی احمد حسین صاحب نقل نویس	شیخ عبداللہ صاحب زمیندار موضع دیوان
حافظ عنایت الرحمن صاحب طالب علم کوٹنڈ	پرگنہ دھوس ضلع بنارس
کالج بنارس ...	مولوی محمد عبدالستار صاحب وکیل عدالت
مولوی محمد اشرف حسین خاں صاحب	دیوانی بنارس
رئیس بنارس	مولوی شجاع الدین حیدر صاحب وکیل عدالت
عالی جناب نواب محمد علی خاں صاحب	دیوانی بنارس
بہادر سابق نواب ٹونک	حافظ محمد فضل الرحمن صاحب وکیل عدالت
منشی محمد مشتاق حسین صاحب نائب	دیوانی بنارس
سررشتہ دار کلکٹری علیگڑہ	سید عبدالرحیم صاحب امین عدالت دیوانی
منشی محمد مسعود شاہ خاں صاحب منصرم	بنارس
محکمہ منصفی ہاتھرس ضلع علیگڑہ	میر سجاد علی صاحب وکیل عدالت دیوانی
حکیم محمد سردار مرزا صاحب رئیس دہلی	بنارس

اشتہار

صدر کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان
ہندوستان

واضح ہو کہ کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان کی
رپورٹ بنارس میں چھپ چکی ہے اس رپورٹ کے تخصیصاً
تین سو بیس صفحہ ہیں اور اس میں تین حصہ ہیں *
پہلے حصہ میں جو رسالے انعام کے لیئے منتخب ہوئے
ان کا ذکر ہے *

دوسرے حصہ میں چار بحثیں ہیں *
بحث اول میں گورنمنٹ کالجوں اور اسکولوں میں
مسلمان طالب علموں کے کم داخل ہونے کے اسباب سے
بحث ہے *

بحث دوم میں تحصیل و حلقہ بندی مکتبوں میں
مسلمان طالب علموں کے کم داخل ہونے کے اسباب سے
بحث ہے *

بحث سوم میں مسلمانوں میں علوم قدیمہ کے گہٹ
جانے کے اسباب سے بحث ہے *

بحث چہارم میں مسلمانوں میں علوم جدیدہ کے
رواج نہ پانے کے اسباب سے بحث ہے *

تیسرے حصہ میں مسلمانوں کی ترقی تعلیم کی
تدبیریں اور طریقہ جس طرح پر کہ انکی تعلیم و تربیت
اس زمانہ میں ہونی چاہیئے اور جس طرح کے مدرسہ اور
مکتبہ انکی تعلیم کے مقرر ہوئے چاہیئیں انکا بیان ہے *
خانمہ میں ان پچیس رسالوں کا خلاصہ مندرج ہے جو
حسب اشتہار کمیٹی تصنیف ہوئے تھے اور جنکے ہر ایک
مضمون پر کمیٹی نے بحث کی ہے *

اس رپورٹ کی قیمت پانچ روپیہ مقرر ہوئی ہے جس
صاحب کو اسکا خریدنا منظور ہو راقم ائم پاس زر قیمت
ارسال فرماکر رپورٹ مذکور طلب فرمائے *

واضح ہو کہ بموجب تجویز کمیٹی منعقدہ ۳۱ جولائی
سنہ ۱۸۷۱ ع اس رپورٹ کے چھپنے کے لیئے جداگانہ چندہ
ہونا تجویز ہوا ہے جس میں جن مسبوروں نے خاص اس رپورٹ
نے چھپنے کے لیئے زر چندہ بقدر پانچ روپیہ یا اس سے زیادہ
ندیا ہوگا ان کے پاس یہ رپورٹ بموجب تجویز کمیٹی
منعقدہ ۷ مارچ سنہ ۱۸۷۲ ع مرسل نہوگی *

دستخط سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی
سکرٹری کدیتی مقام بنارس

شیخ غلام علی صاحب رشید اکبر علی صاحب
رئیس بنارس

ص ۱۰۰

منشی محمد سبھان حیدر صاحب سررشتہ دار
کلکتہ بنارس

ص ۱۰۰

ص ۱۰۰

بابو بینی پرشاد صاحب رئیس بنارس
مولوی محمد حفیظ الدین احمد صاحب رئیس

ص ۱۰۰

دیوا ضلع نواب گنج بارہ بنکی
سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی

ص ۱۰۰

بابت قیمت تصویر فوٹو گراف
کپتان جی ایف آئی گریہیم صاحب بہادر

ص ۱۰۰

سپرٹنڈنٹ پولیس
مرزا خدا داد بیگ صاحب رئیس دہلی

ص ۱۰۰

باشندہ لکھنؤ
جناب خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر

ص ۱۰۰

اعظم ریاست پٹیالہ
شیخ تصدق حسین صاحب رئیس الہ آباد منصور

ص ۱۰۰

بندوبست علاقہ دودھی ضلع مرزا پور
منشی محمد اکرام حسین صاحب رئیس

ص ۱۰۰

گھانم پور ضلع کانپور منصور علاقہ راجہ کنت
ضلع مرزا پور

ص ۱۰۰

حاجی محمد ممتاز علی خاں صاحب رئیس
میرتھہ

ص ۱۰۰

منشی محمد صدیق صاحب رئیس میرتھہ
دبئی مجسٹریٹ نہر

ص ۱۰۰

مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب رئیس
دہلی وکیل ہائی کورٹ الہ آباد

ص ۱۰۰

مولوی فرزند علی صاحب وکیل عدالت دیوانی
مرزا پور

ص ۱۰۰

محمد اکبر علی خاں صاحب رئیس مرزا پور
مسٹر والتر اسمائٹ صاحب بہادر

ص ۱۰۰

بابو ہرشنکر پرشاد سنگھ صاحب بہادر رئیس
بنارس

ص ۱۰۰

ص ۱۰۰

میران

بمقام عیگڈہ — مطبع علیگڈہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۱۰]

۱۵ جمادی الاول سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[جلد سوم]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قونٹیشن کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیگڑہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے جاتے ہیں اور اس سبب سے اخبار اصناف و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو خط اوہام اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹائے جائیں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جستدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہرگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر دیا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات رواتگی پرچہ سے اُن کو کچھ قعاق نہرگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ مع اخراجات رواتگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

THE PROJECTED MOHAMMEDAN ANGLO ORIENTAL
COLLEGE.

We beg to publish here for general information a letter relating to the proposed Mohammedan Anglo Oriental College, from the Government, N. W. Provinces, to the Director, D. P. I., N. W. P., a copy of which has been forwarded to the Secretary to the Committee for the better diffusion and advancement of learning among the Mohammedans of India.

The Mohammedan community will doubtless peruse this letter with extreme pleasure, containing as it does a promise, should the project succeed, of Government aid under the grant-in-aid Rules.

That the project should succeed ought to be the earnest desire of every right minded Mohammedan, and it is earnestly hoped that all will come forward with donations according to their means. If they will only reflect that it requires but a very small sum from each individual to establish the proposed College, we feel sure that they will all respond heartily to the Committee's appeal for aid.

Our Government deserves the most hearty thanks of all followers of Islam for the interest which it shows in their welfare, and for its readiness to promote the establishment of a College intended as it is for the special benefit of the Mohammedans.

COPY.

No. 2394 A of 1872.

From,

THE SECRETARY TO THE GOVT. OF THE
N. W. Provinces.

To

THE DIRECTOR OF PUBLIC INSTRUCTION,
N. W. Provinces.

Dated Nynce Tal, the 1st of July 1872.

GENERAL DEPARTMENT, N. W. P.

SIR,

I am directed to forward, for any remarks you may wish to offer, the accompanying letter dated 14th June, with enclosures, from Syed Ahmed Khan Baha-

مفسرون نمبر ۸۸

مجوزہ مدرسۃ العلوم مسلمانان

چٹھی مندرجہ ذیل مرسلہ صاحب سکرٹری گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی پننام صاحب ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن ممالک مغربی و شمالی جس کی نقل سکرٹری کمیٹی خراستگار ترقی تعلیم مسلمانان ہندوستان کے پاس بھیجی گئی ہے واسطے اطلاع عوام کے مشتہر کی جاتی ہے *

اس میں کچھ شبہ نہیں ہے کہ تمام مسلمان اس چٹھی کو پڑھا کر بہت خوش ہونگے کیونکہ اس میں بشرط کامیابی اس تدبیر کے جو مد نظر ہے یعنی بھلائی قائم ہو جانے مدرسہ مجوزہ کے اس بات کا وعدہ گورنمنٹ کی طرف سے کیا گیا ہے کہ ہرچند قواعد گورنمنٹ اس ایڈ کے یعنی ہرچند اُن قواعد کے جن کے ہرچند گورنمنٹ مدرسوں میں مسابو اس آمدنی کے جو رعایا نے کی ہو روپہ دیئے سے مدد کرتی ہے اس مدرسہ کی بھی گورنمنٹ مدد کریگی *

اس تدبیر کی کامیابی کی کوشش ہر ایک حق مسلم کو دل سے کوئی چاہیئے اور اُمید رائق ہے کہ ہر شخص اپنی حیثیت کے ہرچند خود بخود کچھ نہ کچھ اس مدرسہ کے لیئے چندہ دے گا اگر مسلمان بھی خیال کریں کہ ہر ایک آدمی اگر تھوڑا تھوڑا چندہ دے تو بھی یہ مدرسہ مجوزہ بھری قائم ہو جاوے گا تو ہم کو یقین ہوگا کہ تمام مسلمان بدل و جان اس مدرسہ کے قائم ہونے میں مدد کریں *

تمام مسلمانوں پر فرض ہے کہ بعض اُس ہوا خراہی کے جو گورنمنٹ اُن کی بہبودی کے لیئے کرتی ہے اور نیز اس کالج کے قائم ہونے پر جو بالتخصیص مسلمانوں کے فائدہ کے لیئے ہی مدد کرنے پر آمادہ ہے گورنمنٹ کا شکریہ سچے دل سے ادا کریں *

ترجمہ چٹھی مذکورہ بالا

نمبر ۲۳۹۴

حرف الف باب سنہ ۱۸۷۲ ع

از جانب سکرٹری گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی

پننام

صاحب ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن ممالک مغربی و شمالی

مقام ٹینی قال

مورخہ یکم جولائی سنہ ۱۸۷۲ ع

جنرل ڈپارٹمنٹ ممالک مغربی و شمالی

حسب ہدایت گورنمنٹ میں آپ کی خدمت میں قطعہ چٹھی معہ کاغذات متعلقہ اُس کے جو سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی

door, C. S. I., Secretary to the Select Committee for the better diffusion and advancement of learning among Mohammedans of India.

2. I am to observe that the Lieutenant-Governor will be prepared to take copies of the Pamphlet for distribution among the Educational Officers and Educational Committees in these Provinces.

3. I am to add that should the Society's efforts be successful in effecting the establishment of a Mohammedan College, on the projected footing, that is of imparting a liberal secular education, in addition to a religious education, the aid of Government could best be afforded in respect of the former on the basis of the grant-in-aid Rules.

I have, &c.,

(Sd.) C. A. ELLIOTT,

Secretary to the Government of
the N. W. Provinces.

No. 2395 of 1872.

GENERAL DEPARTMENT OF THE N. W. P.

Dated Nynce Tal the 1st July, 1872.

ORDER.

Ordered that a copy of the foregoing be forwarded to the Secretary to the Select Committee for information in reply to his letter of 14th June with the remark that a copy of the Committee's Report, Rules, &c., has been forwarded to the Supreme Government as desired.

(Sd.) J. LLOYD,

For Secretary to the Govt. of the
N. W. Provinces.

جواب ندیا — یہ نہ کہہ کہ میں خطاب کے لائق نہ تھا یا میرا خط
لاجواب تھا *

میرے پیارے مہدی میں آپ کو ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ جو خراب
اثر مشرعی طریقہ تعلیم کا انسان کے دل اور طبیعت پر ہوتا ہے اس
سے آپ کبھی ایسی نرہیں آپ سمجھتے ہیں کہ نبی آخر الزماں صلعم
کو امی معض رکھنے میں کیا حکمت تھی — یہی حکمت تھی کہ
نیپورل فیض جو اندرونی چہروں کا جاری رہتا ہے اس کو کوئی

سکرٹری سلیکٹ کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان ہندوستان نے
ارسال کی ہے اس غرض سے بھیجتا ہوں کہ اگر آپ اس کی نسبت
کچھ کیفیت لکھنی چاہیں تو لکھیں *

دفعہ ۲ یہ بات بھی آپ کو واضح رہے کہ جناب نواب
لغتنک گورنر بہادر رپورٹ سلیکٹ کمیٹی کی کتابیں جس کا ذکر اس
چٹھی میں ہے اس مقصد سے لیوین گئے کہ ان ممالک کے سرورشتہ تعلیم
کے انیسویں اور تعلیم کی کمیٹیوں کو تقسیم کی جارہیں *

دفعہ ۳ مجھے اس بات کے لکھنے کی بھی اجازت ہے کہ اگر
کمیٹی کی کوششوں سے وہ کالج قائم ہو جاوے جس کی تصویز ہو رہی
ہے اور جس میں کہ عام دنیاوی علوم بشمول مذہبی علوم کے پڑھائے
جاوینگے تو گورنمنٹ بھی بخوبی عام دنیاوی علوم کی تعلیم کے لیے
بموجب قواعد "گورنمنٹ ان ایڈ" کے اس مدرسہ کو مدد دیگی *

دستخط سی اے الیٹ

سکرٹری گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی

نمبر ۲۳۹۵

حرف الف باب سنہ ۱۸۷۲ ع

جنرل ڈپارٹمنٹ ممالک مغربی و شمالی

مقام نیپنی تال — مورخہ یکم جولائی سنہ ۱۸۷۲ ع

حکم ہوا کہ اس چٹھی کی ایک نقل سکرٹری سلیکٹ کمیٹی کے
پاس اطلاع اور نیز بجواب اُن کی چٹھی مورخہ ۱۴ جون کے بھیجی
جارے اور یہ بھی اطلاع دی جارے کہ کمیٹی کی رپورٹ اور قواعد
وغیرہ کی ایک پرت اُن کی درخواست کے بموجب سوپریم گورنمنٹ
میں بھی ارسال کی گئی *

دستخط جے لائل

از طرف سکرٹری گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی

نمبر ۸۹

خط

نوشتہ سیدی احمد

بنام

مولوی سیدی مہدیعلی صاحب سلمۃ اللہ تعالیٰ

پیارے مہدی — انیسویں آپ نے مجھ کو بہت انتظار میں رکھا اور
پیرے خط کا جو ۱۵ ربیع الثانی کے تہذیب الاخلاق میں چھپا کچھ

حقیقی معنی لفظ شجر کے ہمارے خیال میں آتے ہیں — غالباً اسکا کر آپ اقرار کریں گے بلکہ کوئی اور مراد شجر سے لوگے پس جہاں آپ نے لفظ شجر سے اس کے حقیقی معنی یا لکھو اور کلو کا پڑا ہوا درخت مراد نہ لیتے تو صرف وہ ایک تمثیل رہ جاوے گی۔ وماہر الا مالہمہنی رہی *

کیا سچ مع آپ یہہ یقین کرتے ہیں کہ لفظ نبت لہما سو اُنہما سے حقیقت میں یہی مراد ہی کہ نعتہ بالہ حضرت آدم کی وہ چیز گول گول و لپی لپی دیکھائی دینے لگی تھی کیا حقیقت میں اس سے حضرت حوا کی ہرنگاہ مراد ہی اگر ان الفاظ کو آپ اپنے حقیقی معنوں میں مستعمل سمجھتے ہیں تو کس قدر ونج اور غم کی بات ہی کہ آپ سا آدمی جو مہدی ہذا الزماں ہر مفسروں اور ترجمہ نویسوں کی ایسی بلاغت کی پیروی کرے کیا لفظ ”سورة“ کے اور معنی عرب کی زبان میں نہیں ہیں اور کیا یہہ لفظ اور معنوں میں مستعمل نہیں ہوتا ہی اسی سورة میں اور انہی لفظوں کے بعد خدا تعالیٰ فرماتا ہی یا پنی آدم قد ازلنا علیکم لباساً یزاد سرأتکم وریشا ولباس التقوی ذاک خیر ذلک من اہات اللہ لعلہم ینذروں یا پنی آدم لا یقتلکم الشیطان اما اخرج ابریکم من الجنة ینزع عنہما لباسہما † لیورہما سو اُنہما ‡ انہ یواکم ہو و قبیلہ من حیث لا تدرہم انا جعلنا الشیاطین اولیاء للذین

قبول منوع یعنی اللہ تعالیٰ سورة اعراف میں فرماتا ہی کہ ر اے آدم کے بچوں تمکو شیطان نہ بھکاہے جس طرح کہ تمہارے ماں باپ کو ہمیشہ میں سے (بھکانے) نکالا چھوٹ لیا اُن سے اُنکا لباس (یعنی لباس تقویٰ) تاکہ دکھارے اُنکو اُنکی برائیاں بے شک رہ اور اُسکا کنبہ تمکو دیکھتا ہی اسطرح پر کہ تم اُنکو نہیں دیکھتے بے شک ہم نے شیطانوں کو اُن لوگوں کا مربی کیا ہی جو ایمان نہیں لائے *

پس ان تمام آیتوں کو ملاؤ اور فور کر کہ یہہ سب تشریہ واستعارہ ہی ان سے معنی حقیقی مراد نہیں ہیں جیساکہ اور علماء نے بھی تسلیم کیا ہی پس اب تمثیل ہونے میں کیا باقی رہ گیا وماہر الا مالہمہنی رہی *

یہائی مہدی براے خدا آپ ذرا انصاف کریں کہ قرآن مجید کے یہہ معنی لینے کہ جب آدم و حوا نے گنہوں کے درخت کا پھل کھا لیا تو اُن کے اعضاء مضمرہ دکھائی دینے لگے قرآن مجید کی عربی اور

پہر تو چیز مزاحم تھو اور جو کچھہ باہر نکلیے خالص بے میل ہر پس اب ہمیشہ نیچو کے سرچشمہ کے جاری رکھنے پر مترجمہ دعا کریں اور جس علم کی نسبت یہہ کہا گیا ہی کہ العلم حجاب الاہر اُس کے پیرو ہرگز نہروں *

مجھے یقین ہی کہ اب آپکا دل یہہ بات کہتا ہوگا کہ لفظ شیطان سے اگر کوئی وجوہ خارج من الانسان مراد لی جاوے تو ضرور قرآن مجید کو نعتہ بالہ غلط یا خلاف واقع ماننا پڑیگا کیونکہ حقیقت میں کوئی وجوہ خارجی مغربی للانسان موجود نہیں ہی *

اور یقینی آپکا دل اسبات پر بھی گراہی دیتا ہوگا کہ شیطان کے وجوہ خارجی ہونیکا کوئی ثبوت موجود نہیں ہی جو لوگ اُس کے قایل ہوئے ہیں اُنہوں نے خود اپنی ہی صورت آئینہ میں دیکھی ہی *

اور یقینی آپ کا دل اسبات کی بھی تصدیق کرتا ہوگا کہ جو لوگ شیطان کے وجوہ خارجی کا دعویٰ کرتے ہیں اُس کا اثبات اُنہی کے ذمہ ہی اور اُن لوگوں کی دلیلوں پر جو اُس کے وجوہ خارجی سے منکر ہیں ناص کھدیتا اور اُن سے مخالفت کرنا اور اُن کی سمجھہ اور نہم پر انسوس کرنا کافی نہیں ہی *

اور میں یقین کرتا ہوں کہ آپ نے جو یہہ الفاظ ارقام فرمائے ہیں کہ ”وجوہ جسمانی سے شیطان کے انکار کرتا کفر نہیں ہی جو بڑی غلطی اور نادانی ہی“ اب آپکو اس تصویر سے نہایت انسوس ہوا ہوگا پس ہمیشہ ایسی بات کہا کر اور کیا کر کہ جس کے بعد انسوس نہ ہو *

اب یہہ دوسرا خط میں آپکو آدم کے قصہ کی نسبت لکھتا ہوں ممکن نہیں ہی کہ جو کچھہ قرآن مجید میں لکھا ہی اُس سے بیان حال کے سرا اور کچھہ مراد لیجاسکے یا سمجھی جاسکے *

پہلی ہسم اللہ قرآن مجید میں لفظ قال کا یہ نسبت خدا اور فرشتوں اور شیطان کے آیا ہی کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ ان تینوں جگہہ لفظ قال کا اپنے حقیقی معنوں میں مستعمل ہی کیونکہ کوئی شخص خدا کے قول کو منل اقرال انسان مرکب صورت والفاظ سے یقین نہیں کرسکتا اور غالباً اقرال فرشتگان و شیطان کے بھی اس قسم کے نہونگے پس اب لفظ قال سے کوئی اور معنی مراد ہو پھر ترک کرنے معنی حقیقی کے جو کچھہ کہ آدم و شیطان اور فرشتوں کی نسبت بیان ہوا ہی وہ قصہ اور حکایت نہیں دھنے کی بلکہ صرف حال رہ جاوے گا — وماہر الا مالہمہنی رہی *

پھر لفظ شجر کا قرآن مجید میں موجود ہی کیا حقیقت میں وہ ایسا ہی درخت تھا جیسا لکھائی اور کلو کسان پڑا کرتا ہی اور جیساکہ

† فی القاموس السورة الفرج والفاضة والطفة القبیصة

فی التفسیر الکبیر بدو العورة کناية عن سقوط العرصة وزوال الجاء والمعنی ان غرضه من القاء تلك السورة الی آدم زوال حرمته وذهاب منصبه الخ ای لباس تقویٰ بدلیل قولہ تعالیٰ و لباس التقوی ذاک خیر

‡ ای الشاة القبیصة التي كانت مستورا فیہما

لفظوں میں بیان کیئے ہیں کہ ہر درجہ کے لوگوں کو یکساں نتیجہ اور یکساں روحانی تربیت حاصل ہوتی ہے *

اس کی تصدیق سرگزشت آدم سے بشری حاصل ہے انسان کا نیچر جن قوتوں سے بنا ہے اور جو قوتیں پہلٹی اور پڑائی کی اس میں رکھی ہیں اور جس طرح کہ وہ ان قوتوں پر قادر ہے اور جس طرح کہ وہ ان قوتوں کے سبب سے مجبور ہے ان کا بیان کرتا اور ہر درجہ کے لوگوں کو یکساں نتیجہ روحانی تربیت کا پہنچانا ایسا مشکل کام تھا جو انسان کی طاقت سے باہر تھا یہ خدا ہی کا کام تھا کہ اُس نے اُس کو ایسے لفظوں میں بیان کیا ہے کہ اگر عام آدمی یہ سمجھ لیں کہ انسان ایک وجود ہے اور شیطان ایک وجود علیحدہ ہے جو ہم کو نہیں دکھائی دیتا پر ہم کو وہ دیکھتا ہے اور ہم کو اس طرح چپکے سے بھکا دیتا ہے کہ ہم نہیں جانتے اور ہم کو گناہوں میں پھنسا دیتا ہے پس ہم کو چاہیئے کہ ایک لبنی تسبیح مثلاً شیطان کی دم کے لیکر لٹول پڑھتے رہیں اور دل کو اُس کے پھندے میں نہ آنے دیں بلکہ خدا کی فرمائیداری اور عبادت میں مصروف رہیں تو اس سمجھ سے بھی وہی نتیجہ اور روحانی تربیت حاصل ہوگی جس طرح کہ ایک دانا نیچرل اسٹ اُس کی حقیقت کو خیال کرے اور سمجھے کہ وہ سب انسان کے نیچر کا بیان ہے جو تمثیلی لفظوں میں انسان کے نیچر کی زبان حال سے بیان ہوا ہے پس اس طرح سے بیان کرتا ایک بڑا معجزہ قرآن مجید کا ہے مگر کس قدر انوس کی بات ہے کہ آپ نے اس کو بدعت لکھا ہے اگر حقیقت اسلام اور اسرار دین بدعت ہے تو معلوم نہیں کہ ہدایت کیا ہوگی *

آپ خیال کیجیئے کہ علماء سابقین اسلام کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ اس قسم کے مطالب کا بیان کمتر کرتے تھے کچھ تو اُنکر بسبب حدت اتقا اور خوف معصیت کے یہ وہم ہوتا تھا کہ جو کچھ حقیقت ہے سمجھے ہیں شاید وہ حقیقت نہ ہو اور خدا کی مراد وہ نہ ہو اور اُس کے بیان سے ہم گنہگار ہوں اور کچھ اُنکر یہ خیال تھا کہ اُن باتوں کی حقیقت بیان کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے کم علم اور جاہل جو بکثرت ہیں وہ اُنہی لفظوں سے کافی روحانی تربیت حاصل کرتے ہیں اور جو عالم ہیں جیسے امام حجت الاسلام غزالی وغیرہ وہ خود اُنکی حقیقت جانتے ہیں اور کافی روحانی تربیت پاتے ہیں ان خیالات سے اُنہوں نے اُنہی الفاظ کو بیان کر دینا مناسب سمجھا جو قرآن مجید میں تھے اور اُنکی مراد کی نسبت کہدیا کہ خدا کو معلوم ہے ہم تو کلام خدا پر ایمان لائے ہیں اور جو اُسکی حقیقت خدا کے علم میں ہے وہی ہمارا ایمان ہے *

اُس کے ادب اور اُس کے حکمت سے بھرے ہوئے ہونے پر یقین کرنا ہی پا یہ معنی لینے کہ اُس قوت کی ترغیب نے ظاہر کردیا کہ انسان میں خدا کی نافرمانی کرنے کی پڑائی ہے قرآن کی بزرگی اور اُس کی عزت اور اُس کا حکمت و معرفت سے بھرا ہوا ہونا یقین کرنا ہے — اگر پہلے ہی معنی سچ ہوں تو مجبوری سے کہنا پڑیگا کہ ”سخت فہمی عالم بالا معلوم شد“ حضرت کو چھڑ بولنے بھی نہیں آتے چہ جائے خدائی کجا گیہوں کھانا اور کجا اعضاے مخصوصہ کا دکھائی دینا —

خدا کی عظمت و شان کو خیال کرو اور پھر قصہ آدم کو دیکھو اور کہو کہ تمہارا دل یقین کرتا ہے کہ خدا میں اور فرشتوں میں ایسی تکرار اور مناظرہ ہوا ہو جیسا کہ الفاظ ظاہری سے سمجھا جاتا ہے پس اگر اُن الفاظ کے وہی معنی ہوں تو خدا میں اور فرشتوں میں خدائی اور بندگی کا ہیکر ہوئی بھٹیاریں کی تو تو میں میں ہوئی — اگر یہ سچ ہو تو ہم کو اپنے نوکروں کی بھی شکایت نہیں رہنے کی کیونکہ خدا کے نرکو ہمارے نرکوں سے بھی زیادہ ترے ہیں *

اس تمام قصہ سے اگر بھی ظاہری معنی مراد ہوں تو خدا کے عار و مرتبہ اور تقدس اور تنزیہ میں پٹا لگتا ہے پس اُسی اصول سے جو آپ نے قائم کیا ہے کہ ایسی حالت میں عدول معنی حقیقی سے ضرور ہے یہ تمام قصہ تمثیلی ہے نہ اصلی — و ما ہو الا ما الہمنی ربی *

اور اگر آپ نے اس بات کا یقین کر لیا ہے کہ (اور میں یقین کرتا ہوں کہ یقین کر لیا ہے) شیطان کا کوئی وجود خارج من انسان نہیں ہے تو تو سرگزشت آدم کی تمثیلی اور بیان حال ہونے میں کچھ کلام ہی نہ ہوگا — و ما ہو الا ما الہمنی ربی *

آپ کی تفسیر میں ایک جگہ لکھا ہے کہ ”قرآن مجید میں جنس اور آدم اور درخت کے کھانے اور ملائکہ کے سجدہ کرنے وغیرہ کا ذکر ہے مگر اُن کی کچھ زیادہ تر حقیقت خدا نے نہیں بتائی کہ وہ درخت کیا تھا اور کھانے سے کیا مراد ہے“ اور پھر اُسکے بعد ارقام فرماتے ہو کہ ”اگر ایسی تاریک نصوص صریحہ کی کیجائے تو بالکل اعتبار ظاہر شریعت سے اُٹھ جائے“ بھائی یہاں فرا انصاف کر کہ خود ہی لکھتے ہو کہ ان چیزوں کی کچھ زیادہ تر حقیقت خدا نے نہیں بتائی اور پھر اُن کو نصوص صریحہ کہتے ہو جب اُن کی حقیقت ہی نہیں بتائی تو وہ نصوص صریحہ کیونکر ہوئیں قدیر *

خداے تعالیٰ نے قرآن مجید تمام انسانوں کے لیئے نازل کیا ہے جنہیں ہر درجہ علم و عقل و فہم کے لوگ شامل ہیں اور معجزہ قرآن یہ ہے کہ مضامین دقیقہ اور مسائل حکمیہ نیچرہ ایسے

حقاً جو متکثرین و متکشفین میں سے ہیں اُسکو معنی ظاہری پر حمل کر کے مورد اعتراضات و شبہات بناتے ہیں در حقیقت دشمن دین رہی ہیں اسرار دین کے سمجھنے والے بہت کم ہیں یہی انکس است اہل بشارت کہ اشارت داند

نکتہ ہاہست بیے معتمد اسرار کجا است

چنانچہ حدیثوں میں ہی کہ ہمیشہ کے داروغہ کا نام رضوان ہی — مرام سمجھتے ہیں کہ ایک شخص ہی جو دروازہ جنت کا دربان ہی اُن سے پرچھا چاہیئے کہ کیا ہمیشہ ایسی جگہ ہی کہ جہاں باہر کے لوگوں کے گھس جانے کا احتمال ہی اس لیئر دربان رکھا گیا ہی کہ غیر کو گھس جانے سے روکے حقیقت یہہ ہی کہ رضوان کے معنی خوشنودی خدا کے ہیں خوشنودی خدا کو بلا شبہ دربان کہہ سکتے ہیں کیونکہ بدوں اجازت خوشنودی خدا کسی کا مجال نہیں کہ ہمیشہ میں جائے میرے دل میں بھی یہہ برابر گذرتا تھا کہ آدم کے قصہ میں سچو ملانکہ سے قرآنے ملکیت کا انسان کے تابع ہوجانا مراد ہی — اس قرآنے ملکیت کے انسان کے تابع ہوجانے سے حضرت انسان کا تمام حیوانات پر شرف ثابت ہوا ہی اور بلا شبہ شیطان سے قوت حیوانیت یعنی قرآنے بھیمی و سببی مراد ہی جو مبداء شہوت اور غضب کا ہی جتنا منشاء یعنی مصل تولد نار یعنی حرارت ہی پس ابلیس کا نار سے پیدا ہونا نہایت سچ ہی علامت آپ کی تھریز ایسی ہوئی ہی کہ کسی نے آج تک نہیں لکھی خدا آپ کی بقا کو مستد کرے تاکہ اسلام اور مسلمان آپ کے مساعی سے منتفع ہوتے رہیں — سچ ہی ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ ایک بڑے شخص کو واسطی اصلاح اُس زمانہ کے قبائح کی پیدا کرتا ہی ایسے شخص کو انگریزی زبان میں ریفاور کہتے ہیں عالیجناب مولانا مہدی علی صاحب سے ملاقات جسمانی نہیں مگر اُنکی تھریزوں سے معلوم ہوتا ہی کہ نہایت صاحب طبع اور اہل دل ہیں — ایک حماقت معارف نے * * * اپنے حق و چہل سے مضامین مندرجہ تہذیب الاخلاق کا رد لکھنا شروع کیا ہی نہایت مہمل اور لچر باتیں دیکھیں — اسکی وہی مثال ہی چھوٹا منہ بڑی بات — حضور ان سب لغریات کی طرف التفات فرماکر اپنے وظیفہ مفروضہ میں جو اصلاح قبائح دین و احوال تمدنی و قومی مسلمانوں کی ہی مشغول رہیں — یریدون ان یطفئوا نور اللہ بانرا ہم و اللہ یتیم نور و لوکرہ المشرکون — آپ نے جو تعلیم مسلمانوں کے لیئے منصوبے تھراے ہیں نہایت مفید ہیں خدا آپ کو قوت اور مسلمانان ہند کو ہمہ دے *

پندہ شما

عبید اللہ عبیدی

مگر اُنکا زمانہ ایسا تھا کہ لادری کہہ کر اُنکا پیچھا چھوڑ گیا مگر ہمارا زمانہ ایسا نہیں ہی تمام علوم کو ہم میں نہ سہی مگر دوسری قوموں میں بدرجہ اعلیٰ پہونچ گئے اور پہونچتے جاتے ہیں حقایق اشیا روز بروز واضح ہوتی جاتی ہیں اور جہاں تک بغیر کسی شک کے معلوم ہوگئی ہیں وہ درجہ یقین پر پہونچ گئی ہیں پس اس زمانہ میں کسی بات کے مدعی کو دعویٰ کرنا اور پھر لادری کہدینا کانی نہیں ایسا کرنا خود اپنی ہنسی اُڑانا ہی بلکہ ہر بات کا ثبوت اور کانی تسلی بخش بیان چاہیئے اس لیئے جو لوگ دعویٰ اسلام کرتے ہیں اُنکا کسی مسئلہ اسلامی کی نسبت لادری کہنا خود اپنی حماقت ظاہر کرنا ہی پس اس زمانہ میں ضرور ہی کہ دھوکہ کی گئی کر اُڑھا ڈالا جاوے اور تمام مسائل اسلام کی حقیقت علاقہ بیان کی جاوے تاکہ اُسکی روشنی آفتاب کی طرح چمکے اور اسرار دین سب کو معلوم ہوں اور لوگ یوں کہنے لگیں —

مر خدا کہ عارف و عابد یکس نکفت

در جہوتم کہ بادہ فروش از کجا شنید

ایک خط جناب مولوی عبید اللہ صاحب عبیدی کا اسی قصہ آدم کی نسبت میرے پاس آیا ہی اُسکی نقل آپ کے ملاحظہ کے لیئے اسیں شامل ہی *

اب کسی فرصت کے وقت تیسرا خط آپ کو میسائیوں کے گردن مرزوی مرفی کی نسبت لکھونگا اور اُمید ہی کہ آپ مثل ان دونوں خطوں کے اُسکو بھی منصفانہ اور معقنہ تصور فرماویئے *

خدا آپ کو خوش رکھے اور اپنا معصوب کو کہ ہم رشک کیا کریں والسلام *

تمہارا قابعدار

سید احمد

ار بنارس ۶ جولائی سنہ ۱۸۷۲ ع

نقل خط

جناب مولوی عبید اللہ صاحب عبیدی

بنام

سید احمد

۲۸ جون سنہ ۱۸۷۲ ع ہوگلی کالج — چچوڑا

پس از فراوان نیایش ہاے چاکرانہ عرض یہہ ہی * * * حضور کی تھریز درمادہ آہم کو میں نے بڑی دلہی سے پڑھا مصلحت اللہ حق یہہ ہی کہ اصل اسرار دین کو آپ ہی نے سمجھا ہی دین میں بہت سی باتیں مرمرز ہیں بطور تشبیہات کے بیان ہوئی ہیں

یہ چند فقرے کہہ کر ڈپٹی صاحب عربی کے طلبہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اُن سے مخاطب ہو کر یہ تقریر کی *

اے میرے ہم قوم اور ہم مذہب طالب علموں تم ذرا میری باتوں کو غور سے سنو اور انصاف اور دانشمندی سے اُسے سوچو کہ میں تمہاری بھلائی کے لیئے کیا کہتا ہوں *

اگرچہ میں نہایت خوش ہوں کہ تم اپنے قدیم علوم کی تعلیم پر متوجہ ہو اور ایک نہایت دل پر اثر کرنے والے شوق سے اُسکی تحصیل کرتے ہو اور تم میں سے چند طلبہ نے کامیابی بھی پائی اور قصیدت کے خطاب پا لینے سے اپنی عزت حاصل کی مگر حقیقت میں یہ تعلیم نا کافی ہے اور جو نتیجہ علم کا ہے وہ اس سے حاصل نہیں کیونکہ تم نے جو قسم کے علم حاصل کیئے ایک مقبول دوسرے مقبول پہلی تعلیم نے تمکو تقلید میں کامل کیا دوسری نے چند غلط اور بے اصل اوہام کو معفوات صبیحہ کی صورت میں تمہارے دل پر نقش کیا ہے اُس سے جیسا کہ چاہیئے تمہارے دین کو فائدہ ہر اُنہ اُسیں تمہاری عقل کو ترقی ہوئی مذہبی تعلیم سے غرض صرف یہ ہے کہ وہ باتیں جو خدا نے اپنے سچے رسول کی معرفت بنوینے وحی کے بتائیں اُس کی روشنی ہمارے دل پر پڑے اور ہم اُن کی حقیقت سے واقف ہوں اور اُن کی حقیقت اور سچائی ہمارے دل پر اپنا ایسا اثر کرے کہ نہ تقلیداً بلکہ تحقیقاً ہم اُن کو تسلیم کریں مگر جو تعلیم تم نے پائی اُس نے یہ فائدہ نہیں پہنچایا کہ تم اُس کی حقیقت سے واقف ہوئے نہ بے واسطہ اُس نور کی شعاعیں تمہارے دل پر پہنچیں تمہاری مذہبی تحقیقات اُن لوگوں کے قولوں پر ختم ہو گئی جو مثل تمہارے غیر معصوم تھے اور جن کی رائے میں تمہاری طرح خطا و صواب دونوں کا احتمال تھا افسوس کہ تم نے اصل چشمہ سے پانی نہیں پیا جو نہایت شیریں اور صاف اور موتی کی طرح چمکتا ہے بلکہ اُس حوض کو اصل چشمہ خیال کیا جو بیرو بضاع کی طرح گندہ ہو رہا ہے تم نے اپنے دینی عقائد اور مذہبی اقوال کو خدا کی کتاب سے خود تحقیق نہ کیا بلکہ لوگوں کی راہوں اور قولوں اور خیالوں ہی پر اپنے معتقدات کی بنیاد قائم کی تم نے اپنے فکری مسائل اور شریعی احکام کو سچی باتوں سے رسول کی خود دریافت نہیں کیا بلکہ جو لوگ لکھ گئے اور کہ گئے اُسی کو منزل من اللہ سمجھا اور پھر افسوس یہ ہے کہ اگر تم جاہل رہتے اور کچھ تعلیم نہ پاتے تو تم اس گورائے تقلید میں پڑتے سے معذور ہوتے مگر افسوس اور ہزار افسوس اس پر ہے کہ تعلیم نے تمکو یہ نتیجہ دکھایا اور علم کے حاصل کرنے سے بجائے تحقیق کے تمہارے تقلید کو حق جانا *

نمبر ۹۰

اسپیچ

مولوی سید مہدی علی صاحب

بمقام ہائی اسکول مرزا پور

مدرسہ مرزا پور میں تاریخ ۲۳ مئی کو بنظر تقسیم سالانہ امتحان کے جلسہ ہوا اور اکثر رئیس اور حاکم تشریف لائے اول ہیڈ ماسٹر صاحب نے انگریزی میں پھر دوسرے ماسٹر نے اردو میں رپورٹ سنائی بعد اُس کے جناب رابرٹسن صاحب کلکٹر مرزا پور نے انگریزی زبان میں ایک مختصر اسپچ کر کے یہ فرمایا کہ اب میرے دوست مولوی مہدی علی صاحب کچھ تقریر کریں گے اور اردو زبان میں آپ لوگوں سے کچھ کہیں گے بعد اُس کے مولوی مہدی علی صاحب نے کھڑے ہو کر زبانی یہ تقریر کی *

اے حاضرین جلسہ — جو رپورٹ حالات مدرسہ کی ابھی ہیڈ ماسٹر صاحب نے انگریزی میں اور باہر صاحب نے اردو میں سنائی اس سے آپ کو طلبہ کی تعداد اُن کی تعلیم کے درجے اور اُس کے نتیجے معلوم ہو گئے اب اُس کا احوال پیغام دے رہی ہے مگر میں اپنے اوپر ضرور سمجھتا ہوں کہ جو فرق اس مدرسہ کی حالت میں یہ نسبت سابق کے ہوا ہے اُسے کچھ تھوڑا سا بیان کروں *

سنہ ۱۸۶۷ ع میں میں نے اس مدرسہ کو دیکھا اور چند مرتبہ عربی فارسی اردو دوجوں کا امتحان لیا اور انگریزی طلبہ کی استعداد و لیاقت کی کیفیت اُڑر متکلیف سے سنی اُس زمانہ میں اس مدرسہ کی تعلیم کی یہ کیفیت تھی کہ رؤساء شہر اپنے لوگوں کو مشن اسکول میں بھیجنا پسند کرتے تھے اور بوجہ نقص ہونے تعلیم کے اور بے انتظامی مدرسہ کے یہاں داخل کرانا منظور نہ کرتے تھے مگر جب سے گارڈن صاحب ماسٹر مقرر ہوئے اُن کی لیاقت اور معنہ و ترجمہ خصوصاً اُن کی خوش اخلاقی اور تہذیب کی وجہ سے صورت مدرسہ کی بدل گئی طلبہ بھی بڑے استعداد میں بھی اُن کی ترقی ہوئی اب رئیسان شہر اپنے وارثوں کو اسی مدرسہ میں بھیجتے ہیں اور یہاں کی تعلیم کو پسند کرتے ہیں اور گارڈن صاحب کے شکر گزار ہیں عربی درجہ میں بھی اچھی ترقی ہوئی مولوی معین الدین صاحب کی ہرکت سے چند طالب علموں کے سر پر ضیلت کی پگڑی بھی بندہ گئی بلا شبہ مولانا صاحب بڑے مفسر بڑے محدث بڑے عالم اور جامع معقول و مقبول ہیں دور دور سے لوگ اُن سے پڑھنے آتے ہیں جسقدر اُنہوں نے معنہ کی ہے اُس قدر تنخواہ نہیں پائی جس قدر اُنہوں نے علم کی تعلیم کی گو اُن علوم کی نسبت میری رائے کیسی ہی ہو اُن کی معنہ اور تعلیم میں ذرا شک نہیں *

تمہارے سامنے ہیں اور تم اُنکی حقیقت دریافت کرنے کا ارادہ بھی نہیں کرتے اور اُسکی غلطی و صحت پر آگاہ ہونے پر متوجہ نہیں ہوتے میں کہتا ہوں کہ تم میں جو علوم بے فارغ ہو چکے اور جنہوں نے پکڑی قضیہ کی سر پر باندہ لی اور جنکو جناب سیدنا و اُستادنا نے معقول و منقول کی سند بھی دیدی ذرا میرے ساتھ اسٹیشن پر چلو اور ایک انجین کو دیکھ کر اُس کے چلنے کا سبب بتاؤ شاید تم ویسی ہی باتیں کر رہے جیسا کہ وہ دھقان جو اپنا ہل بیل چھوڑ کر اُسے دیکھ کر حیرت زدہ ہو اور عامیانہ باتیں کرے کہ تم اُسکی دم سے واقف ہو گئے کہ سر سے پھر ذرا تارکھڑے کمرے میں تشریف لیچو اور اُس کھربائی قوت کی حقیقت بتاؤ وہاں بھی سرے اظہار حیرت کے آپ لوگوں سے کیجیے کہ ہرگا پس انرس کا مقام ہی یا نہیں کہ تمہارے معقولات اور ہندسہ اور ہیئت اور ریاضی اور طبیعیات نے تمکو ایک عامی آدمی کے درجہ سے بھی نہیں بڑھایا اور ذرا بھی کڑی مادہ تحقیق کا نہیں دیا پس آپ کے علم و فضل سے کیا توقع قوم کی ترقی اور علم کی روشنی پھیلنے کی کیجیے *

اے ہوشیار طالب علمو کیا خدا نے تمکو اُڑنوں کی طرح مادہ تحقیق کا نہیں دیا ہی یا تمہارے دل و دماغ کو ان باتوں کے سمجھنے کے لائق نہیں بنایا میرے نزدیک شاید ساری دنیا میں ہماری ہی وہ قوم ہی کہ جسکے دل و دماغ کے برابر دوسرا نہیں — کیا یہ وہ قوم نہیں ہی جس نے یونانیوں کے چند مسائل سیکھ کر اُسے ایسی ترقی دی کہ اگر افلاطون و ارسطو زندہ ہوتے تو وہ بھی قدسوں پر گرتے کیا ہم لوگ وہ نہیں ہیں جنکے اجداد نے ساری دنیا کو معقولات کی روشنی سے منور کیا یورپ کا ملک کیا ہماری شاگردی پر کسی زمانہ میں نظر نہ کرتا تھا کیا اب یہ بڑے بڑے محقق ہمارے اسلاف کے علم و فضل سے فیضیابی کا اقرار نہیں کرتے پس رونے کا مقام ہی کہ ایک ایسی باہمت اور عالی دماغ اور بلند حوصلہ قوم ایسی پسند اور ذلیل اور اہتر حالت پر پہنچ چارے کہ چاروں کے لڑکے کولیوں کے بچے اُنپر ہنسیں اور اُن کے دل و دماغ کو علوم کی تحصیل کے لائق نہ جانیں سچ ہی جو خدا نے فرمایا ہی تلك الايام نداولها بين الناس کیسی قوم کیسی ہو چارے *

لیکن اس قلت و ادبار و جہالت کا سبب صرف تمہارا تعصب و تقلید ہی کوئی کہتا ہی کہ انگریزی پڑھنا منع ہی کوئی فرماتا ہی کہ علوم جدیدہ سیکھنا حرام ہی کوئی اس خطہ میں مبتلا ہی کہ انگریزی مدرسوں میں تعلیم لینے سے مذہب جاتا رہیگا کوئی اس تشہ میں سرمست ہی کہ تحقیق کرنے اور پرانے خیالات کے چھوڑنے سے خرق اجماع کا الزام ہوگا اگر حقیقت میں تمہارا مذہب ایسا ہی پرانا اور ناپائدار ہی اور وہ تمہارے نزدیک ایک ظلم کا کارخانہ ہی تو کب تک

یہہ تم نہ خیال کرو کہ معاذ اللہ میں مذہبی تعلیم کو پورا جانتا ہوں میں کافر ہوں اگر ایسا خیال کروں بلکہ میں ہو مسلمان پر فرس سمجھتا ہوں کہ وہ مذہبی تعلیم پارے اور اپنے دینیات میں کامل واقفیت حاصل کرے لیکن اگر میں متاسف ہوں تو صرف اُس کی طرز و طریق پر کیونکہ جو تقلیدی تعلیم تم حاصل کرتے ہو یہہ حقایق دینی کے ادراک کے لیے اور مسائل شرعی کی حقیقت پر پہنچنے کے لیے نہ کافی ہی بلکہ مزاحم ہی انصاف کرو کہ کیا حاصل ہوا تمکو تعلیم سے جبکہ تمہارے خیالات میں بلندی اور تمہاری عقل میں ترقی نہ رہی اور تمہارے دل نے اصل مذہب کی روشنی نہ پائی اور کیا فرق ہوا درمیان اُن عامیوں کے جو تمہاری تقلید کرتے ہیں اور درمیان تم عالموں فاضلوں کے جو تم اوروں کے پیچھے چلتے ہو پس اُس تعلیم سے جس نے تمکو کورانہ تقلید میں مبتلا کیا تمہارے مذہب کو کیا فائدہ ہوا *

مگر حقیقت میں یہہ قصور تمہارا نہیں ہی وہ سلسلہ تعلیم کا ایسا ہی کہ جب تک بڑی مضبوطی اور دانشمندی اور ایمانی قوت سے اچھی اچھی تحقیق اُس میں اصلاح نہ کریں اور اُس کے حسن و قبح سے بحث نہ کریں دوسری راہ نہ بتاویں تب تک تم سوائے اِس کے کہ آنکھ بند کر کے اُسپر چل کر سکتے ہو *

خیر مذہبی تعلیم کو چھوڑو اب اپنے معقولی سلسلہ پر نظر کرو اور سوچو کہ تقلید نے اُسے بھی کس اہتر حالت پر پہنچا دیا ہی اور اُس سے کیا نتیجہ تمکو حاصل ہوتا ہی تمہارا علم معقول چند یونانی مسئلوں کے جاننے پر منحصر ہی اور گنی ہوئی باتوں کی واقفیت پر اُس کا مدار ہی حقیقت میں معمولی کتابوں کے چند ورقوں کا اُلٹ پلٹ کر لینا اور طوطی کی طرح اُسی زبان سے کہہ دینا تمہارے علم کی انتہا ہی اور چند فلسفی باتوں کا جسکی حقیقت پر بھی ہوگز تم نہیں پہنچتے یاد کر لینا تمہارا مبلغ علم ہی حساب میں اگر تمنے خلاصۃ الحساب کی ضرب ہیکہ سیکھ لی تم متعجب ہو گئے ہرچ چمینی کے دو جزو اگر پڑے لیئے تو تم رشک بطالمیوس بن گئے مجسطنی کے لفظ یاد ہونے سے تم اپنے آپ کو افلاطون جاننے لگے مگر اے میرے عزیز تم اپنے اُن بھائیوں کو جو اسی مدرسہ میں ابتدائی تعلیم پاتے ہیں دیکھو اور اُنکی باتوں سے اپنے دقائق حایق کو مقابلہ کرو تب تمہیں معلوم ہو کہ تم کس غلطی میں پڑے ہو اے طالب علمو ذرا ان لوگوں سے عناصر کی حقیقت سنو تب اسطفاست اربعہ کی ماہیت جاننے پر خوش ہو ذرا طبیعیات کے مسائل کا تجربہ کر کے دیکھو تب میبنی اور صدوہ کی طبیعیات پڑے لینے پر ناز کرو ذرا آسمان و زمین کا کراہ جو اِس وقت تمہارے سامنے رکھا ہی ہاتھ میں اُٹھا کر اُسکی کیفیت پوچھو پھر اپنے فلکیات پڑھ کر آسمان زمین کے کلچے ملاؤ انرس ہی کہ یہہ سب چیزیں

بچاؤ کے آج نہیں تک نہیں پرسوں وہ کوجاویگا اور ان تھے مکتروں جو یہ بھی سیکھتے جاتے ہیں وہ طلسم درہم برہم ہوجاویگا لو ہمارے نزدیک تو وہ ایک ایسا مضبوط قلعہ ہی جسکی بنیاد بالید پہاڑ کی چوٹی پر ہی کہ طوفان نوح سے بھی اُسے صدمہ نہ رنچیکا اور علوم کی تحصیل اور حقایق اشیا کی تحقیق سے اُسکا ر اور چمکیگا *

اے میرے عزیزو فرما ہارون رشید اور خلفاء عباسیہ کے عہد دولت خیال کرو پرامتہ کی علمی مجالسوں کو دیکھو کہ انہوں نے علم و ترقی اور معارف کی تحقیق میں کیا کیا کوششیں کیں اور انہوں نے اسی تحقیق کی بدولت اسلام کی کیسی عزت ظاہر کی غزالی اور رازی و برہمی اور فارابی اور حسی کیسے کیسے نامور ہوئے کہ جنکا نام اب بھی غیر قوم کا کوئی معترف بغیر تعظیم کے نہیں لیتا مگر نسوس ہزار انوس کہ وہ لوگ مر گئے اُنکی جگہ ہم پیدا ہوئے بریفان بادشاہ خورند و رفتند * تہی خمتا نہا کردند و رفتند

لیکن اگر تم کہو کہ اب بھی تم اُنکی باتیں جانتے ہو اور انہیں تحقیقاتوں کو پڑھتے ہو تو یہ غلطی ہی ہے سی باتوں میں رن ہو گیا ہے سی چیزیں بدل گئیں تحقیقات اعلیٰ درجہ و پروج کئی اکتو چیزوں کی غلطیاں کھل گئیں اس واسطے وہ اپنے زمانہ کے خیال کے لحاظ سے معترف تھے مگر اب اُنکی تحقیقاتوں کے ماننے والے جاہل اور مقلد تھرینگے دیکھو بطالمیوس ایسا بڑا حکیم تھا مگر فرما اُسکا جغرافیہ دیکھو اُسے جو پرانی دنیا کا نقشہ کھینچا تھا اُسے ملاحظہ کرو اور اب کے جغرافیہ اور حال کی زمین کے کرہ سے ملاؤ تو کتنا فرق پاؤ گے کہ اگر اس زمانہ میں کوئی ایسے جغرافیہ نہ لکھے تو وہ احمق تھرے مگر سب اُس نامور حکیم کی اُس تحقیقات کو اُس کی عالی دماغی کا نتیجہ سمجھتے ہیں پس تم جو اس خیال میں مبتلا ہو کہ علم اگلوں پر تمام ہو گیا ساری تحقیقاتیں پرانے لوگ کر گئے اب اُنکا جاننا ہی منتہای علم ہی ہے قادانی ہی اس لیے فرما تم ان عامیانه خیالات کو چھوڑو اور اپنی قوم کی جسکے قدیمے میں کچھ باقی نہیں رہا دستگیری کرو نہ کہ اور اُسکے غرق کرنے کی تدبیر کرو *

یہا انصاف ہے اسکا جواب دو کہ تم عالم بھی ہو گئے نفیہ بھی ہو گئے صدرا شمس بازہ پوچھا کہ جامع معقول بھی تھو چکے مگر اب

تم غرہ کیا کرو گے اور مدرسے سے نکلنے کے بعد اپنی قوم کی کیا بھلائی کرو گے میرے نزدیک تمہارا معقول تو اس کام کا بھی نہیں کہ کسی علمی جلسہ میں بیٹھ کر بات سمجھنے کی بھی لیاقت اُس سے حاصل ہو چہ جائے کسی صنعت و ہنر کے ایجاد کرنے کی توقع ہو یا کسی نئی تحقیقات کرنے کی اُمید ہو ہاں اُسکا یہ نتیجہ ہو سکتا ہی کہ جب تم اپنے مشرب کے چند تو عمر آدمی بیٹھو تو اُن کتابوں کے حراشی اور شرحوں اور زوائد لفظوں سے پھٹ کر کے چند ساعت اپنی عمر مزید ضایع کرو رہا تمہارا معقول اُس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ کسی مسجد میں جاکر قصہ گوئی کرو گے چھوٹی چھوٹی باتیں دین کی کہکو نہایت ذلت اور مکر کے ساتھ روتیاں کھاؤ گے دنیا کی پرانی دنیا داروں سے نفرت کا دھڑکھڑکے قصائیوں کے سامنے اپنا دامن پھلاؤ گے ہاں نادر ایسے لوگ نکلیں گے جو سچا توکل کریں اور اپنے دل سے دنیا چھوڑ کر دیندار بنیں پس یہ نتیجہ تو تمہاری ذات کے لیے ہوا رہی قوم کی بھلائی پس علم اور حکمت اور عقل کی ترقی کی تو تم سے کچھ اُمید نہیں کیونکہ وہ آلہ ہی تمہارے پاس نہیں جس سے وہ کام ہو ہاں دین کی ترقی کا تم خیال کر سکتے ہو مگر میرے نزدیک سوائے اسکے کہ تعصب اور جہالت اور تقلید کی ترقی ہو تمہاری ذات سے اور کچھ اُمید نہیں چند جہلا میں بیٹھ کر شیطانی باتیں کرو گے اُن کے دلوں میں جو تعصب اور تقلید کی آگ ہی اُسے اور مشتعل کر دے نہ اخلاق میں تہذیب نہ عادات میں اصلاح نہ معاشرت کے طریقوں کی درستی نہ چال چلن میں شایستگی کی تم سے توقع ہی نہ غلط خیالات اور نہ پیرودہ ارہام کے دور کرنیکی تم سے اُمید ہی کیونکہ تم نے خود ہی ایسی تعلیم نہیں پائی دوسروں کو تم کیا تعلیم کرو گے *

پس اے میرے بھائیو جب تک کہ تم تعصب و تقلید نہ چھوڑو گے اور علوم جدیدہ کی تحصیل پر متوجہ نہ ہو گے تب تک تمہارا علم اور تمہارا جہل یکساں ہی *

میں تمہاری بہت سامع خراشی کی اور شاید تم میں سے بعض کو نہایت نصہ دلایا مگر الحق مر حق کہنے نے مجھے اس کہنے پر امادہ کیا اگر یہ حالت تمہاری نہوتی تو ہم سے ادنیٰ درجہ کے آدمیوں کو ایسی بڑی باتوں کی زبان سے نکالنے پر کب جرات ہوتی

خیر خدا رحم کرے اور ہماری قوم کے لیئے بھی ترقی عام و دولت کی راہ نکھری *

نمبر ۱۱

غلطی

ابطال غلامی کا آرٹیکل جو تہذیب الاخلاق کے متعدد پرچوں میں چھپا ہے اور جسکا نام ”تہذیب الاسلام من شین الامۃ و الفلم“ ہے اُس آرٹیکل میں ایک بڑی غلطی ہم سے ہو گئی ہے *

یعنی اُسکے باب ہتم میں بذیل بیان ازدواج مطہرات کے ہمنے ایک حدیث صحیح مسلم سے نسبت حضرت جریرہ کے نقل کی ہے انسوس ہے کہ جس کتاب سے ہمنے اُس حدیث کو نقل کیا اُس میں غلطی تھی یعنی بجائے اُس لفظ کے ”فاخبر فاطمة بجماعت وہی جریرہ“ یہ غلط لفظ لکھ ”فاخبر فاطمة بجماعت ہی و جریرہ“ انسوس ہے کہ ہم نے اپنی جہالت سے اُسی غلط عبارت کی پوری کی اُسی کو نقل کیا اور اُسی کو بطور ایک اختلاف کے لکھ دیا پس ہم اس خطا کا اور اپنی جہالت کا اقرار کرتے ہیں اور ناظرین تہذیب الاخلاق سے اُمید کرتے ہیں کہ پرچہ مطبوعہ یکم شوال سنہ ۱۲۸۸ ہجری کے صفحہ ۱۵۶ کے کالم اول کی سطر اول لفظ صحیح مسلم سے پانچویں سطر کے لفظ ہو سکتا ہے تک اور سولہویں سطر سے اخیر کالم تک جو عبارت لکھی ہے اُسکو کٹ دیں *

اب ہم اپنے شفیق مولوی علی بغض خاں صاحب سب آرڈینٹ جمع گورنمنٹ کا شکر ادا کرتے ہیں جنکے ارمانے سے ہم اس غلطی سے متنبہ ہوئے *

دائیں م

سید احمد

اشتہار

واضح ہو کہ کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان ہندوستان نے بہت تعویذ کی ہے کہ خاص واسطے تعلیم مسلمانوں کے ہمال مغربی اضلاع میں چند جمع کر کے ایک بہت بڑا مدرسہ العلوم قائم کرے جس میں دینی اور دنیوی تمام قسم کے علوم کی مسلمانوں کو تعلیم ہو *

مگر اس بات کی تعویذ کرنی ہے کہ اُس شہر میں اُس مدرسہ کا قائم ہونا مناسب ہے اور ارادہ ہے کہ اُس مدرسہ کے مقام کا تفصیل جہاں تک ممکن ہو مسلمانوں کی رائے دریافت کرنے کے بعد کیا جاوے اس لیئے یہ اشتہار دیا جاتا ہے کہ مسلمانوں میں سے جس کا دل چاہے اس باب میں اپنی رائے لکھ کر راقم اثم کے پاس بمقام بنارس بھیج دے وہ سب رائیں کمیٹی میں پیش ہونگی مگر جوتسا شہر اُس کے لیئے پسند کیا جاوے اُس کی ترجیح کی وجوہات بھی ارقام ہو اور خط جو بھیجا جاوے وہ بعد اداے معصوم مرسل ہو ورنہ پیرنگ خط واپس ہوگا *

تمام اخبار نویسوں سے یہ درخواست ہے کہ بنظر رفاہ عام اس اشتہار کو اپنے اپنے اخباروں میں مندرج فرمادیں اور ایڈیٹران اخبار سے یہ بھی اُمید ہے کہ وہ اپنی رائے بہ نسبت اس مضمون کے مندرج اخبار فرمادیں اور جس پرچہ اخبار میں وہ مضمون چھپے اُس کا ایک پرچہ از راہ عنایت بلقیس بنظر رفاہ عام راقم اثم پاس مرحمت فرمادیں کہ وہ تعویذ کمیٹی میں پیش ہوگی اور کمیٹی مسلمانان اُن کی اس عنایت کا نہایت شکر ادا کریگی *

دائیں م

سید احمد

سرگرمی کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان ہندوستان

مقام بنارس ۹ جولائی سنہ ۱۸۷۲ ع

اشتہار

پرچہ ہائے تہذیب الاخلاق ابتدائے اجراء یعنی یکم شوال سنہ ۱۲۸۷ ہجری سے لغایت آخر ذی الحجہ سنہ ۱۲۸۸ ہجری بابت سواہرس کے بہ ترنسب ایک جلد میں مرتب واسطے فروخت کے موجود ہیں قیمت اُنکی پانچ روپیہ ہے جس صاحب کو اُس کی خریداری منظور ہو زر قیمت سید احمد خاں بہادر سی ایس ائی پاس بمقام بنارس بھیج کر پرچہ ہائے مذکور طلب کر لے *

بمقام عیگڈہ — مطبع علیگڈہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۱۱]

یکم جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[جلد سوم]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت معبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قونیف کے منایا فرماتا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پناہ پھیل جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُپنی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیگتہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار اصناف و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے۔ مقصد اس پرچہ کے احرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو خط ارہام اُس ترقی کے مائع ہیں وہ مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پستی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں مدبر تصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یگانہ خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہ ہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو نی پرچہ چار آنہ سے اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * معبران کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مفسرین نمبر ۹۲

عقاید مذہب اسلام

عقیدہ اول

تمام موجودات کا خالق یا اُن کے وجود کا سبب اخیر یا علت الملک کوئی ہی اور اُسی کا نام ہی اللہ *

مذہب اسلام کا سب سے پہلا یہ عقیدہ ہے کہ تمام کائنات کا کوئی خالق ہی — یہ سب کچھ جو موجود ہی اور جس کو ہم کسی طرح جان سکتے ہیں یا سمجھ سکتے ہیں یا خیال کر سکتے ہیں ایک ایسے سلسلہ سے مربوط ہی کہ ایک کا وجود دوسرے پر اور دوسرے کا تیسرے پر منحصر ہی — پس ضرور ہی کہ یہ سلسلہ کسی اخیر وجود یا علت یا سبب پر منتهی ہو اور جس پر یہ منتهی ہو وہی خالق اور خدا اور رب العالمین ہی *

اس بات پر یقین نہیں ہو سکتا کہ یہ سب کچھ جو موجود ہی خود آپ ہی اپنے وجود کی اخیر علت ہی — اگر موجودات میں سے ہر چیز اپنے وجود میں کسی دوسرے وجود کی محتاج نہ ہوتی یا کسی کا وجود کسی دوسرے وجود کا معلول نہ ہوتا تو شاید ہم ایسا یقین کر سکتے — مگر جب کہ ہر ایک چیز کو کسی علت کا معلول پاتے ہیں تو اُنہی چیزوں کے مجموعہ کو کس طرح کسی علت الملک کا معلول نہ سمجھیں *

تمام چیزیں جو موجود حقیقی موجود ہیں نہ مستح ہیں نہ قابل عدم اگر وہ مستح ہوتیں تو موجود کیوں ہوتیں اور اگر قابل عدم ہوتیں تو کبھی غیر موجود بھی ہوتیں *

ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی موجود حقیقی کبھی معدوم نہیں ہوتا صرف عوارض یا صور کا تبدیل ہوتا رہتا ہی — پانی ہوا ہو جاتا ہی ہوا بانی بی جاتی ہی بہت سی چیزیں ہیں جو مٹی ہو جاتی ہیں اور پھر مٹی سے عجیب عجیب چیزیں پیدا ہوتی ہیں غرض کہ کوئی ہی معدوم نہیں ہوتی صرف عوارض یا صورت کا بدل ہوتا رہتا ہی پس اگر تمام موجودات کے عوارض نوعیہ یا شخصیتہ معدوم ہوجائیں تو جو کچھ باقی رہیگا وہ نا قابل عدم ہوگا — و قد قال اللہ تبارک و تعالیٰ کل من علیہا فان و یبقی وجہ و یک ذوالجلال والاکرام *

بالشہد اس بات کا فیصلہ نہیں ہو سکتا کہ تمام موجودات کے عوارض نوعیہ و شخصیتہ کے معدوم ہونے کے بعد جو وجود نا قابل عدم باقی رہیگا وہ کیا ہی اور وہ ایک ہوگا یا کئی — مگر اس بات کے فیصلہ نہ ہونے سے خالق کے وجود سے انکار نہیں ہو سکتا — کیونکہ

اُس نا قابل عدم موجود کی حقیقت کو یا اُس کی وحدت و ثبوت کو خالق کے وجود کے ہونے یا نہ ہونے سے کچھ تعلق نہیں ہی * اگر وہ متعدد ہوں تو البتہ یہ سوال کوٹا پڑیگا کہ قبول عوارض کی قوت خود اُنہی میں ہی یا کسی دوسرے موجود سے ہی — خود اُنہی میں تو ہم اسلئے نہیں مانتے کہ جب ہم تمام موجودات کو مع عوارض نوعیہ و شخصیتہ دیکھتے ہیں تو ایک کو دوسرے کا معارف پاتے ہیں پس اُن موجودات کے عوارض نوعیہ و شخصیتہ کے معلوم تصور کرنے کے بعد جو متعدد وجود نا قابل عدم باقی رہینگے ضرور وہ بھی ایک دوسرے کے معارف ہونگے — مگر اُن کے ایسا ہونے کے لیئے بلا کسی علت مشترک کے کوئی وجہ نہیں ہی — اب کچھ شبہ نہیں رہتا کہ اُن میں اُس معارف کی علت مشترک کوئی اور وجود ہو اور اُسی وجود کو ہم کہتے ہیں اللہ *

اور اگر وہ واحد ہو تو یہ سوال ہوگا کہ قبول عوارض کی قوت خود اُسی میں ہی یا کوئی دوسرا وجود اُسکی علت ہی — اگر اُسی میں ہو تو اُسی کا نام اللہ ہی — اور اگر دوسرا وجود اُس کی علت ہو تو اُسی علت الملک کا نام اللہ ہی *

کبراء اسلام کی رائے اس میں مختلف رہی ہی اکثر کہتے ہیں کہ اُسی وجود ناقابل عدم میں دونوں قوتیں فعل و انفعال کی یعنی جسکو قوت قبول عوارض کہتے ہیں موجود ہیں اور اسی سبب سے وہ لوگ وحدت وجود کے قائل ہیں اور یوں کہتے ہیں —

خود کرۃ و خود کرۃ کرۃ کرۃ کرۃ

خود یوسر بازار خریدار پر آمد — بشکست و رواں شد

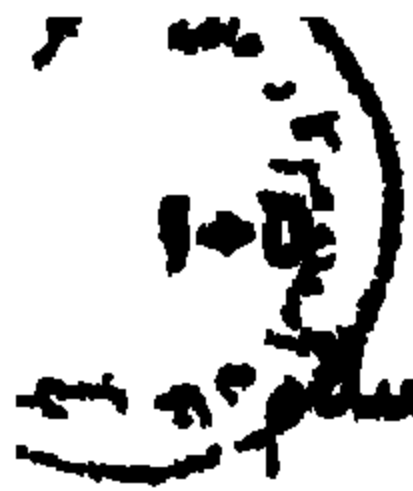
اور بعض کہتے ہیں کہ اُس قوت انفعال کی علت دوسرا وجود ہی اور اس سبب سے وہ لوگ وحدت شہود کے قائل ہیں مگر اصل یہ ہے کہ —

آں پر تر از خیال و قیاس گمان وہم

رز ہرچہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم

بہر حال ان دونوں مسئلوں میں کوئی سا مسئلہ صحیح ہو اس اسلامی مسئلہ میں کہ تمام موجودات کا کوئی خالق ہی کیسے طرح کا تبدیل نہیں آتا *

وحدت شہود کے مسئلہ کو لوگوں نے کفر جانا ہی وہ اس دھوکے میں پڑے ہیں کہ اُس وجود ناقابل عدم کو بھی جس میں اُس قوت انفعال کی علت دوسرا وجود مانا ہی ازلی و ابدی ماننا پڑیگا جو ٹھیک ٹھیک ہرک ہی یا اُنکا مذہب ہی جو خدا اور مادہ دو چیزوں کو ازلی و ابدی مانتے ہیں اور بعضی اُسکو ظلمت اور نور سے تعبیر کرتے ہیں — مگر یہ اُن لوگوں کی سمجھ کی غلطی ہی کیونکہ معلول کا وجود علت کے وجود کے ساتھ لازم و ملزوم ہی — مگر جب



پڑا ہوا ہی دیکھ کر یقین کرتے ہیں کہ اُس کو کس نے یہاں نکالا ہے تو ہم کیونکر اسباب پر یقین نہ کریں کہ ان سب چیزوں کو بھی جو انسان کی قدرت سے باہر ہیں کسی بڑے ہانا کاریگر نے بنایا ہے اور اُسی کاریگر کو ہم کہتے ہیں خدا *

یہ خیال ہمارا جو خدا کے ہونے پر ہوا ہے اُسکو ایسی چیزوں نے پیدا کیا ہے جو ایک حقیقت ہیں یا یوں کہو کہ جو حقائق مستحقہ ہیں اور ہم نے اس قسم کے خیال کو ہمیشہ ٹھیک اور بعد تجربہ کے مطابق واقع کے پایا ہے اس لیے ہم اس خیال پر بھی یقین کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بعد تجربہ کے بھی جب کبھی کہ ہو یہ ہمارا خیال بالکل مطابق واقع کے ہوگا اور اسی لیے ہم اسکو خیال نہیں کہتے بلکہ یقین کہتے ہیں *

پس یہ تمام موجودات عام عقل انسانی کے لیے بشرطی اسباب کی رہنما ہیں کہ اُنکا کوئی خالق ہے اور اس لیے وجود خالق پر ایمان لانے کا ایسا مسئلہ ہے کہ عام عقل انسانی اُس کو بشرطی سمجھ سکتی ہے اور اسی سبب سے انسان اُس پر ایمان لائیکر مکلف ہوا ہے۔ اگر یہ مسئلہ عقل انسانی میں آئیے یا یوں کہو کہ انسان کی سمجھ کے لائق نہ ہوتا تو انسان ہرگز اس مسئلہ پر ایمان لانے کو مکلف نہ کیا جاتا۔ کما قال اللہ تعالیٰ لا یكلف اللہ نفسا الا راحۃ *

بانی اسلام کا یہ منشاء نہیں ہے کہ وجود صانع کا مسئلہ انسان بغیر سمجھے مان لیں یا اس وجہ سے اُس کو تسلیم کر لیں کہ پیغمبروں نے فرمایا ہے۔ بلکہ بانی اسلام صاف صاف انہی موجودات کی دلیلوں سے اور نیچر یعنی قدرت اور فطرت کے عجائبات کو پتہ پتہ کر اور دکھلا دکھلا کر وجود صانع پر ایمان لانے کو کہتا ہے *

کس پیاری اور سچی زبان سے فرمایا ہے کہ ”اُسی کی نشانیں میں سے ہی کہ تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر اب تم انسان ہو جا بجا پہیلے ہوئے“ *

”اُسی کی نشانیں میں سے ہی کہ تمہارے لیے تم ہی سا جوڑا پیدا کیا تاکہ اُس سے دل کو چین دے اور ایک عجیب قسم کی محبت اور دل کی چگلاہٹ تم میں رکھی۔ سمجھنے والوں کے لیے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں“ *

”اُسی کی نشانیں میں ہی آسمان و زمین کا پیدا کرنا تمہاری دیوہوں کا تمہاری رنگتوں کا مختلف ہونا اسی بات میں تمام دلوں کو گروں کے لیے نشانیاں ہیں“ *

”اُسی کی نشانیں میں سے رات کو تمہارا سر روٹی کے دھندے میں لگنا“ *

معلوم کا وجود علت کے وجود کے سبب سے ہی تو شرک کہاں رہا علت ازلی و ابدی کا معلول بھی ازلی و ابدی ہی — ہم تم بھی جبکہ علت ازلی و ابدی کے معلول ہیں تو ازلی و ابدی ہیں — تم بھی ازلی و ابدی ہو — ہم بھی ازلی و ابدی ہیں —

مطارق حدیم و با خالق گشتیم

جائیکہ خدا بود من ہم بودیم

پس انہی موجودات کے وجود سے ہم خالق پر یقین کرتے ہیں * اس پر کہا جاسکتا ہے کہ یہ تو یقین نہیں ہے بلکہ ایک خیال ہی جس کا تجربہ نہیں ہوا اور خیال کے مفہوم میں امکان اسباب کا کہ بعد تجربہ کے وہ مطابق واقع کے ہو یا نہ ہو داخل ہیں — ہم نے اس خیال کا تجربہ نہیں کیا پھر اس کے مطابق واقع ہونے پر کیونکر یقین ہو سکتا ہے *

یہ کہنا سچ ہے مگر ہمارے خیالات ہر قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جنکو خود ہماری طبیعتوں نے پیدا کیا ہو یا اسباب غیر مستحقہ خیالیہ سے ہم میں پیدا ہوئے ہوں — بلاشبہ اس قسم کے خیال کے مفہوم میں امکان اسباب کا کہ بعد تجربہ کے مطابق واقع کے ہو یا نہ ہو داخل ہے — مگر ہمارے خیالات جو دوسری قسم کے ہیں جنکو نہ از خود ہماری طبیعتوں نے پیدا کیا ہے اور نہ وہ اسباب غیر مستحقہ خیالیہ سے ہم میں پیدا ہوئے ہیں بلکہ اُنکو کسی دوسرے حقائق مستحقہ نے پیدا کیا ہے وہ ہمیشہ ہوتے ہیں اور بالکل مطابق واقع کے بعد تجربہ کے *

جبکہ ہم سنتے ہیں ایک آواز یا دیکھتے ہیں ایک دھواں تو ہم خیال کرتے ہیں کہ وہاں ہی ایک آواز کرنے والا یا وہاں ہی ایک آگ — ہمارا ایسا خیال کرنا بھی ایک خیال ہی مگر اس قسم کا نہیں ہے جو از خود ہماری طبیعت میں آ گیا ہو یا اسباب غیر مستحقہ خیالیہ نے ہم میں پیدا کیا ہو بلکہ ایک ایسا خیال ہی جس کو دوسرے حقائق مستحقہ نے پیدا کیا ہے — ہمارا ایسا خیال ہمیشہ ہوتا ہے ٹھیک اور بعد تجربہ کے بالکل مطابق واقع کے اگر ہم نے خود اُس چیز میں جس نے ہم میں ایسا خیال پیدا کیا ہے غلطی نہ کی ہو *

جبکہ ہم پاتے ہیں چند چیزوں کو ایک جگہ تو قیاس سے رکھا ہوا یا خوبصورت بنا ہوا تو ہم یقین کرتے ہیں کہ اُن کا کوئی رکھنے والا یا بنانے والا ہے — پھر جب ہم دیکھتے ہیں اس تمام موجودات کو ایسی عمدہ ترتیب سے رکھا ہوا اور ایسی حکمت سے بنا ہوا اور ایسی خوبصورتی سے ڈھلا ہوا تو یقین کر سکتے ہیں کہ کوئی اُنکا ترتیب دینے والا اور بنانے والا ہے — جبکہ ہم ایک پتھر کو جو رستہ میں

پس مذہب اسلام کا کیا سچا مسئلہ ہی کہ تمام انسانوں کو جنگلی ہوں یا پہاڑی شہری ہوں یا دیہاتی قریب یا فائدہ ہوں یا نافرین یا فائدہ کسی نبی کی ان کو خبر پہنچتی ہو یا نہ پہنچتی ہو کرٹی مذہب ان کو دیا گیا ہو یا نہ دیا گیا ہو اس بات پر ایمان لانا فرض ہی کہ تمام موجودات کا کرٹی صانع ہی اور وہی ہی اللہ جل شانہ و جل جلالہ *

راقی

سید احمد

نمبر ۹۳

نصیحت کا صلہ

جب کسی قوم کی حالت نہایت ایتری پر پہنچتی ہی اور کرٹی مالی دماغ بلند حوصلہ مستقل مزاج اُس میں پیدا ہوتا ہی اور مصیبت قومی اور ہمدردی کے جوش میں آخر نصیحت پر مستعد ہوتا اور اپنی قوم کی بھلائی چاہتا ہی تو وہی قوم اُسکی دشمن ہو جاتی ہی اور اُسکی سچی اور پاک نیت پر خود غرضی کے ہیچے کرٹی ہی اُسکی مصیبت اور درد کو مدارت سمجھتی ہی جو کام وہ اُنکی بھلائی کا کرتا ہی اُسے اپنے حق میں برا خیال کرتی ہی اور اُسے لعنت و ملامت کا نشانہ بناتی ہی سب اُسکو اپنا دشمن کہتے ہیں مگر لوگوں کی مدارت کے حقیقت میں دو سبب ہوتے ہیں ایک جہالت کہ وہ اپنی حالت کو برا ہی نہیں جانتے اور اصلاح کے لائق نہیں سمجھتے اس لئے اُسکی دلسوزی کی باتوں کو عیب جوڑتی پر مہمل کرتے ہیں اور بجائے حق کو اُسے عیب جو کہتے ہیں اور چونکہ وہ ناصح کوئی چارہ نہیں دیکھتا پھر اس کے اول اُنکے نقصوں اور عیبوں کو بتا دے پھر اُسکی اصلاح کی تدبیر کرے اُس لئے جو کچھ وہ اپنی قوم کو اُن کے

میں پر مطلع کرتا ہی اُسے وہ مدارت سمجھتے ہیں اور ایضاً لاشعور

مندان من یطلع علی عیور بنا کی تصدیق کرتے ہیں *

دوسرا سبب حسد ہی کہ جو لوگ اپنی قوم میں سرپروردہ ہوئے اور جنگی جہرتی عزت لوگوں کی نگاہوں میں ہوئی وہ اُس سچے ناصح کی باتوں کو اپنی عزت کے زوال کا سبب سمجھتے ہیں اور چونکہ وہ اپنی قوم کے لوگوں کو انہیں کے غلط خیالات کی تائید کرنے سے خوش رکھتے ہیں اور اُنکی جہرتی ثناء و صفت کر کے انہیں اپنے آپ کو بارتھ بنائے رکھتے ہیں وہ اُس قوم کے سینوں میں اُس ناصح کی دشمنی کی آگ کو بھڑکاتے رکھتے ہیں اور جہاں تک ہو سکتا ہی اُسکی سچی اور پاک نصیحت کو سننے نہیں دیتے لیکن اگر وہ ناصح حقیقت میں بھی ناصح ہوا اور اپنی سچائی اور نیک نیتی پر ہر دوسرے کے مستقل اور ثابت

” اُسی کی نشانیں میں سے بھلی بھی ہی جس میں کرک کا خوف اور مینہ کی طمع ہی کہ پانی برسے سے مری ہوئی زمین زندہ ہو جاتی ہی “ *

” اُسی کی نشانیں میں سے ہی کہ آسمان اور زمین اُسی کے حکم سے تھوڑے ہوئے ہیں “ *

” اُسی کی نشانیں میں سے ہی کہ سیلی ہوا مینہ آنے کی خوشخبری دیتی ہی “ *

” وہی اللہ ہی جو ہوا کو چلاتا ہی پھر اُس سے بادلوں کو ہٹاتا ہی پھر تمام آسمان میں جس طرح چاہتا ہی پھیلا دیتا ہی پھر اُن کو تہہ بہ تہہ کر دیتا ہی پھر تم دیکھتے ہو کہ اُن میں سے بوندیاں نکلتی ہیں “ *

” آسمان سے اندازہ کے مراقب مینہ برساتا ہی پھر اُس کو زمین میں ٹہراتا ہی پھر اُس کے سبب سے تمہارے لیٹے باغوں میں بہت سے پھولے اور کھجوریں اور انگر پیدا کرتا ہی جن کو تم کھاتے ہو پہاڑ میں سے درخت اُگاتا ہی جس میں سے تیل نکلتا ہی “ *

” تمہارے لیٹے تو جانوروں میں بھی بڑی نصیحت ہی اُن کی جھاتیوں میں سے جو کچھ نکلتا ہی اُس کو پیچتے ہو اور بہت سے فائدے اُٹھاتے ہو بخیر جانور تمہارے کھاتے میں آتے ہیں — جانور بھی تمکو اُٹھائے پھرتے ہیں اور کشتیاں بھی تمکو اُٹھا کر لیجاتی ہیں “ *

” زمین پر کس حکمت سے پہاڑ بنائے ہیں تاکہ وہ تکی رہے پھر اُن میں گھاٹیاں بنائی ہیں تاکہ رستہ چلنے میں ہرج نہر “ *

” اُسی نے بنائی ہی رات اور دن سورج اور چاند جو اپنے اپنے گھیرے میں پھرتے ہیں “ *

” تم اُورث ہی کر کیوں نہیں دیکھتے نہ کیسے عجیب طور سے بنایا ہی اور آسمان کو کس طرح اُونچا کیا ہی اور پہاڑوں کو کس طرح پر تازا ہی اور زمین کو کس طرح پر بچھایا ہی “ *

غرض کہ اسی طرح جا بجا قرآن مجید میں پانی اسلام نے صانع کے وجود پر ایمان لانے کو تمام موجودات سے جس کو ہم دیکھتے ہیں استدلال کیا ہی اور کسی جگہ یہ بات نہیں فرمائی کہ تم بے سمجھے خدا پر ایمان لے آؤ *

ایک جگہ فرماتا ہی کہ ” اگر کانروں سے بھی یہ بات پوچھو مواضع قویان و زمین کہنے بنایا اور چاند و سورج کو کسے قابعدار کیا باقی دھینکا وہ اللہ نے “ *

فیصل فہرے سے اُن سے پوچھو کہ کس نے آسمان پر سے مینہ برسایا ئی زمین کو پھر زندہ کیا تو کہیں گے اللہ نے “ *

ستر کورس سے اُنکو مقرب کیا امام شافعی رحمہ اللہ نے نسبت لوگوں نے حدیثیں تک بنالیں اور اضر من الابلہس کا کلمہ شائع کی زبان سے اُنکی پاک جناب کی طرف منسوب کیا پھر یہی ہے پڑھنے یا پڑھنے سے وہ قید میں ہوئے گئے اور حق کوئی کے پیچھے ڈال دئے امام احمد بن حنبل کی خلق قرآن کے مسئلہ میں جو کچھ تکفیر ہوئی اور جو مصیبت اُن پر پڑی وہی وہ بیان کے لائق نہیں امام محمد اسماعیل بخاری جنکی کتاب کا آج اصح الکتاب بعد کتاب اللہ الباری لقب ہی حدیث کی بدولت ہر ہر مارے پھرے اور جلا وطن ہوئے بایزید بسطامی بسطام سے علما کے فتویٰ کی پرکھ سے بد تہمت زندہ سات مرتبہ کالے گئے ذوالنون مصری زندیق تھوکر مصر سے مقید کئے گئے سہل ابن عبداللہ تستری کفر کی تہمت سے جیلخانہ میں مار کالے گئے جنید بغدادی توحید کے مسئلہ پر زندان میں پڑ کر مر گئے امام ابو الحسن شاذلی زندیق تھوکر مصر میں مقید ہوئے امام حبیب الاسلام فزالی پر تکفیر کی تہمت ہوئی اور جو کچھ حال حضرات موحدین اور ارباب تصرف کا جو جامع معقول منقول ہیں ہر اسی وہ سب پر ظاہر ہی پس العلماء و رتقاء انبیاء کا مقلد اُنہیں علما پر صادق ہی جنہوں نے نصیحت اور راہت کوئی کے سبب سے بد اور مصیبت جو اصلی مہرات انبیاء کی ہی پائی اور حق کے ظاہر کرنے میں کسیکی حیا و عرم نہ کی ولعم مایک ماکن کیپر و ناصح فی مصر قفا لا کان له مدد من السفلیۃ *

راقم
تجف علی سہرامی

نمبر ۹۲

ایک مسلمان کے خیالات

ان دنوں میں سینے ایک کتاب دیکھی جس کے پشتہ پر سنہری حرفوں سے لکھا ہوا تھا ”تہذیب الاخلاق“ بے اختیار میرا دل غرش ہوا اور اُس پاک صحیفہ کو جیسے چند الہامی آدمیوں نے سوا برس کی مدت میں بذریعہ الہام کے لکھا ہی تھا پھر غور سے پڑھا بے شبہ مضمون اُس کا تعجب خیز مطلب اُس کا حیرت انگیز عبارت اُس کی صاف اور مستند دھنگ اُس کے لکھنے کا نیا اور عمدہ تحریر میں ایک خاص تاثیر ہی اُس کا ہوتی اپنے آپ کو مصلح دین و دنیا سمجھ کر اُن دینی باتوں کو جو رسم و رواج سے ملکر ایک خاص خاصیت پر ہو گئی ہیں یا اُن چیزوں کو جو مذهب میں داخل نہ تھیں اور اُس میں مل گئی ہیں اصلاح کر کے اپنی اصلی حالت پر لانے کا ارادہ کرتا ہی اور اُن چیزوں کو جو اخلاق اور حسن معاشرت اور باہمی برتاؤ اور معاملات میں نقص اور خرابی پیدا کرنے والی ہیں درست کرنے میں اپنی سعی ظاہر کرتا ہی اور بلا شک یہہ دونوں ارادے نیک اور مفید اور قابل تعریف کے ہیں اور اس سبب سے وہ مستحق ہی کہ اُسے معتمد و قارمر یا مصلح دین یا مجدد تیرہ صدی + کہا جائے *

+ مجدد کے سال کا حساب ہوتا ہی سال ہشت یعنی نبوت سے اور اس سبب سے یہہ ”فصل تیرہویں صدی کا مجدد نہیں ہی بلکہ تھوکر چودھویں صدی کا مجدد ہی ۱۲ مہتمم

قدم دھا اور یہہ خیال کرے کہ اگر میں کامیاب ہوا تو لحد فزت نور عظیم اور اگر اپنے جیتے جی مراد پر نہ پہنچا اور دل کی حسرت دل کے ساتھ لیکھا تو قد و قح اجری علی اللہ اپنے کام میں مصروف دھا نہ اپنی قوم کے جگر خراش طعنوں کو ستر اُنکی نصیحت چھوڑی کہ اُنکی لعنت و ملامت کی باتوں پر خیال کرے اُنکی غیر خواہی سے باز دھا تو تھوڑے ہی دنوں میں اُسکی سچائی اور نیک نیتی اپنا تیجہ دکھاتی ہی کچھ کچھ لوگ اُسکی نصیحت کو سننے لگتے ہیں چپکے چپکے اُسکی باتوں کی تصدیق کرتے جاتے ہیں یہاں تک کہ آخر اُسکی لعنت و ملامت سے اور اُسکی ہجو ستائش سے مبدل ہو جاتی ہی اور پھر دھی قوم اُسے اپنے نضر و عزت کا ذریعہ سمجھتی ہی چنانچہ جتنے ناصح اور مصلح اور غیر خواہ اپنی قوم کے ہوتے ہیں اُنکے تاریخی حالات ہمارے اس قول پر شاہد ہیں اُنکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی صاحب ہمت ایسا نہیں ہوا جس نے اپنی قوم کی بھلائی پر کمر باندھی ہو اور اُسی قوم کے ملامت کے تیروں کا نشانہ نہ بنا ہو اور جنکی غیر خواہی پر مستعد ہوا ہو اُنہیں نے اُسے اپنا دشمن نہ جانا ہو *

یہ پانچ مرتبہ عالی دماغ ایسا ہوا ہی جس نے کسی زمانہ میں اپنے سچے اور صاف خیالات کو تمام لوگوں کے خیالات کے متخالف صاف صاف ظاہر کیا اور نفاق اور حیلہ کا لباس اوتار کر نہایت صداقت اور ایمان سے اپنے دلی عقاید کو علانیہ بیان کیا نہ کفر کے فتویٰ سے قرا کہ دار پر چڑھنے اور شکنجہ عذاب میں رہنے سے خائف ہوا اور اپنی زبان کو اپنے دل کا آئینہ بنا کر حق کوئی سے نہ دکا اُس نے کونسی مصیبت اپنی قوم سے نہیں پائی اور کونسی روحانی یا جسمانی تکلیف اُنکے ہاتھوں سے نہیں اُٹھائی دے بڑے بڑے امام اور عارف جو آج اسلام کے تاج کے روشن مرتی سمجھے جاتے ہیں کیا اپنے زمانہ میں زندیق اور مرتد نہیں تھے اور دے عالی درجہ کے محقق مدقق جو اب فضوالاسلام اور حجت الاسلام سمجھے جاتے ہیں کیا اپنے وقت میں کافر اور ملحد مشہور نہیں ہوئے جہاں تک ہم بڑے بڑے لوگوں کے حالات پر خیال کرتے ہیں سب کو حسد اور جھلا کی عداوت کا نشانہ پاتے ہیں دیکھو امام ابو حلیفہ رحمہ اللہ ملیہ کو جو آج ہر تہذیبی معصوم سمجھے جاتے ہیں اور جنکی تقلید کا ہر آج کروڑوں آدمی کے گلے میں ہی صاحب الزماں تھرایا وہ وہ باتیں اُن کی طرف منسوب کیں جنکی نقل بھی بے ادبی ہی امام مالک نے پچیس برس طعنہ کرنے والوں کے ہجرم سے مسجد کا رہنا اور جمعہ و جماعت میں شریک ہونا چھوڑا تیسرے بھی جعفر ابن سلیمان نے ستایا اور پیغمبر کی ساتھ اُوند پر سوار کر کے کچھ بکرجہ پھرایا اور طلاق مکہ کے سچے مسئلہ کہنے پر

ایک مسلمان کے خیالات یکم جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری ایک مسلمان کے خیالات

ٹھیک ہی کہ مذہب سچا وہی ہے جو بالکل عقل کے مطابق ہو مگر اُس بات پر اطمینان کر لینا چاہیے ہم نے معقول جانا ہی فیہ ممکن ہے *

میرے دل میں یہ بھی خیال آیا کہ اگر عقل رہنمائی کے لیئے کافی ہوتی تو بعثت انبیاء کی ضرورت کیا تھی اور اگر عاقل اور حکیم ہی اپنی عقل و حکمت سے نیک و بد کی تمیز کر لیتے تو پھر وہی سب سے بڑھکر خدا شناس ہوتے حالانکہ وہی سب سے زیادہ انبیاء کے منکر ہوتے ہیں اس سے مجھے یہ شبہ ہوا کہ جس عقل کو ہم رہنما جانتے ہیں حقیقت میں وہ دھڑن ہی *

پھر مینے یہ خیال کیا کہ اگر عقل دھڑن ہی تو کیا بے عقلی اور نادانی اور جہالت رہنما ہی اور وہ چیز جسے خدا نے انسان کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے اور جسکے سبب سے اس خاک کے پتلے کو اپنی باتوں کا معصوم بنایا ہے انسان کے لیئے وبال ہی تب میں یہ سوجا کہ نہیں بلاشبہ عقل رہنما اور انبیاء کی نبوت ثابت کرنے اور بعثت کی ضرورت کو تسلیم کرنے کے سوائے عقل کے دوسرا کوئی ذریعہ نہیں ہے لہٰذا ہر بات کا عقل میں آجانا اور ہر چیز کی ہر شخص کو تحقیق کر لینا انسان کی قدرت سے باہر ہے اسلیئے انبیاء کا قول ہماری عقل پر مقدم ہے اور اُن کی باتیں ہماری تحقیقات پر غالب ہیں کیونکہ عقل غلطی سے محفوظ نہیں اور انبیاء خطا سے معصوم ہیں *

اس خیال کو میری اس بات نے اُڑ بھی قوی کر دیا کہ میں نے بہت سی باتیں انبیاء کی دیکھیں اور اُس کی تطبیق عقل سے ہی لیکن میں اُس میں کامیاب نہ ہوا میرے دل نے سوچا کہ نماز کے پانچ وقتوں کا روزہ کے رمضان میں ہونے کا ایک ابراہیم کے پٹائے ہوئے گہر کے طواف کرنے کا خدا کی یاد کی ایک صورت خاص قرار دینے کا سوچا ہی میری عقل میں کوئی سبب نہ آیا اور ہرگز بڑے معقولوں کے اسرار و نکات کو دیکھا کسی پر قلبی اطمینان نہوا مگر پھر مجھے یہ خیال ہوا کہ اول تو یہ اصول مذہب میں نہیں ہیں بلکہ مذہب کی تئیم اور تکمیل کرنے والے ہیں اور دین کے شعار و علامت ہیں اسلیئے نجات ابدی جو نتیجہ سچے مذہب کا ہے اس پر منحصر نہیں اور بلا باز پرس یا بعد باز پرس اور ایک معین زمانہ کے عذاب کی خلاصی ہونی ضروریات سے ہے اور دوسرے ان میں سے کوئی بات عقل کے مخالف نہیں کیونکہ عقل کے مخالف تو وہ بات ہے جو یا واقع کے خلاف ہو یا اصول اخلاق اور حسن معاشرت اور باہمی برتاؤ اور حکمت مذہبی اور سیاست مدنی کے مضر ہو مگر خدا کی یاد کے لیئے وقت مقرر کر دینا یا چند روز کے لیئے ایک وقت خاص تک ترک آب و طعام کرنا اور عام و خاص کو ان قیدوں کا مقید رکھنا اور لوگوں کا فرائض و واجبات کا پابند کرنا اور غفلت سے روکنا نہ عقل کے مخالف ہی بلکہ بالکل عقل کے مطابق اور حقیقت میں نیچر کے موافق ہی کیونکہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ خدا نے انسان کی ترکیب میں ایک ہی قسم

† میں نے اس مجدد سے سنا ہے کہ وہ کہتا تھا کہ جہاں مذہب و عقل کا ذکر ہو وہاں کبھی عقل شخصی سے بھٹک گیا ہو بلکہ عقل انسانی سے بھٹک کر پس ہماری عقل اس مقام پر پہنچا اُس مجدد کے مشرب کے برخلاف ہی ۱۲ مہتمم

اُس نے مذہبی خیالات کو ایک دل پر اتر کرنے والی عبارت میں جس کا عنوان ہے ”انسان کے خیالات“ ایسا ظاہر کر دیا ہے جیسا کہ ایک نوٹر گرائو کسی کی تشبیہ کہتے ہیں کہ اُس کی صورت کو دکھا دیتا ہو اور اُس نے نیکی اور حسن معاشرت کی خوبی اور دین و دنیا کے باہمی ارتباط کو اُن صاف اور سیدھے لفظوں میں بیان کیا ہے جس کی سرخی ”ایک نادان خدا پرست اور دانا دنیا دار کی حکایت“ اور ”دین دنیا کا رشتہ“ بلا شبہ یہ مضمون ایسے ہیں کہ اگر فارابی اور یونانی اور دیگر فلاسفہ اسلام بھی چاہتے تو شاید اس سے زیادہ تہ لکھ سکتے اور ان دوسروں کو جو مثل حدوث و قدم کے ایک دوسرے ۵ تقیض ہیں ایک مصلح پر نہ بٹھا سکتے پس آفریں ہی اُس وناور کے صمد خیالات پر اور حیرت ہے اُس مصلح اور معتمد کی عالی دماغی پر بہت سا زمانہ چاہیئے کہ آسمان چکر کھارے اور اپنا دورہ تمام کرے کہ ایک ایسا فلسفی دانشمند پیدا ہو *

مینے اُس کی باتوں کو دیکھ کر اول اول تو یہ خیال کیا کہ یہ وہی صبر حکیم صرف اپنی ذاتی شہرت اور عزت کا طلبگار ہے اور اُسی شوق نے اُس کو اس ہوالعجبی پر برانگیختہ کیا ہے مگر جب مینے دیکھا کہ وہی خیال اُس کی ذات اور تحقیق کا سبب ہے اور انہوں باتوں سے اُس کے ہم قوم اُسے برا جانتے ہیں مگر وہ باز نہیں آتا تو مینے خیال کیا کہ اُس پر بھی باز نہ رہنا اُس کا اور کوئی سنے یا نہ سنے اُس کا منادی کیئے جانا ہی اس بات کو دکھاتا ہے کہ نہ وہ شہرت کا طالب ہے نہ جھوٹی عزت کا خواہاں ہی تب مینے یقین کیا کہ ضرور اُس کے دل میں یہ بات سماکتی ہے کہ ہماری قوم کی دینی اور دنیوی حالتیں ابتر اور خراب ہو گئی ہیں اور پھر اس کے کہ نہایت صلابت اور قوت کے ساتھ وہ دور کی جاویں اُن کا ازالہ فیہ ممکن ہے وہ اس اصلاح پر مستعد ہوا ہے پس اگر اصلاح کر لی قد ناز مرزا عظیم اگر اسی پر داعی اجل کو لبیک کہا اور دنیا سے کوچ کیا بعد رفع اجرو علی اللہ *

مجھے اُس کے مضمونوں کے دیکھنے سے بے انتہا خیالات پیدا ہوئے اور طرح طرح کی مفید اور مضر باتیں میری آنکھوں کے سامنے آئیں اور مختلف اور متناقض تصورات میرے دل میں گذرے اور اب بھی میرے دل کی وہ کیفیت ہے جو کہ اُس عاشق کے دل کی ہوتی ہے جسے نہ معشوق کے وصال کی امید ہو نہ اُس کے ملنے سے کامل مایوسی ہو *

اس مصلح نے دین کی اصلاح کے لیئے یہ ایک عمدہ اصول قرار دیا ہے کہ مذہب سچا وہی ہے جو بالکل عقل کے مطابق ہو اور پھر دعویٰ کیا ہے کہ مذہب اسلام ایسا ہی ہے لیکن حقیقت میں یہ ایک ایسا دعویٰ ہے کہ جس کا ثابت کرنا نہایت مشکل ہے کیونکہ عقل کو وہم و شک سے پاک کرنا اور معقولات کو وہمیات سے جدا کر لینا ایسا مشکل ہے کہ قریب بہ معال ہی پس گو یہ اصول نہایت

† اُس مجدد کا قول یہ نہیں ہے کہ سچا مذہب وہ ہے جو عقل کے مطابق ہو بلکہ اُس کا بے قول ہی ہے کہ جو نیچر کے یعنی قدرت و فطرت کے مطابق ہو اور اس لیئے وہ مشکلات جو یہاں بیان ہوئی ہیں رافع نہیں ہوتیں ۱۲ مہتمم

ایک مسلمان کے خیالات یکم جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری ایک مسلمان کے خیالات

پھر میں اس سرچ میں گیا کہ تمام عالم فاضل امام پیشوا دین کے ان باتوں کو مانتے آئے ہیں اور میرا خیال بالکل اُن کے مخالف ہی تو یہہ تطبیق دین کی عقل سے تطبیق تو نہیں ہی بلکہ تبدیل اور تصدیق ہی تطبیق تو وہ ہوتی کہ جب اصلی باتیں مذہب کی بھی بدستور قائم رہتیں اور اُس کے اصول عقل سے مطابق ہو جاتے مگر پھر یہہ خیال آیا کہ ان باتوں کو اصول مذہب سمجھنے میں تو ہمارا ہی قصور ہی کیونکہ مذہب تو اصل میں وہ ہی جو خدا نے بقایا ہو اور جن باتوں کو ہم نے اصول مذہب ٹھہرا رکھا ہی وہ تو صریح اور صاف آیتوں سے خدا کی مخالف ہیں پس لوگوں کی سمجھہ کی غلطی اور اُن کی فہم و رائے کے قصور سے مذہب میں شک کرنا نادانی ہی *

پھر یہہ شبہہ دل میں پیدا ہوا کہ نہ تو ہرکتا ہی کہ ساری اُمت مصدقہ کا ضلالت پر یا غلطی پر اجماع دھا اور جو بات حقیقت میں مذہب کی نہ تھی وہ اصول مذہب میں داخل کر دی گئی مگر اُس وقت یہہ خیال آیا کہ یہہ دعوے تو وہ کر سکتا ہی جس نے سارے علماء فقہاء کی ساری قالیفات دیکھ لی ہوں اور جس قدر دنیا میں اب تک لوگ گزرے اُن کے مذہبی خیالات پر اطلاع حاصل کی ہو ہماری واقفیت تو ایسی محدود ہی کہ ہم لاکھ حصہ میں سے دس حصہ کی واقفیت کا یہی دعوے نہیں کر سکتے اب تک یہہ باتیں عربی زبان میں ہونے اور کتابوں کے نہ ملنے سے پرہیزہ رہیں اور سوائے ایک خاص گروہ کے اُس کی اشاعت نہ ہوئی اور تقلید نے اُن کو یہی تحقیق سے روکا اور اُنہوں نے پھر ایک خاص تقلیدی تعلیم کے اپنے خیالات کی موافق باتوں کے کسی اُڑ بات کی تحقیق بھی نہ کی اور اگر کچھ لوگ محقق اور عالی دماغ پیدا ہوئے اُنکی تحقیقاتوں کا اظہار نہ ہونے پایا کفر و ارتداد کے قتلے نے اُن کی کتابوں کو جلایا تقلیدی فقہاء کی حب جاہ نے اُڑوں کو تحقیق پر مستعد نہ ہونے دیا لیکن اس پر یہی محقق اپنا اپنا کام کر گئے نہ اب اُن کی تحقیقاتیں گمنامی کے صندوق سے باہر ہوتی جاتی ہیں ان سب پر ایک اُڑ مشکل اب تک یہہ تھی کہ اکثر باتوں کی صحت و غلطی جیسی کہ اب ظاہر ہوئی اُس زمانہ تک ظاہر نہ ہوئی تھی اس لیے اکثر محققین کو اُس کا خیال نہ ہوا نہ اُنہوں نے اُس پر توجہ کی اسی واسطے بہت سی باتیں ویسی ہی غلط ملکہ گئیں مگر اب جب کہ بہت سی باتیں کھل گئیں تو ہمارا تحقیقات نہ کرنا اور چند عالموں کی باتوں پر ساری خدائی کے خیالات کو خیال کر لینا ہماری ہی نادانی ہی نہ یہہ اُمت مصدقہ کا ضلالت پر اجماع کا سمجھنا ہی نہ سارے علماء محققین کو کمزور جانتا ہی *

پھر میں نے خیال کیا کہ اگر یہہ اصول صحیح ہی تو دین میں ایک بڑا انقلاب ہوگا اور مذہبی معاملات میں یوم تبدیل الارض میرا الارض کی کیفیت نظر آریگی بہت سے کتاب خانے دہریوں کے ڈھیر بہت سے گھر علماء کے بے چراغ ہو جائیں گے اور جب ایسا ہوا تو ایک بڑا زلزلہ ارکان دین میں پیدا ہوگا مگر پھر میں سوچا کہ ہر پکڑی ہوئی چیز کی ایسی ہی شکل سے اصلاح ہوتی آتی ہی لیکن حقیقت میں نہ یہہ دین میں انقلاب ہی نہ ارکان میں اسلام کے زلزلہ ہی بلکہ اسلام کے چہرہ کے حجاب اور پردے دور کرنا اور اُس کی

کی چیز نہیں دکھی بلکہ بعض اشد ضروری بعض ضروری بعض صرف اُس کے حسن و جمال کی تکمیل کے لیے مثلاً دل و دماغ افسان کی زندگی کے لیے اشد ضروری ہیں آنکھ ناک کان وغیرہ اُسکی زندگی کے پورے ہونے کے لیے ضروری ہیں باقی اُڑ بہت سی چیزیں مثلاً خط و خال اور مڑگان و آبرو وغیرہ کے صوف واسطے اُس کے حسن و جمال کے ہیں پس دین و مذہب کو یہی ایک ایسا ہی جسم سمجھنا چاہیئے جسکی زندگی کے واسطے بعض چیزیں اشد ضروری ہیں مثلاً توحید اور اقرار نبوت کے بعض چیزیں اُس کے سارے حواس کے قائم رکھنے کے واسطے لازمی ہیں مثلاً ادائے فرائض و واجبات کے بعض چیزیں اُس کے حسن و جمال کو بڑھانے والی ہیں مثلاً اُڑ بالائی نیکی اور عبادت وغیرہ کے پس یہہ بھی عقل کا قصور ہی کہ ہم ان چیزوں کو عقل کے مخالف سمجھیں *

پھر میں نے یہہ خیال کیا کہ نیکیاں دو قسم کی ہیں ایک لازمی جسکا اثر اپنی ہی ذات پر محدود ہو دوسری متعدی جسکی تاثیر دوسروں پر ہو پس اصل نیکی وہ ہی جو متعدی ہی لیکن ہمارے مذہب میں بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ وہ بجائے نیکی کے عقل میں بدی کی صورت معلوم ہوتی ہیں اور اگر عقل ہی کو ہم تحقیق کے لیے کافی سمجھیں تو بجائے تصدیق کے مذہب کی تکذیب لازم آتی ہی خون کرنا لوگوں کو مارنا جبراً مذہب کا قبول کرنا اپنے ہی پھانسیوں کو پکڑنا بچوں مردوں کو غلام و لوثتی بنانا جو ہمارے مذہب کے اصول ہیں بالکل عقل کے مخالف اور اصول اخلاق کے برعکس ہیں لیکن ان میں کوئی ایسی خوبی ضرور ہی جو ہماری سمجھہ اور ہماری عقل میں نہیں آتی *

مگر جب میں یہہ سوچا کہ کوئی بات جو عقل اور اصول اخلاق کے مخالف ہوگی وہ نیکی اور سچی مذہب کی تعلیم نہ ہوگی اور یہہ باتیں ضرور عقل و اخلاق کے برخلاف ہیں تو بلاشبہ مذہب کی باتیں نہوتگی اس لیے میں فرور میں پڑا اور سرچنے لگا آخر بہت دنوں کے بعد میرے دل سے پورے تقلید کے دور ہوئے اور اصل مذہب سے اُسکی حقیقت دریافت کی تو اُن باتوں کی حقیقت ہی اُڑ کچھ پائی لوثتی غلام کرنے کو جو اصلی نیکی کے برخلاف ہی ہمارے مذہب نے جائز ہی نہیں رکھا بلکہ اُسے قطعاً روک دیا اور اُس زمانہ میں جبکہ کسی بشر کے ذہن میں بھی اُس کی ایسی برائی نہ گذری تھی ہمارے ہی دین کے بانی نے امانتاً بعد و امانتاً کہہ کر اُس کو ممنوع ٹھہرا دیا جبراً مذہب قبول کرانے کی ہمارے مذہب میں کچھ اصل نہیں لاکراہ فی الدین ہمارے ہی مذہب کا قدرتی نشان ہی خون کرنا مارنا حق کے ساتھ بالکل اصول عقل و اخلاق کے موافق ہی روکنا خدا کی منادی کو بند کرنا اُس کے قدرتی حق کا جو ہر شخص کو ازورے قانون قدرت کے حاصل ہی تکلیف پہنچانا کسی کی جان و مال کو اطمینان سے ٹھہرنے دینا کسی کا حق نہیں اور جو اُسے اپنا حق سمجھے اُس کا روکنا اور اُسے ایک قدرتی حق کا مزاحم سمجھ کر اُس سے لڑنا عقل کے مخالف نہیں ہی اور یہی منشا ہمارے ہاں کی دینی لڑائی کا ہی نہ واسطے جبراً مسلمان کرنے اور باکراہ اسلام لانے کے اور سوائے اس کے جو ملکی لڑائیاں ہوتی ہیں وہ اصول سیاست پر مبنی ہیں نہ دین و مذہب پر *

ایک مسلمان کے خیالات یکم جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری ایک مسلمان کے خیالات

ہم سے اشارہ کرایہ میں بھی تو یہ بات نہ پتائی کہ یہ انسان کی فطرتی حل کی فرضی کہانی ہی ہے *

پھر مینے یہ خیال کیا کہ اگر اس قصہ کو تمثیلی اور حال کی زبان میں کہنا تہذیب قرآن ہی تو کوئی مسلمان پڑھا لکھا تہذیب اور انکار کے الزام سے بچ نہیں سکتا کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے مقام پر عالموں نے قرآن کی ایسی ہی حقیقت بیان کی ہے مثلاً آیت اناعرضنا الامانة علی السموات والارض میں کوئی نہیں کہتا کہ یہ معاملہ واقع میں ہوا ہو اور عرض امانت اور سوال جواب اور انکار اور اقرار مابین خدا اور انسان اور آسمان و زمین کے خارج میں ہوا ہو وہ بھی اس ملکہ اور استعداد کا بیان ہی جو انسان کو دی گئی ہے اور جس کے سبب سے وہ نیکی بدی کر سکتا ہے اور یہ کہتے ہیں صرف تمثیلی اور زبان حال کی بیان کی گئی ہے تو کیونکہ ہم ایک ہی کیفیت اور ایک ہی حالت کو ایک ہی جگہ تمثیل اور حال پر معمول کریں اور دوسرے کو اُس پر معمول کرنے سے تہذیب و انکار قرآن سمجھیں *

پھر مینے خیال کیا کہ اگر ان حکایتوں کو بھی ہم زبان حال پر خیال کر کے عقل کے مطابق کر لیں تب بھی اور بہت سی باتیں قرآن کی عقل کے مخالف ہیں قیامت کا ہونا مردوں کا اپنے پرانے جسموں سے اُٹھنا اُن کو جسمانی عذاب ہونا اُنکا دوزخ اور جنت میں جانا حور و غلمان کا ملنا قرآن سے ایسی ثابت ہیں کہ انکار اُنکا ہو ہی نہیں سکتا تو پھر یہ باتیں اصول عقل سے کیونکہ مطابق ہو سکتی ہیں اور مذہب اسلام کیونکہ سچا ٹھہر سکتا ہے *

تب مینے خیال کیا کہ یہ سب باتیں جہل کے قرآن اور عوام کے سمجھانے کے لیئے بیان کی گئی ہیں حقیقت میں سوائے روحانی عذاب ثواب کے کچھ نہ ہوگا نہ وہاں حشر اجساد ہی نہ وہاں کوئی آگ کی بھٹی اور خانہ باغ ہی نہ دودہ و بھد کی قہریں ہیں نہ حوریں اور غلمان ہیں روحانی کیفیتوں کو اس پیرایہ میں بیان کیا ہے *

اس مرتبہ پر پہنچ کر میرا خیال ری گیا اور یہ سوچنے لگا کہ اب یہ سچا اسلام ہی یا اصلی الہاد اور یہہ تطبیق ہی یا تہذیب اور اس سے اسلام کی روشنی پھیلانے کی اتحاد کی تاریکی اور پھر اس طرح اور مذہب والے بھی اپنے لغویات کی اصول عقل سے تطبیق کر سکیں گے یا نہیں اور ان کی تطبیق اور ہماری تطبیق میں کچھ فرق ہونا یا نہیں اور اگر وہ بھی اپنی مذہبی باتوں کو ایسی ہی طرز سے اصول عقل سے ملا دینگے تو ہم کو اُن کے مذہب کی سچائی پر بھی اعتقاد لانا ضرور ہوگا یا نہیں چنانچہ آخر میرے خیال میں یہ بات آئی کہ سوائے ہمارے زمانہ کے کو توہر مقدس اور اقدس معقول کے کوئی اس مشکل کو حل نہیں کر سکتا کاش وہ میرے ان خیالات پر آگاہ ہو اور میرے ان شبہات کو دور کرے + *

راۃ

ترجمہ بعض مفاہم

ساکن اٹارہ حال وارد مرزا پور

+ ہم دیکھتے ہیں کہ اُس مجدد مایۃ رابع عشر من سنین النبوة نے عقاید اسلام لکھنے شروع کیئے ہیں اور اس لیئے آمید ہے کہ اُن تمام مشکلات کا حل انکے قلم الہام رقم سے ہوجاویگا ۱۲ مہتمم

خوبصورت صورت کو دکھانا ہی اور وہ بدنما پھوس کے چھوٹے چھوٹے اس نورانی خوش رنگ عمارت کے ارد گرد مدت سے قال دیئے گئے ہیں اور جس نے اصل عمارت کی خوبی کو چھپا دیا ہے اُس کا گراتا ہے *

پھر مینے خیال کیا کہ اگر مینے ساری سیر و تاریخ کو اپنے مذہب کی غلط جانا اور لائق اصلاح و ترمیم سمجھا تمام کلام اور عقاید کی کتابوں پر بھی خط نسخ کھینچا ساری تفسیروں کو بھی لوگوں کی صحیح و غلط اقوال کا جامع جانکر دریا میں ڈالا حدیثوں کو بھی صحیح و غلط باتوں کا مجموعہ سمجھ کر کل مذہبی روایات کو عقل پر قربان کیا تو مذہب میں صرف ایک قرآن وہ جاریگا لیکن اگر اُسکی باتیں بھی عقل کے مطابق نہ ہوں تو بس مذہب چھوڑنا اور قرآن کو بھی ایک غیر معقول باتوں کا مجموعہ ماننا پڑیگا مگر مینے یہ خیال کیا کہ یہ سب دوسرے اور شیطانی دھوکے ہیں اصل مذہب تو ہمارا قرآن ہی ہے پس ہم کو اُسپر تمسک چاہیئے اور فقط توہمات سے اُسکو مخالف عقل کے سمجھنا ناہانی ہی چنانچہ مینے سوائے قرآن شریف کو دیکھنا شروع کیا پہلا پارہ تمام نہ ہونے پایا تھا کہ آدم کا قصہ نظر پڑا جسے مینے خلاف واقع اور مخالف عقل کے جانا اور جس بات سے قرتا تھا وہی میرے سامنے آئی چونکہ مجھے اس بات کا تو یقین ہی تھا کہ نہ جنت کوئی مادی چیز ہے نہ شیطان کا کوئی خارجی وجود ہے کیونکہ ساری دنیا کا جغرافیہ مینے پڑھا آسمان و زمین کا کربہ خاص گریچ کے رصد خانہ کا بھی مینے دیکھا کسی میں نہ جنت کا ذکر ہے نہ کسی حصہ میں دنیا کے ایسا کوئی مقام ہے پس جسکا وجود نہ تصدیقات سے ثابت نہ جسکے ہرنے پر کوئی عقلی دلیل ہے نہ ہمارے کسی حواس سے اُسکا ادراک ہوتا ہے اس لیئے میں اپنے اس یقین سے تو پھر ہی نہ سکتا تھا مگر قرآن کے اس قصہ پر شک کرنے لگا اور قریب تھا کہ میں قرآن کے کلام الہی ہونے سے منکر ہوجاؤں مگر پھر مجھے یہ خیال آیا کہ ہماری سمجھ کا قصور ہی خدا کے کلام کے حق ہونے میں کچھ شبہ نہیں اگر یہ قصہ تمثیلی اور بزرگان حال مان لیا جائے تو بالکل نیچر اور قانون قدرت کے مطابق ہوتا ہے لیکن اگر وہ اصلی اور واقعی گزرا ہوا قصہ سمجھا جائے تو حسن کی متغی اور بکاولی کا قصہ ہوا جاتا ہے پس یہ ہماری سمجھ کا قصور ہی کہ ہم نے جنت کو پبلک گارڈن یا خانہ باغ اور اُسکے درختوں کو اپنے باغ کے سے اشجار اور دوزخ کو اپنے چولہے کی سی آگ کا تعمیر اور شیطان کو ایک باون سر کا راون سمجھ رکھا ہے اور حوروں کو نشیمری کسبیوں کے موافق بڑی بڑی آنکھ والی عورتیں اور بہشت کو اُنکے رہنے کا چکلا بنا رکھا ہے اگر اُسکی باتیں روحانی تعلیم سمجھی جائیں تو نہ مخالف عقل کی ہوتی ہے نہ کوئی دقت پیش آتی ہے *

اس خیال پر ازل تو میں خوش ہوا مگر پھر سوچا کہ مذہب کو مذہب سے ثابت کرنا چاہیئے پس اگر ہم ان چیزوں کے وجود سے منکر ہوں اور ان حکایتوں کو تمثیلی زبان میں ایک فرضی قصہ سمجھیں تو یہ حقیقت میں تہذیب ہی نہ تطبیق کیونکہ جس نے وہ قصہ بیان کیا اور جس نے اُن چیزوں کا وجود ہم کو بتایا اُس نے

بمقام عیگتہ — مطبع علیگتہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۱۲]

۱۵ جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[جلد سوم]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و قارئین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مقصود اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قونیشن کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خان صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار اصرار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اور اہم اُس کوئی کے مائع ہیں وہ مٹا دی جائیں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جستدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خواہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جائیگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یگانہ خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو نی پرچہ چار آنہ مع اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

نمبر ۹۵

عقاید مذہب اسلام

عقیدہ دوم

وہ ہستی جسکو ہم اللہ کہتے ہیں واحد فی الذات ہی یعنی منک
اُسکے دوسری ہستی نہیں *

تمام موجودات پر جب ہم نظر کرتے ہیں تو باہمی النظر میں ہمارے
معیب مختلف قسم کی چیزیں دکھائی دیتی ہیں اور ہم سمجھتے
ہیں کہ ایک کو دوسری سے کچھ تعلق نہیں مگر جب یہ تعمق نظر
کالتے ہیں اور بشری سرچنے ہیں اور حقایق قدرت پر بقدر طاقت
بشری واقفیت حاصل کرتے ہیں تب سمجھتے ہیں کہ تمام موجودات
آپس میں نہایت مناسبت رکھتی ہی اور سب کی سب ایک راہ پر
چلتی ہی ایک کو دوسری سے ایسی مناسبت ہی کہ اگر ایک چیز بھی
موجودات میں سے معدوم ہو جاوے تو اس گروہکے دھندے میں اتنا
ہی نقصان آ جاوے *

تمام موجودات ایسی تدبیر و حکمت و مناسبت سے موجود ہی
جیسے ایک گھڑی یا کل کے مختلف پرزے آپس میں مناسبت رکھتے
ہیں اور اس سے ہمارے احباب کی ہدایت ہوتی ہی کہ یہ گروہکے
دھندا ایک ہی دانا حکیم کا نکالا ہوا اور ایک ہی کاریگر کا بنایا ہوا
ہی — اور عام عقل انسانی اس دلیل سے خدا کی وحدانیت پر اقرار
کر سکتی ہی اس لیے اس مسئلہ پر بھی ایمان لانا اُصطرح ہر ایک
انسان پر فرض ہی جس طرح کہ وجود خالق کے مسئلہ پر ایمان لانا
فرض تھا *

یہ شبہ یہ مسئلہ بہ نسبت پہلے مسئلہ کے کس قدر زیادہ باریک
ہی جو لوگ کہ فیچرول فلزنی یعنی علم طبیعیات سے زیادہ واقف ہیں اور
جہنوں نے موجودات عالم میں سے بہت سی چیزوں کی بناوت اور پیدائش
اور پھر اُن کے انقلاب کا بقدر طاقت بشری علم حاصل کیا ہی اُن کا
یقین اس مسئلہ پر سب سے زیادہ پختہ اور مستحکم ہی اور اُن سے کم
درجہ کے لوگوں کو خود کس قدر غرر و تکر کی حاجت ہوتی ہی اور
اُس سے ادنیٰ درجے کے لوگ دوسرے کی تنبیہ سے متنبہ ہونے اور کسی
سے اُس کا بیان سننے کے محتاج ہوتے ہیں مگر یہ مسئلہ ایسا نہیں
ہی کہ عام عقل انسانی کی سمجھ سے باہر ہو تحقیقات کامل سے
خواہ خود سرچنے سے یا کسیکے سمجھانے سے انسان اُسکو بشری سمجھ
سکتا ہی اور یہی وجہ ہی کہ اس مسئلہ پر ایمان لانا بموجب
مذہب اسلام کے تمام انسانوں پر فرض ہی — پانی اسلام نے بھی
اس مسئلہ کو کارخانہ قدرت کی دلیل سے سمجھایا ہی اور کسی جگہ
بغیر سمجھے ایمان لانے کو نہیں فرمایا *

ایک جگہ فرمایا ہی ”اُسکا ہی جو کچھ کہ آسمان و زمین
میں ہی اور جو اُسکا ہی (یا اُسکے پاس ہی) اُس کی اطاعت سے نہ
منصرف ہوتا ہی اور نہ تھکتا ہی رات دن اُسکی بزرگی یاد کرتا ہی
اور ذرا بھی سستی نہیں کرتا — کیا اُنہوں نے زمین کی چیزوں میں
سے کسیکو خدا ٹھہرایا ہی — اگر آسمان و زمین میں بہت سے خدا
ہوتے تو درختوں کا کارخانہ بگڑ جاتا “ *

ایک اور مقام پر پانی اسلام نے اس سے بھی زیادہ نصیح و موثر
زبان سے تیچر سے خدا کی وحدانیت پر اس طرح استدلال کیا ہی کہ
کس نے پیدا کیا آسمان اور زمین اور کس نے ہر سب کو تمہارے لیے مینہ
پھر اُس سے نہایت پر رونق باغ اُگائے تمکو تو اُن کے اُگائے کی قدرت
نہ تھی پھر کیا خدا کے ساتھ کوئی دوسرا خدا ہی “ *

”کس نے زمین کو تمہارے رہنے کی جگہ بنایا اور کس نے اُس کے
بیچ میں نہریں بہائیں اور کس نے اُس پر پہاڑ گزارے اور کس نے دوسلدروں
کے بیچ میں زمین کا پردہ پیدا کیا — پھر کیا خدا کے ساتھ کوئی
دوسرا خدا ہی “ *

”کون تمکو اندھیرے جنگلوں میں اور سمندر میں رستہ بتاتا
ہی کون مینہ برسنے سے پہلے اپنی مہربانی کی خوشخبری دینے والی
تہنیتی ہوا چلاتا ہی — پھر کیا خدا کے ساتھ کوئی دوسرا خدا ہی
اگر تم سچے ہو تو اُس کی دلیل لاؤ “ *

پس دیکھو کہ کس طرح پانی اسلام نے توحید کا مسئلہ صرف
کارخانہ قدرت کی حکمت اور اُس کی مناسبت سمجھانے انسانوں کو
سمجھایا ہی — یہ نہیں کہا کہ خواہ نقراء بے سمجھے خدا کو
ایک مان لو اور جبکہ یہ مسئلہ ایسا اُتھا کہ ہر ایک انسان اُسکو
سمجھ سکتا تھا اس لیے پانی اسلام نے تمام انسانوں کو اس مسئلہ

پر ایمان لانے کا مکلف کیا اور کھدیا کہ تعالیٰ اللہ صا یشرکون *

ہاں بے شک ایک شبہ اس پر وارد ہوتا ہی کہ اس تمام کارخانہ
قدرت سے جو ہم دیکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں یہ خیال مت نہیں
سکتا کہ کیا عجب ہی کہ مثل اس کارخانہ قدرت کے کوئی اور کارخانہ
قدرت ہو جسکو اس سے کچھ تعلق نہ ہو اور اُس کارخانہ قدرت کا
ایسا ہی کوئی اور صانع اور علہالہ اور موجود بالذات ازل و
ابدی ہو جیسا کہ اس کارخانہ قدرت کا ہی تو پھر توحید خدا کی
کس طرح پر ثابت ہوگی *

ہم اس شبہ کو تسلیم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بلا شبہ یہ
ایک خیالی شبہ ہی جو رفع نہیں ہو سکتا مگر اسلام اور ایمان کی
بنیاد خیال پر نہیں ہی فلسفہ اور عقیدہ مباحث کو جو حالت فرضیہ

غیر وجودیت سے ہوتی ہیں یقین سے اور ایمان سے کچھ مناسب نہیں
ہی مولانا نے اُس کے حق میں قہایت غریب فرمایا ہی —
پائے استدلالیاں چوبیس ہر

پائے چوبیس سب سے تمکین ہر

یقین کے لیئے ضرور ہی کہ معترض اول اسباب کا یقین دلائے کہ
در حقیقت ایسا ہی دوسرا کار خانہ قدرت موجود ہی اور اُس وقت
کہے کہ خدا کی توحید ثابت نہیں مگر وہی و فرضی باتوں سے خدا
کے متعدد ہونے کا ثبوت نہیں ہو سکتا سب مذهب اسلام کی رو سے
انسان کو صرف اسی بات کا یقین کہ تمام چیزوں کا جنکو ہم دیکھتے
ہیں اور سمجھتے ہیں اور جو وجود پذیر ہیں اُن سب کا خدا ایک
ہی ہی کافی اور رانی ہی اور اسقدر پر انسان مکلف ہی — امتناہ
والحمد لله علی ذلک *

و ا — م

سید احمد

نمبر ۹۶

چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان

چندہ سابق

یعنی چندہ مندرجہ فہرست سابق ...

چندہ جدید

مولوی محمد حیدر حسین صاحب وکیل
ہائی کورٹ الہ آباد ...
مولوی سید فرید الدین احمد صاحب
وکیل ہائی کورٹ الہ آباد ...
حضور عالی جناب انریبل سر ولیم مہور
صاحب بہادر جی سی ایس آئی نواب
لغتنٹ گورنر بہادر خاص واسطے تعلیم
دنہاری علوم کے بروقت شروع تعلیم
جناب انریبل آر اسپینکی صاحب بہادر
جسٹس ہائی کورٹ الہ آباد ...
منشی الہی بخش صاحب سب انجینیر
اور تپتی مجسٹریٹ نہر گنگ توبزن
بلند شہر ...
محمد حکمت اللہ صاحب رئیس ہدایوں
متعلق سفارت سابق نواب ٹونک مقیم
لندن ...

سید محمد میر بادشاہ صاحب منصف
کابور ...
جناب مینارق براڈہرست صاحب بہادر
صاحب جج بنارس ...
منشی محمد ذکاء اللہ صاحب پروفیسر
میر کالج الہ آباد ...
جناب جج ہنری بیکنس ایرن سید
صاحب بہادر صاحب جج غازی پور ...
حاجی مرزا محمد جلال الدین صاحب
رئیس بنارس ...
سید مہربان علی صاحب رئیس گلوٹی
ضلع بلند شہر ...
شیخ سبحان علی صاحب رئیس بنارس
شیخ محمد امین الدین صاحب وکیل
عدالت دیوانی بنارس ...
مولوی محمد عنایت رسول صاحب
رئیس چوہا کوت ضلع اعظم گڑہ ...
مرزا محمد سعید بخت بہادر شاہزادہ
شوالہ ...
مولوی محمد امین الدین صاحب وکیل
عدالت دیوانی بنارس ...
شیخ غوث علی صاحب وکیل عدالت
دیوانی بنارس ...
نواب محمد ہادی علی خاں صاحب
وکیل عدالت دیوانی بنارس ...
نواب محمد مبارک علی خاں صاحب
رئیس میرتہ ...
سید جعفر حسین صاحب وکیل عدالت
دیوانی بنارس ...
مرزا محمد معز الدین بخت بہادر
شاہزادہ شوالہ ...
شیخ امین الدین احمد صاحب وکیل
عدالت دیوانی بنارس ...
مرزا محمد شرف الدین سکندر بخت
بہادر شاہزادہ شوالہ ...

ترقی چندہ مدرستہ العلوم ۱۵ جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری ترقی چندہ مدرستہ العلوم

عبدالرحیم کوچوان ملازم سید احمد خان لکھن
مرزا زور آور بخت بہادر شاہزادہ ... لکھن
مولوی احمد شفیع صاحب ہیڈ ماسٹر
اسکول وزیر آباد ... لکھن
ماسٹر نورنجنداس صاحب سکند ماسٹر
اسکول وزیر آباد ... لکھن

میزان کل عسکریہ ۷

سید احمد

موقوفہ ۲۲ جولائی سنہ ۱۸۷۲ ع سکرٹری

THE MUHAMMEDAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE FUND COMMITTEE.

With great pleasure and thankfulness we publish here a letter from the Private Secretary to His Excellency the Viceroy and Governor-General to the Secretary to the M. A. O. C. F. Committee. His Excellency's munificent donation, promised under certain conditions, is worthy of the giver, and will not soon be forgotten by the Muhammedans of India. Such liberality has never been equalled by any former Governor-General of India. The promised contributions to the College Fund now amount to Rs. 80,135-7-0.

COPY OF THE LETTER.

GOVERNMENT HOUSE, SIMLA.

July 19th, 1872.

DEAR SIR,

I am in receipt of your note of the 14th ultimo enclosing the Rules for the Guidance of the Muhammedan Anglo Oriental College Fund Committee and a printed circular inviting subscriptions towards the establishment of the College. Although these papers were addressed to me personally, I have laid them both before His Excellency the Viceroy and Governor-General, and I am now directed to make the following communication to you.

His Excellency is much gratified at the active interest in the matter of education, which the present endeavour to found a college evinces on the part of

مرزا محمد قیصر بخت بہادر شاہزادہ
شوالہ ... ع
عظیم اللہ عرف چہچو ملازم سید محمد
محمود مقیم لندن ... ع
شیخ نصرت حسین صاحب وکیل عدالت
دیوانی بنارس ... ع
مرزا محمد نادر بخت بہادر شاہزادہ
شوالہ ... ع
خواجہ محمد عبداللہ صاحب وکیل
عدالت دیوانی بنارس ... ع

نمبر ۶۷

ترقی چندہ مدرستہ العلوم مسلمانان

ہم نہایت خوشی اور شکرگزاری سے حضور عالی جناب وپسراے اور گورنر جنرل بہادر کشر ہند کے پریوت سکرٹری کی چٹھی کی نقل جو بنام سکرٹری کمیٹی خزانۃ البضاعہ آئی ہے اس مقام پر مندرج کرتے ہیں *

حضور جناب وپسراے نے جو بشرط کامیابی نہایت فیضانہ قوانین مطا فرمایا ہے وہ اُن کی جاہ و جلال و شان و مرتبہ کا ثمرتہ ہے — مسلمانان ہند اس احسان کو کبھی نہ بھولیں گے اس سے پہلے کسی گورنر جنرل نے ایسی سخاوت و فیاضی نہیں کی *
اب تعداد زر چندہ اس فیاض ترنیشن کے سبب لفاہت ۱۳ جولائی سنہ ۱۸۷۲ ع بقدر تیس ہزار ایک سو پینتیس روپیہ سات آنہ کے ہو گئی ہے اُس کے بعد اور بھی بہت چندہ ہوا ہے جو آئندہ مشہور ہوگا *

نقل چٹھی

پریوت سکرٹری حضور نواب گورنر جنرل بہادر

بنام

سید احمد خان بہادر سی ایس آئی سکرٹری کمیٹی
خزانۃ البضاعہ

عزیز دوست

آپ کی چٹھی مورخہ ۱۳ ماہ گذشتہ معہ قواعد مجلس خزانۃ البضاعہ لتاسیس مدرستہ العلوم للمسلمین اور ایک چھپا ہوا سرکیرل واسطے چندہ مدرستہ کے میرے پاس پہنچا — کو یہ سب کافی میرے نام کے آئے مگر میں نے اُن کو بحضور عالی جناب وپسراے

ترقی چندہ مدرسۃ العلوم ۱۵ جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری ترقی چندہ مدرسۃ العلوم

yourself and other Muhammedan gentlemen of influence and position. His Excellency feels a deep interest in the subject of Muhammedan Education, and while it would be inconsistent with his religious opinions to give any personal pecuniary assistance to the religious teaching, which, as I understand, is to form part of the course of studies at the proposed college, he will gladly contribute to the study of "the Western Arts and Sciences," which it is one of the principal objects of the Committee to promote.

His Excellency considers, however, that any pecuniary assistance which he may render should be contingent on the interest shown in the matter by Muhammedan gentlemen themselves, and on the support afforded by them. He is not, therefore, at present, prepared to contribute any donation towards the establishment of the college, but I am desired to inform you that if the Committee succeed in establishing the college,—if the institution, when established shows a reasonable prospect of durability and general success, and if the course of instruction is such as to convince His Excellency that a really *bonâ fide* effort is being made to afford sound secular instruction, he is prepared to devote Rs. 10,000 to the perpetual establishment of a scholarship in some branch of European Literature or Science. Should this scholarship be ultimately established, the details connected with the method of competing for it, its tenure, &c., can form the subject of future correspondence.

"I remain,

"Dear Sir,

"Yours very truly,

"(Sd.) EVELYN BARING, CAPTAIN,
Private Secretary to the Viceroy."

To

MOULVI SYUD AHMED KHAN,

BAHADOOR, C. S. I.,

Secretary, M. A. O. C. F.,

Committee,

Benares.

و گورنر جنرل کشور ہند نے پیش کیا اور اب بموجب حکم حضور
وہسراے صمدی کے آپ کو اطلاع دیتا ہوں *

تعلیم کے باب میں جو آپ اور دیگر صاحبان مسلمان ذی مرتبہ
اور صاحب اقتدار سعی و کوشش کرتے ہیں اور جسکا ظہور ایک مدرسہ
قائم کرنے کی تدبیر میں پایا جاتا ہی اُس سے حضور وہسراے نہایت
معظوظ ہیں اور حضور جناب وہسراے مسلمانوں کی ترقی تعلیم پر
دل سے مایل ہیں اور گو وہ اپنے مذہبی عقاید کے موافق مسلمانوں کی
مذہبی تعلیم میں جسکو میں سمجھتا ہوں کہ مدرسہ معجزہ کی
تعلیم کا ایک جزو ہوگی روپیہ سے مدد کرنا ٹھیک نہ ہوگا تاہم وہ
نہایت خوشی سے مغربی علوم و فنون کی تعلیم میں جسکی ترقی کرنا
خاص مقصد کمیٹی کا ہی تائید فرما رہے ہیں *

حضور جناب وہسراے کی یہ مرضی ہی کہ اُن کی مدد زر نقد سے
اُس اندازہ کے موافق ہو جسقدر کہ خود مسلمان اس معاملہ
میں اپنا شوق ظاہر کریں اور جیسیکہ وہ غور اُس میں مدد دیں پس
اس وقت کچھ قوفیشن دے دینے کو بنام قائم کرنے مدرسہ کے وہ طیار
نہیں ہیں سگو مجھکو اجازت ہوگی ہی کہ میں آپ کو اس بات سے
اطلاع دوں کہ اگر کمیٹی مدرسۃ العلوم قائم کرنے میں کامیاب ہو اور بعد
قائم ہوجانے کے اگر اُس مدرسہ سے معقول ترقی عام ترقی کی پائی
جائے اور نیز سلسلہ تعلیم بھی ایسا ہو جس سے حضور وہسراے کو
یقین ہو کہ در حقیقت کامل دنیوی تعلیم میں کوشش ہوتی ہی تو
اُس صورت میں دس ہزار روپیہ عطا فرما دینگے تاکہ زر مذکور سے
مغربی تربیت پر یا علوم و فنون کی کسی شاخ میں اسکالرشپ ہمیشہ
کے واسطے مقرر کیا جائے جب کہ اسکالرشپ مقرر ہوجائے تب اُسکی
تفصیل کی باہت متعاقب تحریر ہوگی *

والسلام

آپ کا دوست صادق

اردان بیرون کپتان

پریت سکوتی وہسراے

مقام شملہ
مورخہ ۱۹ جولائی سنہ ۱۲۸۷ھ

روٹنڈان مدرسۃ العلوم مسلمانان ۱۵ جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری روٹنڈان مدرسۃ العلوم مسلمانان

مولوی محمد نجم الدین صاحب رئیس چڑیا کورت ضلع
اعظم گٹہ *

مولوی محمد حامد حسن خان صاحب بہادر رئیس یوپی
سب آرڈینیت جج اعظم گٹہ *

منشی محمد ذکاء اللہ صاحب رئیس دہلی پروفیسر میوز کالج
الہ آباد *

حکیم محمد حکمت اللہ صاحب رئیس بدایوں *
سکوتری نے چٹھی پریوت سکوتری حضور عالی جناب ویسراے اور
گورنر جنرل لارڈ نارتھ بروک صاحب دام اقبالہ مورخہ ۱۹ جولائی سنہ
۱۸۷۴ ع پیش کی جس میں حضور مدوح نے عام دنیاوی علوم کی
ترقی کے لئے بہ چند شرائط مندرجہ چٹھی مذکور اس مدرسہ کے لئے
دس ہزار روپیہ چندہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے *

صدر انجمن نے اس بات کی تحریک کی کہ حضور ویسراے نے
جو توجہ اور اپنا شوق واسطے تعلیم مسلمانوں کے بذریعہ عطا فرمائے
اس فیاضانہ توفیق کے ظاہر فرمایا ہے اُس کا دلی شکر کمیٹی کی
جانب سے ادا کیا جا رہا ہے *

صدر انجمن نے یہ بھی تجویز کی کہ حضور ویسراے کو اس بات
کی بھی اطلاع دی جاوے کہ تمام مسلمانان ہندوستان جن کی حکومت
و محافظت کے لئے حضور ملکہ معظمہ نے آپ کو مامور کیا ہے
آپ کی سفارشات کے نہایت مہتمم ہیں اور جب یہ مدرسہ قائم
ہو جاوے گا تو مسلمانوں کی آئندہ نسلوں کے لئے یہ بے نظیر سفارشات
ہمیشہ کو یادگار رہیگی *

سید محمد حامد نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور
ہوئی *

اُس کے بعد سکوتری نے چٹھی ہز ہائیٹنس مختارالملک سو سالہ
جنگ بہادر کے سی ایس آئی وزیر اعظم حیدر آباد دکن مورخہ ۲۹
جولائی سنہ ۱۸۷۴ ع پیش کی اور کمیٹی کو اطلاع دی کہ ہز ہائیٹنس
نے چار ہزار روپیہ واسطے مدرسۃ العلوم مسلمانان کے موصوفہ فرمایا
ہے دو ہزار روپیہ پانچل اور دو ہزار پور وقت قیام مدرسہ *

صدر انجمن نے تحریک کی کہ ہز ہائیٹنس کا اس فیاضانہ چندہ
کے لئے کمیٹی کی جانب سے دلی شکر ادا کیا جاوے اور یہ بھی اطلاع
دی جاوے کہ کمیٹی کا خاص مقصد اور کوشش یہی ہے کہ اس مدرسہ
میں طالب علم ایسی ہی علمیت اور فضیلت حاصل کریں جیسی کہ
انگلستان میں اسکورڈ اور کیمبرج کی یونیورسٹیوں میں طلبا حاصل
کرتے ہیں صرف اتنا فرق وہی کہ انگلستان کی یونیورسٹیوں میں جو
عیسائی مذہب کی تعلیم ہوتی ہے ہمیں اس کے ہمارے مدرسۃ العلوم

نمبر ۹۸

مدرسۃ العلوم مسلمانان

روٹنڈان

اجلاس مجلس خزنة البضاعة لتأسيس مدرسة العلوم
للمسلمين منعقدة ۳۱ جولائی سنہ ۱۸۷۴ ع

مقام بنارسی

صدر انجمن

مولوی عنایت رسول صاحب *

ممبران موجودہ

مولوی محمد عارف صاحب *

شیخ غلام علی صاحب *

سید محمد حامد صاحب *

منشی محمد یار خان صاحب *

سکوتری

سید احمد خان بہادر سی ایس آئی *

روٹنڈانہاے اجلاس منعقدة ۳۰ جون سنہ ۱۸۷۴ ع ۵ جولائی
سنہ ۱۸۷۴ ع جو بہ دستخط سکوتری مرتب اور کتاب روٹنڈان میں
مندرج تھیں ملاحظہ ہوئیں *

اُس کے بعد بموجب دفعہ ۷ قواعد مجلس مرتبہ سنہ ۱۸۷۲ ع
کے صاحبان مندرجہ ذیل مجلس خزنة البضاعة کے ممبر مقرر ہوئے *
جناب عالی نواب محمد فیض علی خان صاحب بہادر سی ایس آئی
رئیس پھاسو ضلع بلند شہر وزیر اعظم راج جے پور *

نواب محمد احمد اللہ خان صاحب رئیس میرٹھ پٹرول
ہوشنگ آباد *

منشی محمد الہی بخش صاحب رئیس دیوبند ضلع سہارنپور
سب انجینیر اور تپتی میسٹریٹ تھرگٹک ڈویژن بلند شہر *
منشی محمد اکرم صاحب رئیس محمدآباد ضلع اعظم گٹہ
گورنمنٹ رکیل ضلع اعظم گٹہ *

حضرت مولوی محمد امانت اللہ صاحب رئیس غازی پور *
حاجی مولوی محمد عبدالاحد صاحب رئیس قصبہ بہتیا ضلع
غازی پور وکیل عدالت غازی پور *
شیخ محمد جان صاحب رئیس قصبہ بہتیا ضلع غازی پور وکیل
عدالت غازی پور *

شیخ فیاض علی صاحب رئیس قصبہ مڑ قاضی طیب پور گٹہ سررام
گورنمنٹ رکیل و انریوی میسٹریٹ درجہ اول ضلع الہ آباد *

کے نام کے فہرست چندہ میں مندرج ہونے سے جو مشروط بہ شرایط چندہ دیتے ہیں مقرر و اتکار ہی — مقصد کمیٹی کا یہ ہے کہ سرمایہ جمع کرتی جارہے جب تک کہ مدرسہ قائم کرنے کے لیے کافی ہو اگر لوگ ایسی شرطوں کے ساتھ چندہ دیں اور وہ منظور ہو تو سرمایہ کا جمع ہونا مدرسہ کے قائم ہونے پر اور مدرسہ کا قائم ہونا چندہ کے جمع ہونے پر موقوف اور منحصر ہوگا اور یہ ایک ایسا نقص ہی کہ جس سے میری رائے میں مقصد کمیٹی کا بالکل ضایع ہو جاویگا پس میری یہ رائے ہے کہ جو چندہ ساتھ کسی شرط و قید کے آوے (سوائے کسی خاص حالت کے) فوراً نامنظور ہو *

سکرتری نے کہا کہ مجھے اس گفتگو کے سننے سے انہیں ہی حضور و یسراے نے انہی شرطوں سے چندہ عطا فرمایا ہی اور کمیٹی نے اُس کے قبول کرنے میں کچھ عذر نہیں کیا حضور نواب لغتنت گورنر بہادر کا چندہ بھی قریب قریب انہی شرطوں پر مشروط ہی جن پر کچھ عذر نہیں ہوا پس میں کوئی وجہ نہیں پاتا کہ باہر صاحب کے چندہ پر اس قدر اعتراض ہوتا ہی *

مولوی محمد عارف صاحب نے منشی محمد یار خاں کی رائے سے اتفاق کیا اور کہا کہ جو کچھ سکرتری مجلس نے ایسے فرمایا وہ سب سچ ہی مگر حضور و یسراے اور جناب نواب لغتنت گورنر بہادر کی شرایط چندہ کے قبول کرنے اور باہر صاحب کی شرایط چندہ کے منظور کرنے میں بڑا فرق ہی — اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ کمیٹی دل و جان سے چندہ جمع کرنے میں کوشش کر رہی ہی — اور اگر لوگوں کا حرق ایسا ہی رہے جیسا کہ اس وقت تک ہی اور وہ لوگ زر نقد دیتے ہی ایسی ہی مدد کریں جیسی کہ وہ اس وقت تک کر رہے ہیں تو اُمید قوی ہی کہ برس در ہی برس کے اندر کمیٹی اپنے مقصد یعنی مدرسۃ العلوم قائم کرنے پر کامیاب ہو جاویگی اور انشاء اللہ تعالیٰ ضرور مدرسہ قائم ہو جاویگا اور اگر بالعرض اس زمانہ میں کمیٹی نے کوششوں سے مدرسہ قائم ہونے میں توقف ہوا تو ہماری نسلیں اور ہمارے جانشین مدرسہ قائم کرنے کی کوشش کر دیں یہی ترک نہ کریں حضور و یسراے اور جناب نواب لغتنت گورنر بہادر کا چندہ اس یقین پر قبول کیا گیا ہی کہ جب کبھی مدرسہ قائم ہو وہ چندہ ضرور ملینا اگر ہماری موجودہ کمیٹی اپنی زندگی میں مدرسہ قائم کر لے تو وہ خود وہ دونوں چندے پارہیگی اور اگر اپنی زندگی میں قائم نہ کر سکے تو اُن کے جانشین حضور و یسراے اور جناب نواب لغتنت گورنر بہادر سے یا اُن کے قائم مقاموں سے بمجبورہ قائم ہونے مدرسہ کے چندہ پارہیگی لیکن اور لوگوں سے ایسے زمانہ دراز اور ہفتوں تک چندہ وصول ہونے کی کیا توقع ہی پس میری رائے

میں (جو انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن محکم یونیورسٹی کے نام سے پکارا جاویگا) مذہب اسلام کی تعلیم ہو ایک کمرہ میں اہل سنت و جماعت کی اور ایک کمرہ میں شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کی * صدر انجمن نے اس بات کی بھی تحریک کی ہڑھائینس کا اس تحریر کی نسبت بھی شکر کیا جارہے جو اُنہوں نے خیال فرمایا ہی کہ اگر یہ مدرسہ درست ہی قائم ہو جاوے تو حضور ممدوح بھی حیدرآباد سے چند رئیسوں کے لڑکوں کو اس مدرسہ میں تعلیم کے لیے بھیجینگے کیونکہ اس بات سے کمیٹی کو نہایت تقویت ہوئی ہی * سید محمد حامد نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

بعد اس کے سکرتری نے انریبل آراسپینگی صاحب بہادر جسٹس ہائی کورٹ الہ آباد کی چٹھی مورخہ ۳۰ جون سنہ ۱۸۷۲ ع پیش کی اور اطلاع کی کہ صاحب ممدوح نے تین سو روپیہ راسلے مدرسہ کے عنایت فرمایا ہی *

صدر انجمن نے تحریک کی کہ صاحب ممدوح کا دلی شکریہ واجب توفیق اور بالتخصیص اس طرز تحریر کی نسبت جس طرز میں صاحب ممدوح نے چٹھی لکھی ہی اور جس سے ایک فیاضانہ ٹیکہ اور ہمدردی مسلمانوں کی تعلیم میں پائی جاتی ہی ادا کیا جارہے *

سید محمد حامد نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

بعد اس کے سکرتری نے چٹھی باہر شیوا پرشاد صاحب سی ایس آئی انسپیکٹر محکمہ تعلیم قسمت سریم ممالک مغربی و شمالی مورخہ ۲۹ جولائی سنہ ۱۸۷۲ ع پیش کی جس میں باہر صاحب ممدوح نے اُنہی شرایط پر جو حضور و یسراے نے مقرر کی ہیں اور چٹھی پریورٹ سکرتری مورخہ ۱۹ جولائی سنہ ۱۸۷۲ ع میں مندرج ہیں اور نیز اس شرط پر کہ مدرسہ الہ آباد میں قائم ہو مدرسہ کے لیے ہزار روپیہ چندہ دینے کا وعدہ فرمایا ہی *

صدر انجمن نے تحریک کی کہ باہر صاحب نے جو ہمدردی مسلمانوں کے ساتھ بہ سبب سچی حب وطنی کے کی اُس کا شکریہ کمیٹی کی طرف سے ادا کیا جارہے *

منشی محمد یار خاں صاحب نے کہا کہ میں صاحب صدر انجمن کی اس تجویز سے کہ باہر صاحب ممدوح کا شکریہ ادا دیا جارہے اتفاق کرتا ہوں — اس میں کچھ شک نہیں کہ باہر صاحب نے سچی حب وطنی کے خیال سے مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی کی ہی مگر مجھ کو ایسے توفیقوں کی منظوری میں اور ایسے چندہ دینے داروں

روٹنڈاں مدرسۃ العلوم مسلمانان یکم جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۶ ہجری روٹنڈاں مدرسۃ العلوم مسلمانان

۳ البتہ مسلمان چندہ دینے والی اپنے چندوں میں مفصلہ ذیل شرطیں قائم کر سکتے ہیں *

(الف) اُنکا زر چندہ سرہ میں نہ لگایا جاوے بلکہ اُس سے کوئی جائداد خریدی جاوے جسکا ذکر قواعد مجلس مرتبہ سنہ ۱۸۷۲ع میں مندرج ہے اور ممبران کمیٹی ان کی اس شرط کے بجالانے کے پابند ہونگے *

(ب) زر چندہ قسط وار ایک میعاد مناسب معین میں ادا کیا جاوےگا *

۴ سوائے مسلمانوں کے اور جو صاحب براۓ فیاضی چندہ دیں وہ مجاز ہونگے کہ مفصلہ ذیل شرطوں میں سے اگر کسی شرط کا مقرر کرنا چاہیں تو مقرر کریں *

(الف) اُنکو اختیار ہوگا کہ اپنا چندہ صرف دنیاوی علوم کی تعلیم کے لیئے مخصوص کر دیں اور کمیٹی کو لازم ہوگا کہ اُس روپیہ کو اُسی کام میں لگاوے *

(ب) وہ بھی اپنا چندہ بذریعہ اقساط وقت مناسب اور معین میں دے سکیں گے *

(ج) وہ اس شرط کے مقرر کرنے کے بھی مجاز ہونگے کہ بعد قائم ہونے مدرسہ کے اُنکا چندہ ادا کیا جاوےگا مگر کمیٹی کو اختیار ہوگا کہ بلحاظ مقدار زر چندہ اور نیز بلحاظ حالت چندہ دینے والے کے وہ اُس سے اُمید قوی چندہ وصول ہونے کی ہر وقت قیام مدرسہ (کو کہ وہ کسی وقت قائم ہو) ہی یا نہیں اُس چندہ کو منظور یا نامنظور کرے سکرتوری کو ہدایت ہوئی کہ اس قسم کا چندہ بلا منظوری کمیٹی درج فہرست چندہ نہرا کرے *

بعد اسکے باتفاق والے ممبران کمیٹی یہ امر قرار پایا کہ بابر شیوا پرشاد صاحب نے جو سچی حب وطنی سے مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی کی ہے اُس کا دلی شکر کمیٹی کی طرف سے کیا جاوے اور اسبات کی بھی اطلاع دیجاوے کہ چونکہ اُن کی اخیر شرط خلاف دفعہ ۳۳ قواعد کمیٹی کے ہے اس لیئے کمیٹی اُن کا نام نامی اور دیاضانہ چندہ فہرست میں مندرج کرنے سے معذور ہے اگر بابر صاحب اُس شرط کو موقوف کر دیں تو کمیٹی نہایت شکر کے ساتھ اُنکا چندہ قبول کریگی *

بعد اسکے شکریہ صدرانجمن کا ادا کیا گیا اور مجلس پر خاسد ہوئی *

دستخط سید احمد
سکرتوری مجلس

میں چندہ کی فہرست میں ایسا چندہ مندرج کرنا جس پر خود کمیٹی کو یقین نہیں ہے معض ضرور ہے *

اُنہوں نے یہ بھی کہا کہ یہ میری گفتگو تو عموماً ایسے چندوں کی نسبت ہے جو مشروط بشرايط ہوں لیکن بابر شیوا پرشاد صاحب کے چندہ کی نسبت مجھکو اور بھی اعتراض ہے بابر صاحب نے مدرسہ کے اہل اہل میں قائم ہونے پر چندہ کا دینا مشروط کیا ہے اور یہ شرط برخلاف دفعہ ۳۳ قواعد مجلس مرتبہ سنہ ۱۸۷۲ع کے ہے اگر اس شرط پر چندہ قبول کیا جاوے تو کمیٹی کی آزادی ٹرہیگی اور گویا اسی وقت مقام مدرسہ کا تصفیہ ہو جاوےگا اور یہ کارروائی خلف قاعدہ مذکور کے ہے جسکو میں پسند نہیں کرتا *

سکرتوری نے کہا کہ انفرس ہے کہ بابر صاحب نے حضور ویسوے کی شرطوں سے بھی ایک شرط اور زیادہ کر دی پس بلحاظ اُن وجوہات کے جو میرے دوست مولوی معتمد عارف نے فرمائیں میں اُن سے بمبیزی اتفاق کرتا ہوں *

مگر اس خیال سے کہ آئندہ نسبت منظوری یا نامنظوری چندوں کے ممبروں میں اختلاف رائے نہ ہو میں یہ تحریک کرتا ہوں کہ نسبت قواعد چندہ کے کچھ تحریم کر دی جاوے *

کمیٹی نے اس تحریک کو پسند کیا اور دفعہ ۱۶ و ۱۷ قواعد مجلس مرتبہ سنہ ۱۸۷۲ع کے حسب تفصیل ذیل تحریم کی *

تشریحات

۱ کسی شخص کا چندہ یا عطیہ کسی ایسی شرط پر جو برخلاف قواعد مرتبہ سنہ ۱۸۷۲ع کے ہو نہ منظور ہوگا اور نہ داخل فہرست چندہ کیا جاوےگا *

۲ کسی مسلمان کا چندہ (سوائے کسی صورت خاص کے جسکو کمیٹی منظور کرے) اس شرط پر کہ جب مدرسہ قائم ہوگا اُس وقت چندہ دیا جاوےگا نہ منظور ہوگا نہ درج فہرست چندہ کیا جاوےگا — کیونکہ مسلمانوں کا فرض اس وقت چندہ جمع کرنا ہے تاکہ مدرسہ جاری ہو نہ کہ اُس کے اجرا پر چندہ دینے کا وعدہ کرنا اور اسکے جو کچھ مسلمان مدرسہ کے لیئے دیتے ہیں وہ بموجب اُن کے مذہب کے خیروات اور وقف فی سبیل اللہ ہی اور وقت دینے چندہ سے اُنکو اُس وقف کا مذہباً ثواب ملتا ہے گو کہ مدرسہ تثنی ہی مدت کے بعد کیوں نہ جاری ہو *

بمقام عیگندہ — مطبع علیگندہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۱۳]

یکم رجب سنہ ۱۲۸۹ ہجری سنہ ۱۳۰۴ نبوی

[جلد سوم]

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور کنیونشن کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پٹارس بھیجا جارے غرض کہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے انہی سے کی جارے کیونکہ یہ پرچہ علیگندہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے جاتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف مبالغ
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا ہر بار یا تین بار جیسا کہ مقتضایہ مضامین ہوگا چھپا کر یگانہ خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روائگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہ ہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ مع اخراجات روائگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بے قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بے قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۹۹

مسلمانوں کی قسمت

ایہ سچ ہی کہ زمانہ کبھی یکساں نہیں رہتا کبھی خوش نصیبوں کو بد نصیب کر دیتا ہے اور کبھی بد نصیبوں کو خوش نصیب مگر ہر ایک تغیر و تبدل کے آثار شروع ہو جاتے ہیں جس سے آئندہ کے نتیجہ کی پیشین گوئی کی جاسکتی ہے *

اس زمانہ میں ہم مسلمانوں کی قسمت کو دیکھتے ہیں کہ تقدیر انکی قسمت کو کچھ بلند کرتی ہے یا ایسا کرتی ہے جسکے سنبھالنے کی پھر کچھ تدبیر نہ ہو *

اس وقت ہم دیکھتے ہیں کہ تمام مسلمان تمام ہندوستان کے اس بات کو دل سے قبول کرتے ہیں کہ ترقی دولت و حشمت و عزت و مذہب سب عمدہ تعلیم پر منحصر ہے اور اس بات کو بھی تمام ہندوستان کے مسلمان قبول کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی اور انکی اولاد کی تربیت کے لیئے کسی عمدہ طریقہ تعلیم کے قائم کرنے اور اُس کے اسباب و لوازم کے ہم پہنچانے کی نہایت اشد ضرورت ہے اور اس بات کا بھی سب کو یقین ہے کہ اگر ایسا ہی زمانہ چلا گیا اور کچھ تدبیر نہ کی گئی تو یہ مرض لامل ہوجاویگا اور اس بات پر بھی سب کی رائے متفق ہے کہ اسکا علاج صرف یہی ہے کہ ایک بہت بڑا مدرسۃ العلوم خاص مسلمانوں کے لیئے قائم کیا جائے جس میں جمیع علوم و فنون دینی و دنیوی کی بدرجہ کمال تعلیم ہو *

اس درجے جاں بخشش کی خواہش سب کو تھی اور اب بھی ہے مگر اس خیال سے کہ کیونکر حاصل ہو ایک مایوسی ہوتی تھی اس دوا کا حاصل ہونا چنداں مشکل نہ تھا ہاں البتہ اسکے حاصل کرنے کو سعی اور کوشش اور ہمت درکار تھی پس اس زمانہ میں اس کام پر کوشش شروع ہوئی ہے اور بلا شبہ اُسکا کامیاب ہونا یا نہ ہونا پوری نشانی خوش نصیبی یا بد نصیبی مسلمانوں کی ہوگی *

پس اے مسلمانوں تم اس بات پر غور کرو کہ ہمیشہ موقع اور وقت ہاتھ نہیں آتا جیسی کوشش اسوقت تک مدرسہ کے لیئے ہو رہی ہے کبھی ایسی کوشش ہونے کی توقع تھی — دیکھو خدا کی مہربانی سے کیسے اچھے سامان نظر آتے ہیں حضور جناب لورڈ نارٹھ بروک صاحب ریسرے و گورنر جنرل بھارت نے اپنی جیب خاص سے ہم مسلمانوں کی تعلیم کے لیئے دس ہزار روپیہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے حضور نواب لفتننٹ گورنر بھارت نے اپنی جیب خاص سے عطیہ نمائے کے علاوہ گورنمنٹ کی جانب سے گریفٹ لیا آئے دینے کا وعدہ فرمایا ہے *

یہ وعدہ کچھ کم نہیں ہے بلکہ ہمارے سرمایہ کو یک لخت دوگنا کر دیتا ہے اگر ہم پانچ لاکھ روپیہ جمع کر لیں تو وہ اس عطیہ گرینٹ ان اید سے حقیقت میں دس لاکھ ہو جاتے ہیں اور اگر دس لاکھ جمع کریں تو بیس لاکھ ہو جاتے ہیں پس ایسی بڑھتی دولت کی ہم کو کب توقع تھی *

دور دور کے مسلمان بھی اپنی قوم کی ترقی کے سامان دیکھ کر خوش ہوئے ہیں اور چندہ وصول کرنے اور دینے میں کوشش و فیاضی دونوں کو کام میں لا رہے ہیں *

ہندوؤں نے بھی ہمارے ساتھ ہمدردی و فیاضی کی ہے چند فریب آدمیوں نے اور بعض بڑے آدمیوں نے بھی چندہ دیا ہے پس اس وقت جو کوشش ہو رہی ہے وہ ایسی کوشش ہے جس کی ترقی ہوگزی نہ تھی پس اب سب مسلمانوں کو زیادہ ہمت اور زیادہ کوشش کرنی چاہیئے تاکہ یہ سعی حسب مراد کامیاب ہو *

اے مسلمانوں اس بات کو بھی تم خیال کرو کہ اگر اس وقت تم نے ہمت نہ کی اور سعی و کوشش میں کوتاہی کی اور خدا نخواستہ یہ کوشش کامیاب نہ ہوئی تو پھر کبھی تمہاری بھلائی اور تمہاری پیردہ کی ترقی نہ ہوگی *

کہاں سے یہ وقت پھر ہاتھ آویگا جو اس وقت ہاتھ میں ہے *

کہاں سے یہ موقع باقی رہیگا جو اس وقت ہے *
کون تمہارے لیئے اپنی جان اپنا مال اپنا وقت اپنا آرام تم پر فدا کرنے والا پیدا ہوگا جو پھر تمہارے لیئے کوشش و سعی کریگا *
کس کو ایسی ہمت و جرأت ہوگی کہ اس کوشش کو خدا نخواستہ ناکامیاب دیکھ کر پھر آئندہ کسی قسم کی سعی و کوشش کرنے کی ہمت کرے *

اے مسلمان بھائیوں میں خوب جانتا ہوں کہ تم میری حرکات و افعال ناخوایستہ سے اس وقت ناراض ہو میرے افعال و اقوال کو تو خدا پر چھوڑ دو اور میرے حق میں یہ شعور حافظ کا چھوڑو —

یکے از عقل می لاند دگر طامات می باند

بیانیں داری ہا را بہ پیش دار اندازیم

مگر اس بات کو سوچو کہ جس کوشش و سعی سے مسلمانوں کے دینی و دنیوی علوم کی تعلیم کے لیئے مدرسہ قائم کیا جاتا ہے اُس سے اور میری اُن باتوں سے کیا تعلق ہے *

مدرسہ کے لیئے جو تم چندہ دیتے ہو میرے لیئے نہیں ہے بلکہ اُن کے لیئے ہے جنکو تم عزیز دیکھتے ہو پس کیا تم میرے لیئے اپنی قوم کو اور اپنی اولاد کو اور اپنی قوم کی اولاد کو قربانے اور مرنے ہوگے *

کس تدبیر سے اُس کا قلم ہوتا سمجھا ہی قطع نظر اس بات سے کہ مدبرانِ تعلیم اُس کو بچتے بچتے بچا رہیں یا کچھ تغیر و تبدل کریں تم تو اپنا نقشہ ہم کو پتلاڑ تاکہ ہم کو کچھ خیال ہو کہ یہ مدرسہ العلوم کیا ہوگا اور کس طرح پر ہوگا پس لاچار جو ہماری سمجھ میں ہی ہم بیان کرتے ہیں جو ابھی تک شیخ چلی کے خیالات سے زیادہ رتبہ نہیں رکھتا *

ہم اس مدرسہ العلوم کو معتمد یونیورسٹی یعنی دارالعلوم مسلمانی بنانا اور بالکل اکسپرٹ اور کمپوز کی یونیورسٹی کی (جسکو ہم دیکھ آئے ہیں) نقل اوتارنا چاہتے ہیں اور وہ نقل اس طرح پر اُترے گی *

ذکر مکانات

ایک نہایت خوش آب و ہوا شہر میں جو منجملہ شہر ہمارے کل شہر جس میں طالب علموں کا دل پڑھنے سے اوجھل کرنے کی بہت سی ترغیبات موجد ہوتی ہیں اور نہایت چھوٹا قصبہ بھی نہر اور اودہ اور مشرقی اضلاع پنجاب سے بھی بہت دور نہر (کیونکہ اُس کے مغربی اضلاع کے لیئے غالباً لاہور یونیورسٹی مفید ہو) اور نیز درہیلکھتہ کو ٹھیک اپنے سے ملتا ہو ایک وسیع گنوا زمین کا خوش قضا جگہ مقدار پانچ سو چھ سو بیس پختہ سے کم نہر لیا جاوے اور اُس میں سڑکیں نکال کر اور درخت لگا کر بالکل پارک کے طور پر بنادیا جاوے ہندوستان کے رہنے والوں نے پارک کو جو قدرتی نمونہ پر ایک قسم کا بوستان ہوتا ہی نہیں دیکھا ہی مگر اللہ آباد کے رہنے والوں کو الفرق پارک جو بن رہا ہی دیکھ کر کچھ اُس کا خیال آویگا۔ اُس میدان میں منجملہ ذیل عمارتیں بنائی جاوے گی *

اول مدرسہ العلوم جو نہایت وسیع و عالی شان مکان بنایا جاوے گا اُس کے بیچ میں بہت بڑا ہال ہوگا جس میں انشاء اللہ تعالیٰ معتمد یونیورسٹی کے جلسے اور تقسیم انعام اور بعد حصول چارٹر عطاے خطاب اور حضور و سرائے و گورنر جنرل بہادر اور جناب نواب لفتننٹ گورنر بہادر کے تشریف لانے کے وقت اجلاس ہوا کریگا (کیا عہدہ بات ہو اگر پہلا اجلاس حضور لرقنارتھ بروک صاحب کا ہو اگرچہ یہ بات ہنسی معلوم ہوتی ہی مگر خدا کی قدرت سے کچھ بعد نہیں ابھی پانچ برس اُنکو رہنا ہی) *

اُسکے دونوں طرف چار کمرے پرنسپل اور پروفیسر اور ہیٹ ماسٹر کے لیئے ہونگے اور اُنکے ادھر ادھر ہر ایک جماعت کے لیئے جدا جدا مناسب رشتہ کے کمرے ہونگے اس مدرسہ العلوم کا نقشہ کسی بڑے انجینیر سے قریب قریب نمونہ پر روز کی کالج کے بنایا جاوے گا *

اے نا صہان شفیق میں آپ کی نصیحتوں کا بڑا احسان مند ہوں مگر اُس وقت کہ اس وقت رہتے ہو اور اپنی قوم اور اپنے اہل مذہب کی خبر لو اور جو کوشش اُن کی بھلائی کے لیئے ہو رہی ہی اُسیں مدد کرو *

اے مجھ پر طعنہ کرنے والے بھائیوں تم ذرا سرچو اور انصاف کرو کہ مجھ کو تو اتنی بھی توقع نہیں ہی کہ اگر یہ کوشش کامیاب بھی ہو جاوے اور مدرسہ قائم بھی ہو جاوے تو بھی اُس کے نتیجے دیکھنے تک میں زندہ رہوں پھر کیا میری ذات کو اس مدرسے سے کچھ تعلق ہی میں تو صرف اُنہی لوگوں کی بھلائی کے لیئے جنکو تم اچھا اور اپنا پیارا جانتے ہو کوشش کرتا ہوں میں تمہارا ددکارا بھی مگر تم اپنے پیاروں کے لیئے کوشش کرو *

اے بھائی مسلمانوں تم خوب جان لو کہ یہ وقت عین تمہاری قسمت آزمائی کا ہی اگر تم ہوشیار نہ ہو گے اور اس مدرسے کے قائم ہونے میں دل و جان سے مدد نہ کرو گے تو تم یقین جان لینا کہ کیا کیا کچھ مصیبتیں نہونگی جو تم پر اور تمہاری اولاد پر نہ پڑیگی کہ ہم اُس وقت نہونگے مگر ہمارے یہ چند کلیے مصیبت و درد آمیز تمہارے سامنے موجد ہونگے *

الہی تو اپنے بندوں مسلمانوں کو توفیق نیک دے اور اُن کے دل کی آنکھوں کو روشن کر تاکہ وہ موجود حالت کو دیکھیں اور آئندہ کی حالت کو سمجھیں سچ ہی — تمز من تشاد و تذل من تشاد بیحد الطیر انک علی کل شیئ ذبیر *

راقم

سید احمد

نمبر ۱۰۰

مدرستہ العلوم مسلمانان

ہم سے لڑک باصرار پوچھتے ہیں کہ مدرسہ العلوم مجبوزہ میں طریقہ تعلیم کیا ہوگا اور اُس تعلیم میں اور گورنمنٹ کالجوں کی تعلیم میں کیا فرق ہوگا اور جو لڑکے اُس میں دھینگے وہ کیونکر تربیت پارینگے اور جو لڑکے وہاں نہ دھینگے وہ کیونکر داخل ہونگے *

ہم جواب دیتے ہیں کہ جب مدرسہ العلوم قائم ہوگا تو ایک جدا کمیٹی اُس کے انتظام کی مقرر ہوگی جو سینڈھیکٹ یعنی مجلسِ مدبرانِ تعلیم کہلائیگی اور جس میں مسلمان یا لکھنا فرقہ شریک ہونگے اُس کمیٹی کی رائے پر اُن سب باتوں کا انتظام منظم ہوگا — مگر وہ لوگ اس جواب پر بس نہیں کرتے اور یہ بات کہتے ہیں کہ ہو گا کہ تم اس کے پانی ہو تو تم پتلاڑ کہ تم نے کیا نقشہ سرچا ہی اور

ہفتم ایک جگہ انگریزی دوائی خانہ سے ایک نیٹر ڈاکٹر اور کمپوٹر کے رہنے کی جگہ اور ایک یونانی دوائی خانہ جس میں دوا ساز کے رہنے کی بھی جگہ ہوگی تعمیر ہوگا *
ہشتم ایک ہنگہ آؤر بنایا جاویگا جو بنام شفا خانہ نامزد ہوگا اس لینے کے اکثر کوئی لڑکا کسی قسم کی بیماری سے دفعتاً بیمار ہو جاوے تو اُس میں رہے *
نہم مکانات اصطبل اور شاگرد پیشہ و یاروچیشانہ اور گودام بطور مناسب تعمیر ہونگے *

ذکر رہائے لڑکوں کا مکانات مدرسہ میں

جو لڑکے اُن مکانات میں سکونت اختیار کریں گے اُن پر اسی طرح جس طرح کہ کیمپس اور اسکورڈ کے کالجوں کے لڑکوں پر گرجا میں جانا اور نماز میں شریک ہونا ضرور ہی اپنی اپنی مسجدوں میں جانا اور نماز میں شریک ہونا فرض ہوگا یعنی لڑکوں کو پانچویں وقت کی نمازوں میں حاضر ہونا اور نماز جماعت سے پڑھنا واجب ہوگا اور شیعہ لڑکوں کو صرف تین وقت اسیلئے کہ وہ ظہر و عصر مغرب و صبح ساتھ پڑھ لیں گے *
جو لڑکے صرف مدرسہ میں پڑھنے کو حاضر ہونگے اُن کو ظہر و عصر کی نمازوں میں شریک ہونا واجب ہوگا *
اگر سینڈپکٹ یعنی مدیران تعلیم سوائے مسلمانوں کے اور کسی قوم کے لڑکے کو مدرسہ العلوم میں پڑھنے کی اجازت دینے کو وہ صرف مسجد میں حاضر ہونے اور نماز میں شریک ہونے یا اور کوئی مذہبی کام کرنے سے بڑی رکھا جاویگا جس طرح کہ اسکورڈ اور کیمپس میں غیر مذہب کا طالب علم گرجے میں حاضر ہونے اور رسومات مذہبی ادا کرنے سے بڑی دھتا ہی *

جس قدر طالب علم اسکورڈ اور کیمپس کی یونیورسٹیوں میں پڑھتے ہیں اُنکو ایک قسم کا کٹ اور ایک قسم کی ٹوپی ملتی ہی تاکہ ایک قسم کا لباس سب کا ہو جاوے اس سے نہایت عمدہ نائندے ہیں جنکا بیان اس مقام پر ضرور نہیں مدرسہ العلوم کے طالب علموں کو بجائے کٹ کے کالے الپکے کا ٹیمہ آستین چٹہ اور لال ترکی ٹوپی جسکا رواج روم اور مصر اور عرب و شام میں ہی اور اب وہ ٹوپی خاص ترکوں یعنی مسلمانوں کی ٹوپی سمجھی جاتی ہی دی جاویگی اس کے سوا ہر شخص کو اختیار ہوگا کہ جیسا لباس چاہے ویسا پہنے *

تمام طالب علم جو مکانات مدرسہ میں سکونت رکھتے ہوں یا ترکہتے ہوں جب مدرسہ میں یا قتب خانہ میں یا عجائب خانہ میں یا اخباروں کے کمرے میں آرہیں گے تو پخیر اُس چٹہ اور ٹوپی کے آنے کے

نوم جس طرح کہ کیمپس و اسکورڈ کی یونیورسٹیوں میں ہر ایک کالج کے ساتھ ایک گرجا ہی اسی طرح اس مدرسہ العلوم مسلمانان کے ساتھ دو مسجدیں مذہب قطع پر ہوگی ایک سنٹیوں کے لینے اور دوسری غیروں کے لینے جنکا اہتمام اُسی مذہب کے لوگوں سے متعلق رہیگا *

حرم جس طرح کہ یونیورسٹی اسکورڈ اور کیمپس میں ذمہ دہر طالب علم اور امیروں اور دولت مندوں کے لڑکے رہتے ہیں اور اُنکے لینے مکانات طیار ہیں اسی طرح اُسی احاطہ میں بنارو مناسب سو لڑکوں کے رہنے کے لینے مکانات بنائے جاویں گے اور یورقت ضرورت اور زیادہ ہوتے جاویں گے ہر لڑکے کو ایک غسل خانہ ایک سونے کا کمرہ اور ایک بیٹھنے اور لکھنے پڑھنے کا کمرہ ملیگا *

یہ مکانات بطور جائداد مدرسہ بنائے جاویں گے کیونکہ جو لڑکے اُس میں رہیں گے اُن سے اُسکا کرایہ لیا جاویگا اور بطور آمدنی جائداد مدرسہ میں خرچ ہوگا *

ان مکانات سکونت کے شامل ہو پڑے ہال بھی بنیں گے ایک اُن میں سے وہ ہوگا جس میں سب لڑکے کھانا کھاویں گے اور دوسرا وہ ہوگا جس میں لڑکے چھٹی کے وقت مختلف قسم کے کھیل جنسے عقل یا بدن میں قوت ہر کوئی کریں گے *

چہارم اُسی میدان میں ایک قطعہ مناسب منتخب کیا جاویگا جس میں لڑکوں کے کھیلنے کا میدان خوب کے فرش زمردین سے آراستہ ہوگا اُس قطعہ میں گیند کھڑ بنایا جاویگا میدانی گیند کھیلنے کی جگہ درست کی جاویگی اُسی جگہ انگریزی قطع پر یعنی پٹا ہوا مکان کے اندر بہت بڑا حوض بنایا جاویگا جو نہانے اور تیرنا سیکھنے کے کام آویگا — اُسی کے پاس گھر ڈرو کا چکر ہوگا جہاں لڑکے گھر ڈرو پر چڑھنا سیکھیں گے *

یہ سب چیزیں بطور جائداد مدرسہ متصور ہوگی کیونکہ ان سب چیزوں کی باہت بطور فیس اُن لڑکوں سے کچھ لیا جاویگا اور کچھ حصہ اُس کا مدرسہ میں اور کچھ حصہ ان کھیل کی چیزوں کی درستگی میں خرچ ہوگا *

یہ سب اخراجات اُنہیں امراء اور دولت مند لڑکوں سے متعلق ہونگے جو مکانات مذکورہ بالا میں سکونت اختیار کریں گے اور اُن لڑکوں سے جو صرف مدرسہ میں پڑھنے آئے ہونگے کچھ متعلق نہونگے *

پنجم چار ہنگے اُس احاطہ میں بنائے جاویں گے جس میں انگریزی پرنسپل اور پرنسپل اور ہیڈ ماسٹر رہا کریں گے *

ششم ایک ہنگہ آؤر بنایا جاویگا جس میں گورنر یعنی منتظم مدرسہ جو تمام لڑکوں کی خبرداری اور تمام چیزوں کی نگرانی کریگا رہا کریگا *

تمام اسباب پلنگ وغیرہ اور بچھونا فرش سب منتظم مدرسہ مہیا کریگا کسی سامان یا نوپچھری کسی طالب علم کو فکر و تدبیر کرنی نہوگی * تمام خدمت گار فراش سقہ و دھوہی باروچی کھار سب منتظم مدرسہ مقرر کریگا اور مکانات میں تقسیم کردیگا وہی تمام کام خدمت لڑکوں کی کریں گے کسی طالب علم کو اپنا خاص خدمتگار رکھنا ضرور نہوگا بچہ کسی خاص حالت کے جس کو منتظم مدرسہ منظور کریگا *

لڑکوں کو صفائی سے رہنے کی نہایت تاکید ہوگی اور قبل اس کے کہ کوئی لڑکا سکونت کے لیئے مکانات میں داخل ہو یہ بات دیکھ لی جاوے گی کہ جس قسم کے وہ کپڑے پہنتا ہی اُس کے پاس استدر تعداد سے ہیں جن سے وہ صفائی اور اُچلے پن سے وہ سکے یا نہیں * کسی لڑکے کو اجازت نہوگی کہ وہ کوٹے اور کناری لگا ہوا یا بازار کا رنگا ہوا رنگین و نیم رنگ یا ایسا باریک جس میں سے بدن دکھائی دے یا ایسا قنگ جس سے چرچی اور پیت نظر آوے کپڑا پہنے *

کسی لڑکے کو اجازت نہوگی کہ وہ بہت بڑے بڑے بال جو کان کی لہ سے زیادہ نیچے ہوں سر پر رکھے یا کانلیں بنارے یا پٹیاں جمارے یا مسی لگارے یا انگریزی و چٹلے پہنے یا کسی انگلی پر مہندی لگارے *

کوئی شخص مدرسہ میں اور کوئی طالب علم جو وہاں رہتا ہی پان کھانے یا ہندوستانی حقہ یا چرت پیتے کا مجاز نہوگا * جو لڑکے وہاں رہتے نہوں صرف پڑھنے آتے ہوں اُن کے لیئے ایک جگہ تصویز کی جاوے گی جہاں اُن کی ٹوپی اور جفتہ اور انگریزی جوتے رکھے رہیں گے جب وہ مدرسہ میں آریں گے وہاں سے پہن کر چلے آریں گے اور جب جاوے گے وہاں رکھے جاوے گے *

جو لڑکے پڑھنے آریں گے اگر وہ میلے ہونگے اور صاف کپڑے پہنے ہوئے نہوگے تو جماعت میں بیٹھنے کی اُن کو اجازت نہوگی * بیرون احاطہ مدرسہ بھی کچھ مکانات بنانے اور بنوانے کی فکر کی جاوے گی تاکہ غریب لڑکے جو اس قدر خرچ سکونت اختیار نہیں کر سکتے اُن مکاتوں میں بطور خود جس طرح چاہیں رہیں *

تہذیب و تادیب

لڑکے جو تصویر کریں گے اُن کو کسی قسم کی سزا بدنی یا ایسی سزا جس سے رقتہ رقتہ غیرت جاتی رہتی ہی نہیں دی جائیگی ماستروں کو اختیار ہوگا کہ جو لڑکا کچھ تصویر کرے یا سبق یاد نہ کرے اُس کو یہ سزا دیں کہ جس قدر رقت پڑھنے کا ہی اُس کے

مجاز نہوگے اور مدرسہ کے رہنے والے طالب علم اُن دنوں میں جبکہ مدرسہ کھلا ہوگا اگر مدرسہ سے باہر جاوے گے تو بھی جفتہ اور ٹوپی پہن کر جاوے گے *

ہر طالب علم کو مدرسہ میں انگریزی جوتہ اور موزہ پہن کر آنا ہوگا ننگے پاؤں پھرنے یا ہندوستانی جوتہ پہنکر آنے کی اجازت نہوگی *

کوئی طالب علم دھوٹی پہنکر مدرسہ میں آنے کا مجاز نہوگا * تمام طالب علم جو وہاں رہتے ہونگے بعد نماز صبح پیادہ پا ہوا کھانے احاطہ میں ایک قاعدہ کے ساتھ پھریں گے اور جازوں میں قبل مغرب اور گرمیوں میں بعد مغرب گاڑیوں میں ہوا کھانے جاوے گے اُنکے لیئے ایک قسم کی گاڑیاں ہوا عروہ کی جسمیں جوڑی گھوڑوں کی جتنی ہوگی اور سولہ یا بارہ لڑکے اُس میں بیٹھ سکیں گے مہیا اور موجود رہیں گی *

لڑکوں کے پڑھنے اور کھیلنے اور سونے اور نہانے اور کپڑے بدانے کے سب وقت معین ہونگے اور ہر لڑکے کو اُس وقت وہی کام کرنا ہوگا جو اُس وقت کے لیئے مقرر ہی یہاں تک کہ جو وقت سونے کا ہی اگر طالب علم چاہے کہ میں اُس وقت پڑھوں اور تھوڑی دیر کے بعد سوؤں تو وہ ایسا نہیں کر سکیگا بلکہ اُس کو ضرور ہوگا کہ سونے کے وقت پر سو رہے اگرچہ بالفرض نید نہ آوے تو پلنگ پر آنکھیں بند کیئے پڑا رہے *

کھیلنے کے متعدد قسم کے کھیل کے سامان موجود ہونگے اور جو کھیل جس کو پسند ہوگا وہ اختیار کریگا گھوڑے پر چڑھنا بتدوق لگانا تیرنا یہ سب کام بھی مناسب طور اور اندازہ پر سکھایا جاوے گا * الفاظ بد جو لڑکوں کی زبان پر چڑھ جاتے ہیں اُن کے پورنے کا سخت امتناع ہوگا یہاں تک کہ اگر کوئی لڑکا کسی کو جھوٹا کہہ بیٹھیا تو وہ بمائزہ دشنام سخت کے سمجھا جاوے گا *

تمام طالب علم مدرسہ کے رہنے والے ایک کمرہ میں ایک جگہ بیٹھ کر کھانا کھاوے گے طرز کھانے کا یا تو مثل لڑکوں کے ہوگا جو میز کرسی پر بیٹھ کر کھاتے ہیں یا مثل عروہ کے ہوگا جو زمین پر بیٹھ کر اور چوکی پر کھانا رکھ کر کھاتے ہیں *

ان دونوں طریقوں میں وہ طریقہ اختیار کیا جاوے گا جس کو خود لڑکے کثرت رائے سے پسند کریں گے *

تمام چیزیں کھانے کی وقتاً فوقتاً پکائی جاوے گی اور ہر موسم کا مہوہ بھی لڑکوں کو مناسب طور سے دیا جاوے گا اور ہر ہفتہ میں ایک خاص کھانا عروہ لڑکوں کی فرمائش سے پکایا جاوے گا جسکو وہ عروہ اپنی کثرت رائے سے قرار دیں گے بشرطیکہ پانچواں موسم کے وہ صحت کو مضر نہو *

بنا اُس درپہ کی آمدنی سے ہوگی جو چندہ سے جمع ہوتا ہے تو بھی نیس ماہواری اور نیس داخلہ لینے کا قاعدہ جاری رہیگا البتہ ممبران کمیٹی کو اختیار ہوگا کہ جو غریب لوگ ہوں اُن سے نیس نہ لیں اور بے نیس داخلہ کریں یا نہایت قلیل نیس اُس کے لینے مقرر کریں اس تدبیر سے غریب اور محتاج لوگوں کی تعلیم میں بھی ہرج نہرگا اور ذی مقدور لوگوں کی نیس سے آمدنی مدرسہ میں اضافہ اور پھر وہ نیس اُنہی لوگوں کی تعلیم میں صرف ہوگی *

طریقہ تعلیم

انگریزی کالجوں میں تمام طالب علموں کو یکساں علوم پڑھائے جاتے ہیں جو چیزیں ایک لڑکا جانتا ہے وہی دوسرا جانتا ہے گویا وہاں کے طالب علم مٹل چھاپہ کی کتابوں کے ہوتے ہیں یہ طریقہ پسندیدہ نہیں ہے بلکہ ہر قسم کے علوم کی جدا جدا شاخیں مقرر ہوگی اور طالب علموں کو اختیار ہوگا کہ جس قسم کا علم تحصیل کرنا چاہیں اُس میں داخل ہوں *

ابتدائی تعلیم البتہ سب کی یکساں ہوگی اور وہ علوم بقدر حاجت کے سب کو یکساں پڑھائے جاویں گے جو دیگر علوم کے لینے بمنزلہ اللہ کے ہیں اور جو عام تعلیم کہلاتی ہے جسکی راقییت عموماً سب کو چاہیئے مگر اُس درجہ تک تعلیم پانے کے بعد حسب تفصیل ذیل جدا جدا قسمیں علوم کی بنیادی جاویں گی اور ہر شخص کو اختیار ہوگا کہ جو کسا علم چاہے اختیار کرے پھر اُسی میں اُس کی تعلیم ہوگی اُسی میں اُس کا امتحان ہوگا اُس میں خطاب پاریگا اور اُسی علم کا عالم کہلاویگا اور وہ قسمیں یہ ہوں گی *

اول علم ادب — یعنی علم انشاء جسکو زبان دانی کہتے ہیں صرف تین زبانوں کا علم انشاء سکھایا جاویگا انگریزی — عربی فارسی — اور فارسی میں اُردو بھی شامل سمجھی جاویگی * کسی لڑکے کو مجبور نہ کیا جاویگا بلکہ اُس کو اختیار ہوگا کہ ان زبانوں میں سے جو کسا زبان کا چاہے علم ادب سیکھنا اختیار کرے اور چاہے در زبانوں کا علم ادب سیکھنا پسند کرے *

زبان دانی حقیقت میں کوئی علم نہیں ہے لیکن جو کہ اب ہم مسلمانوں کے لینے عربی و فارسی ایسی ہی غیر اور اجنبی زبان ہوگئی ہے جیسیکہ انگریزی ہے اسلئے ہم کو اُن زبانوں کا حاصل کرنا ہی بمنزلہ ایک علم کے ہوگیا ہے اور اب ہم کو زبان دانی میں کامل ہونے کی نہایت ضرورت ہوگئی ہے اور ہماری بہت سی دنیوی ضرورتیں بلکہ دینی ضرورتیں بھی کامل زبان دانی پر منحصر ہوگئی ہیں خصوصاً انگریزی زبان کی نہایت عمدہ اور کامل زبان دانی پر *

علم ادب ایک گھنٹہ یا دو گھنٹے اور پڑھے اور اُس کو چھٹی اور لڑکوں کے ساتھ نہ ہی جارے یا جماعت میں وقت معین تک کھڑا کر دیا جاوے تاکہ اور لڑکے دیکھیں کہ اس نے تقصیر کی ہے اگر اس سے بھی زیادہ سزا کے لائق تقصیر ہو تو ہیٹ ماسٹر کے پاس رپورٹ ہوگی اور ہیٹ ماسٹر ہریانہ حال کرنے کے بعد یہ سزا دے سکیگا کہ ایک خاص تپائی پر مہمان معین تک اُس کو کھڑا کر دیگا اور ایک کاغذ کی تریبی جس پر اُو کی صورت بنی ہوئی ہوگی رکھدیگا *

یہ سزا بھی کم عمر طالب علموں کو دی جاویگی مگر جو طالب علم ہوشیار اور سمجھدار ہوگئے ہیں اُن کو صرف فہمائش و بانی ہوگی اور جو لڑکا ایسا نالایق ہوگا کہ اس قسم کی سزائیں سے اُسکو غیرت نہوگی اور شرارت نہپھوڑیگا تو مدرسہ سے خارج کیا جاویگا تاکہ اور لڑکے اُس کی بد خصلتیں نہ سیکھنے پاریں *

جو لڑکے کسی قسم کے کھیل میں شرارت کریں گے اور خلاف قاعدہ عمل کریں گے اُن کی سزا بھی ہوگی کہ چند مدت کے لینے وہ اُس کھیل سے خارج کیئے جاویں گے اور اُس میں شامل نہہوں گے *

جو لڑکے آپسکی ملاقات اور سرسٹیل باتوں میں کوئی تقصیر کریں گے وہ چند روز کے لینے سرسٹیلی سے خارج کر دیئے جاویں گے نہ اُن کو ساتھ کھانا ملیگا نہ ساتھ کھیلنا نہ ساتھ رہنا نہ کسی لڑکے سے ملنا اور بات چیت کرنا اور جس لڑکے کے لینے بہ سزائیں کافی نہہونگی وہ مدرسہ سے خارج کیا جاویگا *

جھوٹ بولنا گروہ کیسی ہی خفیف بات میں کیوں نہہو ایک بہت بڑا جرم سرسٹیلی کا سمجھا جاویگا اس طرح کسیکو جھوٹ کہہ بیٹھنا جرم سرسٹیلی متصور ہوگا کہ اُس شخص نے جھوٹ ہی کیوں نہ بولا ہو *

حالت بیماری

کسی قسم کی بیماری کی حالت میں فی الفور ڈاکٹر صاحب سے یا ہندوستانی طبیب سے جو مدرسہ سے متعلق ہوگا حسب مرضی لڑکوں کے مریضوں کے رجوع کی جاویگی دوتوں قسم کے دوا خانہ سے دوا ملیگی اور فی الفور اُن کے مریضوں کو اطلاع دی جاویگی تاکہ جس طرح اُن کی مرضی ہو اُس کے مطابق کیا جاوے — یہ تمام طریقے تو لڑکوں کے رہنے اور تربیت پانے کے تھے اب اصل مقصد جو تعلیم ہی وہ بیان کیا جاتا ہے *

طریقہ داخلہ و نیس

یہ بات خوب یاد رہے کہ ہر شخص کو آمدنی مدرسہ کے اضافہ ہونے کی فکر نہہنی چاہیئے کیونکہ جس قدر آمدنی زیادہ ہوگی اُس قدر عمدہ سامان تعلیم مہیا ہوتا جاویگا اس لینے کو کہ اس مدرسہ کی

پنجم علم الہیات اسلامی اس قسم میں علم عقاید علم تفسیر علم فقہ علم حدیث اصول فقہ اصول حدیث علم سیر علم کلام داخل ہونگے *

اس پانچویں قسم کے لیئے دو حصہ جداگانہ ہونگے ایک سنیوں کے لیئے ایک شیعوں کے لیئے اور جدا جدا مدرس بھی ہونگے اور اس قسم کی تعلیم کا انتظام بھی جدا جدا معیروں سے متعلق ہوگا سنی مذہب کے معیار سنیوں کی اس تعلیم کا اور شیعہ مذہب کے معیار شیعہ مذہب کی تعلیم کا انتظام کریں گے *

نہایت سختی کے ساتھ قید ہوگی کہ کسی وقت اور کسی موقع پر شیعہ و سنی لڑکے آپس میں کچھہ ذکر مذہب کا نکیا کریں گے اور جو طالب علم کریگا وہ سوسٹیتی کے برخلاف کام کرنے کے جرم کا مجرم متصور ہوگا اور سوسٹیتی سے ملحدہ کر دیا جائیگا *

زبانیں جنہیں علوم تعلیم ہونگے

ایک حصہ اس مدرسہ کا انگریزی ہوگا اُس میں تمام علوم و فنون جو اُردو مذکور ہونے سب انگریزی میں پڑھائے جائیں گے الا ہر ایک طالب علم کو دوسری زبان بھی مفصلہ ذیل زبانوں میں سے سیکھنی پڑیگی لیٹن و اُردو یا لیٹن و فارسی یا لیٹن و عربی اور اُسکو بدھول اپنی تعلیم کے کچھہ مختصر کتابیں فقہ و حدیث و عقاید کی عربی یا فارسی یا اُردو کسی ایک زبان میں پڑھ لیٹی ہونگی *

دوسرا حصہ اس مدرسہ کا اُردو ہوگا اور تمام علوم و فنون مذکورہ بالا سب اُردو میں پڑھائے جائیں گے مگر اسی کے ساتھ ہر ایک طالب علم کو دوسری کوئی زبان مفصلہ ذیل زبانوں میں سے سیکھنی پڑیگی انگریزی یا فارسی یا عربی *

تیسرا حصہ اس مدرسہ کا عربی فارسی کا ہوگا اور یہ حصہ اُن لڑکوں کے لیئے ہوگا جو عربی یا فارسی کا علم ادب یا مسلمانی مذہب کی الہیات پڑھنی چاہتے ہوں جو قسم پنجم تعلیم ہی اس میں انہو طالب علم دوسرے حصہ مدرسہ کی تحصیل تمام کرنے کے بعد ترقی کر کر آئیں گے اور ایسے طالب علم بھی داخل ہونگے جنہوں نے خارج از مدرسہ کہیں تعلیم پائی ہو اور صرف اُن ہی ہونو قسموں کے علوم کو پڑھنا چاہتے ہوں اور اُن علموں کے پڑھنے کی نیابت و استعداد بھی رکھتے ہوں *

مدرسان و پروفیسران

ہر ایک حصہ مدرسہ میں نہایت اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہوگی اور نہایت لائق و قابل پروفیسر و مدرس ہر حصہ کے لیئے ہونگے پرنسپل انگریزی مدرسہ نہایت نیک اور نہایت لائق اور نامی شخص ہوگا

اسی قسم سے متعلق رہیگا علم تاریخ اور جغرافیہ کیونکہ علم ادب اور تاریخ و جغرافیہ بالکل لازم و ملزوم ہیں علم ادب پڑھانے کو تاریخ کا سکھانا اور تاریخ کے لیئے جغرافیہ کا سکھانا لازم و ضرور ہی *

اسی قسم میں ہر ایک زبان کی جسمیں علم ادب پڑھا جارے صرف و تصور و معنی و بیان و عروض و کافیہ سب داخل ہی اور مشکل کتابیں نظم و نثر کی پڑھنی اور اُس زبان کی انشا پردازی اور اُس زبان میں گفتگو کرنا و نظم و نثر لکھنی سب اس میں شامل ہی *

انگریزی زبان کا علم ادب سیکھنے والوں کو لیٹن زبان کا سیکھنا بھی ضروریات سے ہوگا اور گریک یعنی یونانی کا بھی کسیقدر اُس کے ساتھ سیکھنا طالب علم کی خوشی پر منحصر ہوگا *

چہرم علم ریاضی — اس علم کی چھتیس شاخیں ہیں اور اس میں تمام علوم جو ہندسہ اور حساب اور جبر مقابلہ اور ہیئت و مثلث و علم جزئیات و کلیات اور ہندسہ بالجبر اور علم مناظر وغیرہ سب شامل ہیں *

اسی شاخ میں انجینیری اور علم آلات یا عام جر ذیل علم حرکت و سکون علم آب علم ہوا اور پیمائش اور نقشہ کشی اور طیارہ و تشمینہ نقشہ مکانات شامل رہیگا *

سہم علم اخلاق — اس قسم میں علم اخلاق اور علم قری انسانی اور علم منطق اور فلسفہ معہ اصول علم حکمت اور علم سیاست مدن یعنی اصول گورنمنٹ اور علم انتظام مدن اور اصول قوانین اقوام قدیم اور اصول قوانین اقوام مختلفہ جو انٹرنیشنل لا کہلاتا ہی اور اصول قوانین مروجہ زمانہ حال سب داخل ہیں *

اسی میں شامل ہیں تاریخ قوانین اور درم کبدر کے پرانے قوانین جن پر قوانین اقوام یورپ زمانہ حال مبنی ہیں *

چہارم علم طبیعیات یعنی وہ علوم جو انگریزی زبان میں نیچرل سائنس کہلاتے ہیں اور اُس میں مفصلہ ذیل علوم داخل ہیں *

کمستری یعنی علم کیمیا *

منرالوجی یعنی علم معدنیات *

جیا لوجی یعنی علم طبقات الارض *

باٹنی یعنی علم نباتات *

زوالوجی یعنی علم حیوانات *

علم تشریح *

علم برق وغیرہ *

مدرسہ کی بنیاد کے دن جس قدر حکام انگریزی اور نامی رئیسوں و راجگان و فرایان موجود ہوئے اُن سب کے نام سنگ مرمر پر کندہ ہوئے اور وہ پتھر مدرسہ کے پڑے حال میں لگایا جاویگا — ہم کو خدا سے اُمید ہے کہ اُس پتھر پر سب سے اول لائق نارتھ پورک ہمارے زمانہ کے ریسرے و گورنر جنرل ہندوستان کا نام نامی ہوگا *

ملاوہ اس کے سنگ مرمر پر اُن تمام لوگوں کے نام نامی جنہوں نے پانسو روپیہ یا اُس سے زیادہ چندہ دیا ہوگا سب سے تعداد چندہ کندہ ہوکر مدرسہ کے پڑے حال میں لگایا جاویگا تاکہ آئندہ کی نسلیں یاد رکھیں کہ کون لوگ اُن کے مری ہوئے تھے *

جو لوگ پڑے پڑے حامی اس مدرسہ کے ہوئے ہیں اُن کی روحانی تصویریں قد آدم نہایت عمدہ سنہری چوہٹوں میں لگی ہوئی ہمیشہ کی یادگاری کے لئے مدرسہ میں رکھی جاوے گی *

اور اُمید ہے کہ سب سے پہلے تصویر لائق نارتھ پورک ہمارے زمانہ کے ریسرے و گورنر جنرل ہندوستان کی ہوگی اور ہندوستانیوں میں اپنی قوم کے خیرخواہ جناب عالی خلیفہ سید محمد حسن صاحب رزیر اعظم راج پٹیالہ کی ہوگی جنہوں نے نہایت توجہ اس کام میں فرمائی ہے *

ہم کو یہ بھی اُمید ہے کہ حضور عالی جناب نواب محمد ناب علی خاں بہادر والی رام پور کی جانب سے اس مدرسہ کے لئے ایسی مدد ملے گی کہ ہندوستانی والیان ملک میں سب سے اول اُن کی تصویر رکھی جاوے گی اور خدا ایسا کرے کہ اُنہی کے پاس اُن کے رزیر اعظم مولوی محمد عثمان خاں صاحب کو جگہ ملے *

یہ سب باتیں ابھی تو سنگ ایک خواب کے ہیں یا تو خدا نصراستہ دے گی ملک ہوگی کہ اتنے میں آنکھ کھل گئی یا انشا اللہ تعالیٰ بعینہ اُس کا ظہور ہوا اور ٹھیک تعبیر ہوئی *

ہم کو خدا سے اُمید ہے کہ ٹھیک تعبیر ہی ہوگی کیونکہ اللہ عز و جل نے انوار النہایت متبرک قول ہے *

اب دعا یہ ہے کہ خدا ہمارے کام میں برکت دے اور اس امر عظیم کو جو ہماری طاقت سے باہر ہے اپنے فضل و کرم سے پورا کرے آمین ثم آمین *

جیسے کہ ایک زمانہ میں ڈاکٹر ہائین بنارس کالج میں تھے یا اب ہمارے زمانہ میں مسٹر گریفٹ صاحب بنارس کالج میں اور مسٹر دیٹن صاحب آگرہ کالج میں ہیں *

انگریزی لٹریچر کا پروفیسر بھی ایسا ہی عالم اور ٹیک شخص ہوگا جیسے کہ اس وقت میں مسٹر ڈیارتھن صاحب بنارس کالج میں ہیں *

انگریزی ٹیچر سٹڈ اور میٹھی منکس کا پروفیسر بھی کوئی نہایت لائق اور ٹیک انگریز ہوگا نہایت مضبوط ارادہ ہے کہ کوئی دقیقہ عمدگی اور عمدہ تعلیم کا فرو گذاشت نہ کیا جائے *

ملاوہ ان کے انگریزی حصہ میں ہندوستانی ماسٹر بھی ہونگے جنہوں نے انگریزی کالجوں میں اعلیٰ تعلیم اور اور پروفیسریوں کے خطاب پائے ہیں *

اُردو حصہ بھی انگریزی حصہ کے افسروں کے تابع اور اُن کی نگرانی میں رہیگا اور اُس کے ہندوستانی پروفیسر ہونگے جو اُن علوم کو پڑھا سکتے ہونگے اور انسان حصہ انگریزی اُن کی مدد اور اُن کو ہدایت کرتے رہینگے اور مضامین مشکلہ پتا دیا کریں گے *

مری اور فارسی کے علم ادب کے لئے ایک بہت بڑا مولوی ادیب پیش ترار مشاہرہ پر نوکر ہوگا اور وہی مدرس اول کھلویگا اور اُس کے ماتحت بقدر حاجت اور بھی پروفیسر یعنی مدرسان ملزم ہونگے *

مسلمانی علم الہیات یعنی قسم پنجم کی تعلیم کے دو پڑے عالم ایک سنی مذہب کا اور ایک شیعہ مذہب کا نوکر ہوگا تاہ اپنی اپنی جماعت کو علوم مذکورہ کی تعلیم دے *

مدرسہ میں ہونے مسئلہ علم پر لکچر ہوا کریں گے اور مہینے میں ایک دفعہ مذہبی مدرسہ اپنی مسجدوں میں اپنے مذہب کے لوگوں کو مذہبی لکچر سنایا کریں گے *

خود لڑکے بھی باہم ملکر ایک کلب جس کا نام انشا اللہ تعالیٰ ملے گی کلب کی یونین کلب کھلویگا جس کا ترجمہ مجلس متفقہ ہے مندر کریں گے اور اُس میں باتوں اور دنیاوی علوم میں مباحثہ ہوا کریگا اور قواعد اسپرچ بعینہ دے دیں گے جو کلب کلب میں ہیں *

مدرسہ کی بنیاد جس دن رکھی جاوے گی وہ دن ہمیشہ مدرسہ کی سالگرہ کا ہوگا اُس دن ہمیشہ مدرسہ کی یادگاری کے لئے مجلسیں ایز خرچیاں کی جائیں گی *

نمبر ۱۰۱

خط

متعلق بحث وجوہ آسمان

سلامت

مخدومی مکرمی ایڈیٹر اخبار تہذیب الاخلاق

بعد سلام نیاز گذارش یہ ہے کہ نیازمند نے پرچہ میو گزٹ میں وجوہ آسمان کی نسبت ایک مضمون چھپا ہوا دیکھ کر اس کی نسبت ایک مزید خدمت میں مہتمم اخبار مرصوف کے لکھا ہے چونکہ وہ آپ کے اخبار کے پڑھنے والوں کے بھی ملاحظہ کے قابل ہے اس لیے اس کی ایک نقل حرف بصر آپ کی خدمت میں اس امید سے پہنچاتا ہوں کہ آپ بھی ازراہ نوازش اپنے اخبار میں اس کو چھاپ دیں زیادہ نیاز و پس *

آپ کا خادم
محمد میر

سلامت

مکرم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب میو گزٹ

آپ کے اخبار کے پرچے جن میں آپ نے اثبات وجوہ خارجی ہیمن پر اور اثبات وجوہ آسمان پر بحث کی ہے ان کو دیکھ کر میں بہت خوش ہوا حقیقت میں راقمان تہذیب الاخلاق کی تحریر جمہور مفسرین اور علمائے متقدمین کے برخلاف ہے پس جبکہ دلائل اس کے برخلاف اور بتائید علمائے متقدمین دیکھے جاتے ہیں تو دل نہایت خوش ہوتا ہے مگر ایک مشکل نظر آتی اور وہ یہ ہے کہ راقمان تہذیب الاخلاق کا منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ دلائل علم ہیئت اور ریاضی اور علم طبیعیات سے ان کے نزدیک یہ بات ثابت اور مستحق ہو چکی ہے کہ وجوہ آسمان کا جیسا کہ مسلمان خیال کرتے آئے ہیں ویسا فی الواقع نہیں ہے اور جو اعتراض کہ علوم مذکورہ کی رو سے وجوہ آسمان کے تسلیم کرنے سے واقع ہوتے ہیں وہ ان کی راے میں موقوف نہیں ہو سکتے اور جو دلیلیں کہ علوم مذکورہ کی رو سے عدم وجوہ آسمان پر قائم ہوتی ہیں ان کی وہ تردید نہیں کر سکتے بلکہ سب کو صحیح اور ٹھیک تصور کرتے ہیں اور چونکہ وہ لوگ قرآن کو حق اور منزل من اللہ تعالیٰ جانتے ہیں تو ان کا یہی خیال ہے کہ قرآن مجید حقیقت واقع کے خلاف نہیں بلکہ مفسرین اور علمائے متقدمین نے غلطی کی ہے جو قرآن مجید کے ایسے معنی بیان کیے ہیں کہ خلاف واقع ہیں پس آپ کا استدلال وجوہ آسمان پر آیات قرآنی سے اس وقت مفید ہوگا جب کہ اول آپ ان اعتراضوں کا جواب شافی دیدیں جو علوم مذکورہ کی رو سے بحالت تسلیم وجوہ آسمان وارد ہوتے

ہیں اور نیز ان دلیلوں کی بضروری تردید کر دیں جس سے از روے علوم مذکورہ عدم وجوہ آسمان ثابت ہوتا ہے کیونکہ اگر آپ ایسا کرینگے اور بالفرض آپ قرآن مجید سے وجوہ آسمان ثابت کرینگے اس کا نتیجہ کیا ہوگا یہ ہرگز کہ نعرہ باللہ قرآن مجید حقیقت واقع کے برخلاف ہے مجھ کو راقمان تہذیب الاخلاق کی خدمت میں نیاز ہے اور میں چند دفعہ ان تحریروں کو ان کے پاس لے گیا ہوں جو ان کے مخالف چھپی ہیں اور ان کو وہ تحریریں دکھائی ہیں ان لوگوں نے انکو دیکھا اور کہا کہ مکتبی کے جالے سے بھی پڑھی ہیں بہت سے سوچنے کے بعد اس کا منشاء یہی معلوم ہوا کہ جو لوگ ان کے مخالف گفتگو کرتے ہیں وہ بیچ میں سے بات کو لے لیتے ہیں جو کہ نہیں پکڑتے اس لیے وہ لوگ اس پر کچھ ترجیح نہیں کرتے *

امید ہے کہ آپ اس بات پر بضروری غور کرینگے اور میری ان سطروں کو اپنے اخبار میں مشہور فرما دینگے کہ راقمان تہذیب الاخلاق کے مضامین کے جواب میں جو لوگ کچھ لکھا چاہیں وہ اس بات پر لحاظ کر کے لکھیں تاکہ پھر ان کو جائے گریز باقی نہ رہے *

نمبر ۱۰۲

چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان

چندہ سابق

تعداد چندہ جسکی فہرست پہلے چھپ چکی
... عسکریہ

چندہ جدید

ہز ایکسانسی قی ریت اربیل طامس
جارج بیرنگ بون لارۃ نارتھ بروک
آف اسٹریٹس جی ایم ایس آئی
ویسراے اور گورنر جنرل آف انڈیا ...
شجاع الدولہ مختارالملک سید تراب علی
خان بہادر سرسارچنگ کے سی
ایس آئی ...
بابو شہو پرشاد صاحب بہادر سی ایس
آئی رئیس بنارس ...
جناب خلیفہ سید محمد حسن صاحب
مہر منشی سرکار پتیالہ ...

+ واضح ہو کہ اخیر شرط جو بابو صاحب نے چندہ میں لکھی تھی چھپر کھیتی میں بھی عرونی وہ انہوں نے منسوخ کر دی ہے

مولوی خواجہ محمد یوسف صاحب	سید مظفر علی خان صاحب ناظر منصفی
رئیس علیگڑہ	ہاتھرس ...
حضرت مولوی سید امداد علی صاحب	عبدالرحمن خان صاحب داروغہ توشخانہ
رئیس بھاگلپور سب اردنیت جج گیا...	نواب صاحب سابق والی ٹونک ...
راجہ شمشیر نراین سنگھ بہادر	مولوی نجم الدین صاحب رئیس چڑیا کورت
راجہ جیکشن داس بہادر سی ایس آئی	ضلع اعظم گڑہ ...
رئیس مراد آباد	لالہ جنی لال صاحب رئیس بفارس وکیل
راجہ پرتاب سنگھ بہادر رئیس تاجپور	عدالت ...
ضلع بجنور کشنری روہیلکھنڈ	مرزا فیاد الدین بیگ صاحب مدرس
مولوی شاہ امداد علی صاحب رئیس غازیپور	اسکول ہاتھرس ...
وکیل ہائی کورٹ الہ آباد	محمد نور صاحب موندہ دار ملازم نواب صاحب
مولوی محمد حسن صاحب رئیس	سابق والی ٹونک ...
بدایوں مدارالمہام نواب صاحب سابق	مرزا محمد علی بیگ صاحب مدرس
والی ٹونک	ہاتھرس ...
مولوی فضل احمد خان صاحب رئیس	منشی سراج الدین احمد صاحب معزز
دعویٰ قہتی کلکٹر بہادر غازی پور	بندوبست تحصیل ہاتھرس ...
منشی خواجہ غلام غوث خان بہادر میر	احمد خان صاحب از ہاتھرس ...
منشی محکمہ عالیہ گورنمنٹ شمالی	شیخ امجد علی صاحب معزز تحصیل
و مغربی	ہاتھرس ...
ایک بیگ صاحبہ کی طرف سے (خ)	میر احمد علی صاحب مختار از مقام ہاتھرس
صاحبزادہ محمد عبدالکبیر خان صاحب	بہادر خان صاحب مختار از ہاتھرس ...
اقربائے نواب صاحب ٹونک	میر امم علی صاحب از ہاتھرس ...
ایک بیگ صاحبہ کی طرف سے (ج)	محمد سلیمان خان صاحب رسالدار ملازم
مولوی محمد معصوم علی خان صاحب	نواب صاحب سابق والی ٹونک ...
پیشکار ہاتھرس	محمد معزاللہ خان صاحب رسالدار ملازم
سراوی محمد اسماعیل صاحب رئیس	نواب صاحب سابق والی ٹونک ...
علیگڑہ	اعظم الدین صاحب جمعہ ار چوہداران ملازم
مولوی محمد لطیف اللہ صاحب مدرس	نواب صاحب سابق والی ٹونک ...
اول مدرسہ عربی علیگڑہ	محمد امان صاحب ملازم نواب صاحب
مرزا محمد عزیز بیگ صاحب سردار	سابق والی ٹونک ...
محکمہ اسسٹنٹ بانسواڑہ	پانچ روپیہ سے کم جو چندہ ہوا
محمد کرامت خان صاحب کوتوال	میزان کل
ہاتھرس	...

بمقام علیگڑہ — مطبع علیگڑہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبد الرزاق کے انتظام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER تہذیب الاخلاق

[نمبر ۱۴]

۲۰ رجب سنہ ۱۲۸۹ ہجری سنہ ۱۳۰۲ نبوی

[جلد سوم]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجنا ہو یا زر کیسٹ اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور توثیق کے منایا فرماتا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پٹارس بھیجا جاوے غرض کہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹائے جائیں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جائیگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضایہ مضامین ہوگا چھپا کر یگانہ خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہ ہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا یہی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۱۰۳

روٹداد

اجلاس مجلس خزنة البضاعة لتأسيس

مدرسة العلوم للمسلمين

منعقدة ۲۶ اگست سنہ ۱۸۷۲ ع

نمبر ۵

صدر انجمن

مرزا محمد عارف صاحب *

ممبران موجود

سید محمد حامد خان صاحب *

مرزا رحمت اللہ بیگ صاحب *

منشی محمد یار خان صاحب *

سکرتری

سید احمد خان صاحب بہادر سی ایس آئی *

روٹدادیں اجلاس ہائے منعقدة ۳۱ جولائی و ۸ اگست سنہ

۱۸۷۲ ع جو بدستخط سکرتری مرتب اور کتاب روٹداد میں مندرج

تھیں ملاحظہ ہوئیں *

سید محمد حامد خان صاحب نے کہا کہ ہماری کمیٹی کے قواعد

وصول چندہ میں جو یہہ امر قرار پایا ہے کہ چندہ صرف مسلمانوں

اور عیسائیوں سے طلب کیا جائے اور ہندوؤں کی نسبت یہہ بات

تجویز ہوئی کہ اگر وہ مہربانی سے دیں تو نہایت شکر گذاری سے

لیا جائے مگر درخواست کہ کرنی چاہیئے *

جس اصول پر یہہ قاعدہ قرار پایا ہے وہ بلاشبہہ صحیح اور

مدہ ہے بیشک عیسائی گورنمنٹ جو ہم پر حاکم ہے اس کا فرض

ہے کہ مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کے لیئے جو منل اور قروموں کے

اُس کی رعایا ہیں مدد کرے پس اُس سے درخواست چندہ کی کرنا

کچھہ بیجا نہیں تھا اور مسلمانوں کا تو خاص فرض ہے کہ وہ اپنے

ہم قوم و ہم مذہب لوگوں کی تعلیم اور بھلائی میں جہاں تک ممکن

ہو مدد کریں اگر بعض درخواست کرتے کے کرنی ایسا قاعدہ جاری

کونا ممکن ہوتا کہ نہ جبر اُن سے لیا جائے تو بھی مضائقہ نہرتا اور

میں سمجھتا ہوں کہ ہندوؤں سے درخواست نہ کرنے کی تجویز اسلیئے
کی گئی تھی کہ اس مدرسہ میں کوئی خاص طریقہ اُن کی تعلیم کا
قرار نہیں دیا جاسکتا تھا بلکہ شبہہ عام طور پر اُن کا بھی تعلیم پانا
ممکن ہی مگر جب کہ اُن کی تعلیم عام طور پر ہو تو اُن سے خاص
چندہ طلب کرنا غیر مناسب تھا اور اس لیئے بھی بات مناسب تھی کہ
جو ہندو رئیس ہروطن ہونے کی ہمدردی سے چندہ دے تو نہایت
شکر گذاری سے قبول کیا جائے یہہ پچھلا اصول عام لوگوں سے بالکل
مناسب رہتا ہے الا اُن راجاؤں سے جو صاحب ملک ہیں اور ہزاروں
مسلمان اُن کے ملک میں بطور اُن کی رعیت کے بستے ہیں کسی طرح
مناسب نہیں رکھتا معجزۃ مدرسة العلوم کسی خاص ملک کے مسلمانوں
کو ہی فائدہ نہیں پہنچانیکا بلکہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں کو
فائدہ پہنچانیکا اور کچھہ شبہہ نہیں ہے کہ راجاؤں کے ملک کے
مسلمان جو اُن کی رعیت ہیں وہ بھی اس مدرسہ میں تعلیم پانے کو
آہنگے اور جو کتابیں علوم کی بذریعہ اس مدرسہ کے جاری ہونگی
اور مشہور ہونگی اور ہر ملک میں پھیلیں گی اُن سے راجاؤں کے
ملک کے تمام مسلمانوں کو بھی فائدہ پہنچانیکا اور جو طالب علم اس
مدرسہ میں تعلیم پا کر اطراف میں جارہے اُن سے بھی ہندوستانی
ریاستوں کی مسلمان رعایا کو بہت کچھہ فائدہ ہوگا پس کوئی وجہہ
نہیں ہے کہ اُن راجاؤں سے جو والیان ملک ہیں جن کی عملداری
میں مسلمان بطور رعیت کے بستے ہیں چندہ کی درخواست نہ کی
جائے کچھہ شبہہ نہیں ہے کہ بروقت مرتب کرنے قواعد کے اس
امر پر لحاظ نہیں ہوا تھا اس واسطے میں تحریک کرتا ہوں کہ
دفعہ ۱۶ قواعد کی ترمیم کی جائے تاکہ ممبران مجلس کو اُن
راجاؤں سے بھی جن کی عملداری میں مسلمان بطور رعایا کے بستے
ہیں چندہ کی درخواست کرنے کی اجازت ہو *

صدرانجمن نے اس تحریک کی تائید کی اور سب نے اتفاق ظاہر
کیا جو کہ بلاطلب رائے جملہ ممبران کمیٹی کے قواعد مذکورہ کی ترمیم
نہیں ہوسکتی اس لیئے بالاتفاق یہہ تجویز ہوئی کہ باقی ممبران
کمیٹی سے بھی جو اس وقت شریک جلسہ نہیں ہیں نسبت اس ترمیم
کے رائے طلب کی جائے *

بعد اس کے شکریتہ صدرانجمن کا ادا کیا گیا اور مجلس برخاستہ
ہوئی *

(دستخط)

سید احمد خان

سکرتری مجلس خزنة البضاعة

کمیٹی کے حسب تجویز اجلاس گذشتہ میں تمام ممبران کمیٹی سے
سوائے اُن دو ممبروں کے جو ہندوستان میں موجود نہیں ہیں رائے
طلب کی تھی جسکا نتیجہ حسب تفصیل ذیل ہے *

مفصلہ ذیل ممبروں نے ترمیم منظور کی

- ۱ مولوی محمد عارف صاحب *
- ۲ سید محمد حامد خاں صاحب *
- ۳ مرزا محمد رحمت اللہ بیگ صاحب *
- ۴ منشی محمد یار خاں صاحب *
- ۵ سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی *
- ۶ منشی محمد سبکان حیدر صاحب *
- ۷ مولوی اشرف حسین خاں صاحب *
- ۸ نواب محمد حسن خاں صاحب *
- ۹ شیخ غلام علی صاحب *
- ۱۰ مولوی سید فرید الدین احمد صاحب *
- ۱۱ شیخ محمد جان صاحب *
- ۱۲ شیخ محمد فیاض علی صاحب *
- ۱۳ مولوی محمد انوار صاحب *
- ۱۴ مولوی فضل احمد خاں صاحب *
- ۱۵ سید محمد میر بادشاہ صاحب *
- ۱۶ مولوی محمد حیدر حسین صاحب *
- ۱۷ مولوی خواجه محمد یوسف صاحب *
- ۱۸ مولوی سید زین العابدین صاحب *
- ۱۹ مولوی محمد عنایت رسول صاحب *
- ۲۰ نواب محمد احمد اللہ خاں صاحب *
- ۲۱ مولوی سید مہدی علی صاحب *
- ۲۲ مولوی محمد حامد حسن خاں صاحب *
- ۲۳ مختار الدولہ نواب محمد فیض علی خاں بہادر سی ایس آئی *
- ۲۴ سید ظہور حسین صاحب *
- ۲۵ مولوی محمد اسماعیل صاحب *
- ۲۶ جناب خلیفہ سید محمد حسن صاحب *
- ۲۷ مولوی سید امداد علی صاحب *
- ۲۸ حکیم محمد حکیم اللہ صاحب *
- ۲۹ منشی محمد صدیق صاحب *
- ۳۰ سید محمد احمد خاں صاحب *

مفصلہ ذیل ممبروں نے ترمیم کو نا منظور کیا

* * * * *

نمبر ۱۰۴

روٹادان

اجلاس مجلس خزنة البضاعة لتأسيس

مدرسة العلوم للمسلمين

منعقدة ۲۵ ستمبر سنہ ۱۸۷۲ ع

نمبر ۶

صدر انجمن

نواب محمد حسن خاں صاحب بہادر *

ممبران موجودہ

مرزا رحمت اللہ بیگ صاحب *

سید محمد حامد خاں صاحب *

مولوی اشرف حسین خاں صاحب *

شیخ غلام علی صاحب *

مولوی محمد عارف صاحب *

منشی محمد یار خاں صاحب *

سکرتری

سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی *

روٹادان اجلاس منعقدة ۲۶ اگست سنہ ۱۸۷۲ ع جو بدستخط

سکرتری مرتب اور کتاب روٹادان میں مندرج تھی ملاحظہ ہوئی *

سکرتری نے چٹھی سکرتری حضور نواب لغتنت گورنر بہادر اضلاع

سماں و مغرب مورخہ ۲۸ اگست سنہ ۱۸۷۲ ع جسکے ساتھ نفل

چٹھی سکرتری حضور عالی جناب نواب گورنر جنرل بہادر مورخہ ۹

اگست سنہ ۱۸۷۲ ع نمبر ۳۳۹ شامل تھی پیس کی + جو ترجمہ

کہ حضور نواب گورنر جنرل بہادر نے مدرسة العلوم مسلمانان کی نسبت

فرمائی اور یہ وعدہ فرمایا ہے کہ جو مدد کہ گورنمنٹ سے اس

مدرسة العلوم کے لئے ہوسکتی ہے وہ کی جارہی اور دلی توجہ حضور

نواب لغتنت گورنر بہادر نے فرمائی ہے اس سب سے مطلع ہوئے تمام

ممبروں کو ایک بڑی تقریب ہوئی اور حضور عالی جناب نواب گورنر

جنرل بہادر اور حضور جناب نواب لغتنت گورنر بہادر کا شکریہ

بالاتفاق مجلس نے ادا کیا *

بعد اسکے سکرتری نے اطلاع کی کہ واسطے ترمیم دنہ ۱۶ قراہ

+ یہ چٹھیاں انگریزی مع ترجمہ اخیر میں مندرج ہیں *

مفصلہ ذیل ممبروں کے پاس سے جواب نہیں آیا

- ۱ جناب مولوی محمد عثمان خان صاحب *
- ۲ مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب *
- ۳ محمد عنایت اللہ خان صاحب *
- ۴ شیخ خیر الدین احمد صاحب *
- ۵ منشی محمد الہی بخش صاحب *
- ۶ مولوی محمد امانت اللہ صاحب *
- ۷ حاجی مولوی محمد عبدالاحد صاحب *
- ۸ مولوی محمد نجم الدین صاحب *
- ۹ منشی محمد ذکاء اللہ صاحب *

مفصلہ ذیل ممبر ہندوستانیوں میں موجود نہیں ہیں

- ۱۰ حافظ احمد حسن صاحب *
- ۱۱ سید محمد محمود صاحب *

صدر انجمن نے تحریک کی کہ جو کہ کثرتِ رائے ممبروں کی اس دفعہ کی ترمیم پر ہرگئی اسلیئے اس کی ترمیم عمل میں آئے چنانچہ حسب مندرجہ ذیل ترمیم کی گئی *

دفعہ ۱۹ موجودہ حال

ممبروں کا اول کام جمع کرنے سرمایہ کا ہی اُن کو اختیار ہوگا کہ مسلمانوں سے جنگی قومی بہتری کے لیئے مدرسہ قائم ہوتا ہی اور عیسائیوں سے (جو اہل کتاب ہیں اور نیز اس سبب سے کہ وہ ہندوستان پر حکومت رکھتے ہیں اور مسلمانوں کی بھلائی اور بہتری میں بھی اُنکو ایسی ہی مدد کرنی فرض ہی جیسیکہ اور قروموں کی) چندہ دینے کی درخواست کریں اور سوائے ان دو قوموں کے اور کسی قوم سے چندہ کی درخواست کرنا ممبرانِ مجلس کو جائز نہ ہوگا الا اگر کوئی اور قوم اور مذہب کا شخص اپنی خرابی سے بڑے درخواست کچھ چندہ دے تو ممبرانِ مجلس کو نہایت شکرگزاری سے اُس کا قبول کرنا جائز ہوگا *

دفعہ ۱۹ ترمیم شدہ

ممبروں کا اول کام جمع کرنے سرمایہ کا ہی اُن کو اختیار ہوگا کہ مسلمانوں سے جنگی قومی بہتری کے لیئے مدرسہ قائم ہوتا ہی اور عیسائیوں سے (جو اہل کتاب ہیں اور نیز اس سبب سے کہ وہ ہندوستان پر حکومت رکھتے ہیں اور مسلمانوں کی بھلائی اور بہتری میں بھی اُن کو ایسی ہی مدد کرنی فرض ہی جیسیکہ اور قروموں کی) اور اُن راجاؤں اور مہاراجاؤں سے (جو صاحبِ ملک اور حکومت ہیں

اور اُن کی عملداری میں مسلمان بطور رعایا بستے ہیں) چندہ دینے کی درخواست کریں اور سوائے ان لوگوں کے اور کسی سے چندہ کی درخواست کرنا ممبرانِ مجلس کو جائز نہ ہوگا اگر کوئی اور قوم و مذہب کا شخص اپنی خرابی سے بڑے درخواست کچھ دے تو ممبرانِ مجلس کو نہایت شکرگزاری سے اُس کا قبول کرنا جائز ہوگا *

مرزا محمد رحمت اللہ بیگ صاحب نے کہا کہ ۳۱ جولائی سنہ ۱۸۷۲ء کو جو اجلاس ہوا اُس میں شریک نہ تھا اُس اجلاس میں دفعہ ۱۶ و ۱۷ قواعدِ مجلس کی جو تشریح کی گئی تھی اُس میں سمجھو مگر وہی میں تسلیم کرتا ہوں کہ ممبرانِ مجلس کو قواعدِ مجلس کی کسی دفعہ کے معنی اور مواہ بیان کرنے اور اُس کی تشریح کرنے کا اختیار ہی مگر کوئی ایسے معنی یا تشریح بیان کرنے کا جو اصول قواعدِ مجلس کے برخلاف ہو یا جس سے ترمیم قواعدِ مجلس لازم آتی ہو اختیار نہیں ہے تشریحاتِ مذکورہ کی تشریح دوم میں کمیٹی کو اجازت دی گئی تھی کہ صورتِ خاص میں مسلمانوں کا چندہ اس شرط پر کہ جب مدرسہ قائم ہوگا اُس وقت چندہ دیا جاویگا منظور کرے *

اور تشریح چہارم کی ضمن سوم میں سوائے مسلمانوں کے اور شخصوں کو معجز کیا گیا ہے کہ وہ بشرطِ منظوری کمیٹی شرطِ مذکورہ بالا پر اپنا چندہ منحصر کر سکتے ہیں *

یہ تشریحات بالکل متخالف اصول قواعدِ مجلس کے ہیں کیونکہ قواعدِ مجلس کا یہ منشاء ہی کہ قبل قیام مدرسہ چندہ جمع کیا جائے تاکہ چندہ کافی جمع ہوجانے کے بعد مدرسہ جاری ہو کہ یہ کہ چندہ کا وصول ہو نا قیام مدرسہ پر منحصر ہو اُس لئے میں تحریک کرتا ہوں کہ اُن تشریحات کو منسوخ کیا جائے یا اُن کی ترمیم عمل میں آئے *

منشی محمد یار خان صاحب نے بیان کیا کہ اگرچہ میں اُس تاریخ کے جلسہ میں شریک تھا اور میری شرکتِ رائے سے تشریحاتِ مذکورہ قائم ہوئی تھیں لیکن میں اپنے دوست مرزا محمد رحمت اللہ بیگ صاحب کی رائے سے اتفاق کرتا ہوں اور اُس کی تائید کرتا ہوں *

اس پر قلیل مباحثہ درمیان ممبرانِ موجودہ کے ہوا اور آخر کار اُن تشریحات کی ترمیم پر سب نے اتفاق کیا اور اُن کی ترمیم حسب تفصیل ذیل ہوئی *

تشریح موجودہ حال

تشریح ۱ کسی مسلمان کا چندہ (سوائے کسی صورتِ خاص کے جسکو کمیٹی منظور کرے) اس شرط پر کہ جب مدرسہ قائم ہوگا اُس

ہوگا کیونکہ ان دیہات سے منافع بہ نسبت پرامیسری نژادوں کے زیادہ حاصل ہوگا پس ہم کو جائداد خریدنے کی فکر درپیش ہی لیکن جائداد کا خریدنا حتی المقدور اسی ضلع میں مناسب ہوگا جہاں کہ مدرسہ قائم ہو اور اگر اُس خاص ضلع میں کوئی جائداد قلمے تو اُس کے قریب تر ضلعوں میں خرید کر فی ہرگی اور اس لئے مقام مدرسہ کے تصفیہ کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے پس میں تحریک کرتا ہوں کہ ممبروں سے رائے پوچھی جارے کہ کس ضلع میں قائم کرنا مناسب ہوگا تاکہ اُس ضلع یا اُس کے قریب و جوار کے ضلعوں میں جائداد خریدی جارے *

سید محمد حامد صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

مرزا رحمت اللہ بیگ صاحب نے یہ بات کہی کہ صرف ایک دو حرفی خط مقصود طلب رائے ممبروں کے پاس بھیج دینا کافی نہ ہوگا بلکہ میں اس بات کی تحریک کرتا ہوں کہ سکرٹری کو اجازت دی جارے کہ اس باب میں وہ ایک کمیٹی تحریک کریں کہ کس ضلع میں مدرسہ قائم ہونا مناسب ہوگا اور جس ضلع میں وہ اُس کا مقام تجویز کریں اُس کی وجہ اور دیگر اضلاع پر اُس کی ترجیح کی وجہ تحریک کرکر کمیٹی کے اجلاس میں پیش کریں اور ممبران سربہر جلسہ اُس پر بحث کرکر اپنی اپنی رائے ظاہر کریں اور رد بنیت اور مباحثہ اور رائے ممبران شریک جلسہ کی اُن ممبروں کے پاس بھیجی جارے جو شریک جلسہ نہ ہوں تاکہ وہ سب لوگ اُن مباحثوں پر غور کرکر اپنی رائے دیں *

صدرانجمن صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

بعدہ بموجب دفعہ ۷ قواعد مجلس کے جتاد محمد متھ . لی خاں صاحب خان بہادر رئیس چھتاری ضلع بلند شہر . مجلس خزانۃ البضاعۃ کے ممبر مقرر کیئے گئے *

بعد اس کے شکریہ صدرانجمن کا ادا کیا گیا اور مجلس ہوئی *

[دستخط]

سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی
سکرٹری مجلس خور

نہ چندہ دیا جاویگا نہ منظور ہوگا نہ درج فہرست چندہ کیا جاویگا کیونکہ مسلمانوں کا فرض اسوقت چندہ جمع کرنا ہی تاکہ مدرسہ جاری ہو الخ *

تشریح ترمیم شدہ

تشریح ۲ کسی شخص کا چندہ عیسائی ہو یا مسلمان یا ہندو اس شرط پر کہ جب مدرسہ قائم ہوگا اسوقت چندہ دیا جاویگا نہ منظور ہوگا نہ درج فہرست چندہ کیا جاویگا کیونکہ ہر چندہ دینے والے کا فرض ہی کہ اسوقت چندہ دے تاکہ مدرسہ جاری ہو الخ *

تشریح ۳ میں سے لفظ (البتہ) نکال دالا گیا اور تشریح ۳ حرف الف میں سے الفاظ (جنکا ذکر قواعد مجلس مرتبہ سنہ ۱۸۷۲ ع میں) نکالے گئے اُسکی جگہ یہ الفاظ قائم ہوئے (جنکی تفصیل ان قواعد میں) *

تشریح ۴ کی ضمن ۳ میں بالکل منسوخ اور خارج کی گئی *

بعد اس کے سکرٹری نے بیان کیا کہ جن صاحبوں نے چندہ پر دستخط کیئے ہیں انہوں نے چندہ بھیجنا شروع کیا ہی جن لوگوں نے اپنے چندہ کو مشروط بشرید جائداد کیا ہی اُسکی تفصیل میں ملحدہ رکھتا ہوں اور جن صاحبوں نے کوئی شرط نہیں کی اُسکی تفصیل ملحدہ میرے پاس موجود ہی — زر چندہ غیر مشروط میں سے دو پرامیسری نژاد ہزار ہزار روپیہ کے مینے خریدے ہیں اور منقریب اور پرامیسری نژاد اور بعض موضع معانی خریدنا جاویگا اگر یہ کمیٹی حسب ایکٹ ۲۱ سنہ ۱۸۶۰ ع رجسٹری نہوگی تو تمام جائداد خاص میرے نام پر خریدی جاویگی اور میرے اور میرے وارثوں کی طرف سے منتقل ہو سکے گی میں اس بات کو پسند نہیں کرتا اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تمام جائداد کمیٹی کے نام خریدی جارے اور اس لئے ضرور ہی کہ کمیٹی کی رجسٹری حسب ایکٹ ۲۱ سنہ ۱۸۶۰ ع ہو جارے پس مجھے اجازت دی جارے کہ اس کمیٹی کی رجسٹری ہونے کی حسب ضابطہ درخواست کروں *

مرزا محمد رحمت اللہ بیگ صاحب نے اس تحریک کی تائید

کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

سکرٹری نے کمیٹی سے کہا کہ زر چندہ جو مشروط بشرید جائداد ہی وہ بھی وصول ہونا شروع ہو گیا ہی اور روپیہ کر بیکار پڑا رکھنا مناسب نہیں ہی اور یہ بھی میری رائے ہی کہ اگر دیہات معانی ہاتھ آویں تو اُنکا خریدنا بہ نسبت پرامیسری نژادوں کے زیادہ مفید

چٹھی

چٹھی

THE MAHOMEDAN ANGLO-ORIENTAL
COLLEGE FUND COMMITTEE.

COPY No. 92 OF 1872.

From THE SECRETARY TO THE GOVERNMENT,
N. W. Provinces.

To SYUD AHMED KHAN, BAHADOOR, C. S. I.,
Secretary to the Select Committee,
for the better diffusion and advance-
ment of learning among Maho-
medans in India.

Dated Nynce Tal, the 28th of August 1872.

GENERAL (EDUCATIONAL) DEPARTMENT, N. W. P.

SIR,

In continuation of the docket from this office, No. 2395A, dated 1st June last, having reference to the scheme for the establishment of an Anglo-Oriental College for the education of Mahomedans, I am directed to forward, for the information of the Committee, the accompanying copy of a letter from the Secretary to the Government of India, Home Department, No. 339, dated 9th August 1872, and to state that it affords His Honor the Lieutenant-Governor sincere satisfaction to be the medium of conveying so gratifying and well deserved an acknowledgment of the labors of the Committee.

* * * * *

I have &c.,

(Sd.) C. A. ELLIOTT,
Secy. to the Govt., N. W. P.

COPY No. 339.

From H. L. DAMPLER Esq.
Offg., Secy., to the Govt. of India,

To THE SECRETARY TO THE GOVERNMENT OF THE
N. W. Provinces.

Simla, the 9th August 1872.

HOME DEPARTMENT—EDUCATION.

SIR,

I am directed to acknowledge the receipt of your letter No. 2396, dated the 1st ultimo, forwarding, with other papers, copy of an able and valuable Report by the Select Committee for the better diffusion and

چٹھی

نمبر ۹۲

صاحب سکرتري نواب لفتننٹ گورنر بہادر اصلاح

شمال و مغرب

بنام

سید احمد خان بہادر سی ایس آئی سکرتري سليکت کمیٹی
خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان ہند

از مقام نینئی تال مورخہ ۲۸ اگست سنہ ۱۸۷۲ع

صیغہ تعلیم

صاحب می — یہ تلسلہ ڈاکٹ معکمہ ہذا نمبر ۲۳۹۵
حرف (اے) مورخہ یکم جون گذشتہ بابہ تجویز تقرر اینکلو
اورینٹل کالج واسطے تعلیم مسلمانان — میں حسب ہدایت
نواب لفتننٹ گورنر بہادر ایک چٹھی صاحب سکرتري گورنمنٹ
ہند ہوم ڈپارٹمنٹ نمبر ۳۳۹ مورخہ ۹ اگست سنہ ۱۸۷۲ع واسطے
اطلاع کمیٹی کے ارسال کوتا ہوں اور یہ بھی اطلاع دیتا ہوں
کہ نواب لفتننٹ گورنر بہادر کو اس امر کی قہایت ہلی خواہی
ہی کہ کمیٹی کی ترششوں کی پسندیدگی کی خوشخبری انکی معرفت
دی جاتی ہی *

[دستخط] سی اے ایلٹ

سکرتري گورنمنٹ شمال و مغرب

نقل

نمبر ۳۳۹

چٹھی

ایچچہ ایل ڈیپوٹر صاحب قائم مقام سکرتري گورنمنٹ ہند

بنام

سکرتري گورنمنٹ اصلاح شمال و مغرب

از مقام شملہ مورخہ ۹ اگست سنہ ۱۸۷۲ع

میں حسب ہدایت جناب نواب گورنر جنرل بہادر آپ کو اس
ہوم ڈپارٹمنٹ امر کی اطلاع دیتا ہوں کہ آپ کی چٹھی نمبر
صیغہ تعلیم ۲۳۹۶ مورخہ یکم ماہ گذشتہ معہ عدد اور تاریخ

advancement of learning among Mahomedans of India, and in reply to state that His Excellency the Governor General in Council has received with deep interest and much gratification the account contained therein of a scheme for the establishment of an Anglo-Oriental College for the education of Mahomedans, and he earnestly hopes that the scheme will meet with the success it so well deserves.

2. This movement on the part of the Mahomedans of Upper India is entitled to every encouragement which the Government can give, and reflects the highest credit on Syud Ahmed Khan, Bahadoor, and those associated with him for the attainment of such a laudable object.

I have &c.,

(Sd.) H. L. DAMPIER,

Offg. Secy. to the Govt. of India.

رپورٹ سلیکٹ کمیٹی ترقی تعلیم مسلمانان ہند اور نیز دیگر کافذات کے پہنچے *

نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل کو تجویز مندرجہ رپورٹ کی اطلاع سے جر بابت قایم کرنے اینگلو اورینٹل کالج کے ہی نہایت خوشی حاصل ہوئی اور نواب صاحب مدوح دل سے اُمید رکھتے ہیں کہ اس تجویز میں جیسی کہ کامیابی ہوئی چاہیئے دینی ہی ہوگی *

۲ شمال مغربی اضلاع کے مسلمانوں کی یہہ تدبیر مستحق اس بات کی ہی کہ جہاں تک ممکن ہو گورنمنٹ اس میں مدد کرے *

سید احمد خاں بہادر اور اُن صاحبوں کی کوششیں جو اس عمدہ کام میں اُن کے شریک ہیں نہایت تھیں اور انہیں کے قابل ہیں *

(دستخط) ایچ۔ ل۔ دامپئر

قایم مقام سکریٹری گورنمنٹ ہند

مضمون نمبر ۱۰۵

قانون

وقفی اور دفاۃ عام کی کمیٹیوں کی

رجسٹری کا قانون

روندادہ مجلس خزانۃ البضائع جو ہمارے تہذیب الاخلاق میں چاہی ہی اُس سے تمام مسلمانوں کو معلوم ہوا ہوگا کہ اُس مجلس کی رجسٹری ہونے لگی تجویز ممبران مجلس کی جانب سے ملک میں آئی ہے۔ ہم اُس قانون کو جس کے بموجب اُس مجلس کی رجسٹری ہوئی ہے جس سے اُس لپٹے حایتے ہیں تاکہ تمام مسلمان اس بات سے واقف ہوں کہ نسبت حفاظت اُس سرمایہ کے تدبیر کافی کی گئی ہے جو مدرسۃ العلوم کبھی قایم ہو وہ روپیہ بلا کسی قسم کے نقصان کے ہمیشہ اُسی کام کے لیئے جمع رکھیا اور اُس کے سوا کسی کام میں نہ آسکیگا۔ اُمید ہے کہ یہ سب انتظام چندہ دینے والوں کو بخوبی مطمئن کرینگے کہ اُنکا روپیہ دیا ہوا کسی طرح تلف نہوگا بلکہ اُسی کام میں آدینا سکے لیئے اُنہوں نے دیا ہے اور وہ قانون یہہ ہے *

ایکٹ ۲۱ سنہ ۱۸۶۰ ع

لیجس لیٹف کونسل کی تجویز سے حسب منظوری جناب نواب گورنر جنرل بہادر ملک ہند کے ۲۱ مئی سنہ ۱۸۶۰ ع کو صادر ہوا *

ایکٹ ہمراد رجسٹری ہونے اُن جماعتوں کے جو واسطے ترقیب علوم ادب یا فلسفہ یا انتظام اشیاء وقف کے موضوع ہوویں *

ہرگاہ یہہ امر قریں مصلحت ہی کہ ہمراد ترقی حیثیت قانونی اُن جماعتوں کے جو واسطے ترقیب علم ادب یا فلسفہ یا حکمت یا متکبر کرنے علم مفید خلاق یا انتظام اشیاء وقف کے موضوع ہوویں شرایط مناسب نفاذ پاریں لہذا حسب ذیل حکم ہوتا ہے *

دفعہ ۱ جائز ہے کہ منجملہ اُن اشخاص کے جو واسطے ترقیب علوم ادب یا فلسفہ یا انتظام اشیاء وقف کے یا کسی اور غرض سے جو دفعہ ۲۰ ایکٹ ہذا میں مذکور ہے شریک ہوویں سات یا زیادہ نفر ہرکاد قطعہ یاد داشت پر جو بلفظ میمورینڈم آف ایسوسی ایشن نامزد ہوئی ہے اپنے دستخط ثبت کرے اور اُسکو مطابق ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۵۷ ع پاس صاحب رجسٹر جماعت ہائے مشترک کے بھیجکر اس ایکٹ کے مطابق اپنے تئیں سرسٹیٹی مقرر کریں *

دفعہ ۲ یاد داشت مذکور میں یہہ مراتب مندرج ہونگے *

نام سرسٹیٹی کا *

منشاء اور غرض سرسٹیٹی کی *

نام اور پتہ اور پیشہ یا منصب اُن اشخاص کا جنکو مطابق قواعد سرسٹیٹی کے انصرام کار و بار سرسٹیٹی مفوض ہو اور جو سرسٹیٹی میں حیثیت گورنر یا کونسل یا ڈائریکٹر یا کمیٹی کی یا اور

کسی اہلکار یا شخص دیگر کو جرابدھی کے لئے نامزد نہ کریں تو مدعی کو اختیار ہوگا کہ خود پریزیڈنٹ یا میجر مجلس یا سکوتری اعلیٰ یا امانت داران سوسٹیٹی کے نام نالاش کرے *

دفعہ ۷ کوئی نالاش یا مقدمہ جو کسی عدالت دیوانی میں دائر اور زیر تجویز ہو اس وجہ سے ساقط نہر جاریگا کہ وہ شخص جس کی طرف سے یا جس کے نام نالاش یا مقدمہ رجوع ہوا تھا فوت ہو گیا ہو یا اس کو وہ حیثیت باقی نہ رہے جو شروع نالاش یا ابتدا جرابدھی میں اس کو حاصل تھی بلکہ نالاش اور مقدمہ مذکور اس شخص کے رات کی طرف سے یا رات کے نام دائر اور قائم رہیگا *

دفعہ ۸ اگر کوئی ڈگری اس شخص یا اہلکار کے نام صدور پارے جو سوسٹیٹی کی طرف سے نامزد ہوا ہو تو جائز نہرگا کہ ڈگری اس شخص یا اہلکار کی ذات خاص یا جائداد منقولہ یا غیر منقولہ پر جاری ہووے بلکہ سوسٹیٹی کی جائداد پر جاری ہوتا چاہیئے اور درخواست اجراء ڈگری میں یہہ مراتب درج ہونگے کہ قلم مضمون کی ڈگری صادر ہوئی اور مدیران ڈگری صرف سوسٹیٹی کی طرف سے نالاشی یا جرابدھی ہوا تھا اور اس درخواست میں یہہ استدعا ہوگی کہ ڈگری سوسٹیٹی کی جائداد پر جاری کی جاوے *

دفعہ ۹ جب حسب مراد کسی بائیڈ یعنی قائمہ درمیانی جو مطابق قواعد یا قوانین عام سوسٹیٹی کے تھریز دیا ہو یا اگر اُن قواعد میں بائیڈ کے تھریز کرنے کی شرط نہر تو حسب مراد اس بائیڈ کے جو یہ تجویز شوگا سوسٹیٹی بوقت اجتماع مجمع عام یہ منظوری تین حصہ منجملہ پانچ حصہ شراک حاضرین کے قرار پارے کوئی قانون نفدی بپاداش انصواف کسی قاعدے یا بائیڈ مقرر سوسٹیٹی کے عین کیا جاوے تو جائز ہوگا کہ زر قانون بذریعہ نالاش مرجعہ اس عدالت کے وصول کیا جاوے جس کے علاقہ میں مدعا علیہ مسکن گزین یا سوسٹیٹی واقع ہو یعنی جس طرح پر راے عہدہ داران ذی حکومت سوسٹیٹی کی قرار پارے *

دفعہ ۱۰ اگر کوئی شریک کسی قدر زر حصہ جو مطابق قواعد سوسٹیٹی اس کے ذمہ واجب ہو باقی میں قالے یا سوسٹیٹی کی کسی جائداد پر اس طریق سے متصرف ہووے یا اسکو اپنے قبضہ میں رکھے جو خلاف قواعد سوسٹیٹی ہو یا سوسٹیٹی کی جائداد کو ضرر پہونچاوے یا تلف کرے تو جائز ہو کہ نالاش حصول زر باقی یا زر ہوجہ بابت تصرف یا تقاض پیچا یا ضرر یا انلاف جائداد مذکور کے اسی طرح

طرح پر حکومت کا اختیار رکھتے ہوں اور لازم ہی کہ نقل قواعد اور دستورالعمل سوسٹیٹی مصدق بدستخط کم سے کم تین نفر عہدہ داران اہل حکومت کے شامل یا دواخت مذکور کے داخل سررشتہ ہووے *

دفعہ ۲ جب یا دواخت اور نقل مصدقہ مفصلہ بالا داخل ہو جاوے تو رجسٹر کو لازم ہی کہ سارٹیفکٹ بمضمون رجسٹری ہو جانے سوسٹیٹی مطابق ایکٹ ہذا کے اپنے دستخط سے لکھدیوے اور ہر ایک رجسٹری کی بابت رجسٹر کو زر فیس بقدر پچاس روپیہ یا کسی کم تعداد کے جو وقتاً فوقتاً بتجویز جناب قواب گورنر جنرل پھار ہند اجلاس کونسل مقرر ہووے دیا جاریگا اور رجسٹر زر فیس مدخلہ کا حساب گورنمنٹ میں داخل کیا کریگا *

دفعہ ۳ مناسب ہی کہ اس تاریخ سے جو مطابق قواعد سوسٹیٹی کے محفل عام سالانہ کے اجتماع کے لئے مقرر ہو چرہ روز بعد یا اگر اُن قواعد میں محفل عام سالانہ کی شرط نہر تو سہینہ جنوری میں قطعہ فہرست یہ تفصیل نام اور پتہ اور پیشہ یا منصب گورنر یا کونسل یا ڈائریکٹر یا کمیٹی یا دیگر عہدہ داران اہل حکومت کے چکر اسوقت انصرام امور سوسٹیٹی مفوض ہو ہر سال میں ایک مرتبہ صاحب رجسٹر جماعت ہائے مشترکہ کے سررشتہ میں داخل ہوا کرے *

دفعہ ۵ اگر جائداد منقولہ اور غیر منقولہ ملکہ اس سوسٹیٹی کی جو اس ایکٹ کے مطابق رجسٹری کی جاوے خاص امانت داروں کے نام نہ لکھی گئی ہو تو وہ جائداد ایام بقا سوسٹیٹی تک سوسٹیٹی کے عہدہ داران اہل حکومت کی ملکیت سمجھی جاریگی اور جملہ عمل در آمد عدالت ہائے فرجداوی اور دیوانی میں جائز ہوگا کہ وہ جائداد ساتھ لقب مناسب عہدہ داران ذی حکومت سوسٹیٹی کے اُن عہدہ داروں کی ملکیت قرار دی جاوے *

دفعہ ۶ اگر کسی کو ایسی سوسٹیٹی پر نالاش کوئی منظور ہو جس کی رجسٹری مطابق ایکٹ ہذا تعمیل پا چکی ہو تو جائز ہی کہ نالاش مذکور بقام پریزیڈنٹ یا میجر مجلس یا سکوتری اعلیٰ یا امانت داران سوسٹیٹی کے جس طرح پر سوسٹیٹی کے قواعد اور دستور العمل میں مشروط ہو رجوع کی جاوے اور اگر اُن قواعد وغیرہ میں اس کی بابت کچھ شرط نہر تو جائز ہی کہ نالاش اس شخص کے نام دائر کی جاوے جو عہدہ داران اہل حکومت کی طرف سے اس وقت جرابدھی کے لئے مقرر کیا جاوے مگر ملحوظ رہے کہ اگر پورقت گذرنے درخواست مدعی کے عہدہ داران ذی حکومت سوسٹیٹی

تین حصہ منجمہ پانچ حصہ شرکاء سوسائٹی اصالتاً یا مشتقاً اس پر رضامند ہوں اور مجمع ثانی حسب اشتہار عہدہ داران ذی حکومت مجمع اول کی تاریخ سے ایک مہینے بعد مجمع ہو کر تین حصہ منجمہ پانچ حصہ شرکاء حاضرین اس رائے کو منظور اور بحال رکھیں *

دفعہ ۱۳ منجمہ پانچ حصہ شرکاء سوسائٹی کے اگر تین حصہ یا تین حصہ سے زیادہ شرکاء کو سوسائٹی کا شکست کرنا منظور ہو تو ان کو اختیار ہی کہ اسی وقت یا کسی تاریخ آئندہ پر سوسائٹی کو شکست کریں اور اس صورت میں لازم ہی کہ واسطے تصفیہ اور تعداد جائداد اور مطالبہ جات اور زر ہائے یاقینی اور ذمگی سوسائٹی کے مطابق قواعد مقررہ سوسائٹی یا اگر قواعد مقرر نہ ہوں تو حسب ہدایت عہدہ داران ذی حکومت کے پوری ضروری عمل میں آئے اور اگر مابین عہدہ داران ذی حکومت اور دیگر شرکاء سوسائٹی کے کچھ نزاع برپا ہو تو تصفیہ کاروبار سوسائٹی کا اس ضلع کے محکمہ ابتدائی درجہ اعلیٰ کی معرفت ہوگا جس میں سوسائٹی کا دفتر خانہ کلاں واقع ہو اور اس صورت میں حاکم عدالت ایسا حکم صادر کریگا جو اسکو مناسب معلوم ہو مگر ملحوظ رہے کہ کوئی سوسائٹی شکست نہ ہوگی الا اس صورت میں کہ منجمہ پانچ حصہ شرکاء کے جو بعد اجراء اشتہار کے مجمع عام میں حاضر ہوویں بقدر تین حصہ شرکاء اپنی اپنی رائے مشعر رضامندی شکستگی سوسائٹی اصالتاً یا مشتقاً ظاہر کریں اور یہ بھی شرط ہی کہ اگر گرومانڈ کسی سوسائٹی کا شریک یا مددگار یا بطور دیگر واسطہ دار ہو اور سوسائٹی مطابق ایکٹ ہذا رجسٹری ہو چکی ہو تو وہ سوسائٹی بے استرخاء گرومانڈ شکست نہ کی جاوے گی *

دفعہ ۱۴ اگر سوسائٹی رجسٹری شدہ کی شکستگی کے وقت بعد ایقاعے کامل ہیون اور زر ہائے ذمگی سوسائٹی کچھ جائداد فاضل نکلے تو وہ جائداد مابین شرکاء سوسائٹی یا ایک یا چند شریک کے تقسیم نہ ہوگی بلکہ کسی اور سوسائٹی کو جسکو تین حصہ شرکاء منجمہ پانچ حصہ شرکاء بر وقت شکستگی سوسائٹی حاضر ہو کر اصالتاً یا

رجوع کی جارے جیسا لوہو لکھا گیا ہی اور اگر اس قائلش یا مقدمہ میں جو حسب تصریح سوسائٹی کے رجوع ہووے مدعا علیہ غالب رہے اور اس کے حق میں خرچہ پانے کا حکم ہووے اس کو اختیار ہوگا کہ زر خرچہ اس اہلکار سے جو قائلش میں مدعی ہوا تھا یا خود سوسائٹی سے وصول کرے اور اگر سوسائٹی سے وصول کرنا چاہے تو اس کو اختیار ہوگا کہ حسب مرقمہ بالا سوسائٹی کی جائداد پر حکم نامہ جاری کرارے *

دفعہ ۱۱ اگر کوئی شریک سوسائٹی سوسائٹی کے کسی زر نقد یا دیگر جائداد کو چوری یا غبن یا تلب کرے یا سوسائٹی کے مال و اسباب کو دیدہ و دانستہ بہ نیت قاصد نقصان پہنچا دے یا تلف کرے یا کوئی وثیقہ یا تمسک یا ضمانت نامہ یا رسید یا آرڈر دستاویز مصروف طیار کرے اور اس جمل سے سوسائٹی کے سرمایہ میں نقصان پہنچائے گا اندیشہ ہو تو وہ اسی طرح مستوجب ماعرفی اور در صورت ثبوت جرم سزا پائی کے لائق ہوگا جس طرح دیگر اشخاص جو سوسائٹی کے شرکاء نہوں اس جرم کی پابست ماعرفی اور سزا پاب ہو سکتے ہیں *

دفعہ ۱۲ جب کوئی سوسائٹی جو کسی خاص غرض یا اغراض سے موضوع ہوئی ہو رجسٹری سے مکمل ہو جارے اور اس کے عہدہ داران ذی حکومت کو یہ امر منظور ہو کہ وہ اغراض کم یا زیادہ کی جارویں یا انکے عوض دوسری اغراض قرار پارویں یا کہ سوسائٹی مذکور نکلے یا جزاً کسی دوسری سوسائٹی میں شامل کی جارے تو عہدہ داران ذی حکومت کو اختیار ہوگا کہ بذریعہ رپورٹ مکتوبہ یا مطبوعہ کے اپنی رائے سوسائٹی کے باقی شرکاء پر ظاہر کریں اور مطابق قواعد سوسائٹی کے واسطے اجتماع مجمع خاص بغرض تنقیح اس امر کے اشتہار دیروں مگر ملحوظ رہے کہ کوئی رائے قسم بالا لائق تعمیل کے نہ ہوگی الا اس صورت میں کہ رپورٹ مذکور اس تاریخ سے جو واسطے اجتماع مجمع خاص حسب تصریح اہالی حکومت مقرر ہوئی ہو دس روز پہلے ہر ایک شریک سوسائٹی کو بالائے ذاک مرسل ہووے یا اور طرح پر پہنچائی جارے معہذا اس رائے کے استحکام کے لئے ضرور ہی کہ

اختیار ہوگا کہ اشتہار ضابطہ جاری کرے اپنی تصدیق سے سوسائٹی کے
امور کے انصرام کے واسطے عہدہ داران ذی حکومت مقرر کریں *
دفعہ ۱۸ واسطے حصول اس امر کے کہ کسی سوسائٹی کو جو
دفعہ ماسبق کے اقسام سے ہر فائدہ رجسٹری مقررہ ایکٹ ہذا دستیاب
ہوئے کانی ہی کہ عہدہ داران ذی حکومت سوسائٹی قطعہ یا ادا
موسرہ میموریلٹم آف ایسوسی ایشن مشعر تفصیل نام اور غرض اور
مقصد سوسائٹی اور نام اور پتہ اور پیشہ یا منصب ہر ایک عہدہ دار
ذی حکومت سے نقل قواعد اور دستور العمل سوسائٹی حسب مہکومت
دفعہ ۲ اور نقل عمل تصدیق اس مجمع عام کی جسکی رائے کے
بموجب رجسٹری کی درخواست کی جاتی ہی باطامہ غریط ایکٹ ۱۹
سنہ ۱۸۵۷ع رجسٹر جماعت ہائے مشترک کے سرشتہ میں داخل
کریں *

دفعہ ۱۹ ہر شخص کو اختیار ہی کہ ہر معاہدہ کی بابت زر
نیس بقدر ایک روپیہ ادا کرے تمام دستاویزات مدخلہ سرشتہ
رجسٹری کو معاہدہ کرے اور اجرت تصدیق بھاسب دو آنہ ہر سو سر
لفظ پچھلے داخل کرے کسی دستاویز کی کل یا جزو و عبارت کی نقل
یا انتضاب مصدق بدستخط رجسٹر کے حاصل کرے اور ہر ایک مقدمہ
یا معاملہ دائرہ عدالت میں وہ نقل مصدقہ اُن مراتب کی بابت ثبوت
کافی سمجھی جاوے گی جو اُس میں مندرج ہوویں *

دفعہ ۲۰ اقسام سوسائٹی مفصلہ ذیل اس ایکٹ کے مطابق
رجسٹری ہو سکتے ہیں یعنی وہ سوسائٹی جو واسطے انتظام امور وقف
کے موضوع ہوئے اور سوسائتیاں جو پوزیٹو سی ہائے ہند میں واسطے
خیرگیری سرمایہ یتیمان فرج کے مقرر ہیں اور سوسائتیاں جو واسطے
ترغیب اور ترقی علوم ادب اور فلسفہ اور حکمت اور ہنر اور تعلیم اور
انتشار علم مفید خلائق اور انتظام کتب خانہ عام اس سے کہ کتب صرف
مالکوں یا عوام الناس کے ملاحظہ میں آئی ہوں اور انتظام مکانات
عجائب خانہ اور تصویر خانہ اور مکانات خاصہ صنعت کاری قادر اور
انبار اعیانہ فریبہ پیدوار زمین اور مکانات ذخیرہ آلات فلسفہ و کیمیا
وغیرہ اور اُزر ذخیرہ کل ہائے نو ایجاد کے موضوع ہوویں *

مستشارتاً نامزد کریں یا جو اُنکے سکوت کی حالت میں عدالت کی
تصدیق سے نامزد کیجاوے گی مگر شرط یہہ ہی کہ یہہ دفعہ اُس قسم کی
سوسائٹی سے متعلق نہوگی جو بطور کمپنی مشترک بذریعہ ادا
زر حصص از جانب حصہ داروں کے موضوع یا مقرر ہوئی ہو *

دفعہ ۲۵ ہمراہ اس ایکٹ کے لفظ شریک سوسائٹی اُس شخص
پر صادق آوے گا جو مطابق قواعد اور دستور العمل سوسائٹی کے بھرتی
ہوکر زر مقررہ ادا کرچکا ہو مگر مہضو رہے کہ ہر عمل درآمد حکمی
ایکٹ ہذا میں کوئی شخص جسکے ذمہ کا روپیہ تین مہینے سے زیادہ
مرصہ تک باقی رہا ہو رائے دینے یا شریک قرار پانے کا مستحق نہوگا *

دفعہ ۲۶ سوسائٹی کے گورنر یا کونسل یا ڈائریکٹر یا کمیٹی یا
امانت دار لوگ یا اور اشخاص جانکو مطابق قواعد اور دستور العمل
سوسائٹی انصرام امور سوسائٹی مفروض ہوا ہو سوسائٹی کے عہدہ داران
ذی حکومت متصوّر ہوئے *

دفعہ ۲۷ ہر ایک کمپنی یا سوسائٹی جو واسطے ترغیب علوم ادب
یا فلسفہ یا انتظام اعیانہ وقف کے موضوع ہوکر حسب غریط ایکٹ ۲۳
سنہ ۱۸۵۰ع مستفید رجسٹری ہوئی ہو اور ہر ایک سوسائٹی جو
بفرض مذکورہ صدر ایکٹ ہذا کے تقاضے پہلے موضوع ہوکر فائدہ
رجسٹری مقررہ ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۵۰ع حاصل کرچکی ہو مجاز ہوگی
کہ آئندہ اپنے تئیں اس ایکٹ کے مطابق رجسٹری کرادے مگر کسی
کمپنی یا سوسائٹی مسبق الذکر کو اس ایکٹ کے مطابق رجسٹری
حاصل نہوگی الا اُس صورت میں کہ منجملہ پانچ حصہ شرکاء کے تین
حصہ شرکاء مجمع عام میں جو بذریعہ اشتہار مشہورہ عہدہ داران
ذی حکومت کے مجمع کیا جاوے اصالتاً یا مستشارتاً حاضر ہوکر رجسٹری
کرائے پر راضی ہوویں اور اگر کمپنی یا سوسائٹی مطابق ایکٹ
۲۳ سنہ ۱۸۵۰ع رجسٹری ہوئی ہو تو اُس کے ڈائریکٹر لوگ عہدہ داران
ذی حکومت متصوّر ہوئے اور اگر رجسٹری نہوئی ہو اور شرکاء
سوسائٹی نے کوئی عہدہ دار ذی حکومت مقرر نہ کیا ہو تو شرکاء کو

بمقام عیگندہ — مطبع علیگندہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۱۵]

۲۹ شعبان سنہ ۱۲۸۹ ہجری سنہ ۱۳۰۲ نبوی

[جلد سوم]

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قونیشن کے منادیت فرماتا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجتا جاوے فوراً تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے انہی سے کی جارے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو خط اوہام اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹائے جائیں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جائیگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضائے مضامین ہوگا چھپا کر یگانہ خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ مع اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

خط

متعلق قصہ آدم و وجوں خارجی شیطان

مشہوری — پس از نزوات نیایش ہائے چاکرانہ مرض یہہ ہی میں نے دیکھا کہ آپ نے میرے خط مرقومہ ۲۸ جون کو بڑے تہذیب الاخلاق مورخہ ۱۵ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۲۸۹ ہجری میں چھاپ دیا ہی نہایت خوش ہوا — مگر از آنجا کہ وہ خط خانگی جیسا آپ کی خدمت میں لکھا کرتا ہوں تھا جس میں ضمناً آپ کی تحریر دلیلیوں کے ذکر میں دو ایک باتیں اپنے دلکی بھی لکھی تھیں — اسلئے اب میں چاہتا ہوں کہ اپنے خیالات کو جو آپ کی تحریرات کے پڑھنے اور مسئلہ قصہ آدم اور وجود شیطان پر سرچنے سے دل میں گذرے ہیں کسیقدر بسط و تفصیل کے ساتھ اس خط میں گزارش کروں — اگر حضور مناسب سمجھیں تو اسکو درج تہذیب الاخلاق فرماویں *

وہو ہذا

۱ قصہ حضرت آدم [علیہ السلام] اور اُنکا بہشت سے نکالا جانا میری سمجھ میں یوں آیا ہی کہ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا یہہ انسان مثل اور انواع حیوان کے صرف ادراک جزئی رکھتا تھا یعنی اُس میں صرف عقل حیوانی جسکو انگریزی میں انسٹنکٹ کہتے ہیں تھی جس سے سارے حیوان دفع مضرت اور جلب منفعت پر قادر ہوتے ہیں — اسوقت حضرت انسان میں ادراک کلی بالکل نہیں تھا جس کے ذریعہ سے وہ بذریعہ معلومات کے معجزات کا استخراج کرے اور ترتیب قضایا سے قیاس کی ترکیب دیکر نتائج نکالے پس خوف و رجا جس کا منشاء گذشتہ اور آئندہ پر سرچنا ہی — اور حال اور گذشتہ پر نظر ڈالکر آئندہ کو قیاس کرنا ہی اُس میں نہیں تھا لامتناہ نہ اُسکو موت کا خوف تھا اور نہ آخرت کا اندیشہ — کچھ عجیب نہیں کہ اسی عالم پیشہری کا نام وہ بہشت ہی جس میں اللہ تعالیٰ نے آدم کو رکھا تھا —

عالم پیشہری طرہ بہشتی بودہ است

حیث صد حیف کہ مادیر خبردار شدیم

آخر کو آدم نے شیطان کے رسوم سے اُس درخت کا پھل کھایا جسکا نام شجرۃ العلم ہی جسکو کسی نے درخت گندم اور کسی نے درخت سیب اور کسی نے درخت انگور سے تعبیر کیا ہی — اب سمجھنا چاہیئے کہ حقیقت اُس درخت کی کیا تھی — حضور نے بجا لکھا ہی کہ اُس درخت سے لو انسان کا پریا یا کلو ہاتھان کا لگایا درخت مراد نہیں ہی البتہ یہہ درخت علم کا درخت ہی جسکے پھل کے کھانے سے تجرید و تعمیم کی قوت انسان کے ذہن میں آئی ہی اور بذریعہ اس قوت تجرید و تعمیم کے انسان مدرک

کلیات ہوا اور حیران ناطق بنا — تصریح اسکی یہہ ہی کہ بدر فطرت میں اُسکے ذہن میں صور جزئیہ جو تمثیل و اشیاء خارجی کی ہیں منطبع اور مرتسم ہوتی تھی — اب تجرید و تعمیم کی قوت اُسکے ذہن کو ہی کئی جسکے ذریعہ سے وہ صور جزئیہ سے بعد حذف تشخصات کذاتیہ جزئیہ کے مفہومات کلی کو انتزاع کرلیتا ہی اور اُن مفہومات کلیہ کے لیئے اسمائے عام وضع کرلیتا ہی جو افراد انسان کی معاش تمدنی میں تفہم و تعاون کا سرمایہ بنتا ہی — یہہ قوت تجرید و تعمیم کی اب تک تمام افراد انسان میں موجود ہی — چنانچہ ایک چھوٹا لڑکا جس نے مثلاً کبھی گھوڑا نہیں دیکھا پہلے گھوڑے کی صورت دیکھے بمجہد اُسکے مشاہدہ کرنے کے اُس خاص گھوڑے کی صورت اُس کے ذہن میں مرتسم ہوگئی بعد اُسکے پھر اُس نے جب متعدد گھوڑے بار بار دیکھے تو اُس پہلے گھوڑے کی صورت جزئیہ یعنی خصوصیات تشخص کذاتی اُسکے ذہن سے جاتے رہے یعنی ذہن نے اُن تشخصات کو حذف کرکے گھوڑے کی صورت کلی کو یاد رکھا اور پھر اُس مفہوم کلی کے مقابل میں لفظ گھوڑا یا اسپ یا فرس بحسب خصوصیات لغات متنوعہ اقوام مختلفہ کے وضع کرلیا — اسی عمل ذہنی کا نام منطقیین کے اصطلاح میں تجرید ہی پس یہیں سے ادراک کلی کا منبع ذہن انسان میں جاری ہوا اور ادراک کلی کی بدولت اُسکو معلومات سے معجزات کے استخراج کی قوت حاصل ہوئی جس سے اُسکا سرمایہ علم بڑا ہوتا جاتا ہی تجرید سے تعمیم اور تعمیم سے مقایسہ برابر کرتا جاتا ہی یہاں تک کہ اسرار ملکوت اور حقایق علویات اور سفلیات کے استکشاف پر قادر ہوتا ہی — پھر بعض افراد انسان حقایق اشیا کا استکشاف کرتے کرتے اقصیٰ مدارج علمی میں پہنچ جاتے ہیں پھر یہہ اُس درخت تک پہنچتے ہیں جسکو لسان رمز میں سدرۃ المنتہی کہا ہی کہ وہیں تک ملایک کی پہنچ ہی یعنی قرآن عقیدہ جنکو حضور نے ملایک سے تعبیر کیا اُنکی رسائی وہیں تک ہی —

اگر یک سر موئے یوتر پرم * فروغ تجلی بسوزد پرم

اور بعض خراس عباد نے اُس درجہ سے بھی تجاوز کیا ہی [جسکی تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ قصہ معراج کی حقیقت میں بیان کرونگا] خلاصہ یہہ ہی کہ جب یہہ ادراک کلی آدم کو دیا گیا تو معرفت خیر و شر کی ہوئی اور خوف و رجا سے مستقبل میں گرفتار ہوئے اور مفہوم موت کا اُن کے دل میں آیا اس لیئے ترہیت میں آیا ہی کہ جب آدم نے اُس پھل کو کھایا تو

معروض موت کا ہوا اور قرآن شریف میں جو ہی کم فہمت لہما مروا تمہما اور ترہیت مقدس میں بھی ہی کہ وہ یعنی آدم و حوا اپنی بڑھنکی پر

+ قال البیضاوی فی تفسیر قولہ تعالیٰ عند سدرۃ المنتہی ای التی منتہی الیہا علم الخلاق و امالہم —

و حالات اُن مسمیات کے ہیں پس اُن کا وجود اسماء کے وجود سے متاخر ہی بلکہ اُن کا مفہوم اسماء کے مدلول سے متنازع ہیں چنانچہ اسی لئے اطفال شکستہ گفتار جو پہلے بولنے لگتے ہیں اُن کے منہ سے صرف اسماء نکلا کرتے ہیں پھر بتدریج جب حد کمال کو پہنچتے ہیں اور اسناد اور نسبت کے مفہوم کو سمجھنے لگتے ہیں تب افعال و حروف کو جو بمنزلہ روابط کے ہیں اسماء کے ساتھ ترتیب دیکر پورے جملہ جو مشعر مفہوم قائم ہیں بولنے لگتے ہیں اور اسی لئے حالات اضطراری میں صرف اسم ہی منہ سے نکلتا ہی جیسا جب سانپ کو چلے آتے دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں سانپ سانپ *

۲ بعد آدم کے پیدا ہونے کے اللہ تعالیٰ نے جو ملائک کو آدم کے سجدہ کرنے کا حکم کیا یہ بات قرآن مجید میں ہی اگرچہ تدریج میں سجدہ ملائک کا ذکر نہیں ہی مگر یہودیوں کی حدیثوں کی کتاب میں جسے تلمود کہتے ہیں اس کا ذکر آیا ہے پس اس قصے میں اگر ملائک سے قراءے ملکہ مراد لیں جیسا آپ نے افادہ کیا ہے تو مضائقہ کیا ہے حضرات متعصبین نے خواہ نفیرا غرغا مچایا ہی کیونکہ جن کو لسان شرع میں ملائک کہتے ہیں انہی کو لسان حکمت میں قراءے سے تعبیر کرتے ہیں یہ صرف نزاع لفظی ہی * غراب یک باہد ولیکن مختلف تعبیر ہا * لہ در من قال *

رباعی

حق جان جہان است و جہاں جملہ بدن
ارواح و ملائکہ قراءے آں تن
ارکان و نجوم جملہ اکران اعضاء
توحید ہمین است و ذکر ہا ہوا فن

جیسا آپ نے ملائک کو قراءے کہا ہے اسی طرح بعض ندما نے قوی کو ملائک سے تعبیر کیا ہے چنانچہ شیخ امام محمد بن محمد القزوينی نے جو مشاہیر علمائے اسلام میں سے تھے اپنی کتاب عجایب المخلوقات و غرائب المصنوعات میں لکھا ہے — القوی صنف من الملائکہ خلفہ اللہ تعالیٰ لتدبیر الابدان و توام منافع اعضاء ہا من ال افعال و ال ادراکات الخ — یعنی قوی ایک قسم ملائکہ ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے واسطے تدبیر ابدان اور منافع اعضاء کے (جو افعال و ادراکات ہیں) بحال رکھنے کے لئے پیدا کیا ہے — علوہ اس کے تفصیلی بیانات کو بڑی وسعت ہے — چنانچہ شعرا نے بھی بعض جگہ ملکات حسنہ کو ملائک سے تعبیر کیا اور قوت غصبیہ کو شیطان سے — سعید *

چو لشکر یروس تاخت خشم از کین * نہ انصاف امانت نہ تفرق ندین
ندیم چہیں دہر زیر ملک * کز میگزیند چاندیں ملک

مطلع ہو کر شرمائے تو میرے ذہن ناقص میں آتا ہے کہ جب تک آدم اپنی حالت اصلی میں تھے تب تک اُن کو عیو و ہر کا مطلقاً علم نہیں تھا اور اپنی برائیوں سے آگاہ نہیں تھے جب انہوں نے اُس پہل کو کھایا یعنی جب ادراک کلی ہوا تو مفہوم ہر اُنپر ظاہر ہوا اور پہلے بڑے کی پہچان کی قوت اُن میں نمود ہوتی اور حیا اور ہرم اُن میں پیدا ہوتی اُسوقت پیچیدی کا لباس یا مصرمیت کا پوشاک جو انکوں میں اب تک بھی ہی اُن سے اُتر گیا اُن کو ضرورت ہوتی کہ صنایع لباس سے اپنی ضرورت کو کفایت دے اور پابند قیود شرعیہ و اخلاقیہ کا ہوں پس لفظ سرائے کے معنی حقیقی و مجازی دونوں مراد ہو سکتے ہیں اگرچہ معنی مجازی اقرب و اطلاق ہی متعارف عربی میں بھی لباس اور ثیاب سے عرض و نامرس مراد لیتے ہیں آپ نے اپنی پہلی تحریر درمادہ آدم میں لکھا ہے کہ ”جب انسان اُس حد کو پہنچتا ہے کہ عقل و عام کی قوت کو استعمال میں لانے کے قابل ہو جاوے تو اُس حالت کا نام اقبیاد کی زبان میں شجرہ ممنوعہ کا کھانا یا چکھنا ہے اور زبان شرع میں اُس کا مکلف ہونا اور زبان حکما میں اُس کا بالغ ہونا ہے“ یہ تہایت سچی بات ہے اس لئے کہ جب فکر و ریاض کی قدرت انسان کو ہوتی ہے تب ہی وہ مکلف ہوتا ہے اور اپنے اعمال کا جوابدہ کنا جاتا ہے اسی لئے اُس ہتھی کو جو بعد بلوغ کے لڑکوں کے گلو میں اُبھرتی ہے جسکو ہندی میں کتھہ کہتے ہیں زبان لائق میں موسم آدمی کہتے ہیں جس کے معنی سیب آدم ہیں یعنی یہ نتیجہ اُس درخت کے پہل کھانے کا ہے جس کو بعض نے درخت سیب سے تعبیر کیا ہے *

میں نے اوپر کہا کہ ذہن انسانی کا پہلا عمل تجرید و تعمین ہے وہ بنریمہ اُس کے صور جزئیہ سے بعد حذف خصوصیات شخصیت کے مفہومات کلی کو انتزاع کر لیا کرتا ہے اور اُن مفہومات کلی کے لئے اسماء عام وضع کر لیتا ہے جن کو ہر فرد ایک قوم کے جو متعدد اللغات میں سمجھتے ہیں تاکہ معاش تمدنی میں جس کی جز ایک دوسرے کی معارف ہی تفہیم و تھاطب کا باب مفتوح ہو اور ایک دوسرے کے ضمائر کو سمجھنے لگیں اسی وضع اسماء عام کی طرف اشارہ ہے آیت کریمہ میں کہ علم آدم الاسماء کلہا پس یہ اسماء اجناس عالیہ ہیں تفسیر کشاف میں ہے کہ اے الاجناس الی خلقہا اسماء کی تخصیص کرنے میں نکتہ یہ ہے کہ جب پہلے آدمی کا بچہ شعور کو پہنچتا ہے اور اُس کے حواس ظاہرہ اپنے اپنے کام میں لگتے ہیں تو پہلے بنریمہ یا صرہ کے صور و تمائیل اشیاء خارجی کے جو مسمیات اسماء اور جواہر قارہ ہیں اُسکے ذہن میں منطبع ہوتے ہیں اور عمل تجرید و تعمین انہی پر ہوتا ہے اور افعال و صفات من قبیل مراض

پس اس شعر میں خشم کو شیطان کہا اور انصاف اور تفرق اور دین کو ملائک سے تعبیر کیا *

بلاشبہ جن ملائک کو شرح میں مدبرات الامر کہتے ہیں یعنی جو تمام اجسام مفلوکتہ میں مدبر ہیں یہ وہی ہیں جنکو حکما قوی سے تعبیر کرتے ہیں ان قوی میں سے ہر ایک اپنے اپنے وظائف خاص میں مشغول ہیں — باقی وہ ملائکہ مقربین یا کرہین سر اُن سے اگر عالم حیروت مرموز ہوں تو کچھ عجب نہیں — یہ مطلب ہمارا لفظ جبرئیل کے معنی سے بھی مستنبط ہوتا ہے جبرئیل معرب ہی لفظ عبرانی کبرائیل کا — یہ لفظ مرکب ہی کبر سے جو مرادف ہی لفظ عربی جبر کے جو بمعنی قوت کے ہے — اور ایل بمعنی اللہ کے — پس لفظ جبرئیل جو ایک بڑے فرشتہ کا نام ہے بمعنی قوت اللہ کے ہے — اور اسی لئے قرآن مجید میں بھی جبرئیل کو شدید القوی کہا گیا ہے حیث قال اللہ تعالیٰ علیہ شدید القوی پس اگر ہم قوت اللہ یا قدرۃ اللہ کو جو اس عالم میں متصرف ہے اور جسکو حکماء مشائخ نے عمل فعال کہا ہے جبرئیل کہیں تو مضایفہ کیا ہوگا *

باقی رہا وجود شیطان پس واضح ہے کہ قدمائے اشراف یونان اور مروانہ ایران اور حکماء ہندو اصل کے قائل ہیں جنکو لسان حکمت میں — نور و ظلمت یا کامل و مادہ یا پرور و پریکت — اور مذہبی اصطلاح میں ہورمزہ و اہریمن یا اصل الطیر و اصل الشر یا یزدان و دیو یا یوسہ و مہیش کہتے ہیں اب اسلام میں انہیں دونوں اصل کو ملک و شیطان کہتے ہیں — اگرچہ عقاید اسلام میں اللہ تعالیٰ کو خالق خیر و شر دونوں جانتے ہیں — مگر شیطان کو مٹوی اور ملقن شر سمجھا کرتے ہیں — تو اب تحقیق کیا چاہیئے کہ وہ کیا ہستی ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ شیطان میداد قرآنہ حیوانی کا نام ہے جسکی اصل مادہ یا ہیرلی ہے جیسا آپ نے اور ہورمزہ مرقا نے بھی تحقیق کیا ہے پس وہ مبدأ اگرچہ ہر شخص میں ملحدہ ہے مگر اُس کی ماہیت متجزئہ ایک کلی طبعی ہے پس شیطان کے موجود فی الخارج ہونے میں وہی جھگڑا ہے جو کلی طبعی کے موجود فی الخارج ہونے کے مادہ میں ہے — باقی رہا ائہ کریمہ

کامن العین فسق من امر ربہ الایۃ پس حلیقہ اُس کی یوں ہے — کہ بہت سی ایسی چیزیں فطرت میں موجود ہیں جنکا وجود خارجی صرف اُن کے آثار سے ثابت ہوتا ہے — ذات اُس کی خفی اور غیر معروض رہتی ہے جیسے الکثریستی کہ تمام اجسام میں مقفی ہے صرف بعض حالات خاص میں اُس کا وجود بذریعہ اُس کے آثار مجیبہ کے ظاہر ہوتا ہے پس عقل مان لیتی ہے کہ وہ ہی موجود ہے اسی طرح ایک ہی جسکو کونئی مبدأ قرآنہ حیوانی اور کونئی شیطان

کہتا ہے انسان کے جسم میں موجود ہے جسکا وجود صرف بذریعہ اُس کے آثار کے جو اقرا اور تکفیں بڑے بڑے خیالات کے ہیں ثابت ہوتا ہے — قرآن مجید میں جو اس پر جن کا اطلاق ہوا ہے اس کا یہود یہہ ہے کہ لفظ جن مشتق ہے جنین سے جسے معنی مقفی رہنا یا ذہن جاننا ہے اور اسی سے لفظ جنہ یا مجنہ جو بمعنی سپر ہے نکلا ہے کیونکہ وہ بھی سپردار کر ذہان رکھتا ہے — اس طرح جنون بھی اس سے مشتق ہے کیونکہ وہ عقل کو ذہانیتا ہے علیٰ ہذا القیاس جنین کہتے ہیں اُس لڑکے کو جو ماں کے پیٹ میں رہتا ہے کیونکہ وہ بھی ذہن رکھتا ہے اور قبر کے اندر کے مردہ کو بھی جنین کہتے ہیں کیونکہ وہ بھی ذہن رکھتا ہے — پس لفظ جن کا اطلاق اُن موجودات پر ہوا کرتا ہے جو ذہنی ہوتی اور چھپی ہوئی رہتی ہیں اور آیت کریمہ خلق الجن من مارج من النار سے مستنبط ہوتا ہے کہ جن ایک لطیف تار سے مشغول ہیں پس قول اللہ جل شانہ کا ابلیس کے حق میں کہ کان من الجن فسق من امر ربہ نہایت ٹھیک ہے کیونکہ عقل تولد شیطان کا بھی وہی تار لطیف ہے جسکو الکثریستی کہتے ہیں پس طبقہ جن سے ہونا اُسکا کون اتکار کرسکتا ہے اور چونکہ شیطان بڑے بڑے خیالات کے مبدأ کا نام ہے اس لئے قرآن مجید میں اُس کو رسواس بھی کہا ہے جو بمعنی روسہ کے ہیں پس فرمایا اللہ تعالیٰ نے من شر الرسواس النفس النبی رسوس فی صدور الناس یعنی خدا کی پناہ میں آتا ہوں بدی سے اُس چھپے ہوئے رسوسہ کی جو لوگوں کے دلوں میں بڑے بڑے خیالات ڈالتا ہے اور چونکہ وہ مبدأ شر مستور و مقفی ہے اس لئے اُسے خناس کہا جسکے معنی مستور کے ہیں *

زمان قدیم میں عادت تھی کہ واقعات کو بطور تمثیل کے بیان کیا کرتے تھے مگر علما اُسی تمثیل سے اُسکے معنی باطن کو سمجھتے چلے آئے ہیں نہ معنی ظاہری کو چنانچہ توریث مقدس میں جو قصہ آدم و شیطان ہے اُس میں شیطان کا ذام نہیں ہے بلکہ لسان مرموز میں شیطان پر سانب کا اطلاق کیا گیا ہے کہ میدان کے حیوانوں میں سے سانب بڑا ہریز تھا اُسے بی بی حرا کو توفیق دیکر اُس پہل کو کھلایا مگر پارچہ اس کے علمائے یہود و نصاریٰ وہاں سانب سے شیطان ہی مراد لیتے ہیں علوہ اس کے انبیا علیہم السلام کے تمثیلی بیان کو اختیار کرنے میں حکمت یہہ تھی کہ عوام اور خواص دونوں پر حسب اپنی اپنی استعداد کے اُنکی تعلیمات سے فیضیاب ہوں —

بہار عالم حسنش دل و جاں تازہ میدارہ

یونگ اصحاب سرور را پیر اوباب معنی را

ہذا ہدائی من التحقیقات واللہ اعلم بالصواب *

البراقہ

عبداللہ عابدی

مقام چھوڑا ہرگلی کا چ ۱۱ اگست سنہ ۱۸۷۲ ع

نمبر ۱۰۷

طعام اہل کتاب

معاذ اللہ مولوی سید احمد خاں کی کتاب
طعام اہل کتاب اور اُس کے جواب
امداد الاحتمساب پر

چند روز ہوئے کہ سید احمد خاں صاحب نے ایک کتاب بہ نسبت
حاجہ طعام اہل کتاب اور جواز مواضع اُن کی تالیف کی اور مولوی
امداد العالی صاحب نے اُس کا جواب لکھا مگر اب تک کسی شخص نے
دونوں کتابوں کی نسبت نہ کوئی رائے ظاہر کی نہ اُن کے مضامین
کی صحت و غلطی سے بحث فرمائی اس لیے میں نہایت غرر و قائل
کے بعد اُن دونوں کتابوں کے خاص اہم مسائل کی نسبت اپنی رائے
ظاہر کرتا ہوں اور جو کچھ میری ناقص سمجھ میں اُن میں غلطی
و صحت ہی اُسے لکھتا ہوں *

جس شخص نے موسوی نظر سے بھی دونوں کتابوں کو دیکھا ہی
ہے سمجھ گیا ہوگا کہ دونوں کتابوں کی تالیف کا اصول مختلف ہی
سید صاحب نے اپنی کتاب کو بلا پابندی تقلید کے لکھا ہے اور اپنے
قرآن پر کتاب و سنت سے استدلال کیا ہے نہ فقہی کتابوں اور فقہاء
و ائمہ پر اور اگر کسی مقام پر کسی فقہ یا مام کا قول نقل بھی کیا
ہے تو صرف واسطے اطمینان خاطر مقلدین کے اور مولوی امداد العالی
صاحب نے اپنے رسالہ کو اصول تقلید پر لکھا ہے اس واسطے اپنے جواب
میں اکثر فقہاء اور علماء کے فتاویٰ اور فقہی روایات سے استناد فرمایا ہے
اور اپنے کلام کو بہت خوبی سے پسند اقرال علماء مدلل کیا ہے مگر
میں اپنی رائے بہ نسبت خوبی اور عمدگی اُس اصول کے ظاہر کرتا
ہوں جسکا سید صاحب نے التزام کیا ہے کیونکہ میرے نزدیک تقلید
کے تحقیق حق کے لیے کافی ہے نہ بمقابل کتاب و سنت کے کسیکا قول
رائے کے لائق ہے مگر چونکہ ہمارے بھائیوں کے نزدیک دنیا میں اب
وئی ایسا آدمی ہی نہیں ہے جو کتاب و سنت سے کسی مسئلہ کا
استنباط کر سکے یا اُس کے معنی تک سمجھ سکے بلکہ مبداء فیاض کا
فیض ہی اُن کے نزدیک اگلے لوگوں پر تمام ہو چکا اس لیے اُن کے
سمجھانے اور مطمئن کرنے کے لیے اگلی کتابوں اور پرانے علماء کے
قرآن جو مطلق کتاب و سنت کے ہوں نقل کرنا اور اپنے کلام کی تائید
تقریب میں اُسے بیان کرنا فائدہ سے خالی نہیں سمجھتا چنانچہ
میں نے اپنے اس معاخذہ میں اسی اصول کا لحاظ کیا ہے *

میں دونوں کتابوں کے اہل مسائل سے بحث نہیں کرتا بلکہ صرف
اُنہیں باتوں سے جو نہایت ضروری اور اہم ہیں اور نہ اُن غلطیوں پر

کچھ توجہ کرتا ہوں جو متعلق اُن خاص مسئلوں کے نہیں ہیں
جن کی تحقیق مشہور ہی کیونکہ میری فرض اس معاخذہ سے کہ
مناظرہ ہی نہ مبادیہ نہ تردید کسی کے بلکہ صرف حق کا ظاہر کرتا
ہے اور چونکہ ایک زمانہ ایسا سمجھ پر گذرا ہے کہ میں سید صاحب
کی تحریر پر معترض اور اُن کی تالیف کی تردید کرتا تھا اس لیے
میں اپنے اُدھر واجب سمجھتا ہوں کہ میں اپنی سچی رائے کو جو
اب ہی ظاہر کروں اور ایک غلط بات کی پیروی کرنے پر جہل مرکب
کی بیماری میں مبتلا رہنے سے بچوں *

میں اول جواز و عدم جواز طعام اہل کتاب سے بحث کرتا ہوں
پھر مواضع سے ساتھ اہل کتاب کے بحث کرتا *

سید احمد خاں صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲ میں ایک
حدیث ترمذی سے نقل کی ہے کہ ایک شخص نے پیغمبر خدا علی اللہ
صلیہ وسلم سے یہ نسبت طعام نصاریٰ کے سوال کیا آپ نے فرمایا کہ
لا یتصلحون فی صدرک طعام ضارعت دین النصرانیۃ کہ نہ خلیجان میں
قائے تیرے دل کو کوئی کھانا کیا متاہر کرکھا تو نصرانی لوگوں کے اور
ترمذی نے اس حدیث کو نقل کر کے لکھا ہے کہ راجع علی هذا عند
اہل العلم من الرخصة فی طعام اہل الکتاب کہ عمل ہی اس حدیث پر
اہل علم کے نزدیک رخصت اور جواز میں کھانے اہل کتاب کے *

مولوی امداد العالی صاحب بہادر اپنی کتاب کے صفحہ ۵۱ میں
فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ترمذی ادرجہ رخصت طعام اہل کتاب
کی سمجھتا ہے لیکن ظاہر ہے کہ اس حدیث میں منع ہی کھانے
طعام نصاریٰ سے بسبب مشابہت کے ساتھ نصرانیوں کے پس ترجمہ
آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا یہ ہے کہ نہ جیسے تیرے
دل میں ساتھ شک کے حرم اُس طعام کی کہ مشابہ ہوتا ہو تو
اُس میں نصرانیوں کے اور اپنے اس قول کی تائید میں سیوطی اور
ابراہیم کے دو قول اور مجمع البحار کی ایک عبارت نقل کی ہے *

میری رائے میں سید صاحب کی رائے صواب ہے اور مولوی صاحب
کی رائے غلطی پر ہے چند وجوہ سے *

پہلی وجہ — اگر اس حدیث سے حرم طعام اہل کتاب ثابت ہو
تو وہ مخالف ہوتی ہے نص قرآنی کے جو اہل کتاب کے طعام کی
حالت میں نازل ہوئی ہے یعنی آیۃ طعام الذین ارتوا الکتاب حل لکم *

دوسری وجہ — چونکہ مشرکین اور بت پرستوں کا کھانا بھی حرام
نہیں ہے پس اہل کتاب کے کھانے کی حرمیت کی کوئی وجہ نہیں
رہی حالت طعام مشرکین و اہل کتاب کی وہ اگلے لوگوں میں ایسے
مشہور اور صاف تھی کہ آیت مذکورہ میں طعام کے معنی ذبیحہ کے
اسی لیے آئے ہیں کہ تخصیص اہل کتاب کی ثابت ہو اور کلام

پانچویں وجہ - واسطے اطمینان خاطر مقلدین کے میں چند عالموں کے قولوں کو بھی نقل کرتا ہوں تاکہ اُس سے بھی حالت طعام اور منع و حواس ثبت ہو جاوے *

مجمع البہار میں لکھا ہے قولہ لا یتخلجن ای لایتھری فیہ شی من الشک ویزوری بالحدای المہمۃ واصل الاحتیاج العزۃ والاضطراب قولہ ضارعت ای شایعۃ النصرانیۃ والربہانیۃ فی تہذیبہم و تشدیدہم و کیف و انت علی الصنیفۃ السہلیۃ یعنی نہ آوے تیرے دل میں کچھ شک اور اختلاج نہرے تجھے یعنی حرکت اور اضطراب کیا تو مشابہ ہوگا نصرانیوں اور رہبانوں کے اپنے اوپر تنگی کرنے اور تشدد کرنے میں اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے کیونکہ تو ایسے دین پر ہے جو سیدھا اور آسان ہے *

فتح البورد میں نقل عن الطیبی لکھا ہے کہ جماعۃ ضارعت جواب شرط معذرت ای ان شکک شایعۃ بیۃ الربہانیۃ والجماعۃ الشرطیۃ مستانقۃ لیبیان سبب النہی والمعنی لیدخل فی قلبک ضیق و حرج لانک علی الحدیۃ السہلیۃ اذا شکک و شددت علی نفسک بمثل هذا شایعۃ بیۃ الربہانیۃ یعنی ضارعت جواب ہے شرط معذرت کا اور معنی اس جملہ کے یہ ہیں کہ اگر تو شک کریگا تو مشابہ ہوگا رہبانیت کے اور جملہ شرطیہ واسطے بیان سبب نہی کے ہے اور معنی یہ ہے کہ نہ آوے تیرے دل میں کچھ تنگی اور شک کیونکہ تو ایسے دین پر ہے جو سیدھا اور آسان ہے پس اگر تو شک کریگا اور اپنے اوپر سختی اور شدت روا رکھیگا ایسی باتوں میں تو مشابہ ہوگا تو رہبانیت کے قضا اور چونکہ نصارے میں رہبانیت جاری تھی اور رہبان حلال چیزوں کو اپنے اوپر حرام کر لیتے تھے اور اُسے نیکی اور عبادت جانتے تھے اور ہر بات میں شک و شبہ کرنے کو زہد سمجھتے تھے اور چونکہ حضرت نے اپنے دین میں ایسے تشدد اور وسواس کو منع کر دیا اس لیے شک کرنے کو حالت میں طعام اہل کتاب کے رہبانیت سے مشابہ فرمایا *

مرۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ قولہ لا یتخلجن معنایہ بالمہمۃ لیدخل فی قلبک فیہ شی مانع مباح و بالمعصیۃ لایتھرن فی دلبک الشک * فرضکہ ہمارے نزدیک جواز طعام اہل کتاب میں اڑوے قرآن و حدیث کے کچھ کلام نہیں رہا یہ امر کہ اہل کتاب سے وہی بہرہ و نصارے مراد ہیں جو اپنے تئیں ملت موسوی اور مذہب عیسوی کا معتقد کہتے ہیں یا نہیں چنانچہ سید احمد خاں صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۷ میں اسی امر کے مدعی ہیں مگر مولوی امداد العالی خاں صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۵۵ اور صفحہ ۴۶ میں اسے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ مراد اس آیت میں ہے اہل کتاب ہیں کہ جنکی عبادت

الہی و بڑوں میں اور بیعتانہ نہ تھرے اگر مقلدین کو الفاظ آیت اور حدیث سے حالت میں طعام اہل کتاب کے شبہ ہو تو وہ مفسرین اور محدثین کے قولوں پر رجوع کریں اور اُن اقوال کو جو سید صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۳ اور ۱۴ میں نقل کیئے ہیں ملاحظہ فرماویں تاکہ طعام اہل کتاب کے حلال ہونے میں کچھ شبہ نہ رہے بلکہ خود مولوی امداد العالی صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۴۶ میں جہاں آیت طعام الذین ارتوا الکتاب سے بحث کی ہے صاف لکھ دیا ہے کہ ”ہاں اس قدر البتہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ طعام اہل کتاب کا کھانا اور اُن کو اپنا کھانا جائز ہے“ پس جبکہ آیت سے طعام اہل کتاب کا حلال ہونا مولوی صاحب نے قبول فرمایا تو پھر اس حدیث میں اُن سیدھے اور صاف معنوں سے جو بہ نسبت حالت اور جواز طعام کے ہیں مدول کرنے کی کچھ ضرورت نہ تھی مگر ہاں شاید اس حدیث سے اُس کھانے کی حرمت مراد ہو جس سے مشابہت نصاریٰ کی پائی جاوے اور جو کھانا صرف اُنہیں سے مخصوص ہو تاکہ مسلمان من تشبہ بقوم فہر منہم کی وعید میں داخل نہوں لیکن کیا خوب ہوتا اگر مولانا صاحب اُس طعام کی کچھ تہذیب سی تفصیل بھی فرما دیتے تاکہ معلوم ہو جاتا کہ کس کھانے میں تشبہ اُن کا ہے اور کس میں نہیں *

تیسری وجہ - اسی حدیث کو جسے ترمذی سے سید صاحب نے نقل کیا ہے ابو داؤد نے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے اور جس باب میں اُسے لکھا ہے اُس باب کے عنوان پر یہ تصریح کیا ہے باب کراہیۃ التذکر للطعام یعنی باب مکروہ ہونے میں گھنہ کھانے میں لیکن اگر اس حدیث کے وہ معنی ہوتے جو مولوی صاحب نے فرمائے تو ابو داؤد کو یہ لکھنا مناسب ہوتا کہ باب مکروہ یا حرام ہونے میں طعام نصاریٰ کے *

چوتھی وجہ - اس حدیث کو جس طرح سے ابو داؤد نے روایت کیا ہے اُس کے الفاظ یہ ہیں و سألہ رجل فقال ان من الطعام طعاماً اتھرج منہ فقال لا یتخلجن فی نفسک شی اور اس سے حالت طعام ثابت ہوتی ہے کیونکہ جب پوچھتے والے نے اپنے وسواس اور کراہیت کو بیان کیا اور اُس کے جواب میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ کچھ شک نہ کر تو یہ فرمانا صاف حالت طعام پر اور منع کرنے وسواس پر دلالت کرتا ہے نہ اُسکی حرمت پر اور اگر اسی سوال کے جواب میں اُن لفظوں سے حرمت کے معنی مراد لیئے جاویں اور نبی کے کلام میں ایسی تفسیر کی جاوے تو اُس میں اور تعریف میں کیا فرق ہوگا *

تسمیہ کی وقت ذبح کے تھی اور وہ موحّدین یہود و نصاریٰ میں سے تھے *
میرے نزدیک ثابت کرنا اس امر کا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض نصاریٰ کی عادت تسمیہ کی وقت ذبح کے تھی اور وہ موحّدین سے تھے اور بعض کی عادت تسمیہ کی نہ تھی اور وہ مشرکین سے تھے ایسا مشکل ہے کہ سوائے دعویٰ کرنے کے شاید کوئی عالم اسکو ثابت نہیں کرسکتا کیونکہ کوئی فرقہ نصاریٰ کا ایسا نہ تھا اور نہ ہی کہ جسمیں تسمیہ اور غیر تسمیہ کی عادت کا وقت ذبح کے اختلاف ہو * یہ خیال کرنا کہ نصاریٰ یہ سبب اعتقاد مسئلہ تثلیث کے مشرکین میں ہیں اور اس لیے ذبیحہ اُنکا ناجائز ہی غلطی ہی کیونکہ وہ مدعی توحید ہیں اور جو کہ مدعی توحید ہو اُسپر اطلاق شرک نہیں ہوسکتا علماء حنفیہ کے قلم سے بھی ایسا ہی ثابت ہوتا ہے چنانچہ ہدایہ کی کتاب الذبائح میں لکھا ہے و من شرط ان یكون الذابح صاحب ملة التوحید اما اعتقاداً کالمسلم او دعویٰ کالکتابی اور کفایہ خوارزمی میں اُسکے حاشیہ پر لکھا ہے کہ فانه يدعی التوحید پس ظاهر ہوا کہ جو شخص مدعی توحید ہو مثل یہود و نصاریٰ کے اُسکا ذبیحہ ویسا ہی جائز ہے جو کہ موحّد ہو اعتقاداً پھر اسکی تائید صاحب ہدایہ کے دوسرے قول سے ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ذبیحۃ الکتابی و المسلم حلال لما تلونا و لقوله تعالى و طعام الذین او ترا الکتاب حل لکم و اطلاق الکتابی ینتظم الکتابی الذی و الیہ و العربی و التغلیبی لان الشرط قیام الہیۃ علی مامر اس سے ظاہر ہے کہ کتابی کا اطلاق سب اہل کتاب پر ہے خواہ وہ ذمی ہوں یا حربی عربی ہوں یا تغلیبی اور اُنکا ذبیحہ جائز ہے کیونکہ قیام ملة واسطے جواز ذبح کے شرط ہے اور پھر صاحب ہدایہ لکھتے ہیں کہ لا تریب ذبیحۃ المجرسی لانه لا یدعی التوحید مانعاً من الہیۃ اعتقاداً و دعویٰ کہ ذبیحۃ مجرسی کا کھانا جائز نہیں کیونکہ وہ توحید کا دعویٰ نہیں کرتا پس ملة معدوم ہے اعتقاداً اور نیز دعویٰ اور اُسکی تائید معنی شرح صحیح بخاری کے قول سے بھی ہوتی ہے قال عدۃ الایۃ فی معرض استدلال علی جواز اکل ذبائح اہل الکتاب من الیہود و النصارى من اهل العرب و قیوۃ لان المراد من قوله تعالى ذبائحهم نہ قال این عباس و ابو امامۃ و مجاہد و سعید بن جبیر و عکرمہ و عطاء و الحسن و المکحول و ابراہیم النخعی و اسدی و مقاتل ابن حیان و هذا امر مجمع علیہ بین العلماء ان ذبائحہم حلال للمسلمین لانہم لا یعتقدون الذبائح لغیر اللہ تعالیٰ و لا یدعون علی ذبائحہم الا اسم اللہ و ان اعتقدوا فیہ ما ہو منزلاً عنہ اگرچہ صاحب ذبیحہ اہل کتاب میں

کوئی شبہ نہیں ہے لیکن اگر تسمیہ اور عدم تسمیہ پر وقت ذبح کے لحاظ کیا جائے تو ابو داؤد کی حدیث پر رجوع کرنا چاہیئے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حکم تسمیہ وقت ذبح کے اہل کتاب سے متعلق نہیں ہے چنانچہ وہ حدیث ابن عباس کی ابو داؤد سے سید احمد خاں صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۷ میں نقل کی ہے قال نکلا ما ذکر اسم اللہ علیہ و لا قاکلوا معاً یذکر اسم اللہ علیہ بنسخ و استثنی من ذلک قال طعام الذین او ترا الکتاب حل لکم و طعامکم حل لہم یعنی یہ آیت کہ نہ کھاؤ تم اُس چیز سے کہ چسپہ خدا کا نام نہ لیا گیا ہو نسخ ہوئی اور کھانا اہل کتاب کا بموجب آیت طعام الذین او ترا الکتاب کے مستثنی ہو گیا مولوی امداد العلی صاحب بھی اپنی کتاب کے صفحہ ۶۳ میں اس حدیث کی نسبت لکھتے ہیں کہ اس قول ابن عباس سے یہ نہیں نکلتا ہے کہ اہل کتاب کے ذبح میں مراقبہ ہمارے قواعد ذبح کی شرط نہیں ہے بلکہ یہ نکلتا ہے کہ تسمیہ ذبح میں شرط نہیں ہے کہ ذابح کتابی ہو یا مسلم جیسا کہ مذہب ابن عباس کا ہے کہ متروک التسمیہ مطلقاً ممدأ ہو یا سہراً اُنکے نزدیک حلال ہے اگرچہ بعد اسکے مولوی امداد العلی صاحب نے ممدأ متروک التسمیہ کی حرمت ثابت کی ہے لیکن اس قول کو حضرت ابن عباس کے تسلیم کیا ہے اب ہم اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ ایک جماعت عام صحابہ و تابعین کی آیت لا تکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ کے منسوخ ہونے کی دلیل ہے جیسا کہ تفسیر ابن کمال میں لکھا ہے وروی عن ابی الخرداد و عبادۃ ابن الصامت و جماعة من التابعین انها منسوخة لقوله تعالى و طعام الذین او ترا الکتاب حل لکم و اجازوا ذبائح اہل الکتاب و ان لم یذکر اسم اللہ علیہا و لانسہ ذلک فسقط بل ہو تفصیلی اور روایت خطابی سے شرح سنن ابو داؤد میں بذیل حدیث حضرت عائشہ کے عدم شرط ہونا تسمیہ کا ثابت ہوتا ہے کہ یہ ذیل فیہ دلیل علی ان التسمیۃ غیر شرط علی الذبیحۃ لانہا لو كانت شرطاً لم تبج الذبیحۃ بالامر المشکور فیہ * امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ترک تسمیہ سے ممدأ ہو یا سہراً حرمت ذبیحہ نہیں ہوتی وہ دو دلیلیں بیان کرتے ہیں - اول ایک حدیث پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جسے صاحب ہدایہ نے نقل کیا ہے المسلم ینذبح علی اسم اللہ تعالیٰ سوی اولم یم کہ مسلمان خدا ہی کے نام پر ذبح کرتا ہے خواہ اُس نے وقت ذبح کے تسمیہ کیا ہو یا نہ کیا ہو دوسرے ترک تسمیہ کا سہراً یاہی حرمت ذبیحہ نہیں ہونا اس پر دلائل کرتا ہے کہ تسمیہ حلت ذبیحہ کے لیے شرط نہیں جیسا کہ صاحب ہدایہ نے لکھا ہے و لان التسمیۃ لو كانت شرطاً للحل لہا مقتطع بمنزلة النسیان کالطہارۃ فی باب الصلوۃ و لو كانت شرطاً فامتنع

اہم مقامہا کافی الناسی کہ اگر تسمیہ واسطے حلف ذبیحہ کے شرط ہوتا تو وہ شرط پختہ بھول کے ساقط نہ ہوتی جیسے کہ طہارت نماز کے لیئے ہی اور اگر تسمیہ شرط بھی ہو تو ملت اور مذہب ہی قائم مقام تسمیہ کے ہی جیسے تسمیہ کے بھولنے والے کے ذبیحہ کی نسبت سمجھا گیا ہی پس موافق قول امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کے بھی تسمیہ شرط ذبیحہ نہیں اور غیر مقلدین کو ہو مسئلہ میں تقلید کسی امام کی لازم نہیں پس توک تسمیہ کو شرط ذبیحہ نہ جاننے سے زیادہ اُس سے نثری الزام نہیں دے سکتا جیسا کہ امام شافعی یا اُن کے مقلدین کی نسبت دیا جاسکتا ہے *

سید صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۷ میں حدیث ابرداؤد کی سند پر جو ابرور مذکور ہوئی یہ لکھا ہے کہ اگر اہل کتاب کسی جانور کی گھون توڑ کر مار ڈالنا یا سر پھڑ کر مار ڈالنا زکوٰۃ سمجھتے ہیں تو ہم مسلمانوں کو اُسی کا کھانا درست ہے اس کے جواب میں مولوی امداد العلی صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۶۳ میں لکھا ہے کہ اس روایت سے صرف یہ نکلتا ہے کہ تسمیہ ذبح میں شرط نہیں ہے میرے نزدیک اس مسئلہ میں سید احمد خاں صاحب نے بڑی غلطی کی ہے کیونکہ جو دعویٰ اُنہوں نے کیا ہے وہ اس روایت سے ثابت نہیں ہوتا اور کتابی کا ذبیحہ بلا تسمیہ کے جائز ہونے کے سوائے اس قول سے اور کچھ نہیں نکلتا اور چونکہ منصفانہ کی حرمت صراحتہ ایک دوسری آیت محکم سے ثابت ہے اور اُس کی تخصیص یا تنسیخ کسی دوسری آیت سے نہیں ہوئی تو تعجب ہے کہ کیونکر اُنہوں نے اس روایت سے یہ خیال کیا کہ اہل کتاب کا گھون مرور کر مار ڈالنا بھی ذبیحہ میں داخل ہے اور جو قول ابن عربی اور معیار کا اُنہوں نے نقل کیا ہے وہ ایک عالم کی + رائے ہے جو قرآن و حدیث کے ظاہری الفاظ سے متخالف ہے اس لیئے ہم کو اُس پر کچھ امتنا نہیں *

پھر سید صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۲۴ میں لکھتے ہیں کہ طعام اہل کتاب میں ہم کو تفتیش اس بات کی کرنی کہ کس نے ذبح کیا اور کیونکر ذبح ہوا ہے کچھ حاجت نہیں بجواب اُس کے مولوی امداد العلی صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۶۷ میں لکھتے ہیں کہ جب نصاریٰ ہمارے ملک کے ذبح نہیں کرتے اور کسی جانور کا گوشت ہو اور کسیکا مارا ہوا ہو کھالیتے ہیں تو اہل اسلام کو جب اُن کے یہاں کا گوشت پکا یا کچا سامنے آئے تفتیش اس کی بہت ضرور ہے ہمارے نزدیک اس میں وہی رائے سید احمد خاں صاحب کی خطا پر ہے اُن کو سوجنا چاہیئے

+ اس سے معلوم ہوا کہ اس مسئلہ میں سید احمد خاں صاحب متبرہ نہیں ہیں بلکہ بعض علماء متقدمین نے بھی اُس کو حلال سمجھا ہے ۱۴ مہتمم

تھا نہ ذبیحہ مشرکین کا قطعاً حرام ہی اور اکثر مشرکین مثل چمار وغیرہ کے بارہی انگریزوں کے ہوتے ہیں اور پرند جانوروں کو بھی بارہی گھون مرور کر مار ڈالتے ہیں تو بغیر تفتیش کے ایسے پرند جانوروں کا کھالینا گویا چماروں کے ہاتھ کے گھون مرور کر کے جانور کا کھالینا ہے اگر حسن ظن پر خیال کیا جائے تو یہ اُس وقت ہو سکتا تھا جب کہ انگریزوں کا تعامل مسلمانوں سے ذبح کرانے یا غرض ذبح کرنے کا ہوتا برقرار اُنکا بالکل برخلاف اس کے ہی تو ایسی صورت میں کرنی وجہ حسن ظن کی نہیں لیکن سمجھتے ہیں جب سید صاحب سے زبانی گفتگو ہوئی تو اُنہوں نے کہا کہ میں جب جانتا ہوں کہ بارہی کسی انگریز کا ہندو ہے تو ضرور ذبیحہ کی تحقیق کر لیتا ہوں ہاں جہاں یہ معلوم ہے کہ بارہی مسلمان ہی وہاں تحقیق نہیں کرتا *

سید احمد خاں صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۲۵ میں لکھتے ہیں کہ اگر ہم کو بہت احتیاط ہو تو اہل کتاب سے پوچھ لینا چاہیئے کہ یہ ذبح کیا ہوا ہے یا نہیں مگر مولوی امداد العلی خاں صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۶۷ میں لکھتے ہیں کہ اہل کتاب کے قول کے معتبر ہونے میں اختلاف ہے میرے نزدیک اول تو اہل کتاب کے قول کے معتبر ہونے میں شبہ کرنا اُس وقت چاہیئے تھا جبکہ چھوٹے پرلنا اُن کی شریعت میں یا اُن کے نزدیک جائز ہوتا و انڈیس پلیس اور ظاہرا کوئی وجہ بھی معلوم نہیں ہوتی کہ وہ غیر ذبیحہ کی نسبت کسی مسلم سے ذبیحہ ہونا اُنکا کہہ دیں دوسرے قلم کے کلم سے بھی ایسا ہی ثابت ہوتا ہے جیسا کہ ہدایہ میں لکھا ہے کہ من اولہ اجیرا نہ

مجبوراً او خدا ما فاشتری لہما فقال اشتربہ من یہودی اور نصرائی اور مسلم و منہ اکلہ پس مجوسی مشرک کا یہ کھانا کہ مینے گوشت کو یہودی یا نصرائی یا مسلم سے لیا ہے واسطے کھانے اُس گوشت کے کافی ہے پس خود اہل کتاب کا قول کیونکر لائق اعتبار کے نہوتا اور قوازل میں

لکھا ہے کہ سئل ابو مطیع عن نصرائی دعی رجل الی طعام وقال

اشتریت اللحم من السوق انا کتہ ذل ابو مطیع سالت ابن ابی مروة عن

ذالک قال کل و کذاک قال مقاتل ابن حیان اما اصحابنا فانہم قالوا لا

کل حتی نریہ انه قد ذبح یعنی کسی نے ابو مطیع سے پوچھا کہ اگر ایک نصرائی کسی کی دعوت کرے اور کھانے کو بلائے اور یہ کہے کہ مینے گوشت بازار سے مول لیا ہے تو ہم اُسے کھاویں ابو مطیع کہتے ہیں کہ مینے ابن ابی مروة سے پوچھا اُنہوں نے کھانے کی اجازت دی اور ایسا ہی کہا مقاتل ابن حیان نے لیکن ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ ہم نہ کھاریں گے جب تک نہ دیکھ لیں کہ اُس نے ذبح کیا ہے پس اس روایت سے ابو مطیع اور ابن ابی مروة اور مقاتل ابن حیان کے نزدیک

خلاف تقویٰ تھرایا جاوے بلکہ ممنوع اور حرام اور قریب بہ کفر کردیا جاوے ورنہ جو شخص ذرا بھی انصاف کریگا اور اصول ہریمت کو خود سے دیکھیگا وہ ہرگز نہ کہیگا کہ مسلمانوں کا مذہب کھانے پینے میں ہندوؤں کا سا ہی یا اُن کی طرح چھرت و پھیز کا قاعدہ اُن میں بھی جاری ہی کہ کسی کے ساتھ کھا لینے یا کسی کے گھر کے کھانا کھا لینے سے دین جاتا رہتا ہی نہ تو باللہ من ذلک اگر مولوی صاحب اسی پر قناعت فرماتے کہ انگریزوں کے ساتھ کھانا کھانا بغیر تحقیق و تحقیق طعام کے مکروہ اور بعد تحقیق بھی خلاف تقویٰ ہی تو بعض منصف مزاج سکوت کرجاتے مگر اُنہوں نے تو اس قدر مبالغہ کیا کہ مواکلت کو ہر تہہ شرک باللہ و انکار تہرہ بنا دیا پس سوائے اُن لوگوں کے جو رسوم میں ہندوؤں کے مقلد ہو گئے ہیں اور چھرت و پھیز میں اُن کی طرح کفر و اسلام کا اطلاق فرمانے لگے ہیں کوئی دانشمند سمجھتا دار آدمی تو اس بات کو نہ مانےگا *

ان باتوں سے قطع نظر کر کے اگر ہم عمل پر مسلمانوں کے نظر کریں تو یہی ثابت ہوتا ہی کہ نہ اگلے زمانہ میں احتراز مواکلت سے تھا اور نہ اب اور ملک کے مسلمان معتز ہیں چنانچہ ہم نے کتاب اثاثۃ المؤمنین سے ایک روایت نقل کر کے آئیے دکھا دیا ہی کہ اصحاب نبوی نے ایک رومن کیتھولک عیسائی کی دعوت قبول کی اور اُس کے عبادت خانہ میں جا کر اُس کا کھانا کھایا اور قوازل میں جو لکھا ہوا ہی کہ سئل ابو مطیع عن نصرانی دما رجلا الی طعام وقال اہتدیت اللہم من البرق

اناکہ قال ابو مطیع سألہ بن ابی عروہ عن ذک قال کل و کذلک قال

مقاتل ابن حیان کہ کسی نے ابو مطیع سے پوچھا کہ اگر کوئی نصرانی ہماری دعوت کرے اور کھانے پر بلوے اور کھے کہ میں نے گوشہ بازار سے مول لیا ہی تو ہم کھادیں یا نہ کھادیں تو اُنہوں نے ابن ابی عروہ سے پوچھا اُنہوں نے اجازت دی پس اس سے صاف ظاہر ہی کہ دعوت قبول کرنا نصرانی کی جایز ہی اور اُس کے کھانے پر نہ گوشہ بازار کا خریدنا ہوا ہی گوشہ کا کھانا بھی درست ہی پس اگر اُن کی دعوت قبول کرنا درست نہ ہوتا تو یہی جواب کافی ہوتا کہ اُنکی دعوت کی اجابت ہی حرام اور کفر ہی نہ کہ اُنکے گھر کا پکا ہوا گوشہ کھانا اور اُن کے قول کو دیانات میں معتبر جاننا *

سب سے زیادہ تصریح جواز مواکلت کی سیوط سلطان صالح الدین سے ہوتی ہی جو قاضی بن عباس کی ہی اور جس میں خود اُس نے اپنی آنکھ دیکھی ہوئی باتوں کو لکھا ہی کہ اُس نے اُس کتاب میں چند مقام پر لکھا ہی کہ سلطان صالح الدین نے عیسائی پادشاہوں کو اپنے ساتھ کھانا کھلایا اور اُن کی تعظیم و تکریم کی حالانکہ اُس

نصرانی کے گھر کا گوشہ کھانا صرف اس کھانے پر کہ اُس نے بازار سے مول لیا ہی جایز ہی بغیر اس کے کہ اُس کا ذبیحہ خود اُس نے کیا ہو اور مسلمان نے دیکھا ہو لیکن جب اہل کتاب ذبیح کا ہونا خود بیان کرے تو اُسکی تکذیب کی کوئی وجہ نہیں *

دوسری بحث بک نسبت مواکلت کے

سید احمد خان صاحب نے مواکلت کو ساتھ اہل کتاب کے جایز قرار دیا ہی اور مولوی صاحب نے اُسے نہ صرف ممنوع اور حرام تھرایا ہی بلکہ نسبت کفر کی اُس کے مرتکب کی طرف کی ہی اور بہت سی وجوہ حرمت کی بیان کی ہیں مگر جتنی وجوہ حرمت کی بیان کی گئی ہیں وہ سب ایسی ہیں کہ جنکا نقل کرنا اور رد کرنا بھی فضول ہی کیونکہ اُن سے صرف مواکلت اہل کتاب کی حرمت ثابت نہیں ہوتی بلکہ سوائے اعلیٰ درجہ کے متقی پڑھیز گاروں کے اور سب مسلمانوں کے ساتھ کھانا کھانا بھی حرام اور ممنوع ہوتا ہی اور اہل کتاب سے ملنا اُن کی تعظیم کرنا اُن کی نوکری کرنا بھی نہ صرف حرام بلکہ قریب بکفر ہوا جاتا ہی لیکن جب ہم میں سے اکثر مسلمان ہیں جو غیر متقی مسلمانوں کی صحبت سے نفرت نہیں کرتے اور مشرکین اور بت پرستوں کے اختلاط و ارتباط دوستانہ سے باز نہیں رہتے اور اُنہیں اہل کتاب کے سامنے جن کی مواکلت کو حرام بتاتے ہیں اُس ادب اور تعظیم سے پیش آتے ہیں کہ ایک ادنیٰ درجہ کا شخص نہ زاد غلام اپنے اعلیٰ مرتبہ کے آقا کے سامنے بھی اُس تذلل سے پیش نہ آویگا اور پھر نہ صرف حرام اور جاہل اس میں مبتلا ہیں بلکہ بڑے بڑے جناب مولانا وسیدنا و قبلہ و کعبۃ ادنیٰ درجہ کے انگریزوں کی رضا کے خدا کی رضا سے زیادہ طالب ہیں اور خلاف مآذول اللہ الیہ کے احکام صادر کر کے اُن سے توفی دنیا کی خواہش کرتے ہیں اور پھر اُن میں سے نہ کوئی کافر تھرتا ہی نہ کرسٹن تو پھر وہ شخص جو انگریزوں کے ساتھ بہ دعویٰ مساکلت کھانا کھارے کیونکر کافر و کرسٹن ہوگا ذلک ظن الذین لا یعقلون *

جہاں تک میں غور کرتا ہوں مولوی صاحب نے بہت مبالغہ کیا ہی اور حد سے زیادہ تشدد فرمایا ہی شاید مولوی صاحب نے جواب ترکی بہ ترکی کے مقصود پر عمل کیا ہی کہ جب سید صاحب نے انگریزوں کے کھانے کو بلا تحقیق و تحقیق جایز کردیا اور اہل کتاب کی گردن مروڑی ہوئی مرفی کو بھی حلال تھرایا تو اُس کا جواب یہی ہی کہ انگریزوں کا کھانا اور اُن کے ساتھ کھا لینا نہ صرف مکروہ اور

+ مسلم ہمارا کھانہ نصرانی کو نصرانی کھانا جہالت کی بات ہی اس سے بلاشبہ گنہگار ہوتا ہی کہنے والا توبہ کرے — تقویٰ مولوی سعد اللہ مفتی رامپوری —

نمبر ۱۰۸

اجماع

منجملہ اُن مذہبی الفاظ اور تقبی مصطلحات کے جنکی حقیقت نہ جاننے سے لوگوں کے خیالات قلمب ہوئے اور ہوتے ہیں اور جنہر استدلال کرنے سے بے اصل باتیں صحیح مسائل کی صورت پر ہو گئیں اور ہوتی جاتی ہیں لفظ اجماع ہی علماء نے کتاب رسد کی طرح اُسے ایک شرعی حصہ مانا ہی تھا نے اُس کے منکر کو کافر سمجھا ہی پابندی ہر رسم و عادت کی جو مسلمانوں میں جاری ہی اُسی پر استدلال کرنے سے ایمان کی نشانی سمجھی جاتی ہی اُنکے حسن و قبح سے بھٹ کرنے والے پر خرق اجماع کا الزام لگانہ تکفیر کی نسبت ہوئی ہی اسلئے اُسکی حقیقت کا بیان کرنا اور اُن نتائج سے جو اُسپر مترتب کیئے جاتے ہیں کچھ بحث کرنا مناسب ہی *

یہ بات مسلمات سے ہی کہ ایمان نام ہی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کا اُن سب باتوں میں جو وہ خدا کی طرف سے لائے پس حاضرین کے واسطے خود اُنکا زبان مبارک سے سننا حصہ تھا اور اُسکی تصدیق کے لیئے دوسرے ذریعہ کی اُنکو حاجت نہ تھی لیکن ہم لوگوں کے لیئے اُن باتوں کی تصحیح اُنکی تصدیق پر مقدم ہی اسلئے کسی ذریعہ کی ضرورت ہی وہ ذریعہ کیا ہی نقل اور روایت لیکن چونکہ اُس میں صدق و کذب دونوں کا احتمال ہوتا ہی اسلئے کذب کے احتمال دور کرنے کے لیئے کئی قطعی دلیل چاہیئے وہ کیا ہی تواتر و اجماع پس اگر کسی خبر کی نسبت مضمر صادق کے وقت سے لیکر الیومنا هذا سب کا اتفاق ہو اور اُسکی صحت پر سب کا اجماع تو وہ خبر ہمارے حق میں بھی رویت کی برابر ہی اور ایسی متواتر اور مجمع علیہ خبر حقیقت میں ہی نفسہ شرعی حصہ ہی لیکن اگر کسی خبر کی نسبت یہ درجہ ثبت نہ ہو یعنی مضمر صادق کے وقت سے اُسکا تواتر اور اُسکی صحت پر اجماع نہر عام اس سے کہ وہ خبر پھر کسی اور زمانہ میں شہرت اور تواتر کے درجہ پر پہنچ جاوے یا آئندہ زمانوں میں بھی وہ اس مرتبہ پر نہ پہنچے تو وہ خبر اپنی اصلی حالت پر رہیگی یعنی مایہتمل الصدق والکذب پس پہلے زمانہ سے لیکر ہمارے وقت تک جتنے واسطے اُس کی نقل کے ہوئے ہوں اُن کی صداقت اور اعتبار ثابت ہو اور وہ شمار میں بھی لائق لحاظ کے ہوں تو اُسکا جانب صدق غالب ہوگا اور اگر اُن میں سے کسی کی صداقت بشروبی ثابت نہر یا اُنکا تسلسل اور اتصال معلوم نہر یا اُس کے بیان کرنے والے ابتدا میں ایک دو سے زیادہ نہوں تو اُس کی دونوں جانب صدق و کذب کی برابر ہوگی اور ایک کے رجحان کو دوسرے پر کسی

پادشاہ کی مطرحت اور صلاح مشہور ہی اور پیدالمقدس کا تتبع اور اُس کے اسلام کی اب تک ایک بڑی نشانی موجود ہی میں اُس کتاب سے ہر نقلیں کرتا ہوں جس کیسکو زیادہ اس سے دیکھنا منظور ہو اور اصل کتاب کو دیکھے صفحہ ۲۵ میں اُس کتاب کے یہ لکھا ہی و ادوائتہ و قد دخل علیہ صاحب صیدا بالناصرۃ فاحترمتہ و اکرمہ و اکل معہ الطعام و مع ذلک عرض علیہ الاسلام فذکر لہ طرفاً من معاصرتہ و حثہ علیہ یعنی میں نے غور دیکھا کہ سلطان صلاح الدین کے پاس امیر صیدا آیا تو سلطان نے اُس کا احترام اور اکرام کیا اور اُس کے ساتھ کھانا کھایا اور پھر باوجود اس کے خوبیاں اسلام کی اُس کے سامنے بیان کیں اور مسلمان ہونے پر اُسے پرانگیختہ کیا اور پھر صفحہ ۹۰ میں لکھا ہی کہ و صاحب الشفیق یرے مریضوں معہ صدمہ السلامۃ فری اُن اصلاح حالہ معہ قد تعین طریقاً الی سلامتہ فنزل بنفسہ و ما حسبا بہ الا ہر قاہم علی باب خیمۃ السلطان فاذن لہ فدخل فاحترمتہ و اکرمہ و کان من کبار الفرنجیۃ و مقلانہا و کان یمرف بالعبیریۃ فحضرت بین یندی السلطان و ال معہ الطعام خلاصہ یہہ ہی کہ والی شفیق جو پڑے امیروں اور دانشمندیوں سے انگریزوں کے تھا سلطان کے پاس آیا تو سلطان نے اُس کی تعظیم و تکریم کی اور اُس کو اپنے ساتھ کھانا کھلایا یہہ حال تو اگلے لوگوں کا تھا اور اب روم کے سلطان اور اُن کے علماء فضلہ کا حال ظاہر ہی کچھ پورشدہ نہیں کہ شاہ فرانس اور ملکہ انگلستان کے مہمان ہوئے اور خوب دعوتیں لیں اور خوب کھانے کھائے اور کسی نے علماء مکہ یا علماء مدینہ میں سے اُن کے کفر و ارتداد کا فتویٰ نہ دیا *

جہانک میں نے سوچا اور غور کیا مجھے نفس موائک کے جواز میں کچھ شبہ نہیں یعنی اگر اہل کتاب ہمارے یہاں آو ہمارے ساتھ کھانا کھائیں تو یہہ موائک بلاشبہ جایز ہی اور اگر ہم اُن کے یہاں جاویں اور اُن کے گوشہ کا ذبیح کیا ہوا ہونا ثبت ہو جاوے اور شراب و سُر نہ ہووے تو بھی اس موائک میں کچھ ظلم نہیں اور اگر گوشہ کا ذبیحہ نہرنا ثابت ہو جاوے تو اُس گوشہ کی حرمت میں کچھ شک نہیں اور اگر شراب و سُر بھی اُس میں ہووے تو وہ شرک اور موائک کراہت سے خالی نہیں اس سے زیادہ جو کوئی کچھ کہے وہ افراط و تفریط اور عناد و تعصب ہی واللہ اعلم بالصواب *

واضح

مہدی علی عفا عنہ

اور دلیل کی حاجت ہوگی اور اگر اُس کے بیان کرنے والوں کی بے اعتباری پائی جاوے تو اُسکا جانبِ مذہب راجح ہوگا بلکہ اگر اُنکا مذہب ہر مرتبہ یقین ثابت ہو تو اُس میں احتمالِ صدق کا ہائی فرہیگا *

پس منجملہ اخبارِ مطہر صادق کے وہ خبر جسکا تواتر اُس کے وقت سے لیکر اب تک ثابت ہے اور جسکی صحت پر اجماع ہے قرآن مجید ہے اور جو اُس مرتبہ پر نہیں ہے وہ حدیث ہے پھر بعض اُسمیں یعنی حدیث میں سے وہ ہیں جنکا جانبِ صدق غالب ہے اور بعض وہ ہیں جنکے دونوں پلے پراپڑ ہیں اور بعض وہ ہیں جنکا جانبِ کذب غالب ہے اور بعض وہ ہیں جو نری غلط اور بالکل چھوٹی ہیں فرضکہ یہ دونوں چیزیں ہمپر حصص ہیں پہلی چیز یعنی کتابِ قطعی حصص ہے کیونکہ اُس کی صحت قطعاً ثابت ہے اور دوسری چیز یعنی سنہ طنی حصص ہے کیونکہ اُسکی صحت طنی ہے اور باعتبار اپنے مرتبہ صحت کے وہ ہمپر حصص ہے۔ رہا اجماع پس اگر اُس سے مراد ہے اجماع سب کا اور حصص اُس خبر کے تو امنا و صدقنا کہ ایسا اجماع حصص ہر ہی ہے لکن لانی ذاتہ پل بغیرہ کیونکہ حقیقت میں وہ اجماع ایک کامل شہادت اور قطعی دلیل اُس خبر کی صحت کی ہے اور وہ خبر فی نفسہ ہمپر حصص ہے اور اُسی اجماع کا منکر بھی یقینی کافر ہے کیونکہ وہ منکر اُس خبر کا ہے جسکی صحت ثابت ہوچکی اور جسکا انکار فی ذاتہ کفر ہے پس اگر کوئی کسی آیت کا قرآن مجید کی منکر ہو تو وہ ویسا ہی کافر ہے جیسا کہ صاحبِ الروح کی زبان سے سنکر اُسکا منکر ہوتا کیونکہ تواتر اور اجماع نے اُس کی صحت کو ایسے یقین کے درجہ پر پہونچا دیا ہے کہ احتمالِ غلطی کا باقی نہیں رکھا لیکن اگر اُس سے مراد ہے اتفاق کر لینا لوگوں کا اور کسی معنی و مقصد کے جو متخیر صادق کے لفظوں سے صریحاً ثابت نہ ہو یا اور حقیقت کسی چیز کے جسکا بیان بہ تصریح خود مطہر صادق نے نہ کیا ہو یا اور تفصیل کسی اجمال کے جسے اُس نے مجمل ہی رہنے دیا ہو یا اور تصریح کسی شی کے جس میں اُس نے اشارہ استعارہ پر ہی تفایس کی ہو یا اور اُن باتوں کے جو شارع کی باتوں کی علت دریافت کر کے قیاساً اُسپر نکالی گئی ہوں جبکہ اُس علت کو خود شارع نے بیان نہ کیا ہو یا اور کسی ایسے مذہبی اعتقاد یا قول یا فعل کے جو اُس کے اخبار متواتر سے ثابت نہ ہو یا اُسکے منصرحات کے مخالف اور اُس کے اصلی اصول کے معارض ہو تو ایسا اتفاق کچھ قطعی حصص نہیں اور نہ ایسے اجماع کا منکر کافر ہے اور نہ اُن باتوں کا جو ایسے اتفاق پر مبنی ہوں نہ ماننا یا اُنسے مخالفت کرنا تکذیبِ رسول ہے کیونکہ یہ اجماع ایک قیاس یا قول یا فعل ایسی جماعت کا ہے جس میں سے نہ کوئی متخیر صادق ہے نہ جس میں سے کوئی کفری راے معصوم ہے نہ جس میں سے

کوئی صاحبِ الروحی والکتاب ہے نہ اُنکی تصدیق و تکذیب پر ایمان و نکر کا مدار ہے پس جبکہ بانفرادہ کوئی ایک اُن میں سے ایسا نہیں ہے جس کی راے یا قول یا فعل ہمپر حصص ہو تو ہمجسومہ اُن کی راے یا قول یا فعل کی حصص ہونے کی کیا وجہ ہے ہاں اُن کی بات کو ایک ایسی وقعت ہے کہ اُس کی صحت کا پلہ بہ نسبت اُس کی غلطی کے غالب سمجھا جاوےگا اور جب تک کہ اُس کی غلطی ثابت نہ ہو تب تک وہ ماننے کے لائق ہوگی مگر احتمالِ غلطی کا موجود رہیگا اور ممکن ہے کہ کبھی اُس کی غلطی ثابت ہو جاوے اور کسی زمانہ میں اُس کی غلطی پر دوسرا اتفاق ہو جاوے اور یہ بھی اُس حالت میں ہے جبکہ اتفاق سب لوگوں کا ہو اور کوئی اُس راے یا قول یا فعل سے کسی زمانہ میں منکر نہ ہو یا کم سے کم جو لوگ صلاحیت راے دینے کی رکھتے ہوں اُنہوں نے مخالفت نہ کی ہو لیکن اگر کسی جماعت یا کسی گروہ میں کوئی بات بغیر بعض و مباحثہ کے جاری ہوگئی ہو یا کسی ماضی وجہ سے مثل خوف یا شرم یا لحاظ یا جہالت کے لوگوں نے مان لیا ہو اور امتدادِ زمانہ نے اُسے قری کر دیا ہو یا اُس کی صحت میں اہل راے نے اختلاف کیا ہو اور بعض مجتہدین نے اُسے صحیح نہ جانا ہو گو کسی خارجی صوب سے اُس انکار کو شہوت یا قوت نہ ہوئی ہو تو ایسے اتفاق کو وہ وقعت بھی نہیں ہے بلکہ اُسپر اتفاق یا اجماع کا اطلاق کرنا ہی غلطی ہے + پس یہ مختصر حقیقت اجماع اور انکار اجماع کے کفر ہونے کی ہے اُسپر فور کرنے کے بعد اب ہمکو

+ میں اپنے علماء کے اقوال بھی بہ نسبت اس مسئلہ کے بیان کرنا مناسب سمجھتا ہوں تاکہ اُنکی راے بھی لوگوں کو معلوم ہو جاوے امام غزالی نے کتاب التفرقة میں لکھا ہے و شرطہ (اے اجماع) ان یجتمع اهل العلم والعقد علی صعيد واحد فیتفقون علی امر واحد اتفاقاً بلفظ صریح ثم یستمررون علیہ مدۃ عند قوم و الی تمام انقراض العصر عند قوم اور مسلم میں لکھا ہے کہ قیل اجماع الاكثر مع ندرة المتخالف اجماع والمختار انه یس باجماع لا تنفع الكل قیل لیس حجة اصله وقیل هو حجة هنیئة اور مرقاۃ الاموال میں ہے کہ الاجماع اما بالتواتر او الشهرة او الاحاد و اتری التواتر اجماع الصحابة اذا انقضوا حتی اذا لم یبقوا لم یکن الاجماع اثباتاً لما هو فهو کالایة القطعیة الدلالة والظہر المتواتر لیکفر جاحدة وان لم یکن سکوتاً حتی اذا کان سکوتاً لم یکن متواتراً علیہ ایضا فلا یکفر لمخالفة ثم اجماع من بعدہم بالشرط السابق فیہم الم یرونیہ خلافہم فهو کالمشہور من الظہر یضلل جاحدة ولا یکفر اجماعاً ثم الاجماع المختلف فیہ فهو کالمصحیح من اخبار الاحاد لا یضلل جاحدة ایضا کمالا یکفر اور امام حجة الاسلام نے منغل میں لکھا ہے انه قد یثبت الخلاف فی کون الاجماع حجة ولا یکفر منکره فمکرر البصیح علیہ اذا

اجماع

تہذیب الاخلاق
۲۹ شعبان سنہ ۱۲۸۹ ہجری
سنہ ۱۳۰۲ قمری

اجماع

کوئی بتادے کہ جو عوام و خواص ہر جزئیہ فقہیہ اور ہر مسئلہ فلامیہ کی نسبت اجماع کا لفظ زبان پر لاتے ہیں اور اُس کے انکار کو بوجہ انکار اجماع کے کفر بتاتے ہیں وہ کس قدر صحیح ہی اور کس قدر غلط حوالے قرآن مجید کی نص صریحہ کے اُڑ عفاوند مسائل جو استفسار و استنباط کیئے گئے ہیں اور جو کتابوں میں بڑی شد و مد سے لکھے گئے ہیں اُن میں سے کتنے عقیدوں اور کتنے مسئلوں پر اجماع کا اطلاق ہو سکتا ہی اور کتنے پر نہیں اگر اجماع کا نام ہی چند کتابوں میں

لہ یکن من ضروریات الدین لم یکنفر اور امام الحرمین ابوالمعالی نے فرمایا ہی کیف نکفر من خالف الاجماع ونحن لانکفر من رد اصل الاجماع وانما نبذہ و نضلہ والمعتمد عند الشافعیۃ عدم اطلاق تکفیر المجمع علیہ اور امام نووی نے روضہ میں لکھا ہی کہ ایسی تکفیر جاحداً المجمع علیہ علی اطلاق ہل من جہد مجمعاً علی فیہ نص فہو من الامور الظاہرة التي یشترک فی معرفتها الشراص ، لعوام کا لصارۃ و تعزیم الشہر و تعزہما نہر کافر و من جہد مجمعاً علیہ لا یعرفہ الا الشراص کاستحقاق ہذا الابن السدس مع بنت الصلب و تعزہ فلیس بکافر اور ابن دقیق العبد نے شرح عمدہ میں لکھا ہی اطلاق بمعہم ان مشائف الاجماع ینکفر والحق ان المسائل الاجماعیۃ قارۃ یصحبہا التواتر من صاحب الشرع کوجوب الشمس و قد لا یصحبہا فالول ینکفر جاحداً لمشاۃ التواتر لا لمشاۃ الاجماع اور تلویح میں لکھا ہی کہ اما لکم الشرعی المجمع علیہ فان کان اجماع ظنیاً فلا ینکفر جاحداً اتفاقاً و ان کان قطعياً فلیل ینکفر وقیل لا ینکفر الحق ان تعزوا لعیادات الشمس مما علم بالضرورة کونہ من الدین ینکفر جاحداً اتفاقاً و انما الخلاف فی غیرہ اور ان سب سے عمدہ وہ ہی جو در مستار کے حاشیہ شامی میں لکھا ہی کہ اذا لم تکن اثیۃ او الشہر المتواتر قطعی الدلالة اولم یکن الشہر متواتراً او کان قطعياً لکن فیہ شہدۃ اولم یکن الاجماع اجماع الجہد او کان لم یکن اجماع الصحابۃ او کان لم یکن اجماع جمیع الصحابۃ او کان جمیع الصحابۃ و لم یکن قطعياً فان لم یثبت بطریق التواتر او کان قطعياً لکن کان اجماعاً سکوتاً فقی کل ہذا الصرر لایکون الجہد کفرأ نہ اکر آیۃ یا خبر متواتر قطعی الدلالة نہو یا خبر ہی متواتر نہو یا متواتر نہو مگر قطعی نہو اور اُس میں شہدۃ نہو یا اجماع سب کا اجماع نہو یا سب کا اجماع نہو مگر صحابہ کا اجماع نہو یا وہ بھی نہو مگر سب صحابہ کا اتفاق نہو یا سب صحابہ کا اتفاق نہو مگر قطعی نہو یعنی بطریق تواتر ثابت نہو یا قطعی نہو مگر اجماع سکوتی نہو پس ان سب حالتوں میں انکار اجماع کا کفر نہیں ہی *

لکھا ہوتا اور اُس کو ایک مخصوص طائفہ سیکھتا اور تقلیداً اُسے تلقی بالقبول کرتا تو بلا شہدۃ وہ اجماع اجماع ہی مگر اُسے ہم لایمبادیہ کہتے ہیں اور خود ہمارے ہی علماء کے بیان سے اُس پر اجماع کا اطلاق نہیں ہو سکتا نہ کہ معاذ اللہ اُس کے انکار پر اطلاق کفر کا ہو پھر اکثر مسائل اعتقادی یا عملی ایسے ہیں جن کی ہذا حقیقت میں ایک خبر احاد پر اور بعض حالات میں ایک خبر ضعیف پر یا قطع نیاس اور رائے پر ہی مگر تقلید کی یونکہ سے اُسے عوام و خواص میں ایسی شہرت ہو گئی ہی کہ وہ خبر متواتر اور نص قطعی سمجھی جاتی ہی و حد المتواتر مالا یمکن الشک فیہ کالعلم بوجود الانبیاء و وجود الہام امشہورۃ و عیرھا و انہ متواتر فی الاعصار کلھا مصرأ بعد عصر الی زمان النبوة و لم ینقص عدالتواتر فی عصر من الاعصار فالقول بالتواتر فی غیر القرآن من اعمش الاشیاء *

پس ہمارا اپنے مسائل اعتقادی و عملی کی نسبت جس کا ثبوت بہ نص صریح قرآن مجید یا بحدیث متواتر نہو اجماع کا دعویٰ کرنا ہی غلط ہی اور اسی غلطی کی وجہ سے بہت دھوکے ہوئے اور اثر و غلطہ میں پڑ گئے ہر گز نہ اپنے اپنے خیالات کے موافق ایک مذہب کھڑا کر لیا ہر طائفہ نے اپنی رسمیات اور عادات کو اجماع کی دلیل سے فرایض و واجبات سمجھ لیا اور اپنے چال چلن کو ایک غیر مبدل حریم پنا لیا یہاں تک کہ جب اُن بڑی بڑی عالیشان عمارتوں کی جنکے کنگرے آسمان سے ملے ہوئے ہیں بنیاد دیکھی جاتی ہی تو ایک رب کے ذرے کے سوائے کچھ نظر نہ ہی نہیں آتا اور کوئی بنیادی پتھر دکھائی نہیں دیتا معلوم ہوتا ہی کہ وہ صرف لوگوں کے ہاتھوں پر رکھی ہوئی ہی نہ ہی نفسہ اُسکی اصل مضبوط ہی نہ در حقیقت اُسکی بنا مستحکم ہی اگر لوگ اپنے ہاتھ اُٹھالیں اور بنیاد کے سہارے پر اُسے چھوڑ دیں تو نہ اُسکی خوبصورت دیواروں کا نشان ملے نہ اُسکی خردنما معراییں نظر آویں نہ اُسکی ملمع کاری کی چوٹ باقی رہے بلکہ دکھلاؤں دکا کی کیفیت ہرجاؤے اور تبدیل الارض غیر الارض کی صورت نظر آوے یہہ حقیقت ہی اجماع کی جو میرے نزدیک ازروے اصول شریعت کے ثابت ہی من اعتقد غیر ذالک طبعہد عقیدتہ و لیتب من تعہدہ ثم من ادعی بطلان هذا البیان فلیہ ان ینظر فی میدان البرہان اما بتفہیر اللسان و اما بتہذیر البیان و الحق یعلم علی البطلان *

وآذہم

مہدی علی عفا عذہ ربہ

THE PROPOSED MUHAMMEDAN COLLEGE.

It is our belief that even truth does not possess any miraculous power of impressing itself on the minds of men. The only miracle it possesses is that it fears no discussion or contradiction.

Without reference to the fact whether the discussions lately published in Newspapers on the proposed Muhammedan College are favorable or unfavorable to our scheme, we beg to say that they afforded us very great pleasure. The subject has attracted the attention of the people and has induced them to discuss it, and this gives us a stronger hope of the ultimate success of our undertaking.

The writer of an article published in the excellent paper, the *Pioneer*, assures us that the proportion of Muhammedan pupils reading in Government Colleges and Schools is not low. This is indeed a very gratifying assurance for us. We congratulate ourselves on this glad tidings, but at the same time would remark that the number regarded by the writer as sufficiently large is still too small in our estimation. We are not satisfied with it, we wish it could increase considerably, and at the same time trust that this desire of ours will not be a subject of raillery or ridicule to any one who is a friend to mankind.

We see no reason why we should remain contented with the number of Musulman students at present attending Government Colleges and Schools, and why those who find fault with the Government system of education (though they may perhaps be mistaken in their views) should not attempt to improve it.

The writer of an article published in the *Indian Observer*, dated 28th September, delights to call us arrogant and bigoted, and states that these qualities prevent us from availing ourselves of the advantages of education afforded in Government Institutions.

A first perusal of the article above alluded to caused us much anxiety and a considerable amount of trepidation. We were anxious to know whether the article was written by Mr. D. P. I., or Mr. C. S.; for if written by the latter, we were afraid lest he might be a Lieutenant Governor in embryo, and thus at some future time have the lives of the poor Muhammedans in his hands. On a more careful perusal however of the article in question, we were delighted to find that the views it inculcated were precisely similar to those which we have often heard before, and thus our anxiety and fear were at once allayed.

We admit that we are both arrogant and bigoted, but this is no reason why we should not adopt a system of education which may not impair our arrogance and bigotry, but at the same time further our advancement in learning. The writer again aims a taunt at us, and says he does not understand why we should

نمبر ۱۰۹

مدرسۃ العلوم مسلمانان

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ہر سچے رائے میں بھی کوئی ایسی کرامت نہیں ہوتی کہ وہ از خود لوگوں کے دلوں میں بیٹھ جاوے۔ اُس میں جو کچھ کرامت ہوتی ہے وہ صرف اسقدر ہوتی ہے کہ مباحثہ کا اُس کو خوف نہیں ہے۔

مجزرۃ مدرسۃ العلوم مسلمانان پر جو بعض اخباروں میں ہوئی (بالفاظ اسبات کے کہ وہ ہماری تدبیر کے موافق تھی یا مخالف) اُس سے ہم کو نہایت غرضی ہوئی ہے اور اسبات کے دیکھنے سے کہ لوگوں نے اُس پر توجہ کی اور مباحثہ کیا ہم کو اپنے مقصود کے حاصل ہونے کی قریب تر امید ہوئی ہے۔

نہایت نامی اخبار پانچویں میں آرٹیکل لکھنے والا ہم کو یقین دلاتا ہے کہ گورنمنٹ کالجوں اور اسکولوں میں مسلمان طالب علموں کی تعداد کم نہیں ہے اس غرض خیر سے ہم نہایت غرض ہیں اور اپنے تئیں مبارکبادی دیتے ہیں مگر یہ کہتے ہیں کہ جس تعداد کو اُس آرٹیکل لکھنے والے نے کافی سمجھا ہے وہ ہماری رائے میں بہت کم ہے اور یہ زیادہ ہونی چاہیئے اس تعداد سے ہماری تسلی نہیں اور زیادہ ہو اور زیادہ ہو پس یہ ہماری خواہش غالباً کسی انسان دوست آدمی کی نگاہ میں کسی طعنہ یا نفویں کے قابل نہ ہوگی۔ جو تعداد کہ مسلمان طالب علموں کی اب گورنمنٹ کالجوں اور اسکولوں میں ہے کیوں ہم اُس پر قناعت کریں اور جو لوگ اُس تعلیم میں کچھ نقصان دیکھتے ہیں (گو اُنکا ایسا خیال غلط ہی ہو) کیوں نہ اُنکی ترقی تعلیم کے لیئے کوشش کریں۔

انڈین ایبزرور مطبوعہ ۲۸ ستمبر سنہ ۱۸۷۲ء میں آرٹیکل لکھنے والے نے ہم کو سخت متکبر اور متعصب کہا ہے اور یہی سبب ہم کو گورنمنٹ کالجوں اور اسکولوں سے کم فائدہ حاصل کرنے کا قرار دیا ہے اس آرٹیکل کو پڑھکر اول اول تو ہم کو بہت تودہ و خوف معلوم ہوا تودہ تو اس بات کا ہوا کہ یہ کس کا لکھا ہے مسٹر ٹی بی آئی کا یا مسٹر سی ایس کا اور خوف اس بات کا تھا کہ اگر پچھلے کا ہو تو ایسا نہ ہو کہ وہ کبھی ہمارے ملک کا نقطننت گورنر ہو جاوے اور مسلمانوں کی زندگی اُس کے ہاتھ میں پڑ جاوے مگر جو کہ اُس آرٹیکل کے مضمون اکثر وہ ہیں کہ جو مدت ہوئی کہ ہم سن چکے تھے اسلیئے ہمارا وہ تودہ اور خوف دونوں جاتے رہے۔

مگر ہم کہتے ہیں کہ ہاں ہم متکبر ہیں اور متعصب بھی ہیں پر کیوں نہ ہم ایسا طریقہ تعلیم اختیار کریں جس سے ہمارے تکبر و تعصب میں بھی کمال نہ آوے اور ہم تعلیم بھی پاویں۔

seek for the aid of Infidels, viz., the English, to establish a purely Muhammedan College. "The existence" "he says, of such an Institution, if it is owed solely "to their own exertions, will be a proof of desire for "improvement, and an earnest of better things. If "however, it is artificially produced, as we fear it will "be, by the generosity of men like Lord Northbrook, "it will be a sign of no inward life, and will be of "little use." It scarcely befitted a Christian, and above all one of that race whose aid we sought, one of that which purports to be the true friends and well-wishers of mankind, to write thus. But we sincerely admit that what the writer has said is perfectly true. We would direct the attention of our co-religionists to such taunts and remind them that if they still turn a deaf ear to them, if they do not render help in establishing the college with all their heart, and with all their wealth, they will prove themselves the most shameless, and the lowest of all the nations on the face of God's earth.

The writer further laughs at our defective English, but we are not at all sorry for it. It is rather a proof of the excellence of the Indian Educational system. We cannot help it, for such is the instruction afforded us by our Directors of Public Instruction, and by our Universities. Our education only has not been defective; there are thousands and tens of thousands who, in point of training and education, are no better than ourselves; and it is for this reason that we dislike the system and keep ourselves aloof from it.

In certain Vernacular Newspapers, we find that the publication of the project of the establishment of the Muhammadan College has created a great agitation in certain quarters which is quite unnecessary, and which could have been avoided by a due consideration of the subject. Some seem to believe that the number of boys who would receive education in this College would be inconsiderable, and that the establishment of one or even of ten such Institutions would not go far towards improving the Muhammadan race. They therefore propose as the surest means of improvement that a large number of petty Muhammadan schools should be opened in different parts of the country. We are not entirely opposed to this view, but we wish it to be understood by our co-religionists that the view in question is not entirely free from faults. Our desire is to further the national improvement and to raise the national honor of the Muhammadans. This can only be accomplished when our children have opportunities of improving their manners and morals, and their modes of livelihood, and also when the means to attain to a high degree of knowledge are brought within their reach. This is however quite impossible without the establishment of an Educational Institution such as we have already proposed. National honor can only be attained when

انڈین ایڈورس کا آرٹیکل لکھنے والا ہم کو طعنہ دیتا ہے کہ "خاص مسلمانوں کے کالج قائم کرنے کے لئے کافروں سے [یعنی انگریزوں سے] کیوں مدد لیجاتی ہے اور یہ بھی لکھتا ہے کہ اگر ایسا مدرسہ غریب مسلمانوں ہی کی کوششوں سے قائم ہوگا تو یہ ترقی و بہتری کی دلی خواہش کا ثبوت ہوگا لیکن اگر لارڈ نارتھ بروک صاحب سے لوگوں کی سفارش سے قائم ہوا تو کچھ دلی خواہش کا نشان نہ ہوگا" اگرچہ ایسا لکھنا ایک عیسائی کو اور خصوصاً اُس قوم والے کو جس سے ہم نے مدد مانگی اور جو اپنے تئیں انسان کے خیرخواہ و سچے دوست سمجھتی ہے زیبا نہ تھا مگر ہم دل سے قبول کرتے ہیں کہ جو کچھ اُس آرٹیکل لکھنے والے نے لکھا ہے بالکل صحیح اور بالکل سچ ہے اور ہم اپنی قوم سے یہ بات کہتے ہیں کہ درحقیقت وہ نہایت نالایق اور بے غم اور بے حیا اور تمام دنیا کی قوموں میں ذلیل ہوگئی جو اب بھی ایسے طعنہ سنکر اس مدرسہ کے قائم ہوجانے میں دل و جان سے روکتے ہیں اور کوشش سے مدد نہ کریں *

انڈین ایڈورس میں آرٹیکل لکھنے والا ہماری ناقص انگریزی کی ہنسی ادا کرتا ہے مگر ہم کو اس سے کچھ رنج نہیں ہے کیونکہ یہ جو کچھ ہے انڈین ایجوکیشنل سسٹم کی مددگی کا ثبوت ہے ہم سمجھتے ہیں کہ ہماری یونیورسٹیاں اور ہمارے ملک کے ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن کی ایسی ہی تعلیم ہے اور صرف ہماری ہی ایسی تعلیم نہیں ہے ہزاروں در ہزاروں کی ایسی ہی تعلیم ہے اسی لئے ہم اُس سے بھاگتے ہیں و نفرت کرتے ہیں *

اُردو اخباروں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مدرسہ کے قائم ہونے کی تجویز کے مستند ہونے پر لوگوں کے دلوں میں بغیر کامل غور و فکر کرنے کے بیجا وارے پیدا ہوئے ہیں کئی یہ سمجھتا ہے کہ اس مدرسہ میں کے آدمی تعلیم پڑھنے ایسا کالج خواہ ایک مقرر کیا جارے خواہ دس مسلمانوں کی ترقی کا باعث نہیں ہو سکتا بلکہ وہ یہ تدبیر بتاتے ہیں کہ چھوٹے اسکول مسلمانوں کے بہت نثر سے جا بجا قائم کرائے جاویں تب مسلمانوں کی ترقی ہوگی ہم اس رائے کے مخالف نہیں ہیں مگر اپنی قوم کو سمجھاتے ہیں کہ اس رائے میں کسی قدر نقص ہے ہم مسلمانوں کی قومی ترقی اور قومی عزت کی ترقی دینے کی خواہش کرتے ہیں اور یہ ترقی جب ہی ہو سکتی ہے کہ ہماری قوم کے لڑکوں کو کئی ایسا موقع ملے جس سے اُن کی عادت اور خصلت اور طریق معاشرت اور اخلاق درست ہوں اور نیز اُن کو علم میں اعلیٰ درجہ تک کمال حاصل کرنے کا موقع حاصل ہو اور یہ بات جب تک کہ کئی ایسا دارالعلم جیسا کہ تجویز ہوا ہے قائم نہ ہو حاصل ہونے میں ممکن ہے — قومی عزت جب ہی ہو سکتی

we have in the nation a certain number of men who, owing to their perfection in learning may rightly take their position at its head. An average amount of knowledge must also be possessed by the middle class, and we may then think of the diffusion of general education amongst the masses. Let us suppose that we establish ten lacs of petty Muhammadan schools without providing for the attainment of higher and middle class education, the result will be that, our youth will always be in the same rude and ignorant state that we now find them in. They will read generation after generation, the same Mubadi-ul-Hisab, Soorajpore ki Kahani, and Mr. Kempson's English translation of the History of India, and the Director of Public Instruction will record in his report that his students cannot be useful members of society, but that they may be able to teach the books which they have themselves been taught. Thus, it is one of our first duties to provide means for the acquirement of the highest standard of education by the people of our nation, so that those who will may avail themselves of the opportunity and acquire that which may improve the honor of their nation. If a single individual belonging to our race attains to that high standard of learning which we have at heart by means of the system of instruction proposed in the projected College, he will add greatly to the national honor. Supposing however that not even one single such student emerged from the College, we shall at least have no reason to regret that, as at present, there are no means at hand by which to attain a high standard of education.

To neglect this most important action, and to allow themselves to be carried away by fond hopes of general education will prove a great misfortune to the Muhammadans. It is not at all difficult to open petty Muhammadan schools for general education. It is difficult however to accomplish the work we have at heart, and every effort should therefore be made by us to do it.

Another ambition by which the people of the Punjab seem more particularly to have been deluded is to establish a similar College for themselves in their own country instead of rendering any help to the people of the North Western Provinces. In support of their opinion they say that a single institution of the kind in the North Western Provinces cannot be sufficient for them and for the whole of India. They also assert that the people of the North Western Provinces rendered no assistance in the establishment of the Punjab University College. Such ideas at the outset are undoubtedly strong proofs of the misfortune of the Musalman race. Indeed the angel of darkness is trying to deceive them in disguise of the angel of light.

We have never said that one single Institution will suffice for the whole of India. We simply ask that

ہی جبکہ تمام قوم میں ایسے کچھ اعلیٰ درجہ کے عالم بھی موجود ہوں جو قوم کے لیئے بمنزل تاج کے ہوں پھر اُسکے بعد متوسط درجہ کے عالم لوگ موجود ہوں پھر اُسکے بعد عام لوگوں میں عام تعلیم پھیلائی جائے اگر بالفرض ہم نے چھوٹے چھوٹے دس لاکھ مسلمان اسکول قائم کر دیئے اور اوسط اور اعلیٰ درجہ کی تعلیم کا کچھ سامان نہ کیا تو نتیجہ یہ ہوگا کہ ہمارے لڑکے ویسی ہی گدیے کے گدھے دھونگے اور مبادی الحساب اور سورج پور کی کہانی اور انگریزی میں مسٹر کیمن صاحب کا ترجمہ تاریخ ہندوستان پڑھتے پڑھتے نسلیں گنوجارینگی اور پھر قانٹر صاحب اپنی رپورٹ میں لکھ دیں گے کہ یہ ترائی سرسیتی میں ملنے کے بھی لائق نہیں ہوئے شاید جو کتابیں انہوں نے پڑھی ہیں وہ پڑھا سکیں پس ہمارا فرض ہی کہ سب سے اول ہم اپنی قوم کے لیئے اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم کا موقع پیدا کریں تاکہ جس کا دل ہو وہ وہاں آوے اور اُس چیز کو حاصل کر سکے جس سے اُس کی قوم کو عزت ہو اگر ایک شخص بھی ہماری قوم کا ام کالج سے ایسی تربیت پالیکا جیسی ہماری خواہش ہی تو اُسی سے ہماری قوم کو عزت ہوگی اگر فرض کرو کہ ایک بھی اس کالج میں تعلیم نہ پاویگا تو ہمارے دل کا یہ داغ تو کہ ہمارے قوم کے لیئے ایسی تعلیم کا جیسے دل چاہتا ہی موقع نہیں ضرور ملے گا جیسا کہ عام تعلیم کے دھوکے میں پڑنا اور اس امر سے درگزر کرنا نہایت بد قسمتی مسلمانوں کی ہوگی چھوٹے چھوٹے مسلمان اسکول عام تعلیم کے قائم کرنے کچھ مشکل نہیں ہیں جو سب سے مشکل اور سب سے زیادہ ضروری اور مقدم ہی بھی ہے اس وقت اسی کے انجام پر سب کو توجہ کرنی چاہیئے *

ایک دوسرا بیجا ولولہ لوگوں کو اور بغیر کافی فکر کے خصوصاً اہل پنجاب کو یہ اٹھا ہی کہ ہم خود ہی اپنے لیئے ایسا کالج کیوں نہ قائم کریں کہ شمال مغربی اضلاع کے کالج کی مدد کریں اور وہ لوگ اپنی رائے کی تائید میں بیان کرتے ہیں کہ کیا وہ ایک کالج ہمارے لیئے اور تمام ہندوستان کے لیئے کافی ہوگا یہ مندر بھی پیش کیا جاتا ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کالج کی شمال مغربی اضلاع کے رئیسوں میں سے کسی نے مدد نہیں کی تھی مگر حقیقت میں اس قسم کے خیالات کا ابتدا میں پیدا ہوتا پوری دلیل بد قسمتی مسلمانوں کی ہے درحقیقت تاریکی کا فرشتہ روشنی کے فرشتہ کی صورت بنا کر اُنکو دھوکا دیتا ہے ہم کب کہتے ہیں کہ یہ ایک کالج تمام ہندوستان کے لیئے کافی ہوگا مگر یہ کہتے ہیں کہ پہلے ایک نمونہ بنانے میں سب لوگ یکدل و یک جان ہو کر کوشش کرو اُس نمونہ کو پورا پورا پہلے بنالو اُس کی خوبیاں اور اُس کے فوائد لوگوں کو دیکھنے ہو یہی

all may first try with one heart to set up an example in its complete form and let people see its advantages and the ultimate good that can be derived from it. To make a good beginning is the most difficult of tasks. When once a sample is shewn, it will be speedily copied. The difficulty lies only in starting and continuing the work. When the first project is vigorously carried out, subsequent obstacles will be easily surmounted. When the people of our nation come to know the advantages to be derived from the proposed College, we shall be able to raise a sum of money equal to that estimated for the establishment of this College from each Division almost, not to speak of each Presidency, and we shall then be able to found similar Institutions wherever they may be found necessary. But on the contrary, if opposition be made at the very commencement, and if each individual desires to build his own castle in the air according to his own ideas, neither the one nor the other will ever come into existence, and the Muhammadans will linger on in their present forsaken and degraded state. They will fall between two stools.

If my readers will just reflect for a moment they will find that the Punjab University College does not owe its foundation entirely to the public. We are far from lowering its value, nay, we highly admire it, and are deeply thankful to its founders for the benefits it confers, but we, at the same time can not help regarding it as a work of public utility erected by Government similar to many others which Government always erects for the benefit of its subjects. But the scheme for the establishment of the proposed College has originated entirely from the people themselves, and above all, men of our own nation have proposed it for the improvement and welfare of their brethren according to their own choice, and it is for this reason that subscriptions are invited from them with the claim of being of the same fraternity and of the same religion.

The subscriptions paid for the Punjab University College were intended to please the official authorities, whereas the pecuniary help now asked for is to save our own brothers who are now on the brink of mental ruin. The difference between the subscriptions now asked for and those paid for the Punjab University is as great as that between earth and heaven. In order to raise funds for the projected College we feel ourselves entitled to ask our co religionists for help by supplication and almost, we would say, by force! Could the Punjab University College claim the same privilege?

We therefore request our co-religionists to get rid of all their erroneous notions and ambitions, and to direct their chief aims toward the actual establish-

کام سب سے مقدم اور سب سے زیادہ مشکل ہی جب ایک نمونہ قائم ہو جاویگا پھر از خود اُس کی مثالیں قائم ہوتی جا رہیں گی پہلی دفعہ اس کا قائم ہوگا اور چل جانا مشکل ہی پھر کچھ مشکل نہوگی جو روپیہ اُس کے لئے تقصینہ کیا گیا ہی جب کہ ہماری قوم کے لوگ اس کے فوائد سے واقف ہو جا رہیں گے تو اُس قدر روپیہ ایک پریسیڈنسی کیا ایک ایک ضلع سے جمع ہو سکیگا اور ہم ہر ہر ضلع میں ایسا کالج بنا سکیں گے لیکن اگر ابھی شروع ہی میں اس کی مزاحمت ہوئی اور ہو ایک نے اپنی قیڑہ اینٹ کی مسجد جدا بنانی شروع کی تو نہ یہ ہوگا نہ وہ ہوگا اور ہماری قوم اُسی طرح ڈالت اور خدا کی پہنکار میں مبتلا رہیگی *

[illegible]

راقم
مؤيد احمد

ment of the proposed Muhammedan College, and to try all possible means in their power to support it. Their real good consists in their so doing. We say and we do what we think proper. To accomplish our desire, our success or failure rests with the Omnipotent and Omniscient God before whose will every other thing must bow.

SYED AHMED.

بمقام عیگندہ — مطبع علیگندہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شائع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۱۶]

۱۵ رمضان سنہ ۱۲۸۹ ہجری سنہ ۱۳۰۲ نبوی

[جلد سوم]

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیے بھیجتا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قونینشن کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بٹارس بھیجتا جاوے غرض کہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے انہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط افہام اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹا دیے جائیں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ اخراہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوتا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ سے اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بے قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بے قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۱۱۰

THE "INDIAN OBSERVER" ON MAHOMMEDAN EDUCATION.

At the present time, the Mahomedans of India are in such a degraded state, that the worst language might reasonably be employed to describe it. Consequently we are not in least offended by the insolent tone of the *Observer*. Moreover we hope that the result of the *Observer's* reflections will be productive of some good, in as much as it will make the Musulmans feel the really miserable condition in which they are, and will incite them to improve their *status*. Therefore, the views of the scientific oracle who speaks through the medium of the Indian Observer, ought to be known by our co-religionists.

The Select Committee discussed the question "why is the effect of education in India not similar to that in England?" In reply to this question the Indian Observer says that "they (Mahomedans) cannot expect Government to make a silk purse of a sow's ear." Thus we observe that we have been compared to swine and therefore it is for us to decide whether we ought to bow humbly to the compliment paid us by the *Observer*. Why not, improve our intellectual *status* and then let the world decide who deserves the epithet of swine.

It is further asserted that "the material on which it (education) works is very different. The tool used may be the same but cut it as you will, you cannot make a diamond out of a pebble or a sparkling ruby out of a lump of sandstones." Is it proper for us to suffer to be compared to such worthless things as pebbles or sandstones or is it necessary to rouse ourselves from the mental stupor in which we have fallen and shew signs of inward life and activity?

It is natural that bad language proves a man to be wanting in the essential characteristics of good breeding. The writer of the article in the *Observer*, calls us arrogant and begottd whereas he appears himself to be more the so. However we think it very mean to take notice of such words told by our opponent; we simply ought to learn something from his sayings.

انڈین آبزورر اور مسلمانان

ہماری یہ رائے ہے کہ اس زمانہ میں مسلمانوں کی ایسی حالت ہے کہ جو لفظ سفلت سے سفلت اور خراب سے خراب انکی نسبت استعمال کیئے جا رہی ہے سب درست و بجا ہیں اور اسی سبب سے ان ان سوریلیزڈ الفاظ سے جو انڈین آبزورر میں آرٹیکل لکھنے والے نے ہم مسلمانوں کی نسبت لکھے ہیں ہمکو کچھ ناراضی نہیں ہوتی بلکہ اس قسم کی تحریر ہمکو توجہ ہوتی ہے کہ ہماری قوم کو غیرت اور شرم اور ہیکے اور وہ اپنی حالت کی درستی اور اصلاح پر متوجہ ہوگی پس اس آرٹیکل میں ہمارا مطلب اسقدر ہے کہ ہم اپنی قوم کو جتلاویں کہ ہمارے زمانہ کے علم کے دیوتا نے ہماری نسبت کیا کہا ہے *

سلیکٹ کمیٹی خراستگار ترقی تعلیم مسلمانان میں یہ سوال پیش میں آیا تھا کہ "ہندوستان میں انگریزی تعلیم کا اثر ایسا کیوں نہیں ہوتا جیسا کہ انگلستان میں ہوتا ہے" پس اس کا جواب انڈین آبزورر کا آرٹیکل لکھنے والا یہ دیتا ہے کہ "انکو (یعنی مسلمانوں کو) گورنمنٹ کی ذات سے یہ توجہ بھی نہیں کرنی چاہیئے کہ وہ سور کے بالوں سے دیشم کی تھیلی بنادے" پس اب ہم اپنی قوم سے پوچھتے ہیں کہ علم کے دیوتا نے ہمکو سور کا خطاب دیا ہے پس ہمکو اسی خطاب میں غرض رہنا چاہیئے یا کوشش کرکر اور اپنی حالت کو درست کرکر دنیا کو بتلانا چاہیئے کہ اس خطاب کا مستحق کون تھا *

دوسرا جواب اسی سوال کا اس آرٹیکل کے لکھنے والے نے یہ دیا ہے کہ "جس شی پر اسکا (یعنی تعلیم کا) اثر ہوتا ہے وہ دونوں ملکوں (یعنی ہندوستان اور انگلستان) میں مختلف ہی کر آئے دونوں کا ایک ہی ہو سنگریزہ یا کنکر سے ایک روشن ہیرا یا لعل نہیں بن سکتا" پس اب ہم پوچھتے ہیں کہ آیا ہماری قوم کو سنگریزوں میں اور کنکروں میں پڑا رہنا اور ہر ایک کی ٹھوکریں کھانا اور دشنام سننا ہی پسند ہے یا اپنی حالت میں کچھ ترقی کرنے کا بھی ارادہ ہے *

یہ سچ ہے کہ جو شخص بد زبان کسیکی نسبت استعمال میں لاتا ہے وہ خود ارگ اپنے آپ کو ان سوریلیزڈ ثابت کرتا ہے اور یہ بھی سچ ہے کہ اس آرٹیکل کا لکھنے والا ہمکو متکبر اور سفلت متعصب بتاتا ہے حالانکہ وہ ہم سے بھی زیادہ معلوم ہوتا ہے مگر ہمکو اس پر خیال کرنا نہیں چاہیئے بلکہ جو لفظ ہمارے دشمن نے بھی ہمارے حق میں کہیں ہوں ان سے بھی ہمکو نصیحت پکڑنی چاہیئے *

We also come across the following passage :—

“ It would be well for the Committee * * * *
to search and see if any great philosopher or poet
or man ever came out of a nation that could honestly
describe as they have done.” If this assertion refer to
the period since which the Director of Public Instruc-
tion has had the management of the educational affairs,
then we must confess that there *has* not been a single
man worthy to be called great. If on the contrary
the writer of the article does not refer to any particu-
lar period, we cannot help pitying at his ignorance of
common subjects and we must advise him to take a
trip to Cambridge, and devote his attention towards
the study of the Histories of Philosophy and Oriental
Literature.

SYED AHMED.

PROCEEDINGS OF THE MEETING OF THE
MUHAMMADAN ANGLO-ORIENTAL COL-
LEGE FUND COMMITTEE.

Held on the 8th November, 1872.

No. 9.

Present :

Sheikh Ghulam Ali, President.

Members.

Mirza Muhammad Rahmut-ullah Beg.

Munshi Muhammad Subhan Hyder.

Munshi Syed Ali Hassan.

Moulvi Muhammad Arif.

Syed Muhammad Hamid Khan.

Munshi Muhammad Yar Khan.

Syed Ahmed Khan, Bahadoor, C. S. I.—Member
and Secretary.

The proceedings of the Meeting held on the 19th
October 1872, No. 8, recorded in the book of proceed-
ings under the signature of the Secretary, having
been confirmed, the business of the Meeting was com-
menced.

The Secretary then addressed the Committee and
said that as directed in the Meeting of the 25th Sep-
tember, 1872, he begged to submit his report as re-
gards the selection of a suitable locality for the estab-

ایک مقام پر اُس آرٹیکل کا لکھنے والا لکھتا ہی کہ ” کمیٹی کو
مناسب ہی کہ * * * * اس امر کی تفتیش کرے کہ آیا اُس قوم
میں (یعنی مسلمانوں میں) کبھی کوئی بڑا فلسفی یا شاعر پیدا ہوئی
ہوا ہی جو ایمانداری کے ساتھ اپنی نسبت خود یہہ باتیں بیان کرے
جو کمیٹی نے بیان کی ہیں “ اگر اس عبارت کا یہہ مطلب ہو کہ
ہمارے ملک کے ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن کے وقت میں کوئی شخص ہماری
قوم کا ایسا ہوا ہی یا نہیں تو اُس کا تو جواب صاف ہی کہ نہیں
اور اگر کبھی کے لفظ سے غیر مقید زمانہ مراد ہو تو اُسکا جواب یہہ ہی
کہ اس آرٹیکل کے لکھنے والے کو دربارہ کیمرچ یونیورسٹی میں جانر
ہیسٹری آف انڈیا اور ہسٹری آف اورینٹل لٹریچر پڑھنی چاہیئے *
راؤ—
سید احمد

نمبر ۱۱۱

روئداد

اجلاس مجلس خزانۃ البضاعة لتأسيس مدرسة العلوم

للمسلمین

منعقدہ آٹھویں نومبر سنہ ۱۸۷۲ع — مقام بنارس

نمبر ۹

صدر انجمن

شیخ غلام علی صاحب

ممبران موجودہ

مرزا محمد رحمت اللہ بیگ صاحب

منشی محمد سبحان حیدر صاحب

منشی سید علی حسن صاحب

مولوی محمد عارف صاحب

سید محمد حامد خان صاحب

منشی محمد یار خان صاحب

سکرتری

سید احمد خان بہادر سی ایس آئی

اجلاس شروع ہوا اور روئداد اجلاس منعقدہ ۱۹ اکتوبر سنہ ۱۸۷۲ع

نمبر ۸ جو بدستخط سکرتری مرتب اور کتاب روئداد میں مندرج تھی

ملاحظہ ہوئی *

lishment of the proposed Muhammadan College, and to inform that he had fixed upon the District of Allygurh as the most eligible site for the new College.

He (Secretary) then read his report before the Meeting as given at the end of this proceeding, and stated that the Members named below had expressed their full concurrence with the proposal that the College should be established at Allygurh.

Those Members, with whom he (Secretary) had an interview, gave in their consent verbally while the others communicated it to him by means of letters.

2. Khalifa Syed Muhammad Hussan Prime Minister of Puttiala.

3. Hafiz Ahmed Hussan Dewan of the Ex-Nawab of Tonk.

4. Syed Muhammad Mahmood, Barrister-at-Law, who is shortly expected here from London.

5. Moulvi Syed Mehdi Ally, Deputy Collector, Mirzapore.

6. Moulvi Syed Zain-ul-Abadin, Sudder Ameen, Boolundshahar.

7. Nawab Muhammad Mahmood Ali Khan of Chhatari.

8. Raja Syed Muhammad Bakar Ali Khan, of Pindrawul.

9. Koonar Muhammad Lutf Ali Khan of Chhatari.

10. Muhammad Masood Ali Khan, alias Mashook Ali Khan, of Danpore.

11. Mirza Muhammad Abid Ali Beg Munsiff of Hathrass.

12. Munshi Muhammad Mushtaq Husain, Nayab Sirishtedar, Collector's Office, Allygurh.

13. Muhammad Masood Shah Khan, Munsarim, Munsiff's Court, Hathrass.

14. Moulvi Muhammad Sami-ullah Khan, Pleader, High Court, N. W. P.

15. Muhammad Enayat-ullah Khan, of Bheekampore.

16. Moulvi Muhammad Ismail of Allygurh.

17. Khwaja Muhammad Yusooff of Allygurh.

After the Secretary's report was read the following Members present in the Meeting also expressed their approval.

سکرتھری نے کہا کہ ۲۵ ستمبر سنہ ۱۸۷۲ء کے اجلاس میں مجھ کو ہدایت ہوئی تھی کہ میں ایک کیفیت اس امر کی نسبت پیش کروں کہ مدرسۃ العلوم مسلمانان کس ضلع میں قائم کرنا مناسب ہی برطبق اس کے میں کیفیت مطلوبہ پیش کرتا ہوں اور اطلاع دیتا ہوں کہ مہینے مدرسۃ العلوم مسلمانان کے لیئے علیگڑہ کر منتخب کیا ہی *

بعد اس کے سکرتھری نے اپنی رپورٹ ممبروں کے سامنے پڑھی جو روٹنڈاں کے اخیر میں شامل ہی اور بہ بیان کیا کہ ممبران مفصلہ ذیل نے بذریعہ تھریز اور نیز زبانی مجھ سے بروقت ملاقات کے اس تجویز سے اتفاق کیا ہی اور علیگڑہ میں مدرسۃ العلوم مسلمانان قائم ہونا منظور فرمایا ہی *

۲ جناب خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر اعظم ریاست پٹیالہ

۳ جناب حافظ احمد حسن صاحب سفیر ثواب صاحب سابق والی ٹرنک مقیم لندن

۴ سید محمد محمود صاحب بیرسٹریٹ لا جو منقریب لندن سے هندوستان میں آنے والے ہیں

۵ مولوی سید مہدی علی صاحب قپٹی کلکٹر بہادر مرزاپور

۶ مولوی سید زین العابدین صاحب صدر امین پلاندھہر

۷ ثواب محمد محمود علیشاہ صاحب رئیس چھتاری

۸ راجہ سید محمد باقر علیشاہ صاحب رئیس پنڈراول

۹ کنور محمد لطف علیشاہ صاحب رئیس چھتاری

۱۰ مسعود علیشاہ صاحب عرف معشرق علیشاہ صاحب رئیس دانپور

۱۱ مرزا محمد عابد علی بیگ صاحب منصف درجہ اول ہاتھرس

۱۲ منشی محمد مشتاق حسین صاحب نایب سررشتہ دار کلکٹری علیگڑہ

۱۳ محمد مسعود شاہ خاں صاحب منصرم منصفی ہاتھرس

۱۴ مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب وکیل ہائی کورٹ الہ آباد

۱۵ محمد عنایت اللہ خاں صاحب رئیس بھیکمپور

۱۶ مولوی محمد اسماعیل صاحب رئیس علیگڑہ

۱۷ خواجہ محمد یوسف صاحب رئیس علیگڑہ

بعد سماع رپورٹ سکرتھری کے ممبران موجودہ مفصلہ ذیل نے بھی اس بات کو کہ مدرسۃ العلوم مسلمانان علیگڑہ میں قائم ہو بالاتفاق قبول و منظور کیا *

18. Syed Muhammad Hamid Khan.
19. Munshi Muhammad Yar Khan.
20. Mirza Muhammad Rahmut-ullah Beg.
21. Moulvi Muhammad Arif.
22. Munshi Muhammad Subhan Hyder.
23. Munshi Syed Ali Hussan.
24. Sheikh Ghulam Ali.

25. Nawab Muhammad Hussan Khan, who came after the business of the Meeting was over, read over the papers and the Secretary's report, and approved of the proposal.

In conclusion it was unanimously carried out that copies of the proceeding of the Meeting and of the Secretary's report be sent to the other Members with request that they may be pleased to inform the Secretary of their approval or dis-approval of the proposal in question.

The Members then thanked the Chairman and the Meeting broke.

SYED AHMED.

Secretary.

To

THE PRESIDENT AND MEMBERS OF THE
MUHAMMADAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE
FUND COMMITTEE, BENARES.

Sirs,

With reference to the proposal made in the Meeting of the Committee held on the 25th September, 1872, I have the honor to submit my report as regards the selection of a suitable locality for the establishment of the proposed Muhammadan Anglo-Oriental College as follows :—

I read the discussions published in Newspapers on the subject, and had personal conversation with some of my friends whom I had the honor to see during the Dussehra vacation. And, after due consideration, I now beg to report that the district of Allygurh is the best place for the establishment of the College.

۱۸ سید محمد حامد خان صاحب

۱۹ منشی محمد یار خان صاحب

۲۰ مرزا محمد رحمت اللہ بیگ صاحب

۲۱ مولوی محمد عارف صاحب

۲۲ منشی محمد سبحان حیدر صاحب

۲۳ منشی سید علی حسن صاحب

۲۴ شیخ غلام علی صاحب

۲۵ واضح ہو کہ بعد ختم اجلاس ثواب محمد حسن خان صاحب

تشریف لائے اور بعد ملاحظہ کاغذات و رپورٹ سکریٹری انہوں نے بھی تجویز مذکورہ بالا سے اتفاق کیا *

بعد اسکے بالاتفاق یہ تجویز ہوئی کہ نقل اس روٹنڈاں کی معہ نقل رپورٹ سکریٹری بقیہ ممبران کے خدمات عالیات میں اس امید سے بھیجی جائے کہ صاحبان مدرج بھی اپنی اپنی راے سے نسبت اتفاق یا اختلاف تجویز مذکورہ بالا مطلع فرمائیں *

بعد اسکے مذکورہ صدر انجمن کا ادا کیا گیا اور مجلس برخاست

درئی *

دستخط

سید احمد خان بہادر سی ایس آئی
سکریٹری

رپورٹ بعالی خدمت پرہیزت و مہیران

مجلس خزنة البضاعة لاسیس مدرسة العلوم

للمسلمین

میں بموجب اس تجویز کمیٹی کے جو ۲۵ ستمبر سنہ ۱۸۷۲ء کو ہوئی تھی اپنی رپورٹ اس امر کی نسبت کہ مدرستہ العلوم مسلمانان کس جگہ ہونا چاہیئے کمیٹی میں پیش کرتا ہوں *

وہ مباحثات جو اسباب میں اخباروں میں چھپی اُنکو بھی میں غور دیکھا اور اس تعطیل میں جن جن درستوں سے ملاقاتیں ہوئیں اُن سے بھی میں گفتگو کی اور بالآخر میری رپورٹ یہ ہے کہ علیگڑہ سے بہتر کوئی جگہ مدرستہ العلوم کے مقرر کرنے کے لیئے نہیں ہے *

جس قسم کا مدرستہ العلوم مقرر کرنا تجویز کیا گیا ہے اور جس سے یہ مقصد ہے کہ طالب علموں کے اخلاق درست ہوں اور اُنکے خیالات پریشانی سے محفوظ رہیں اور جمیع اور تسکین کی طرف مایل ہوں اور جذبات انسانی کو اعتدال پر لایا جائے اور حسن معاشرت اُنمیں پیدا ہو اس قسم کے مدرستہ کے لیئے ضرور ہے کہ وہ ایسی مقام پر مقرر

The nature of the Institution itself, viz, that the students should have as few temptations as possible, as are likely to mislead them from their proper ends, that their thoughts and notions, instead of wandering astray, should take a turn to calmness and serenity, and that their manners and morals should improve, requires that the College should be opened, not in any of the large towns where temptations to evils are great, nor in any small village where even the necessities of life are hardly procurable. I am glad to say that our requirements will be most conveniently fulfilled by fixing upon Allygurh as the site of the new College.

The next point for our consideration is the excellence of the climate of the place where we will establish the College, where our boys will live and will be brought up, and the climate of which place will have a great effect on their health, intellect, and on their other mental and moral faculties. Allygurh is well known for the excellence of its climate. It would not be too much to say that the climate of Allygurh excels that of any other District in the North Western Provinces in salubrity. I have since consulted Mr. J. R. Jackson Civil Surgeon of Allygurh on the point, and now beg to append hereto his opinion and remarks as regards the healthiness of the place.

Further I beg leave to submit for the consideration of the Committee that our proposed College would at present be the only one of the kind, [God grant that the example may be followed in scores] and the fact therefore makes it incumbent on us to establish it in a locality where it is likely to be of the greatest use to the Muhammadans, and with reference to this fact, every one would give preference to Allygurh which is at no great distance from Delhi and the Eastern Districts of the Punjab. It connects itself with the the N. W. corner of the country comprising Meerut, Saharunpore, and Roorki by means of the Railway line. The junction of the Rohilkhand Railway with that of the E. I. Railway just at Allygurh, by means of which it connects the latter city with the whole of the Rohilkhand Districts, makes it a still more valuable place. It is again at a most convenient distance from the Southern parts comprising Agra, Mathura,

کی' چارے جو منجملہ شہر ہائے نگر کے نور جہاں بہت سی ترغیبیں اُن مقاصد کے برخلاف موجود ہوتی ہیں اور نہ بہت چھوٹا گاؤں ہو جہاں اشیائے ضروری بھی بہ مشکل دستیاب ہوتی ہوں یہہ مقامات مطلوبہ نہایت خوبی کے ساتھ ملکہ میں موجود ہیں *

اسکے بعد ہم کو اُس مقام کی آب و ہوا کی خوبی پر خیال کرنا بھی نہایت ضروری ہے جہاں مدرسۃ العلوم کا مقرر کرنا تجویز ہو کیونکہ ہمارے لڑکے وہاں رہینگے وہیں کی آب و ہوا سے پرورش پانینگے اُن کی صحت و تندرستی اور نیز اُن کے ذہن اور دل و دماغ کی قوت پر وہاں کی آب و ہوا کا بہت کچھ اثر ہوگا علیحدہ اپنی آب و ہوا کی خوبی میں مشہور و معروف ہے اگر میں کہوں کہ تمام شمال و مغربی اضلاع سے وہ آب و ہوا میں عمدہ ہے تو کچھہ بیجا اور قاراجب نہوگا میں نے اس باب میں جناب ڈاکٹر جے آر جیکسن صاحب بہادر ایم ڈی سول سرجن علیحدہ سے مشورہ کیا تھا اور جو رائے کہ اُنہوں نے نسبت علیحدہ کی آب و ہوا کی خوبی و عمدگی کے لیے دی ہے وہ میری اس رپورٹ کے ساتھ شامل ہے *

اسکے بعد ہم کو اس بات پر خیال کرنا چاہیئے کہ ہر گاہ بالفصل یہہ ایک ہی مدرسہ اس قسم کا قائم ہوتا ہے (خدا کرے کہ آئندہ بیسیوں ایسے ہی مدرسے قائم ہوں) تو جہاں تک ممکن ہو ہم کو ایسی جگہ قائم کرنا چاہیئے جو مسلمانوں کے لیے زیادہ تر مفید ہو اس لحاظ سے جو شخص کوئی جگہ تجویز کریگا علیحدہ ہی کو تجویز کریگا ۔ علیحدہ دہلی اور اضلاع مشرقی پنجاب سے بہت دور نہیں ہے ۔ میرٹھہ و سہارن پور روز کی وغیرہ اُن اضلاع کو جو شمالی مغربی کرنے پر واقع ہیں دیلوے کے سلسلہ سے اپنے ساتھ ملتا ہے ۔ روہیلکھنڈ ریل جو خاص علیحدہ میں آئے کو ملی ہے اُس کے فریم سے یہہ مقام اور بھی زیادہ مفید ہو گیا ہے اور تمام روہیلکھنڈ کو اپنے میں ملا لیا ہے ۔ جنوبی سمت جسمیں آگرہ و مہترا و بہت پرور کے علاقہ کی مسلمان سادات کی بستیاں اور علاقہ دھولپور و گوالیار ہے اُس کے لیے بھی مناسب دوری پر واقع ہے ۔ لکھنؤ اور اپنے مشرقی اضلاع کو بھی دیلوے کے سلسلہ سے جدا نہیں ہونے دیتا پس اس مدرسۃ العلوم کے مقرر کرنے کے لیے علیحدہ سے زیادہ مناسب کوئی جگہ واقع میں نہیں ہے *

اسکے بعد ہم کو اس بات پر خیال کرنا ہے کہ اُس مقام میں یا اُس کے گرد نواح میں کس قسم کے لوگ بستے ہیں جن سے ہم کو اس بات کی توقع کرنی چاہیئے کہ وہ لوگ اور اُن کی اولاد اس مدرسہ کی ہمیشہ معین و مددگار و سرپرست و پرسان حال رہینگے ۔ اس

parts of Bharathpore occupied by Saiyads, Dholpore, and Gwalior, Lucknow, and the districts situated on the East of it are similarly connected with it by the Railway line. In short, no other place in the North Western Provinces is more fitted for the establishment of the College than is Allygurh.

We should not also lose sight of the fact that the place where we would establish the College, or the neighbouring district must have for its population a people from whom and from whose descendants we might expect an uninterrupted and cordial support for the continuance of the College. But I am sorry to say that when I look around I can discover no place whence I could expect the realization of this hope. The people of Allygurh however, hold out some hope (though a meagre one) in this respect. Allygurh and the neighbouring towns have all Muhammadan population. Moreover, Allygurh and Boolundshahar which are adjacent to one another have many well to do Muhammadan gentlemen and Talookdars, some of whom are well known for their intelligence, foresight, and for their sympathies with their co-religionists, though there may be some who may be possessed of just the opposite qualities. The estate of Pindrawal is situated just close to Allygurh. The owner is a Shia gentleman. We have sanguine hopes that all these men, as well as their descendants will always feel a deep interest in the support of the College. This particular advantage which I have just referred to in connection with Allygurh, and which in fact ought to have preference over all others, I dare say, is not to be met with in any other town or city in the North Western Provinces, and these considerations lead me to select Allygurh as the best place suited to our purpose.

With reference to the climate, extensive population, or dear living in Allahabad, or with reference to the fact that a Government College has already been established there, the Members of the Committee will not, I believe, think it proper to establish their College there. The climate of Robilkhand, and its situation in a corner, (as if it were the America or the New World of the North Western Provinces) make it quite out of place to think of establishing

خیال ہے جب میں آنکھ اٹھانے دیکھتا ہوں تو چاروں طرف اندھیرا معلوم ہوتا ہے پھر جو کچھ توڑی بہت توجہ پڑتی ہے تو علیگڑھ ہی کے نواح کے لوگوں سے پڑتی ہے — علیگڑھ اور اُس کے گرد کے تمام نصیبات مسلمانوں کی آبادی کے ہیں اور علیگڑھ میں اور باند شہر میں جو بالکل اُس سے ملے ہوا ہے تمام مسلمان رئیس بڑے بڑے تعلقہ دار فی مقدر ہیں اور بعض اُن میں سے روہن ضیاء اور سمجھ دار اور مال کار پر غور کرنے والے اور اپنی قوم کی خراب حالت پر اندوس کرنے والے بھی موجود ہیں (گر بعض کی طبیعتیں اُسکے برخلاف بھی ہیں) اور ایک نہایت عمدہ ریاست پندرہ سال کی اُس کے قریب ہی جس کے رئیس شیعہ ہیں اور اُن تمام لوگوں سے اور اُن کی اولاد سے اُن سے بھی زیادہ توقع ہے کہ یہ سب نہایت دل سے ہمیشہ اس مدرسہ کے حامی و سرپرست رہیں گے یہ خاص صفت جو میں نے علیگڑھ کی نسبت بیان کی (اور جسکو سب سے اعلیٰ اور مقدم سمجھنا چاہیئے) میں نہایت مضبوطی اور تقویت سے کہہ سکتا ہوں کہ تمام اضلاع شمال و مغرب میں کسی دوسری جگہ نہیں ہے جس اُن وجوہات سے میں نے علیگڑھ کو دارالعلم بنانے کے لیئے عمدہ مقام تجویز کیا ہے *

ممبران کمیٹی اس بات کو یقینی تسلیم کرتے ہوئے کہ اس مدرسۃ العلوم کے لیئے الہ آباد کا مقام تجویز کرنا کیا بنظر وہاں کی آب و ہوا کے اور کیا بلحاظ اُس کے مرقع کے کہ زیادہ تر جانب شرق واقع ہے اور کیا بنظر کٹائی شہر کے جو روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہے اور کیا پسپا اخراجات ٹیکس کے جو لازماً روز مرہ کے سرانجام میں وہاں واقع ہوتے ہیں اور کیا بنظر اس بات کے کہ خاص اُس مقام پر حال میں ایک مدرسہ اعظم گورنمنٹ کی جانب سے قائم ہوا ہے کسی طرح مناسب نہیں ہے *

روہیلکھنڈ بھی کیا بنظر آب و ہوا کے اور کیا اس سبب سے کہ ایک طرف تو پڑا ہے جو اور اضلاع کی نسبت بمنزلہ امریکا کے ہے اس مدرسۃ العلوم کے لیئے جو ابھی صرف ایک ہی قائم ہونا تجویز ہوا ہے کسی طرح مناسب نہیں ہے *

’ اگر البتہ غور کے قابل تھا مگر اُسکی آب و ہوا ہمیشہ سے بہت ناقص ہے اور انسان کے مزاج کو چنداں مناسب نہیں ہے جہانگیر بادشاہ نے اپنی قوزک میں لکھا ہے ”ہوائے آگرہ گرم و خشک است سفن اطباء است کہ درج را بہ تحلیل مے برد و ضعف مے آرد و بہ اثر طبایع ناسازگار است مگر بغیر و سرداری مزا جان را کہ از ضرر ان ایمن اند و ازین جہت است کہ حیرانانے کہ این مزاج و طبیعت دارند مثل نیل و گارمیش وغیر ان ہرین آب و ہوا غرض میسرند“ علامہ اسکے

the new College there, especially when we are to have only one institution of the kind.

Agra course is a place which might claim some consideration, but the unhealthiness of its climate, its situation more towards the South, and away from the places named above, and also on account of its being an ancient and large city where, under the principle noticed above, the College cannot be founded, make it quite unfit for the purpose.

People are desirous that the College may be founded in some famous town which will give celebrity to the College, but I would observe that the establishment of the College itself will give the place a name which will eclipse the fame of all other towns of India. Not the towns of Oxford and Cambridge with their limited number of population more conspicuous than all other famous towns of England?

People have said much about the establishment of the College in Delhi which has nothing more than some ruined walls, and tombs of some of the most learned and noble personages who lie buried in them. But the Committee are well aware that from the very beginning all our proceedings in connection with the establishment of the College have been taken under the impression that it would be founded in the North Western Provinces, and that it is the Government of the North Western Provinces from which we have received assurances of help.

It is therefore quite useless to think of such places as are situated beyond the limits of the North West Provinces. But there are other reasons which make Delhi quite unfit for our purpose.

I now beg to conclude my report with the observation that Allygurh is in itself a dear name. The words of our Prophet are well known who has said "I am the city of all knowledge, and Ally is the Entrance to it."

I therefore wish with all my heart that the proposed Muhammadan College which, in fact is hoped to be the entrance to knowledge, should be established in Allygurh.

I have the honor to be
Sirs,

Your Most Obedient Servant.

SYED AHMED.

Secretary.

موقع آگرہ بھی خوب نہیں ہے کیونکہ وہ جنوب کی زیادہ مایل ہے اور اُس ملکوں سے جتنا میں نے ارپو ذکر کیا ایک طرف کو پڑتا ہے اور نیز ایک قدیم پوراٹا پڑا شہر ہے جو ہمارے اصول موضوعہ کے بموجب ایسا مدرسہ قائم کرنے کے لیے مناسب نہیں ہے *

لوگوں کا یہ بھی قول ہے کہ یہ مدرسہ کسی نامی شہر میں ہونا چاہیئے جس کے سبب سے مدرسہ اعلیٰ نام ہو اور شہرت پائے مگر میں کہتا ہوں کہ خود یہ مدرسہ اُس مقام کو جہاں قائم ہوگا ایسا نامی کر دیگا کہ تمام ہندوستان کے مشہور و نامی شہر اُس کے آگے پسٹ ہو جائیں گے کیا ایکسپورت اور کیمبرج کی چھوٹی سی آبادی تمام انگلند کے نامی مقاموں سے زیادہ نام آور نہیں ہے *

ویران دہلی میں (جہاں بجز چند دیوارہائے لمبیدہ و بزرگان گور خرابیدہ کے اور کچھ نہیں ہے) مدرسۃالعلوم قائم کرنے پر لوگوں نے بہت کچھ لکھا ہے مگر جو کہ کمیٹی کو معلوم ہے کہ ابتدا ہی سے ہمال مغرب اضلاع ہی میں مدرسہ کے تقرر کے خیال سے سب کارروائی ہوئی ہے اور شمال مغربی اضلاع ہی کی گورنمنٹ نے تمام امدادوں کا وعدہ کیا ہے تو اُن مقاموں کی نسبت بحث کرنا جو حدود اضلاع ہمال و مغرب سے خارج ہیں محض بیوقوفانہ ہی عمارت اس کے بہت سے وجوہات ہیں جنکے سبب سے دہلی اس مدرسۃالعلوم کے لیے مناسب بھی نہیں ہے *

اب میں اپنی رپورٹ کو اس بات پر ختم کرتا ہوں کہ علیحدہ ایک پٹارا نام ہے — ہمارے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول مشہور ہے کہ "انامدینۃالعلم و علیٰ ذلہا" پس یہ ہے یہ مدرسہ ہم مسلمانوں کا جو درحقیقت علم کا دروازہ ہوگا علیحدہ ہی میں ہونا چاہیئے *

دستخط

سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی
سکرتری

یادداشت نوٹہ ڈاکٹر آر جیکسن صاحب

بہادر

مجھے سے اس معاملہ میں رائے طلب کی گئی ہے کہ علیحدہ واسطے قائم کرنے مدرسۃالعلوم مسلمانوں کے قابل پسند کے ہے یا نہیں *

اگرچہ اس مقام کی آب و ہوا کی نسبت میرا تجربہ دو برس سے بھی کچھ کم کا ہے لیکن ڈاکٹر کلکی صاحب اور ڈاکٹر کلری

Memo.

My opinion has been asked as to the eligibility of Allygurh as a site for the new Muhammadan College.

My experience only extends over a period of less than two years, but this again is supplemented by that of my predecessors, Doctors Clark and Kilkelly. I have no hesitation in asserting on my own judgment, corroborated by the authority of these gentlemen, that Allygurh is one of the healthiest stations of the North-West Provinces. It is particularly free from malarial disease, especially that low form of fever, which has of late ravaged the Saharanpore, Mozuffer Nuggur and Meerut Districts.

Being situated on the line of Railway it is of course liable to epidemic visitation. Lately Cholera and Dengue made their appearance in the city of Coel; but the former of these diseases at any rate did not assume the virulent form which so generally prevailed in so many of the other towns of the North-West. Coel enjoyed a similar comparative immunity in previous visitations of Cholera, and this fact testifies to the general salubrity of the place.

The well water, an element on which the inhabitants lay so much stress, and with just cause, is of the best quality, filtering through a porous, sandy soil, and containing but a small proportion of lime salts. The water is soft, plentiful, and procurable at an uniform depth of about 20 feet from the surface.

There are no very extensive Jheels in the neighbourhood, and near the station the drainage is tolerably good; but there is room for improvement in this respect.

If it shall be decided that the College is to be built at Allygurh, I would recommend that a Committee consisting of the Magistrate, Civil Engineer, and Civil Surgeon be convened to act in concert with a Committee selected by the native gentlemen concerned, to fix on a proper site, after careful inspection of the most eligible sites near Coel, due regard being paid to natural drainage, the vicinity of marshes, railway embankments, prevailing winds and other local peculiarities bearing on the question of health.

ALLYGURH: } (Sd.) J. R. JACKSON, M. D.
18th October, 1872. } Offg. Civil Surgeon.

صاحب کے تجویز کا تتمہ ہی جو مجھے سے پیشتر یہاں رہے ہیں میں یہ کامل اپنی تجویز سے اور صاحبان مدرسہ کی سند سے کہہ سکتا ہوں کہ علیگڑھ کی آب و ہوا ممالک مغربی و شمالی کے تمام شہروں سے زیادہ تر صحت بخش ہی یہہ مقام رہا کی آفت سے خصوصاً اُس دہیچے پٹار سے بالکل پاک و صاف ہی جس نے اضلاع سہارنپور اور مظفرنگر اور میروٹھ کو برباد کر دیا *

چونکہ یہہ شہر ریلوے کی سڑک پر واقع ہی اسلئے ایسی بیماریاں جو علی العموم ہوا کرتی ہیں یہاں بھی ہر جاتی ہیں یہاں حال میں مرض ہیضہ اور ڈنکیرونیور یعنی تب شہر کو ل میں ہوئی تھی مگر ہیضہ کی ایسی شدت نہیں ہوئی جیسے کہ مومبا شمال و مغربی اضلاع کے اور شہروں میں ہوئی اس سے پیشتر بھی جو ہیضہ کا مرض ہوا ہی تو بمقابلہ اور شہروں کے کوئل میں تخفیف ہی رہی ہی پس اس بات سے ثابت ہوتا ہی کہ اس مقام کی آب و ہوا علی العموم تندرستی کے لیئے مفید ہی *

یہاں کے کنوؤں کا پانی جس سے لوگوں کو بڑا تعلق ہی اس سبب سے نہایت عمدہ ہی کہ ریانی زمین سے چھوکر بالکل صاف نکلتا ہی اور اُس میں شوریہت بھی بہت کم ہی یہاں کا پانی ثقیل نہیں ہی اور ثلث سے ہی ہر جگہ پینس نیٹ کی گہرائی پر نکل آتا ہی *

اس کے قرب و جوار میں بڑی بڑی جھیلیں نہیں ہیں اور شہر کے پانی کا نکاس بھی اچھا ہی لیکن اُسکی عمدگی میں اور بھی ترقی ہو سکتی ہی *

اگر یہہ تجویز قرار پارے کہ مدرسہ مذکور علیگڑھ میں قائم ہو تو میری یہہ رائے ہی کہ صاحب مجسٹریٹ اور سول سرجن اور سول انجینیر کی ایک کمیٹی مقرر ہو اور یہہ کمیٹی اُس کمیٹی کے اتفاق اور شرکت سے جسکو وہ ہندوستانی ہریف لڑک جو مدرسہ کے کار و بار سے تعلق رکھتے ہیں قائم کریں ہمہ تحقیقات کے جو خوب احتیاط کے ساتھ کی ہو ایک عمدہ موقع مدرسہ کا کوئل کے قریب تجویز کرے جہاں قدرتی ایشادوں اور دلائل اور ریلوے کی سڑک کے بالذہ اور ہوا کے نفاذ اور اسی قسم کی اور خصوصیتوں کا بھی جو صحت و تندرستی سے علائہ رکھتی ہیں پٹوئی لحاظ اور خیال کیا جاوے *

دستخط

ڈاکٹر جیمس آر جیکسن ایم ڈی
قائم مقام سول سرجن علیگڑھ

۱۸ اکتوبر سنہ ۱۸۷۲ء

چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان

یعنی چندہ مندرجہ فہرست سابق

چندہ جدید

حضور عالی ہز ہائینس جناب نواب محمد کلب

علی خان بہادر والی رامپور دام اقبالہم ...

حضور عالی ہز ہائینس جناب نواب صاحب بہادر

والی بہاول پور دام اقبالہم ...

خواجہ احسن اللہ صاحب خلف آنریبل خواجہ

عبدالغنی خان بہادر سی ایس آئی رئیس قہاکہ

راجہ سید محمد باقر علی خان صاحب رئیس

پنڈراول ضلع بلند شہر ...

محمد عنایت اللہ خان صاحب رئیس و تعلقہ دار

ہوٹکم پور ضلع علیگڑہ ...

حافظ احمد حسن صاحب رئیس بدایوں سفیر

نواب صاحب سابق والی ٹونک مقیم لندن

کنور محمد وزیر علی خان صاحب رئیس دان پور

ضلع بلند شہر ...

افتخار الامرا مختار الہام صاحب زادہ محمد

عبود اللہ خان صاحب بہادر فیروز جنگ ...

نواب فیاض الدین احمد خان بہادر لوہارو والا ...

مرزا محمد عابد علی بیگ صاحب رئیس مراد آباد

منصف درجہ اول ہاتھرس ...

کنور محمد لطف علی خان صاحب فرزند رئیس

چھتاری ضلع بلند شہر ...

نواب محمد علی خان صاحب رئیس جہانگیر آباد

ضلع باند شہر ...

محمد سلطان خان صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ

نہر گنگ رئیس دہلی ...

داروغہ محمد عباس علی صاحب رئیس قصبہ

سووارہ ضلع بجنور اسسٹنٹ انجینیر شہر لکھنؤ

محمد اسماعیل خان صاحب فرزند حاجی محمد

فیض احمد خان صاحب رئیس ڈٹاولی ضلع علیگڑہ

جناب سی اے ایلٹ صاحب سکریٹری گورنمنٹ

مالک مغربی و شمالی ...

منشی نجم الدین حیدر صاحب رئیس بدایوں ڈپٹی

کلکٹر آگرہ ...

شیخ محمد جان صاحب وکیل عدالت دیوانی

غازی پور ...

مولوی حاجی عبدالاحد صاحب وکیل عدالت

دیوانی غازی پور ...

قاضی محمد لطافت حسین صاحب وکیل عدالت

دیوانی علیگڑہ رئیس مارہرہ ...

محمد امراؤ خان صاحب رئیس چکاتھل ضلع

علیگڑہ ...

منشی محمد عبدالعزیز صاحب تحصیلدار علیگڑہ

رئیس سہابن پور ...

محمد صفات احمد خان صاحب رئیس غازی پور

پنڈت اندر نارین صاحب سکریٹری انجمن مرزا پور

محمد ظفر یاب خان صاحب رئیس خورجہ وکیل

عدالت علیگڑہ ...

بابو بھگوانداس صاحب رئیس بنارس

قاضی عنایت حسین صاحب ملازم نواب صاحب

ٹونک رئیس بدایوں ...

سید امداد علی صاحب دیوان متعلق ریاست

پٹیالہ ...

ماسٹر رام چندر صاحب ڈائریکٹر سررشتہ تعلیم

پٹیالہ ...

شیخ فخر الدین صاحب نائب صدر عدالت صیفہ

دیوانی از پٹیالہ ...

سید نیاز علی صاحب وکیل سرکار مہاراجہ پٹیالہ

حاضر ہاش کشنری انبالہ ...

جناب الگندندر شکسہر صاحب بہادر کمشنر بنارس

سی بی ...

مسٹر طامس نکلس صاحب اسکوائر

موتی رام ساء صاحب رئیس اعظم نینی قال ...

سید محمد حامد خان صاحب رئیس دہلی

اسپیشیل سب رجسٹرار بنارس ...

منشی محمد اکرام الدین حسین خان صاحب

رئیس مارہرہ سررشتہ دار فوجداری سہارن پور

میر بہر علی صاحب نائب تحصیلدار بجنور ضلع

بجنور ...

مرزا احمد بیگ صاحب تحصیلدار پٹیالہ ...

لالہ پتر چند صاحب ناظم امرگڑہ علاقہ پٹیالہ ...

محمد نامدار خان صاحب ناظم اناحدگڑہ علاقہ

پٹیالہ ...

محمد حرمت خان صاحب مختار عدالت

فوجداری و مال علیگڑہ ...

منشی خواجہ احمد حسین صاحب رئیس علیگڑہ
چودھری محمد طالع اسد اللہ صاحب رئیس
علیگڑہ ...
منشی حیدر حسین صاحب محرر خواجہ محمد
یوسف صاحب از علیگڑہ ...
سید احمد حسین صاحب مختار عدالت فرجدار
علیگڑہ ...
شیخ محمد اعتقاد علی صاحب رئیس علیگڑہ
خواجہ محمد یعقوب علی صاحب رئیس علیگڑہ
مرزا محمد ابراہیم بیگ صاحب رئیس دہلی
مقیم علیگڑہ ...
حکیم سید غلام مرتضیٰ خان صاحب ملازم سرکار
مہاراجہ پٹیالہ ...
سید مقبول حسن صاحب کوتوال شہر پٹیالہ ...
اسیر خان صاحب کرنیل متعلق سرکار پٹیالہ ...
لالہ دیوا سنگھ صاحب وکیل سرکار پٹیالہ حاضر
باش کرنال ...
حافظ نظام الدین صاحب سوداگر رئیس علیگڑہ
خلوفا سید محمد رضا صاحب متعلق سرکار پٹیالہ
کندن لال ساء صاحب رئیس اپنی قال ...
سوندی خان صاحب تحصیلدار گوبند گڑہ علاقہ
پٹیالہ ...
میر اصغر علی صاحب فوٹوگرافر ملازم سرکار پٹیالہ
حافظ عبدالرحمن صاحب رئیس جنہجانیہ ملازم
سین ٹیفک سوہنیٹی علیگڑہ ...
قاضی عظیم الہی صاحب قنون گور رئیس غازیپور
شیخ محمد حسن صاحب وکیل عدالت دیوانی
غازی پور ...
میاں عبدالصمد صاحب سررشتہ دار صدر عدالت
پٹیالہ ...
حافظ عنایت اللہ خان صاحب رئیس علیگڑہ ...
جناب کالیچان صاحب نائب ناظم قسمت کرم گڑہ
متعلقہ یوانی گڑہ علاقہ ریاست پٹیالہ ...
جناب شیخ حسین بخش صاحب نائب ناظم
قسمت کرم گڑہ متعلقہ سنام علاقہ ریاست پٹیالہ
غلام حسین خان صاحب خلف اسایش خان
صاحب متعلق سرکار پٹیالہ ...
شیخ الہی بخش صاحب نائب ناظم انانہ گڑہ
علاقہ پٹیالہ ...

قاضی سید قراب علی صاحب رئیس علیگڑہ و
قاضی شہر معہ قاضی احمد حسین صاحب
وکیل سرکار و رئیس علیگڑہ ...
محمد مغفور اللہ خان صاحب رئیس بلوٹہ ضلع
علیگڑہ ...
غلام مصطفیٰ خان صاحب وکیل منصفی و نمبردار
قصہ خاص قلع آباد ضلع آگرہ ...
جناب مولوی علی احمد صاحب ناظم قسمت
کرم گڑہ علاقہ ریاست پٹیالہ ...
مولوی محمد فضل حسین صاحب از رتلم ...
سید اولاد علی صاحب معاون دیوان متعلقہ ریاست
پٹیالہ ...
سید عنایت علی صاحب نائب بخشی متعلق
ریاست پٹیالہ ...
ماسٹر محمد خدا بخش خان صاحب ناظم
امورات نہر پٹیالہ ...
مولوی ولایت احمد صاحب نائب سررشتہ دار
اجلاس خاص سری مہاراجہ پٹیالہ ...
سید محمد علی صاحب تحصیلدار لکھی علاقہ
سرکار سری حضور مہاراجہ پٹیالہ ...
خلیفہ سید محمد متحسن صاحب مصاحب
سری حضور مہاراجہ پٹیالہ ...
محمد اوصاف علی خان صاحب رئیس علیگڑہ
محمد وزن خان صاحب انسپکٹر پولیس علیگڑہ
سید غلام امام صاحب نائب افسر قیوڑھی مولی
مہاراجہ پٹیالہ ...
محمد مصطفیٰ خان صاحب رئیس بورہ گائوں
ضلع علیگڑہ ...
خواجہ شرف الدین احمد خان صاحب رئیس
دہلی ...
سید محمد علی صاحب سررشتہ دار اجلاس
خاص سری حضور مہاراجہ پٹیالہ ...
حاجی حسن ہندی سوداگر مقیم قسطنطنیہ ...
میر بسم اللہ صاحب پیشکار کلکٹری بنارس ...
خواجہ محمد ابراہیم صاحب رئیس دہلی
امین منصفی دیوبند ضلع بہارنہور ...
قاسم خان صاحب منصرم تعمیر سرائے جدید
سرکاری پٹیالہ ...
خواجہ محمد اسماعیل صاحب رئیس علیگڑہ ...

چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان

۱۵ رمضان سنہ ۱۲۸۹ ہجری
سنہ ۱۳۰۲ قمری

سرنندہ خاں صاحب اہلحد مقدسات سنگون محکمہ	بختاور سنگھ صاحب اہلحد خفیف برادر زادہ
نیابت کرم گڈہ علاقہ پٹیالہ ...	حقیقی منشی کرہی مل صاحب ساکن صاحب
سید شاہ گروتر صاحب اہلحد مقدسات دیوانی نیابت	گڈہ علاقہ پٹیالہ ...
کرم گڈہ علاقہ پٹیالہ ...	سید محمد حسن صاحب تھانہ دار متعلق سرکار
غلام حسین خاں صاحب محکور محکمہ تحصیل	پٹیالہ ...
بہوانی گڈہ علاقہ ریاست پٹیالہ ...	سید محمد محمود الحسن رئیس دہلی محکور
میر احسان علی صاحب نمبردار پٹی سید دیدار	کلکتڑی بلند شہر ...
ساکن سامانہ علاقہ ریاست پٹیالہ ...	سید محمود علی صاحب منیجر مطبع پٹیالہ
حکیم شمس الدین صاحب عرف حکیم محمد مرزا	اخبار ...
صاحب رئیس بنارس ...	شیخ ایزد بخش صاحب سرور شہدار نظامت اناحد
شیخ امیر بخش صاحب انسپکٹر ڈویژن غازیپور	گڈہ علاقہ پٹیالہ ...
مرزا نواز علی بیگ دقتری عدالت سب ارقیت	شیخ دلور حسین صاحب سرور شہدار چنگی
جج بنارس ...	ہاتھرس ...
شیخ محمد برکت اللہ صاحب رئیس علیگڈہ ...	عبدالرحیم خاں صاحب سرور شہ دار محکمہ نظامت
منشی محمد مشتاق حسین صاحب نذر اللہ بابت	کرم گڈہ علاقہ ریاست پٹیالہ ...
شکرہ کامیابی سید محمد محمود صاحب	قافی محمد خلیل صاحب وکیل عدالت دیوانی
یورسٹراٹلا ...	غازی پور ...
شیخ نجیب اللہ صاحب سوڈاگر نینی تال ...	مولوی اسین الدین صاحب مدرس اول درجہ
معز الدین خاں صاحب تھانہ دار بہدور علاقہ پٹیالہ	فارسی مدرسہ اعظم پٹیالہ ...
غلام محی الدین خاں صاحب تھانہ دار متعلق	سید برکت علی صاحب کرنیل توپ خانہ متعلق
سرکار پٹیالہ ...	پٹیالہ ...
نضر الدین خاں صاحب محکور متعلق سرکار پٹیالہ	سید سخاوت حسین صاحب مختار کار نواب
فضل کریم صاحب مثل خواں متعلق سرکار پٹیالہ	محمد محمود علی خاں صاحب رئیس
محمد حسن خاں صاحب مثل خواں متعلق	چھتاری ضلع بلند شہر ...
سرکار پٹیالہ ...	پنڈت گنگا دت صاحب منصور عدالت نینی تال
ہر نرائن جمعدار اناحد گڈہ علاقہ پٹیالہ ...	شیخ عزت علی صاحب تھانہ دار بھکئی علاقہ پٹیالہ
منشی حفیظ اکرم صاحب محکور پلتن سوچان سنگھ	کریم بخش رسالہ دار متعلق سرکار پٹیالہ ...
کرنیل متعلق سرکار پٹیالہ ...	حشمت علی خاں صاحب ساکن سامانہ علاقہ پٹیالہ
علی محمد خان صاحب منیجر رجسٹ چہارم سرکار	شاہ محمد خاں صاحب تھانہ دار کرم گڈہ ...
پٹیالہ ...	منشی عبدالدین صاحب ملازم مولوی فرید الدین
مراد علی شاہ صاحب بسی والا اہلحد نیابت نظامت	صاحب وکیل ہائی کورٹ ...
راج پورہ علاقہ ریاست پٹیالہ ...	شیخ ظہور علی صاحب مثل خواں محکمہ نیابت
پانچ روپہ سے کم جو چندہ ہوا	کرم گڈہ علاقہ پٹیالہ ...
...	فیض الدین صاحب سرور شہدار صدر عدالت پٹیالہ
...	علامہ الدین صاحب تھانہ دار بہوانی گڈہ علاقہ پٹیالہ
...	شیخ تفضل حسین صاحب محکور چنگی ہاتھرس
...	برکت علی خاں صاحب اہلحد مقدسات دیوانی
...	محکمہ نیابت کرم گڈہ علاقہ پٹیالہ ...

میزان کل

۱۸۹۶ پائی

بمقام علیگڈہ — مطبع علیگڈہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

جلد سوم [یکم شوال سنہ ۱۲۸۹ ہجری سنہ ۱۳۰۳ نبوی — یوم المبارک عید الفطر] نمبر ۱۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت مسبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی باہت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور توثیق کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جاوے غرض کہ تمام خط و کتابت باہت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو خط اوہام اُس ترقی کے مائع ہیں وہ مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ باہت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہرگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہرگا چھپا کوئے خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روائگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہرگا *

اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار اٹھ اخراجات روائگی پوچھ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۱۱۳

سمجھ

یعنی تمیز جس سے پہلائی برائی میں امتیاز
کیا جاتا ہے

میرا ہم خیال ہی کہ اگر انسانوں کے دلوں کو چیر کر اُنکا حال دیکھا جائے تو دانا اور نادان دونوں کے دلوں میں کچھ تو ہوتا ہی سا فرق نکلیگا دونوں کے دلوں میں ہمیشہ بہت سے لڑ اور پھیردہ خیال آتے ہیں بے شمار دوسرے دونوں کے دلوں میں اُٹھتے ہیں مگر اُن دونوں میں بھی فرق ہوتا ہے کہ دانا آدمی اُن میں سے انتخاب کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ کون سے خیالات ایسے ہیں جنکو گفتگو میں لانا چاہیئے اور کون سے ایسے ہیں جنکو چھوڑ دینا چاہیئے — نادان آدمی ایسا نہیں کرتا اور جو خیال اُس کے دل میں آتا ہے بے سونچے سمجھے منہ سے بکتا جاتا ہے دانشمند آدمی بھی دوستوں کے ساتھ بات چیت کرنے میں نادان کی مانند ہوتا ہے — جو اُس کے دلمیں آتا ہے بے تردد دوسرے سے کہتا ہے گریبا اُس کو خیالات ہی ایک بلند آواز میں آتے ہیں *

دستی صاحب کا یہ قول ہی کہ انسان کو دشمن کے ساتھ بھی ایسا برتاؤ رکھنا چاہیئے کہ اُسکو درست بنالینے کا موقع دے اور دوست سے اس طرح برتاؤ کرنا چاہیئے کہ اگر کبھی وہ دشمن ہو جائے تو اُس کے ضرر سے بچنے کی جگہ دے — اس قول کی پہلے بات جو دشمن کے ساتھ برتاؤ کی ہے وہ تو نہایت عمدہ ہے — مگر پچھلی بات جو دوست کے ساتھ برتاؤ کی ہے وہ کچھ اچھی نہیں اُس میں سمجھ کی کچھ بھی بات نہیں ہے بلکہ ٹری مکاری ہے — ایسے برتاؤ سے انسان زندگی کی بہت بڑی خوشی سے محروم رہتا ہے اپنے دلی دوستوں سے بھی دل کی بات نہیں کہہ سکتا یہ سچ ہے کہ بعض دفعہ دوست دشمن ہو جاتے ہیں اور دوست کے بھید کو کھل دیتے ہیں مگر دنیا اُنہی کو دغا باز اور برا کہتی ہے اور دوست پر پھروسا کرنے والے کو ناسمجھ نہیں کہتی — ہاں البتہ دوستوں کے منتخب کرنے میں بڑی سمجھ چاہیئے *

سمجھ صرف باتوں ہی میں منحصر نہیں ہے بلکہ ہر قسم کے کاموں میں بھی متعلق ہے اور گربا ہماری زندگی میں ہمارے تمام کاموں کی رہنما اور ہمارے لیئے ہمارے قادر مطلق خدا کی ذیاب ہے — انسان میں بہت سی بڑی عمدہ عمدہ صفتیں ہیں مگر سمجھ سب سے زیادہ نادر ہے — سمجھ ہی کے سبب سے اور تمام صفتوں کی قدر ہوتی

ہی — سمجھ ہی کے سبب سے وہ تمام صفتیں اپنے اپنے موقع پر کام آتی ہیں — سمجھ ہی کے سبب سے وہ شخص جس میں وہ صفتیں ہیں اُن صفتوں سے فائدہ اُٹھاتا ہے — سمجھ بغیر علم اور عقل دونوں ناچیز ہیں — پہلائی برائی دکھائی دیتی ہے بارجوردیکہ انسان میں نہایت عمدہ عمدہ خصلتیں ہوتی ہیں مگر سمجھ بغیر اُنکے برتاؤ میں غلطیاں کرتا ہے اور نقصان پر نقصان اُٹھاتا ہے — سمجھ ہرنے سے صرف اُنہی خوبیوں کا جو اُس میں ہیں مالک نہیں ہوتا بلکہ دوسروں میں جو خوبیاں ہیں اُن کا بھی مالک بن جاتا ہے — سمجھ دار آدمی جس سے گفتگو کرتا ہے اُس کی لیاقت کو بھی جان لیتا ہے اور اُس کی لیاقت کے موافق گفتگو کرتا ہے — اگر ہم انسانوں کے مختلف فرقوں اور گروہوں اور جماعتوں کی مجلسوں کے حالات پر غور کریں تو ہمکو صاف معلوم ہوگا کہ ہر ایک مجلس میں نہ کسی عقلمند کی گفتگو کو غلبہ ہوتا ہے اور نہ کسی بہادر اور دلیر کی گفتگو کو بلکہ اُسی شخص کی گفتگو سب پر غالب رہتی ہے جس کو سمجھ ہے اور جو اہل مجلس کی لیاقتوں کو اور جو بات کہنی ہے اور جو نہ کہنی ہے اُس میں تمیز کر سکتا ہے — جس شخص کو بڑی سی بڑی لیاقت حاصل ہو پر سمجھ نہ ہو وہ ایک نہایت قوی اور زبردست پر اندھے آدمی کی مانند ہے جو بسبب اپنے اندھے پن کے اپنے زور و قوت سے کچھ کام نہیں لے سکتا ہے — جو ایسے شخص کو دنیا میں اُڑ سب طرح کے کمال حاصل ہوں مگر سمجھ نہ ہو تو وہ دنیا میں کسی کام کا نہیں — برخلاف اُسکے اگر اُسکی سمجھ پوری ہو اور صرف اسی ایک صفت میں اُسکو کمال ہو اور باقی اوصاف متوسط درجہ کے رکھتا ہو تو وہ اپنی زندگی میں جو کچھ چاہے کر سکتا ہے *

سمجھ جس طرح کہ انسان کے لیئے ایک بہت بڑا کمال ہے اُسی طرح مگر اُس کے حق میں بہت بڑا رول ہے — نیک دل کی منتہائی خوبی سمجھ ہی اور بد دل کی منتہائی بدی مگر یا یوں کہو کہ وہ نیک دل کے لیئے معراج ہے اور بد دل کے لیئے کمال — سمجھ نہایت عمدہ اور نیک مقصد پیدا کرتی ہے اور اُن کے حاصل ہونے کو نہایت عمدہ عمدہ اور تعریف کے قابل ذریعے قائم کرتی ہے مگر مگر میں صرف خود غرضی ہوتی ہے — سمجھ مثل ایک روشن آنکھ کے ہے جس میں بے انتہا رسعت ہے اور تمام دنیا کو اور دور دور کی چیزوں کو آسمانوں کو اور آسمانوں کے ستاروں کو پھربھی دیکھ سکتی ہے — مگر مثل ایک کوتاہ نظر آنکھ کے ہے جو پاس پاس کی ناچیز چیزوں کو دیکھ سکتی ہے اور دور کی چیزیں کو وہ کیسی ہی عمدہ اور روشن ہوں اُسے نظر نہیں آتیں — سمجھ جسقدر ظاہر

ایک مصنف کا قول ہے کہ سمجھ ہی ایسی رونق کی چیز ہے جسکو کبھی زوال نہیں جو اُس کو چاہتے ہیں آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہیں جو اُس کو دھندلتے ہیں وہ آسانی سے ہاتے ہیں — اسکی تلاش میں اُنکو بہت دور جانا نہیں پڑتا کیونکہ وہ اُسکو اپنے ہی دروازے پر پاتے ہیں — اُس کا خیال رکھنا ہی اُس میں کمال حاصل کرنا ہے — جو کوئی اُس پر خیال رکھتا ہے اسی دم جس سے جو سے دھرت جاتا ہے کیونکہ وہ خود ایسے لوگوں کی تلاش میں رہتی ہے اور جو اُس کے لائق ہیں اُن کو رستہ ہی میں ملتی ہے اور پھر بھی اُن کا ساتھ نہیں چھوڑتی *

اندرس کہ ہماری قوم میں سب سمجھ ہی پر یہی نہیں *

راقم

اے قی سید احمد

نمبر ۱۱۳

عام محبت

یعنی غیر مذہب والوں کے ساتھ محبت اور

دوستی

آج کل ہندوستان کے مسلمانوں کے بعض مسائل کا تصفیہ اکثر اس مصلحت پر مبنی ہوتا ہے کہ غیر مذہب والوں کے ساتھ دوستی اور محبت شرعاً منع ہے — یہی سی باتیں جانکر ہماری سہل شریعت نے مباح کر دیا ہے وہ اسی مصلحت کے لحاظ سے مذکور بلکہ نا جائز سمجھی جاتی ہیں غیر مذہب والوں کے ساتھ کھانا اور پینا جو فی نفسہ مباح ہے اسی ایک مصلحت کے سبب سے مندرج ہو رہا ہے یہاں تک کہ بعض مقدس مزاج اور محتاط طبیعتیں غیر مذہب والوں کے ساتھ آمدورفت اور نشست و برخاست کو بھی پسند نہیں کرتیں — علامہ اسلام کا یہ حال ہے کہ وہ دنیا اور مہنیا کے حالات سے تر مطلق آگاہی نہیں رکھتے اُن کو یہ سمجھ نہیں معلوم کہ اور ملکوں میں کیا ہو رہا ہے اور ضرورت وقت کے لحاظ سے ہم کو کیا کرنا چاہیئے وہ نیک طبیعتی سے یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ اگر غیر مذہب والوں سے اس قسم کی راہ و رسم جاری کی جاوے تو اس بات کا ڈر اندیشہ ہے کہ مرام اسلام جو اپنے مذہبی مسائل سے واقف یا کم واقف ہوتے ہیں وہ غیر مذہب والوں کی مصیبت میں خراب اور اپنے دین و مذہب سے منحرف ہو جائیں گے اس لئے وہ بالفصد مسلمانوں کو مباحات شریعت کے عمل میں لائے کی اجازت نہیں دیتے اور خود اس لئے اُن کا استعمال نہیں کرتے کہ جو بات باپ دادا سے نہیں ہوئی اُسپر جرات کرنا مشکل ہے اور جن عالموں کی ثابت قدمی اس مشکل پر غالب رہی آسکتی ہے وہ اس لئے اُن مباحات سے کنارہ کر جاتے ہیں کہ دیکھ

ہوتی جاتی ہے اُسقدر انسان کا اختیار اور اعتبار بڑھتا جاتا ہے مگر مگر کات کی مانتیا کی مانتیا ہے کہ جب ایک دفعہ کھل گیا تو پھر اُسکی قوت اور عزت بالکل جاتی رہتی ہے — پھر انسان کسی کام کا نہیں رہتا جو کام کہ وہ ایسی حالت میں کرسکتا جیکہ لوگ اُس کو ایک سیدھا سادھا بھرا بھالا آدمی سمجھتے اب وہ کام بھی وہ نہیں کرسکتا — سمجھ عقل کے لئے کمال ہے اور ہمارے کاموں کے لئے رہنما — مگر ایک قوت ہے جو صرف حال ہی کے فائدوں کو دیکھتی ہے — سمجھ نہایت علممند اور نیک آدمیوں میں پائی جاتی ہے — مگر اکثر جانوروں میں اور اُن لوگوں میں جو جانوروں کی مانند یا اُن سے کچھ بہتر ہوتے ہیں پایا جاتا ہے — سمجھ نفس الامر میں ایک نہایت خوبصورت دلکش چیز ہے اور مگر گویا اُسکی بگاری ہوئی نقل ہے — سمجھ والے آدمی کی طبیعت ہمیشہ زمانہ حال اور استقبال دونوں پر لگی رہتی جو باتیں کہ زمانہ دواز کے بعد ہونے والی ہیں اور جو اب ہو رہی ہیں دونوں کو دیکھتا ہے — وہ جانتا ہے کہ رنج و خوشی جو دوسری زندگی یعنی قیامت میں ہونے والی ہے وہ بے شک ہوگی گو اُس کا زمانہ ابھی بہت دور ہے وہ اُس کے دور ہونے کے سبب سے اس لئے اُس کو حقیر نہیں سمجھتا کہ دوسری زندگی یعنی قیامت کی تکلیف و راحت سمجھ پاس آتی جاتی ہے اور اسطرح سے رنج و خوشی دیرینگی جیسیکہ زمانہ حال میں رنج و خوشی ہوتی ہے — اسلئے وہ نہایت غور و فکر سے اُن خوشیوں کے ہاتھ آنے کے لئے کوشش کرتا ہے جو قدرت نے اُسکے لئے بنائی ہیں اور جنکے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے — وہ اپنے خیال کر ہر کام کے انجام تک درآتا ہے اور اُس کے حال و مال کے نتیجوں پر غور کرتا ہے اور اس فانی دنیا کے تھوڑے سے نفع اور فائدہ کو اگر در حقیقت وہ نفع اور فائدہ اُس کی سچی عاقبت کے خیال کے مخالف ہو چھوڑ دیتا ہے غرضکہ اُس کی تمام تدبیریں مدد ہوتی ہیں اُسکا رویہ ایسے شخص کی مانند ہوتا ہے جو اپنا فائدہ بھی سمجھتا ہے اور اُس کے حاصل کرنے کا مناسب طریقہ بھی جانتا ہے سمجھ جسکو مہینے اس مضمون میں بطور ایک ٹپکی اور کمال کے بیان کیا ہے وہ صرف دنیا ہی کے کاموں کے لئے مفید نہیں ہے بلکہ ہماری ہمیشہ رہنے والی زندگی کے لئے بھی فائدہ مند ہے — وہ صرف اس فانی انسان کے لئے ہی رہنما نہیں ہے بلکہ اُس اصلی نا فانی انسان کے لئے بھی جو ہم میں بولتا ہے رہنما ہے — بعض مصنف اسی کو عقل کہتے ہیں اور بعض سمجھ کہتے ہیں تو ہر دو میں سے ایک اور پھلائی اور برائی میں امتیاز کیا جاتا ہے — حقیقت میں یہی چیز سب سے بڑی ہے اُس کے فائدے بے انتہا ہیں اور پھر اس کا ہاتھ نہایت ہی آسان ہے *

کوتا ہوا دیکھ کر عوام بھی ویسا ہی کرنے لگیں اور پھر وہی خوابی پیش آئی جس کا اندیشہ ہی — حالانکہ یہ اندیشہ بالکل غلط اور اس غلطی کا یہ علاج اور زیادہ غلط ہی عوام کا عقیدہ جنکا عمل بالکل درست اور بالغیب پر ہی اس قدر پختہ ہوتا ہی کہ بعض اوقات ہدایہ اور صدی پڑھنے والے طالب علموں کو اپنے بعض مذہبی مسائل کی طرف سے تردد ہر جاتا ہی مگر عوام کو کبھی خواب میں بھی کوئی تشویش لاحق نہیں ہوتی اور یقیناً یہی کیفیت اُن کی غیر مذہب والوں کی صحبت میں بھی پائی دھیکے پس عوام کے خوف سے اپنے مسائل کو آزادی سے بیان کرنے میں قائل کرنا بلکہ ڈال جانا اور اُس کو اپنے وہی اندیشہ کا علاج خیال کرنا حقیقت میں سخت الزام کی بات بلکہ گناہ اور مصیبت میں داخل ہی اور اپنی شریعت میں ایک قسم کی تہریف ہی *

اور ایسے مالوں اور مالہوں سے بھی زمانہ خالی نہیں ہے جو اُن مباحات سے صرف اس غرض سے متمنع نہیں ہوتے کہ ہمارا تشخص اور نفیس صاحبانِ دولت کے دلوں میں جو اُن کے مایہ توکل ہیں اور اُن کے پاس رونق ہیں قائم رہے — اس اخیر کردہ کی ذلت تو اب خدا کی عنایت سے روز بروز کامل ہوتی چلی جاتی ہی امرام بھی اب اُن کو حقارت کی نظر سے دیکھنے لگے ہیں اور اہل مذاق نے اپنی اصطلاح میں اُن کا لقب تھیںدار رکھ لیا ہی جو اوقات معین پر دورہ کرتے ہیں اور اپنا نثرانہ معینہ وصول کر لیجاتے ہیں — اس مضمون میں ان تھیںداروں کے اعمال و افعال سے کچھ بھٹ نہیں ہی بلکہ گفتگو اول الذکر فرقوں کے خیالات سے ہی *

پس واضح ہو کہ مصیبت کی دو قسمیں ہیں ایک مصیبت من حیث الدین اور یہ کہ مصیبت من حیث عوام کے پاس ہوا ہے جو مسلمانوں کے باہم صرف توحد مذہب کے لحاظ سے ہوتی ہی — ایک مسلمان عالم اور دیندار جس کو پہلے ہم نے کبھی نہ دیکھا ہو اسی مصیبت کے سبب سے ہمارے نزدیک راجب التعظیم ہوتا ہی اسی جوش مذہبی کے سبب سے اُس دیندار اور عالم کی مصیبت ہمارے دل میں اثر کر جاتی ہی پس یہ مصیبت مسلمانوں کو صرف مسلمانوں سے ہو سکتی ہی اور مسلمانوں ہی پر منحصر نہیں دنیا میں جس قدر اہل مذاہب ہیں اُن سب کی یہی کیفیت ہی کسی مذہب کا آدمی دوسرے مذہب والوں سے مصیبت من حیث الدین پیدا نہیں کر سکتا *

دوسری قسم کی مصیبت وہ ہی جو امور معاشرت اور روز مرہ کے دنیاوی ہوتا ہے خدا نے آئینش عالم کے ساتھ ساتھ پیدا کی ہی اور وہ ایسی ضروری ہی کہ نظام عالم کے بڑے بڑے ارکان اُسی پر منحصر ہیں ماں باپ نو اپنے بچوں سے بھائی نو بھائی سے میاں نو

بی بی سے اور بی بی کو میاں سے اپنے خاندان والوں سے اپنے ہم محلہ سے اپنے ہر والوں سے اپنے ملک والوں سے اپنے ہم جنسوں سے اور اپنے مددگاروں اور اپنے معشوقوں سے جو مصیبت ہر انسان کو ہوتی ہی وہ اسی دوسری قسم کی مصیبت ہوتی ہی — البتہ مصیبت من حیث الدین اکثر اس مصیبت من حیث معاشرت سے شامل ہو جاتی ہی — برخلاف اسکے اگر ہم یہ دعویٰ کریں کہ ماں باپ کو اپنے بچوں سے اس لئے مصیبت ہوتی ہی کہ بطن غالب آخر کو وہ اولاد اپنے ماں باپ کے مذہب کی پیروی کرینگے تو اس بات کی کیا وجہ ہوگی کہ چوپایوں اور پرندوں میں بھی جو کچھ مذہب نہیں رکھتے ایسی ہی مصیبت پائی جاتی ہی جیسی انسانوں میں ہوتی ہی اس سے صاف ظاہر ہی کہ مصیبت من حیث معاشرت ایک دوسری قسم کی مصیبت اور ایک قدرتی اثر ہی جو مصیبت من حیث الدین سے بالکل علیحدہ ہی لیکن یہ دونوں مصیبتیں باہم ایک دوسری کے متخالف اور ضد نہیں ہیں — ایک جوش مذہبی جو انسان کے دل میں پیدا ہوتا ہی مصیبت من حیث الدین کو تو پیدا کر دیتا ہی لیکن مصیبت من حیث معاشرت کو جو فی نفسہ ایک جدا ہی متقطع نہیں کرتا اور نہ اُس سے جوش مذہبی میں یہ تاثر ہوتی ہی کہ وہ کسی مصیبت من حیث معاشرت کو ہم مذہبوں یا غیر مذہبوں سے متقطع کر سکے *

غالباً میرے اس اخیر بیان سے کہ جوش مذہبی مصیبت من حیث معاشرت کو جو کسی غیر مذہب والے کے ساتھ ہو متقطع نہیں کر سکتا کمتر شخص اتفاق کرینگے — اس وقت بیشتر لوگوں کی رائے یہی ہی کہ جوش ایمانی اسی مصیبت کو دل میں جگہ نہیں دے سکتا وہ لوگ جوش ایمانی اور مصیبت من حیث معاشرت کو جو غیر مذہب والوں سے ہو تو متصادف خاصیتیں ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اُن میں سے ایک کے ایجاب سے دوسری کا سلب لازم آتا ہی لیکن جہاں تک میں نے غور کیا ہی اور جہاں تک مجھ کو تجربہ ہوا ہی میرے نزدیک اُن کے اس دعویٰ کے لئے کوئی دلیل موجود نہیں ہی — ایک جوش جو آج کل کے مسلمانوں کے اعتقادوں کے بموجب مصیبت من حیث معاشرت کو غیر مذہب والوں سے متقطع کرتا ہی وہ حقیقت میں کوئی ایمانی جوش نہیں ہی وہ اُن متعصبانہ خیالات کا جوش و خروش ہوتا ہی جنکو نور ایمانی سے کچھ لگاؤ نہیں ہوتا لیکن غلطی سے لوگ اُسکو مذہبی جوش سمجھنے لگے ہیں اور میں خود بھی پہلے ایک مرتبہ تک جب تک خدا کے احکام پر غور سے نظر نہیں کی تھی ایسا ہی سمجھتا تھا لیکن جب اُسکو غور سے اور انصاف سے دیکھا تو اس جوش و خروش کو دھوکہ کے سرا اور کچھ نہ پایا اور ان لغو خیالات کی بنا ایک بڑی باریک غلطی پر نکلی چنانچہ اس مقصود میں ہم اُسی غلطی کو منحل بیان کرینگے *

تک پہنچ جاوے اور یہہ اخیر خیال ہو کر ایسا بے آرام کر دیوے کہ ہم ایک لمحہ بھی کسی شخص کو غیر مذہب کی پیروی میں ترجیحی نگاہوں بغیر نہ دیکھ سکیں *

یہہ بے چینی حالت اگر در حقیقت نور ایمانی اور جوش مذہبی سے کچھ علائق رکھتی تو ہماری یہ نسبت انبیاء کوام صلوات اللہ علیہم اجمعین اس حالت میں مستغرق رہنے کے زیادہ سزاوار تھے حالانکہ خدا نے قرآن شریف میں اس حالت کو پسند نہیں کیا بلکہ اُس سے منع کیا ہے کما قال اللہ تعالیٰ عزوجل۔ وان کان کبر علیک امراضہم فان استعاضوا ان یتغنی نفقا فی الارض او سلما فی السجاد فتا تہم بآیہ وکرمہ اللہ لجمہم علی الہدی ولا تکرہ من الیہا لیس یمنی ای مقصد صلی اللہ علیہ وسلم اگر تم کو کانروں کا امراض کرنا ناگوار ہی تو اگر تم سے ممکن ہو تو زمین میں کوئی سرنگ یا آسمان میں کوئی سیقہ ہی لگاؤ اور وہاں سے کوئی نشانی اُن کے واسطے آؤ۔ اور اگر اللہ چاہتا تر اُن سب کو ہدایت دیتا پس تم نادان نہ بنو *

اس بے چینی کے علاوہ ایک بڑا سبب اس نفرت کا یہہ بھی ہے کہ اکثر مسلمان یہہ خیال کرتے ہیں کہ ”ہم کو خدا تعالیٰ نے غیر مذہب والوں کے ساتھ دوستی اور محبت کرنے کو قطعاً منع کر دیا ہے جس طرح فرمایا خداے پاک نے لا تتخذ الکافرین اولیاء من دون المؤمنین یا مرما کہ لا تتخذوا الیہود و النصارى اولیاء یا ارشاد اللہ لا تتخذوا عدوی و عداکم اولیاء۔ اسی طرح اور اکثر آیتیں اسی تاکید میں موجود ہیں جنکا صاف یہہ مطالب ہے کہ مسلمانوں کو غیر مذہب والوں سے دوستی اور محبت کرنا بالکل منع ہے خواہ وہ یہود ہوں یا نصاریٰ یا مشرک۔“ حقیقت میں یہہ خیال بہت سے مسلمانوں کے اُداروں میں اثر کر گیا ہے اور علماء زمانہ نے اُس کو اور بھی غماز کر دیا ہے۔ سچی بات کہ زبان سے نکالنا تک پایہ مشکل ہو گیا ہے *

مسلمان اگر غر اور انصاف سے دیکھیں تو وہ صاف اس بات کو معلوم کر لیا کرتے کہ اگر در حقیقت مذہب اسلام کے مسائل کا ایسا ہی حال ہو جیسا اُن کا خیال ہے تو مذہب اسلام سے زیادہ مسلمانوں کے حق میں کوئی دوسری آفت اور وبال نہ ہوگا۔ جن غیر قوموں اور غیر مذہب والوں کے ساتھ مسلمانوں کو بمقتضای ضروریات بشوی اپنا کاروبار جاری کرنا پڑتا ہے یا آپندہ پڑے یا جو غیر قومیں مسلمانوں پر حکمرانی کریں اُن کو مسلمانوں کی طرف سے رفاقت کی کیا اُمید ہوگی اور کس پہرہ پر وہ صفا دل سے مسلمانوں کے ساتھ معاملات میں راستبازی کرینگی اور وقت پر اُن کی ضرورتوں کے سرانجام میں اُنکی مددگار ہونگی۔ ہمارے عالموں نے ایسی ضرورتوں کے لحاظ سے ایک گرمی خیال نہ بنایا ہے کہ ضرورت کے واسطے غیر مذہب

غیر مذہب والوں کے سر میں سینک نہیں ہوتے جنکی خلش سے ہم اُن سے نفرت کریں کوئی غیر مذہب شخص اگر علانہ ہمارے مذہب یا ہمارے دین کے پیشواؤں کی نسبت دھنام دہی کرے تو بلاشبہ ہمارے دل کو سخت کڑا معلوم ہوگا اور ممکن نہیں کہ ہم ایسے شخص سے محبت میں حیثالہماضوت قائم رکھ سکیں لیکن یہہ نفرت ہو کر اُس کی بے تہذیبی کی وجہ سے پیدا ہوگی نہ اُسکی معاشرت مذہبی سے۔ کوئی غیر مذہب شخص اگر فی الواقع ہم سے ذاتی نفرت کرتا ہو اور ہماری طرف سے اُسکو دلی عناد اور تعصب ہو تو ہمارے دل میں بھی اُس کی طرف سے سچی محبت کا اثر نہیں ہو سکتا اور اس لئے ہم بھی اگر اُسے ساتھ رہنا ہی ہوتا تو وہ ہمارے ساتھ کرتا ہی تو کوئی زبان یا قلم ہم کو ملزم نہیں تھرا سکتا اور اگر ہم سچائی اور راستبازی کا استعمال کریں اور اپنے ظاہری پردے کو اپنی دلی کیفیت سے مطابق کریں تو یہہ نہایت بہتر اور مردانہ کارروائی میں داخل ہے و ان تصبروا و تنقروا فان ذالک من مزم الامور ان جملہ مذکورہ بالا کیفیتوں میں سے جب کوئی کیفیت نہ پائی جاوے اور کسی شخص پر سوائے دوسرے مذہب میں ہونے کے اور کوئی الزام نہ ہو تو اُس سے بیٹھے بٹھائے کی ناحق مدارت کی وجہ اسکے ہوا شاید اور کچھ نہ ہوگی کہ وہ ہمارے سچے مذہب کو جھوٹا سمجھتا ہے اور جس مذہب کو ہم برا جانتے ہیں وہ اُسکو اچھا جانتا ہے لیکن انصاف اور عقل کے نزدیک یہہ وجہ ہرگز اُس سے نفرت اور مدارت کرنے کے واسطے کافی نہیں ہے۔ دوسرے شخص نے اگر ہمارے مذہب کو برا سمجھا تو ہم نے بھی اُس کے مذہب کو ایسا ہی خیال کیا ہے۔ ہم کو اگر یہہ طیش ہے کہ اُس دوسرے نے ہمارے سچے مذہب کو برا خیال کیا ہے تو اُس دوسرے شخص کو بھی ایسا ہی طیش ہوگا۔ فرض کہ یہہ ایک رائے کا اختلاف ہی مدارت اور دشمنی کی کوئی وجہ اُس سے پیدا نہیں ہوتی *

ایک شہر جس کی آب و ہوا درحقیقت نہایت عمدہ اور صحت بخش ہو کوئی دوسرا شخص اگر غلطی سے اُس کو نقص خیال کرے یا کوئی مریض کسی نہایت نافع دوا کے استعمال کرنے سے اس خیال خام سے باز رہے کہ وہ دوا مضر ہے تو ایسی ناسمجھیوں پر بلاشبہ اسوس پیدا ہوگا نہ مدارت اور بغض ہمارا یہہ خیال کہ وہ نادان شخص اُس عمدہ آب و ہوا کے مقام کو کیوں ناقص بتاتا ہے اور وہ مریض کیوں ایسی اچھی دوا کو استعمال نہیں کرتا یا ہمارا یہہ خیال کہ کوئی غیر مذہب والا شخص ہمارے اس عمدہ مذہب کی پیروی کریں نہیں کرتا بالکل ایک سے خیالات ہیں پس کوئی وجہ نہیں کہ اول در خیالوں سے ہو کر ایسی بے چینی پیدا نہر جو مدارت کے درجہ

والوں سے ضروری ملای جائز ہی — یہہ راز اگر اسرار تصرف کی طرح سینہ پسینہ چلا آتا تو شاید کچھ کام کا بھی ہوتا لیکن جب اُس سے کتابیں مرتب ہوتیں اور چھاپی گئیں اور اُس کی پنا قرآن پاک کی اِس آیت پر ٹایم ہرٹی کہ اَلَا اِنَّ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ ثَقَلًا تو اب وہ راز مخفی نہیں رہ سکتا — نہاں کے ماند آن رازی کزو سازند معطل — غیر قومیں کوئی احمق یا غافل نہیں ہیں جو ہمارے دائرے میں آجارینگی وہ ایسی اندھی نہیں ہیں کہ جب مسلمان اپنی ضرورتوں کے وقت اُنکے سامنے خوشامد اور چھوٹے اظہارات معصیت اور ہوسستی سے پیش آویں تو وہ اُن کی اس منافقانہ کارروائی سے نفرت نہ کریں اور ہمارے اس خود غرض اور ذلیل طریقہ کے سبب سے ہمکو وہ ذلت کی نظروں سے نہ دیکھیں — یاد رکھنا چاہیئے کہ جب تک مسلمان صفائی قلب سے کسی قوم سے نہ ملہنگے تب تک ہرگز وہ قوم ہمارے شریک حال نہیں ہو سکتی نہ وہ ہمارے کسی کام میں مدد کر سکتی ہی اور نہ ہم سے صفائی کے ساتھ مل سکتی ہی *

اب خیال کرنا چاہیئے کہ جو حالت مسلمانوں کی ہندوستان میں اور نڈز اور ماکوں میں بالکل ہی وہ کس قدر غیر قوموں اور غیر مذہب والوں کی امداد اور دستگیری کی محتاج ہی اور جب یہہ بات بھی ہمارے ایمان میں داخل ہی کہ خدا کو یہہ سب کیفیت جو مسلمانوں پر اب طاری ہی یا آئندہ طاری ہوگی سب کچھہ رز ازل سے معلوم تھی اور اس پر بھی ہم ایمان لائے ہیں کہ اب اور کوئی نبی ہماری شریعت کی اصلاح کے واسطے یا کوئی دوسری شریعت لیکر نہ آویگا اور ہماری شریعت اب ہو طرح کامل اور مضتم ہی اور اُس شریعت کے وہی احکام صحیح فرض کیئے جاویں جن سے ہم نے اوپر اختلاف کیا ہی تو گویا زبان حال سے ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ خدا کو باوجود اس تمام مظہر و شان کے اتنی بھی لہانت نہیں ہی جو وہ اپنے پیارے مسلمانوں کے واسطے ایسی شریعت مقرر کرتا جسکے احکام ہر وقت کی تبدیلیوں کے لحاظ سے اُنکی بقا و عزت و آبرو اور اُنکی تمام ضروریات کے سرانجام کے واسطے کافی اور وافی ہوتے — اگر یہہ نہیں تو دوسری بات یہہ تسلیم کرنی پڑیگی کہ خدا نے ہمکو دھوکہ میں رکھا اور ہمکو ایک ایسی شریعت میں پھانسا جسکے احکام خود بخود ایک وقت میں ہماری تباہی اور بربادی کا موجب ہو جاویں تمام اور قومیں ہماری دشمن ہو جاویں اور ہر شخص حقارت کی نظر سے ہمارے اوپر تھوٹھ کرے —

نعمذباللہ منہا *

مگر الحمد للہ کہ نہ ہمارا خدا ایسا بے وقوف ہی اور نہ ہماری شریعت غرہ مصطفیہ ایسی مہمل شریعت ہی —

ہرچہ ہست از شامت ناسازی اندام ما است

ورنہ تشریف تو پر بالائے کس کوفتہ نیست

ہمارا خدا جس نے اپنے سچے نبی کے ذریعہ سے اپنے ہر حکم احکام ہماری ہدایت اور عمل کے واسطے بھیجے سب سے زیادہ دانا اور بینا اور حکیم ہی — اُس حکیم مطلق نے جو شریعت ہمارے واسطے مقرر کی وہ جیسی رسمت میں کامل ہی ویسی ہی برتاؤ میں سہل ہی اپنے برتاؤ کے لحاظ سے جیسی وہ شریعت ایک بہت عمدہ موسم میں کسی جوان آدمی کی جوانی کے مناسب حال ہی ویسے ہی ایک نامناسب موسم میں وہ ایک پیر و ضعیف مرد کی ضعیفی کے مناسب ہی — اپنی رسمت کے لحاظ سے وہ تمام گذشتہ شریعتوں سے فراخ تر ہی اُسکی ہر حکمت اور نہایت آسان احکام کا یہہ قدرتی اثر ہی کہ مسلمان ہر ایک انقلاب کی حالت میں خوشی سے بسر کریں — مذہب اسلام کا ہرگز یہہ منشاء نہیں ہی کہ کسی قوم یا مذہب والے کی طرف سے دل میں مدارت اور کینہ اور بغض قائم کیا جاوے جو بالکل انسانیہ کے برخلاف ہی — قرآن شریف کی تمام مذکورہ بالا آیات کا مطلب یہہ ہی کہ جو غیر مذہب والے مسلمانوں سے دین کے معاملہ میں لڑتے ہیں اور مسلمانوں کو اُن کے گھروں سے نکالا ہی اُن سے معصیت اور ہوسستی نہ رکھنا چاہیئے اُن سے صرف اُس قدر معاملت جائز ہی جس سے اپنا بچاؤ رہے اور یہہ اخلاق انسانی کا ایک ایسا معتدل حصول ہی جس سے کسی مذہب کا آدمی انکار نہیں کر سکتا — یہہ کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا کہ ہر لشکر جو آپس میں مقابل ہوں اُن میں سے ایک گروہ کے بعض لوگ دوسرے گروہ والوں سے دوستانہ راہ و رسم جاری کریں اور اپنے لشکر کی سب غیروں دوسرے لشکر والوں کو پہونچاویں اور لشکر کے ضعف اور غنیم کی قربت کا باعث ہوں — پس جہاں جہاں مسلمانوں کو غیر مذہب والوں کی ہوسستی سے منع کیا گیا ہی وہ سب اسی قسم کی ہوسستی اور معصیت ہی نہ وہ دوستی اور معصیت جو من حیث المعاشرت ایک انسان کو دوسرے انسان سے لازمی ہی *

فرمایا اللہ پاک نے قرآن بزرگ میں لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ مِنَ الدِّينِ اِنْ يُقَاتِلُوْا
فِي الدِّينِ وَ لَمْ يَخْرُجْ كُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اِنَّ تَقُوْا اللّٰهَ وَ تَقُوْا اللّٰهَ يَخْرُجْ كُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ
اِنَّ تَقُوْا اللّٰهَ وَ تَقُوْا اللّٰهَ يَخْرُجْ كُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ
”یعنی اللہ تعالیٰ تمکو اس بات سے منع نہیں کرتا کہ جو لوگ تم سے دین کے معاملہ میں نہیں لڑے اور جنہوں نے تمکو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا اُن کے ساتھ تم احسان اور انصاف کرو بے شک اللہ انصاف والوں کو دوست رکھتا ہی — اللہ جس بات سے تمکو منع کرتا ہی وہ یہہ ہی کہ جو لوگ دین میں تم سے لڑے اور تمکو تمہارے گھروں سے نکالا یا تمکو تمہارے گھروں سے نکالنے میں لڑوں کی مدد کی اُن

کندھا اور سینہ سے سینہ ملا کر لڑے اور جہاں ہمارا خون گرا وہاں
انہوں نے اپنے خونوں کی بھی دھاریں بہادیں اور ہمارے دشمنوں کو
مغلوب کیا اور حرمین شریفین پر جنگا نام لے لیکر ہمارے عالم و جد
میں آجاتے ہیں ہمارا قبضہ قائم رکھا مگر یہ سب اس لیے ہوا کہ
سلطان روم خلد اللہ ملکہ اپنے ان مددگاروں سے نہایت صفائی اور خلوص
کے ساتھ دوستانہ ملا — پٹارا میں اس کے برخلاف اور علماء ناقابہ
اندیش کی مرضی کے مطابق کام ہوا غارت ہو گیا پھر کیا مسلمانوں پر
یہ فرض نہیں ہے کہ جب کبھی خدا نخواستہ اور نصیب امدا کوئی
موقع آوے تو جہاں ہمارے ان مددگاروں کے پسینا گرنے کا احتمال ہو
وہاں اپنے خون کے نالے بہادیں — اب ہم اپنے عالموں سے دریافت کرتے
ہیں کہ کیا ایسے ایسے معاملات کے بعد بھی دو مختلف قوموں کے باہم
سچی محبت اور دوستی نہیں ہوسکتی مگر انہیں جو شخص یہ
بھی نہ جانتا ہو کہ انگلستان اور فرانس کی مدد کیسی اور کریمیا کی
جائزہ کا نام ہی یا کسی زبان کا لفظ ہی اور کچھ روس اور کچھ مکہ
و مدینہ و کیا خاک ان باتوں کا جواب دے سکتا ہے — اسے از صدرے
و از شمس بازخہ نمی آید *

خدا نے ہم کو اجازت دی کہ ہم اہل کتاب عورتوں سے نکاح کریں
پس جو اولاد اُن عورتوں سے ہوئی کیا وہ اپنی ماؤں سے دلی پیار اور
محبت نکرے گی معذرتاً استعانتِ یبیروں کے خاوند پر ہماری شریعت
کے بموجب ہیں اور جیسی کچھ رعایت اور محبت اور حسن اخلاق
ہم کو مسلمان یبیروں کے ساتھ برتنا چاہیئے وہ سب ہم کو اُن اہل
کتاب یبیروں کی نسبت برتنا ضرور ہوگا ورنہ ہم گنہگار ہونگے پھر کیا
یہ ہوسکتا ہے کہ وہی خدا غیر مذہب والوں سے ایسے ایسے رشتوں اور
قربتوں کو جنہیں محبت ثواب اور ترک محبت گناہ ہو ہمارے لیے جائز
کرے اور خود ہی ہمارے واسطے اور قوموں کو ہمارا دوست ٹھہرائے اور پھر
وہی خدا ہم کو یہ حکم دے کہ تم اُن سے بغض اور عداوت کرو یہ خدا کی
کامیابی ہی یزناؤں کی نلکیاں یا لڑکوں کا کھیل ہی — و ہذا بہتان عظیم
گر مسلمان ہیں کہ راعظ گریڈ * رائے گوردیس امروز بود فردائے
مسلمانوں کو یہ بات بھولنا نہ چاہیئے کہ قرآن شریف تمام تقب
سماری کا مصدق ہے جس میں انجیل کی اخلاقی ہدایتیں بھی شامل
ہیں اور یہ بھی اُن کو معلوم ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ
علیہ و سلم کی بعثت سے ایک بڑی فرض یہ بھی تھی کہ اخلاق انسانی
اپنے حد و کمال کو پہنچ جاوے مسلمان اُس نبی برحق کی اُمت میں
ہیں جس کی تعریف میں خدا ارشاد فرماتا ہے * وانک لعلی خلق عظیم
اور جس کا خطاب رحمۃ اللعالمین ہے ہمارا مذہب تمام نیکیوں کا
سر چشمہ اور ہر ایک قسم کے انسانی اخلاق کا مکمل اور متمم ہے پس
مسلمانوں کو چاہیئے کہ گذشتہ خیالات پر ضرورتاً کھنکھانے والے ٹھیک

سے دوستی کرے اور جو لوگ اُن سے دوستی کریں گے وہ ظالم ہیں ” یہ
آیت تمام آیات ترک موالا اور ترک رفاقت وغیرہ کی صاف صاف
تفسیر ہے جس کے سامنے کسی اور تفسیر کی حاجت نہیں ہے *
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مذہب والوں کے تعانف
قبول کیئے اُن کی دعوتیں منظور کیں جو بالکل محبت کے مقدمات
ہیں — خدا نے ہم کو یہ اجازت دی کہ جن غیر مذہب والوں سے
تمہاری دینی لڑائی نہیں ہے اُن سے ملو اور اُن کے ساتھ اچھا سلوک
کرو — ہم کو اپنے مذہب کی رو سے لازم ہے کہ جہاں ہم معکرم ہوں
وہاں اپنے حاکم کی اطاعت کریں اور جہاں غیر قوموں پر حاکم ہوں
وہاں اپنے معکرموں کی واجبی رعایت کریں اُن کی شراب کی ایسی
ہی حفاظت کریں جیسی اپنے سرکہ کی اور اُن کے سرورں کی ایسی ہی
نگہداشت کریں جیسی اپنے دُشمنوں کی — ہم کو یہ بھی تاکید ہے
کہ جب ہم کسی سے عہد کر لیں تو مضبوطی سے اُس پر قائم رہیں —
کہ یہ سب باتیں مجتہد مع حیث المعجموع باہم محبت اور دوستی
کو مستلزم کرتی ہیں *

خدا نے خود ہم کو اس بات سے مطلع فرمایا ہے کہ نصاری
تمہارے ساتھ زیادہ دوستی کریں گے کما قال ولتجدن اقربہم مردقا الدین
آمنوا الذین قالوا نصاری ذالک بان منہم قسین درہبان وانہم لایستکبرون
پس دوستیاں اس قسم کی بھی ہیں کہ گو ایک فریق دوستی کا
اظہار کرے لیکن دوسرے فریق کو اُس سے کٹا رہے کرنا اولیٰ ہے
لیکن خدا نے نصاریٰ کی اُس دوستی کی علت بھی بیان فرما دی تاکہ
کسی کو شبہ نہ رہے کہ وہ دوستی کس قسم کی ہوگی اور فرمایا کہ
وہ اس واسطے تمہارے دوستدار ہونگے کہ اُن میں عالم ہیں اور
درویش ہیں اور وہ ضرور نہیں کرتے یعنی اُن کی طرف سے یہ دوستی
تمہاری نسبت کمال تہذیب کے سبب سے ہوگی جیسا عام دستور ہے کہ
ایک مذہب انسان دوسرے مذہب انسان سے محبت اور دوستی سے
پیش آتا ہے پھر کیا مسلمان ایسے نامذہب اور وحشی ہوجائیں گے
کہ جو فرقہ اُن کا درست ہو اور دوست بھی ایسا درست جسکی
دوستی کی خبر خدا نے ہم کو دی اُس کے ساتھ بھی وہ نفرت سے
پیش آریں کیا مسلمان کبھی انگلستان اور فرانس کے نصاریٰ کے اُن
احسانات کو بھول سکیں گے جو کریمیا کی لڑائی میں اُن کی طرف
سے مسلمانوں کی سلطنت اعظم نہیں نہیں بلکہ مسلمانوں کی مذہبی
عزت برقرار رکھنے اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں اسلام کا
چھوٹا قائم رکھنے کے واسطے دے دی گئی — اس لڑائی میں ہمارے
یہ مددگار جن کو خدا جزائے خیر دے خاص اپنے ہم مذہب یعنی
دوستوں کے مقابلہ پر جنہوں نے ظلم پر کمر باندھی تھی کٹھنے سے

حکیم اور عالم — ولی و ابدال — نیک و عقلمند — بہادر و نامور
ایک گنوار آدمی کی سی صورت میں چھپی ہوئے ہوتے ہیں مگر
اُن کی یہ تمام خوبیوں عمدہ تعلیم کے ذریعہ سے ظاہر ہوتی ہیں
جب میں جاہل اور وحشی قروں کے حالات پڑھتا ہوں تو اُن
نیکوں سے جو اُن میں ہیں مگر ناشایستہ اور اُس دلیبری اور جرأت
سے جو اُن میں ہی مگر خوفناک اور اُس استقلال سے جو اُن میں
ہی مگر بے ڈھنگا اور اُس دانائی اور عقلمندی سے جو اُن میں ہی
مگر جانوروں کے سے مگر فریب سے ملی ہوئی اور اُس صبر و قناعت
سے جو اُن میں ہی اور گریبا نا اُمیدیاں ہی اُن کی اُمیدیں ہیں
نہایت خوش ہوتا ہوں — سچ ہی کہ انسان کے دل کے جوش
مختلف طرح پر کام کرتے ہیں اور جس قدر کم و بیش عقل کی
ہدایت اُن کو ہوتی ہی اور جس قدر کہ عقل اُن جوشوں کو درست
کرتی ہی اُسی قدر مختلف طور پر اُن سے کام ہوتے ہیں — امریکا
کے حبشی غلاموں کا جب ہم یہ حال سنتے ہیں کہ اپنے آقا کے جرنے
پر یا ایک کام پر سے چھڑا کر دوسرے کام میں لگانے پر جنگلوں کے درختوں
میں لٹک کر اپنی جان دے دیتے ہیں یا ایک ہندو عورت اپنے خاوند
کی لاش کے ساتھ زندہ جل کر سٹی ہو جاتی ہی تو کون شخص ہی
جو اُن کی وفا داری اور محبت کی تعریف نہ کریگا کہ کیسے ہی
ناشایستہ اور نا مہذب طور سے ظاہر ہوتی ہی — اس قسم کی جاہل
اور وحشی قروں کے دلوں میں بھی نہایت عمدہ عمدہ باتیں پائی
جاتی ہیں گروہ وحشی پنہ ہی کی حالت میں کیوں تھیں لیکن اگر
اُن کی مناسب طور سے اور عمدہ تعلیم سے درست کی جاوے تو وہی
وحشیانہ نیکیاں کس قدر ترقی پا سکتی ہیں اور کیسے کیسے عمدہ کام
اور مہذب و شایستہ نیکیاں اُن سے پیدا ہو سکتی ہیں *

مجھ کو اسی بات کا رنج ہی کہ میں اپنی قوم میں ہزاروں
نیکیاں دیکھتا ہوں جو نا شایستہ — اُن میں نہایت دلیبری اور
جرأت پاتا ہوں جو خوفناک — اُن میں نہایت قوی استقلال دیکھتا
ہوں جو بے ڈھنگا — اُن کو نہایت دانا اور عقلمند پاتا ہوں جو اکثر
مکرو فریب اور زور سے ملے ہوئے — اُن میں صبر و قناعت بھی اعلیٰ
درجہ کی ہی مگر غیر مفید اور بے موقع پس میرا دل جلتا ہی اور
میں خیال کرتا ہوں کہ اگر یہی اُن کی عمدہ صفاتیں عمدہ تعلیم و
ترغیب سے آراستہ ہو جاویں تو دین اور دنیا دونوں کے لیئے کیسی کچھ
مفید ہوں *

میری یہی خواہش ہی کہ اس قسم کی تحریکات سے نیکی کو
ترقی دوں جو میری یہہ خواہش پوری نہو مگر میں اس خیال سے
تو بہت خوش ہوں کہ میں ہر پندرہ روز میں انسان کے دل کی
درستی میں کچھ کچھ مدد کرتا رہتا ہوں *

راہِ مستقیم

اے قی سید احمد

خدا اور رسول کی مرضی اور منشاء کے مطابق کام کریں — ہمارا کمال
اسی میں ہی کہ کئی مسلمان ہو یا غیر مسلمان دوست ہو یا دشمن
سب کے ساتھ ہم سابرک اور محبت سے پیش آویں اور جس محبت
سے اب تک ہم اپنی نا سمجھی کے سبب سے محروم رہے آئندہ اُس کے
حصہ کے واسطے بدل کوشش کریں اور اُس کھربائی اثر کو کام میں
لاویں جو ہمارے سچے مذہب نے ہم میں غیروں کو اپنی طرف مائل
کرنے کی غرض سے رکھ دیا ہی — اب مسلمانوں کو ضرور ہی کہ جس
خیر برانداز مصلحت کے اثر نے ہماری شریعت کے وسیع دائرہ کو دو
غیر مساوی حصوں میں تقسیم کر کے ایک بہت چھوٹا حصہ ہماری ہر
زندگانی کے قیدخانہ کے واسطے خاص کر دیا ہی کہ اُسی میں چاہیں ہم
میں چاہیں ہم زندہ رہیں اُس مصلحت خلاف کو درمیان سے اُٹھا کر
اور تنگ قید سے آزاد ہو کر اپنی شریعت کے پورے دائرہ کی وسعت میں
خوشی اور خورمی سے گلگشت کریں اور ان خدا داد نعمتوں پر اپنے
خدا کا شکر ادا کریں *

راہِ مستقیم
مشفق حسین

نمبر ۱۱۵

تعلیم

میں سمجھتا ہوں کہ انسان کی روح بغیر تعلیم کے چمکے
منک مرم کے پہاڑ کی مانند ہی کہ جب تک سنگ تراش اُس میں
داتہ نہیں لگاتا اُس کا دھندلا اور کھردرا پن دور نہیں کرتا اُس کو
تراش تراش کر ستون نہیں بناتا اُس کو پالش اور جلا سے آراستہ
نہیں کرتا اُس وقت تک اُس کے جوہر اُسی میں چھپی رہتے ہیں
اور اُس کی خوش نما نیسی اور دلربا رنگتیں اور خوبصورت خوبصورت
ریل پڑتے ظہور نہیں ہوتے — یہی حال انسان کی روح کا ہی انسان
کا دل کیسا ہی نیک ہو مگر جب تک اُس پر عمدہ تعلیم کا اثر نہیں
ہوتا اُس وقت تک ہر ایک نیکی اور ہر ایک قسم کے کمال کی
خوبیاں جو اُس میں چھپی ہوئی ہیں اور جو بغیر اس قسم کی
مدد کے نمود نہیں ہو سکتیں ظاہر نہیں ہوتیں *

ارسطو نے تعلیم کے اثر کو مجسم صورتوں کے بنانے کی تشبیہ
میں نہایت خوبصورتی سے بیان کیا ہی وہ کہتا ہی کہ مرنی
مورت ایک پتھر کے ڈھونڈے میں چھپی ہوئی ہوتی ہی مگر مورت
بنانے کا ہنر صرف قنصل چیزوں کو اُس میں سے گھڑ دیتا ہی —
مورت تو پتھر ہی میں ہوتی ہی مگر آخر صرف اُس کو نمود
کرتا ہی — جو نسبت کہ مورت گھڑنے والے کو اُس پتھر کے ڈھونڈے
سے ہی وہی نسبت تعلیم کو انسان کی روح سے ہی — بڑے بڑے

بمقام عیگتہ — مطبع علیگتہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER تہذیب الاخلاق

[نمبر ۱۸]

۱۵ شوال سنہ ۱۲۸۹ ہجری سنہ ۱۳۰۳ نبوی

[جلد سوم]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابہ جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجتا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قرضہ کے منایا فرماتا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بتارس بھیجتا جارے غرضکہ تمام خط و کتابت بابہ اس پرچہ کے اُنہی سے کی جارے کیونکہ یہہ پرچہ علیگندہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہی اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہی اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہی * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار انصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہہ ہی کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو قسط اوہام اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹائے جارہیں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جسقدر روپیہ بابہ اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جارہیگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوتا * یہہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہوگا *

اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو نی پرچہ چار اٹھ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۱۱۶

وحشیانہ نیکی

انسان وحشیانہ طور پر ایک نیک کام کرتا ہے اور جو کہ وہ اصل میں نیک ہوتا ہے لوگوں کے دل میں پیٹھ جاتا ہے اور اُس وحشیانہ پن کی بڑائی جس وحشیانہ پن سے وہ کام ہوا آنکھوں سے چھپ جاتی ہے مگر عمدہ تعلیم میں یہ اثر ہی کہ اُن وحشیانہ حرکتوں کو چھوڑا دیتی ہے اور صرف نیکی ہی نیکی وہ جاتی ہے *
نفل ہی کہ ایک شخص کے پاس دو حبشی لڑکے تھے جہاں تو عمر اور اپنی قسم کے لوگوں میں نہایت حسین اور خوبصورت اور آپس میں اُن دونوں کے جانی دوستی اور دلی محبت تھی اُسی شخص کے پاس ایک حبشہ نر عمر لڑکی بھی تھی جو اُس قوم میں نہایت ہی خوبصورت سمجھی جاتی تھی اتفاقاً وہ دونوں جہاں لڑکے اُس پر عاشق ہو گئے اور دونوں نے اُس کو شادی کا پیغام دیا جو کہ وہ دونوں نہایت خوبصورت بھی تھے اور دونوں کا مزاج بھی اچھا تھا اور ہم عمر بھی تھے وہ لڑکی دونوں میں سے جس کے ساتھ شادی ہو راضی تھی مگر اُس نے یہ کہہ کر کہ تم دونوں دوست آپس میں اس بات کا تصفیہ کرلو کہ دونوں میں سے کس کے ساتھ شادی ہو — دونوں لڑکے دل و جان سے اُس پر عاشق تھے عشق اس بات کی اجازت نہیں دیتا تھا کہ ایک تو اُس سے شادی کر لے اور دوسرا محروم رہے اور دوستی بھی اُن میں ایسی سجھی تھی کہ ایک کو دوسرے کا رنج اور بغیر آپس کی صلح اور بغیر آپس کی خوشی کے دونوں میں سے کسی کو شادی کر لینا پسند نہ تھا — آخر کار عشق اور دوستی میں جھگڑا ہوا وہ چاہتا تھا کہ میں غالب آؤں اور وہ چاہتی تھی کہ میں فتح پاؤں مگر کوئی جیت نہ سکا دونوں برابر رہے تب وہ دونوں لڑکے اپنی معشوق کو ایک دن جنگل میں لپگئے اور دونوں نے اُس کو چھوڑی مارکر مار ڈالا اور جب اُس کا خون بہنے لگا تو دونوں اُسے چاٹنے لگے دونوں نے مردہ لاش کو خوب کُلیے لگایا اور دلی محبت سے اُس کے دلفریب کالوں کا بے گناہ بوسہ لیا اور پھر اُس کی لاش کے گرد پیٹھ پر روتے اور پیٹنے لگے خوب ماتم کیا خوب چھاتی پیٹتی اور پھر دونوں نے اپنے تئیں بھی مار ڈالا *

اس عجیب واقعہ سے انسان کے دل کے جوشوں کی جو تعلیم و تربیت سے شایستہ نہیں ہوتیں مجتہد و غریب حالتیں معلوم ہوتی ہیں جو واقعہ کہ مینے ابھی بیان کیا وہ حیرت اور گناہ ہے بالکل یہوا ہوا ہے تو بھی ایسے نیک دل اور دلی ایماندار سے سرزد ہوا ہے کہ اگر اُس کی عمدہ طرز سے تعلیم و تربیت ہوتی تو اُس سے نہایت عمدہ عمدہ نتیجے حاصل ہوتے *

انسان کا ایسے ملک میں پیدا ہونا یا وہاں جا کر رہنا اور تربیت پانا جہاں تعلیم و تربیت کا چرچا ہو اور علم و شایستگی پھیلی ہوئی ہو نہایت خوش قسمتی کی بات ہے — گو اُن ملکوں میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو اُن حبشی لڑکوں سے کچھ بہتر نہیں ہوتے مگر ایسے بھی ضرور ہوتے ہیں جن کو تعلیم و تربیت کے بے شمار فائدے حاصل ہوتے ہیں اور مختلف درجہ کا اُس میں کمال رکھتے ہیں *

شایستہ ملک کی مثال موریت بنانے والے سنگ تراش کے کاغذ کی سی ہے کہ جب آدمی وہاں جاتا ہے تو دیکھتا ہے کہ ابھی تو کڑی پتھر اُسی طرح تھوڑے کا تھوڑا ہی رکھا ہوا ہے اور کسی میں صرف ابھی ٹانگیں ہی بنی ہیں اور کسی میں ہاتھ پاؤں منہ سب کچھ مگر ابھی انگڑی ہے اور کسی میں انسان کے تمام اعضا درست سے بن چکے ہیں مگر صاف ہونے اور جلا ہونے باقی ہیں اور کڑی موریت نہایت خوبصورت اور دلربا بالکل بنکر طیار ہو چکی ہے اُس وقت انسان کے دل میں ضرور یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ وہ پتھر کا تھوڑا کچھ تک ترقی پاسکتا ہے اور ہر ایک انگڑی صورت سوائے شان و نادر کے آخر سے پت تراش کے ہاتھ سے نہایت خوبصورت یا قریب قریب خوبصورت کے ہو سکتی ہے *

نا مہذب ملک کی مثال منگے پہاڑوں کی سی ہے جہاں بجز پتھر کے تھوڑے اور کچھ نظر نہیں آتا کوئی مثال ایسی نظر نہیں آتی جس سے انسان کو یہ خیال ہو کہ وہ کہاں تک ترقی کر سکتا ہے اور اُس میں کیا چیز نہیں ہے جو وہ اب تک انگڑی پتھر کی مانند ہے — جو نیکیاں خرد اُس میں ہیں اُن سے بھی وہ ناواقف ہے کیونکہ وہ نیکیاں مثل پتھر کے تھوڑے کے اُس کے جگر میں چھپی ہوئی ہیں اور بے تعلیم و تربیت کے وہ ظاہر نہیں ہو سکتیں *

یہی خیالات مجھ کو اس بات پر براکتیشتہ کرتے ہیں کہ میں اپنی قوم کو مہذب قوم سے ملنے اور شایستہ ملک میں جانے کی ترغیب کرتا ہوں اور اس خیال سے ہمیشہ رنج میں رہتا ہوں کہ ہماری قوم میں جس قدر نیکیاں ہیں وہ بھی نا مہذب ہیں دنیاوی برتاؤ آپس کا ملاپ دوستوں کی دوستی دینداروں کی دینداری امیروں کی امیری نہایت نا شایستہ اور نا مہذب طرز سے واقع ہوئی ہے اگر وہ عمدہ تعلیم و تربیت سے آراستہ ہو جاوے تو انسان کے لیے اس زندگی میں اور آنے والی زندگی میں دونوں میں نہایت ہی مفید ہو *

راقہ —

اے - نبی - سید احمد

مضمون نمبر ۱۱۷

امید

دنیا د'مید قائم ہی

موجودہ حالت کو وہ کیسی ہی اچھی یا بُری ہو انسان کے دل کے مشغلہ کو کافی نہیں ہوتی — موجودہ رنج و غرضی مصیبت و دوستی کی چیزیں اتنی نہیں ہوتیں کہ انسان کے دل کی قوتوں کو ہمیشہ مشغول رکھیں اس لیے اُس بڑے کاریگر نے جس نے انسان کے پتلے کو اپنے ہاتھ سے اور اپنی ہی مانند بنایا اُس میں چند اور قوتیں ہی ہیں جن کے سبب سے دل کے لیے کاموں کی کبھی کمی نہیں ہوتی اور ہمیشہ وہ وقت دل کے مشغول رہنے کا سامان مہیا اور موجود رہتا ہی — اُنہیں قوتوں کے ذریعہ سے گذری ہوئی باتوں پر دل مہیا آتی ہیں اور آئندہ کی باتوں کا اُنکے ہونے سے پیشتر خیال ہوتا ہی *

وہ عجیب قوت جس کو ہم یاد کہتے ہیں ہمیشہ پیچھے دیکھتی رہتی ہی جب کوئی موجودہ چیز ہم کو شغل کے لیے نہیں ملتی تو وہ قوت پچھلی باتوں کو بل لاتی ہی اور اُسی کے فکر یا خیال سے ہمارے دل کو بھلائے رکھتی ہی اُس کی مثال جگالی کرنے والے جانوروں کی ہی کہ وہ پہلے تو گھانٹا دانہ سب کھا لیتے ہیں اور جب ہو چکتا ہی تو ایک کونے میں بیٹھ کر پھر اُسکو پیٹ میں سے نکال کر چبائے جاتے ہیں *

جس طرح کہ یاد پچھلی باتوں کو خالی وقت میں ہمارے دل کے مشغلہ کو بل لاتی ہی اسی طرح ایک اُڑ قوت ہی جو آئندہ ہونے والی باتوں کے خیال میں دل کو مشغول کر دیتی ہی اور جس کا نام اُمید و بیم یا خوف و رجا ہی — انہی دونوں قسم کے خیالوں سے ہم آئندہ زمانہ تک چھوٹے جاتے ہیں اور جو باتیں کہ دور زمانہ میں شاید ہونے والی ہیں اور ظلمات کے پردوں میں چھپی ہوئی ہیں اور بڑے گہرے اندھیروں کے گڑبڑ میں پڑی ہوئی ہیں اُن کو ایسا سمجھتے ہیں کہ ابھی ہو رہی ہیں — اُنکے ہونے سے پہلے اُنکی خوشی یا رنج اُٹھانے لگتے ہیں یہاں تک کہ اُس زم نہ کا بھی جب نہ یہہ زمین ہوگی نہ آسمان اور ہر چہار طرف سے امن الملک اکبر کی آواز آتی ہوگی ابھی خیال کر لیتے ہیں — پھر کون کہہ سکتا ہی کہ انسان کی زندگی صرف موجودہ وقت پر محدود ہی *

میرا ارادہ ہی کہ میں اس تحریر میں صرف اُسی کا کچھ بیان کروں جسکو اُمید کہتے ہیں — ہماری غرضیاں اس قدر کم و چند روزہ ہیں کہ اگر وہ قوت ہم میں نہ ہوتی جس سے انسان اُن عمدہ اور دل

خوش کن چیزوں کا اُن کے ہونے سے پہلے مزے اُرتھاتا ہی جنکا کبھی ہر جاننا ممکن ہی تو ہماری زندگی نہایت ہی خراب اور بدمزہ ہوتی ایک شاعر کا قول ہی کہ ”ہم کو تمام عمدہ چیزوں کے حاصل ہونے کی اُمید رکھنی چاہیئے کیونکہ کوئی چیز ایسی نہیں ہی جسکی اُمید نہ ہو سکے اور کوئی چیز ایسی نہیں ہی جو خدا ہم کو دے نہ سکے“ — فارسی زبان میں مشہور مقلدہ ہی کہ ”تمنا را عیبی نیست“ ایک ظریف نے کہا کہ دنیا میں مجھے کسی چیز کا رنج نہیں ہی کیونکہ اُمید مجھے ہمیشہ خوش رکھتی ہی — دوستوں نے پوچھا کہ کیا تم کو مرنے کا بھی رنج نہیں ہی اُس نے کہا کہ کیا عجب ہی کہ میں کبھی نہ مروں کیونکہ خدا اس پر بھی قادر ہی کہ ایک ایسا شخص پیدا کرے جسکو موت نہر اور مجھ کو اُمید ہی کہ شاید وہ شخص میں ہی ہوں — یہ قول تو ایک طرافت کا تھا مگر سچ یہہ ہی کہ زندگی کی اُمید ہی موت کا رنج ہم سے مٹاتی ہی اگر ہم کو زندگی کی اُمید نہ ہوتی تو ہم سے زیادہ بدتر حالت کسیکی نہ ہوتی — زندگی ایک بیجان چیز کی مانند ہی جس میں کچھ حرکت نہیں ہوتی اُمید اُس میں حرکت پیدا کرتی ہی — اُمید ہی کے سبب سے انسان میں سنجیدگی اور بردباری اور خوش مزاجی کی عادت ہو جاتی ہی — گریا اُمید انسان کی روح کی جان ہی ہمیشہ روح کو خوش رکھتی ہی اور تمام تکلیفوں کو آسان کر دیتی ہی — مصیبت پر رغبت دلاتی ہی اور انسان کو نہایت سخت اور مشکل کاموں کے کرنے پر آمادہ رکھتی ہی — اُمید سے ایک اور بھی نائدہ ہی جو کچھ کم نہیں ہی کہ ہم موجودہ غرضیوں کی کچھ بہت قدر نہیں کرتے اور اُسی میں مصروف نہیں ہو جاتے چیز نے جب اپنا تمام مال اسباب اپنے دوستوں کو بانٹ دیا تو اُس سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے اپنے لیے کیا رکھا اُس نے کہا کہ اُمید — اُس کی عالی طبیعت اُن چیزوں کی کچھ قدر نہیں کرتی تھی جو اُس کے پاس تھیں بلکہ ہمیشہ اُسکا خیال کسی بہتر چیز کی طرف رہتا تھا *

اگلے زمانہ کے لوگ بغیر اُمید کے زندگی کو نہایت ہی برا سمجھتے تھے نقل ہی کہ خدا نے انسان کے پاس ایک صندوقچہ بھیجا جب اُسکو کھولا تو اُس میں سے ہر ایک قسم کی بلائیں اور مصیبتیں اور بیماریاں جو انسان کو ہوتی ہیں سب نکل پڑیں اُمید بھی اُسی صندوقچہ میں تھی وہ نہ نکلی بلکہ ڈھکے میں چھپ رہی اور صندوقچہ ہی میں بند ہو گئی تاکہ مصیبت کے وقت انسان کو تسلی دے پس جس زندگی میں اُمید ہی اُس سے بڑا کوئی خوش زندگی نہیں ہی غرضاً جبکہ اُمید ایک عمدہ چیز کی اور اچھی بنا پر ہو اور ایسی چیز کی ہو جو اُمید کرنے والے کو حقیقت میں خوش کر سکتی ہو اسباب

کی حقیقت وہی لرگ خرب جانتے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ خرشتال آدمی کے لیے بھی زمانہ موجودہ میں کافی خوشی نہیں ہے *

میں بہت بھی سمجھتا ہوں کہ مذہبی زندگی میں عمدہ عمدہ چیزوں کی بہت سی امیدیں ہوتی ہیں اور ایسی چیزوں کی ہوتی ہیں جو ہم کو پورا پورا خوش کر سکتی ہیں دینی چیزوں کی امیدیں دنیوی چیزوں کی امیدوں سے بہت زیادہ قوی اور مضبوط ہوتی ہیں کیونکہ اُن میں عقل کے علاوہ مذہبی اعتقاد کی بھی نہایت قوت ہوتی ہے اس قسم کی امیدوں کا خیال ہی ہم کو پورا پورا خوش رکھتا ہے بلاشبہ امید کے اثر سے انسان کی زندگی نہایت شیریں ہو جاتی ہے اگر وہ موجودہ حالت سے خوش نہیں رہتا تو اُس پر صبر تو ضرور آ جاتا ہے — مگر مذہبی امیدیں اس سے بھی زیادہ فائدہ مند ہیں تکلیف کی حالت میں دل کو سنبھال لیتی ہیں بلکہ اُس کو اس خیال سے خوش رکھتی ہیں کہ شاید بھی تکلیف اُس امید کے حاصل ہونے کا ذریعہ ہو مذہبی امید گویا مردہ کو زندہ کر دیتی ہے اور اُس کے دل کو غایت درجہ کی خوشی بخشتی ہے انسان اپنی تکلیفوں میں خوش رہتا ہے اور روح اُس بڑی چیز کے لپک لینے کو ارچھلتی ہے جو ہمیشہ اُس کی نظر میں رہتی ہے اور آخر کار اس امید کی خوشی میں اس فانی جسم کو چھوڑ دیتی ہے کہ قیامت کے دن اُس سے مل جاوے گی *

حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے نہایت مصیبت اور تکلیف کے وقت میں خدا کی مناجات میں اس مضمون کا گیت گایا تھا *

”میں ہمیشہ خدا کو اپنے سامنے رکھتا ہوں وہ میری دائیں طرف ہے اسی لیے میں گھبراتا نہیں میرا دل خوش ہے میرا گھر بھی اسی امید میں رہیگا کہ تو میری روح کو جہنم میں نہالے — تو اپنی چیز کو خراب ہوتے ہوئے ندیکھیگا — تو ہی مجھ کو زندگی کے طریق دکھائیگا — تیری ہی حضور میں خوشی کا کمال ہے — تیری ہی دائیں طرف ہمیشہ کی خوشی ہے آمین“ *

راقم

اے - قی - سید احمد

نمبر ۱۱۸

اخلاق

مسٹر اڈیسن کا قول ہے کہ مذہب کے دو حصہ ہو سکتے ہیں ایک اعتقادات دوسرا عملیات مسٹر اڈیسن کی فرض اعتقادات سے صرف وہ مسائل ہیں جو وحی سے معلوم ہوئے ہیں اور جو عقل سے یا کارخانہ قدرت پر غور کرنے سے معلوم نہیں ہو سکتے — مگر ہم کو

آنکے اس بیان سے کسی قدر اختلاف ہے — ہم اعتقادات اُن مسائل کو کہتے ہیں جن کا ہونا عقل و ٹیچر یعنی کارخانہ قدرت کے اصول پر ناممکن نہیں ہے الا ہم اُن دونوں کی بنا پر اُن کے ہونے کا یقین نہیں کر سکتے تھے وحی نے صرف اُن کے ہونے پر جب وہ ہوں ہو کر یقین دلایا ہے یا اُن کا ہونا پتلا ہے — ہم نے اس مقام پر حرف تردید کو اس لیے استعمال کیا ہے کہ ہم کو اس بات میں شبہ ہے کہ اُن مسائل پر جن کو ہم نے اعتقادات میں داخل کیا ہے یقین لانا جزو ایمان ہے یا نہیں — عملیات میں مسٹر اڈیسن نے اُن مسائل کو داخل کیا ہے جن کو عقل و ٹیچر کے مطابق مذہب نے بھی ہدایت کی ہے پس وہ پہلے حصہ کا نام عفاہد رکھتے ہیں اور دوسرے حصہ کا نام اخلاق *

پھر وہ لکھتے ہیں کہ ہم اثر لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اعتقادات پر اس قدر خیال کرتے ہیں کہ اخلاق کو بالکل بھول جاتے ہیں اور بعض اخلاق پر ایسے مترجمہ ہوتے ہیں کہ اعتقادات کا کچھ خیال نہیں کرتے — صاحب کمال آدمی کو ان دونوں میں سے کسی بات میں ناقص نہ رہنا چاہیئے — جو لوگ اس بات پر غور کرتے ہیں کہ ہر ایک سے کیا کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے وہ دل سے ہمارے اس بیان کی تصدیق کریں گے *

اندرس ہی کہ اس مقام پر بھی مجھ کو مسٹر اڈیسن سے کچھ تھوڑا سا اختلاف ہے کچھ حصہ اُن کے اس مضمون کا نہایت سچ ہے مگر پہلے حصہ میں کچھ غلطی ہے — میں سمجھتا ہوں کہ اعتقادات میں اور عملیات میں جس کو مسٹر اڈیسن اخلاق کہتے ہیں کچھ ملاکت نہیں ہے انسان اعتقادات پر کتنا ہی زیادہ خیال کرے اُس کے اخلاق میں کچھ تفاوت نہیں ہو سکتا — اسی طرح اخلاق پر کیسا ہی مترجمہ ہو اُس کے اعتقادات میں کچھ نقصان نہیں آ سکتا کیونکہ یہ ہر دو کام جدا جدا آلوں اور ہر دو جدا جدا شخصوں سے متعلق ہیں پہلا ہمارے دل یا ہماری روح اور خدا سے — دوسرا ہماری شاہری حرکات اور جذبات اور انسان سے *

پھر وہ لکھتے ہیں کہ گو مذہب اخلاق اور اعتقاد پر منقسم ہے اور اُن دونوں میں خاص خاص خوبیاں ہیں مگر اخلاق کو اعتقاد پر اکثر باتوں میں ترجیح ہے *

۱ کیونکہ اخلاق کی اثر باتیں نہایت صحیح اور بہت مضبوط ہیں یہاں تک کہ اگر اعتقاد بالکل قائم نہ رہے تب بھی وہ باتیں (یعنی اخلاق کے مسائل) بدستور قائم رہتی ہیں *

۲ جس شخص میں اخلاق ہی اور اعتقاد نہیں رہے شخص بہ نسبت اُس شخص کے جس میں اعتقاد ہی اور اخلاق نہیں انسان

نتیجہ یہ ہے کہ کوئی شخص اخلاق میں کمال حاصل نہیں کر سکتا جب تک اخلاق کو عیسائی مذہب کا سہارا نہ ہو — یہ قول مسٹر اڈیس کا ہے مگر میں یہ کہتا ہوں کہ کوئی اعتقاد یا کوئی مذہب سچا ہو ہی نہیں سکتا جس کا نتیجہ اخلاق کی مددگی نہ ہو پس اخلاق کو کسی مذہب کا کچھ نہ سہارا ہوگا نہ وہی بلکہ مذہب یا اعتقاد کے سچ سمجھنے کو اخلاق کا سہارا ہوگا ہی *

مسٹر اڈیس اور بھی ہر ایک اصول قائم کرتے ہیں جو اس گفتگو سے ملانہ دیتے ہیں *

۱ وہ کہتے ہیں کہ ہم کو ایسی بات کو اعتقاد کی چیز نہ قرار دینا چاہیئے جس سے اخلاق کو استحکام اور ترقی نہ ہوتی ہو *

۲ کوئی اعتقاد صحیح بنیاد پر ہو ہی نہیں سکتا جس سے اخلاق خراب یا اُن میں تنزل ہوتا ہو *

یہ دونوں اصول مسٹر اڈیس کے ایسے عمدہ ہیں کہ دنیا میں کوئی شخص جس کے دل کی آنکھ خدا نے اندھی نہ کی ہو اُن سے انکار نہیں کر سکتا *

اِس کے بعد مسٹر اڈیس انہیں اصولوں پر ایک اور مسئلہ متفرع کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ تمام مشتبہ مقاموں میں ہم کو نہایت غور کرنی چاہیئے کہ اگر بالفرض وہ غلط ہو تو اُس سے کیا کیا بد نتیجے پیدا ہو سکتے ہیں — مثلاً اپنے ایمان کے مضبوط کرنے اور خیالی ثواب حاصل کرنے کی لڑنگ میں لوگوں کو تکلیف دینا — لوگوں کے دلوں میں رنج اور نفرت غصہ اور سخت عداوت پیدا کرنا اور جس چیز پر اُن کو اعتقاد نہیں ہے بڑبڑستی اُن سے قبول کروانا ایسے جذبات ہیں ہم اسی پر بس نہیں کرتے بلکہ ان سب باتوں کے سوا ہم اُن کو دنیا کے فائدہ اور خوشی سے بھی محروم کرتے ہیں — اُن کے جسم کو تکلیف دیتے ہیں اُن کی دولت کو خراب کرتے ہیں اُن کی فامریوں کو خاک میں ملاتے ہیں — اُن کے خاندانوں کو برباد کرتے ہیں اُن کی زندگیوں کو قلع کر ڈالتے ہیں — یہاں تک کہ آخر کار اُن کو مار ڈالتے ہیں — پس جب کسی مسئلہ سے ایسے بد نتیجے نکلیں تو مجھکر اُس مسئلہ کے مشکوک ہونے میں کچھ شبہ نہیں رہتا جیسے کہ علم حساب میں ہر اور دو چار ہونے میں کچھ شبہ نہیں ہوتا پس ایسے مسئلہ کو اپنے مذہب کی بنیاد نہیں ٹھہرا سکتا اور نہ اُس پر عمل کر سکتا ہوں *

اِس قسم کے معاملات میں ہم صریح اپنے ہمجنسوں کو ضرور پہنچاتے ہیں اور جس مسئلہ سے ہم ایسا کرتے ہیں بلاشبہ وہ مشکوک اور قابل اعتراض ہی اخلاق اُس سے بالکل خراب ہو جاتے ہیں *

کے لئے دنیا میں بہت زیادہ بہتری کر سکتا ہے — اور میں اس قدر اور زیادہ کہتا ہوں کہ انسان کے لئے دین اور دنیا دونوں میں بہت زیادہ بہلائی کر سکتا ہے *

۳ اخلاق انسان کی فطرت کو زیادہ کمال بخشتا ہے کیونکہ اُس سے دل کو قرار و آسودگی ہوتی ہے دل کے جذبات اعتدال پر رہتے ہیں اور ہر ایک انسان کی غرضی کو ترقی ہوتی ہے *

۴ اخلاق میں ایک نہایت زیادہ فائدہ اعتقاد سے یہ ہے کہ اگر وہ ٹھیک ٹھیک ہوں تو تمام دنیا کی مذہب قومیں اخلاق کے بڑے بڑے اصولوں میں متفق ہوتی ہیں کہ وہ عقائد میں وہ کیسی ہی مختلف ہوں *

۵ کفر سے بھی بد اخلاقی زیادہ بدتر ہے یا اس مطلب کو یوں نہ کہ اثر لوگوں نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ ایک نیک چاہ نیک جاہل وحشی جس کو خدا کی باتوں کی کچھ خبر بھی نہیں پہونچتی نجات پاسکتا ہے مگر بد چلن معتقد آدمی نجات نہیں پاسکتا *

۶ اعتقاد کی خوبی اِسی میں ہے کہ اُس کا اثر اخلاق پر ہوتا ہے اگر ہم اِس بات پر غور کریں کہ اعتقاد کی یعنی خدا کے دینے ہوئے مذہب پر ایمان رکھنے کی خوبیاں کیا ہیں تو ہم کو اِس بات کی صحت جو ہم نے ابھی بیان کی بھری معلوم ہوجاویگی — میں سمجھتا ہوں کہ مذہب کی خوبیاں ان باتوں میں ہیں جن کو میں بیان کرتا ہوں *

۱ اخلاق کی باتوں کو سمجھنا اور اُن کو اعلیٰ درجہ پر پہنچانا *

۲ نیک اخلاق پر عمل کرنے کے لئے نئے نئے اور ترقی پزیر افراض کو بہم پہنچانا *

۳ خدا کی نسبت عمدہ خیالات پیدا کرنا اور اپنے ہمجنسوں میں اچھا برتاؤ کرنا جس سے آپس میں محبت زیادہ ہو اور خود انسان اپنی سچی حالت کو کیا بلحاظ اپنے نیچر کی خوبی کے اور کیا بلحاظ اُس کی بدی کے بھری سمجھے *

۴ برائی کی برائیوں کو ظاہر کرنا *

۵ نجات کے لئے نیک اخلاق کو عام ذریعہ ٹھہرانا *

مذہب کی خوبیوں کا یہ ایک مختصر بیان ہے مگر جو لوگ اِس قسم کے مباحثوں میں مشغول رہتے ہیں وہ نہایت آسانی سے ان خیالوں میں ترقی دے سکتے ہیں اور مفید نتیجے ان سے نکال سکتے ہیں — مگر میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ ان سب باتوں کا ظاہر

یہ مضمون مسٹر اڈیس کا غالبان عیسائی مذہب کے اُس زمانہ پر اشارہ ہے جب کہ رومی کیتھولک اور پروٹسٹنٹ فرقہ میں دشمنی کی آگ بھڑک رہی تھی اور مرہ اور مررت و بچے مذہب کے ماننے پر آگ میں جلائے جاتے تھے اور نہایت بد بخت غوریزیاں جو در حقیقت گرہپانگی کے بالکل برخلاف تھیں ہر رہی تھیں *

لوگ خیال کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے مذہب میں بھی ایسا ہی غرضنوار اس اور اخلاق کے برخلاف جہاد کا مسئلہ ہی اگر وہ مسئلہ در حقیقت ایسا ہی ہو جیسا کہ بعض یا اکثر حقیقت تک نہ پہنچنے والے یا خود فرض لوگوں نے سمجھا ہے یا اکثر ظالم و مکار مسلمان حکمرانوں نے برتا ہے تو تو اُس کے اخلاق کے برخلاف ہونے میں کون شبہ کر سکتا ہے مگر ہمارا امتقاد یہ نہیں ہے — بلکہ جو حقیقت جہاد کی درحقیقت مذہب اسلام کی رو سے ہے وہ اخلاق کے برخلاف نہیں ہے — اُس میں کسی قسم کا جبر یا کسی کے مذہب کو بچہ چھوڑنا یا مذہب کے لیئے کسیکا خون بہانا مطلق نہیں ہے وہ صرف ٹیشنل پر یعنی اُس قانون پر جو مختلف قوموں کو آپس میں برتنا چاہیئے مبنی ہے اور جو آج کل مذہب سی مذہب قوموں میں جاری ہے *

اس مسئلہ کا ذکر ہم نے اپنی متعدد تصنیفات میں کیا ہے اور اُمید ہے کہ کبھی اُس مضمون پر کوئی تحریر اس پرچہ میں بھی چھاپینگے *

مسٹر اڈیس اپنے اس مضمون کو کسی مصنف کے نہایت مدد اور دل میں اثر کرنے والے کلام پر ختم کرتے ہیں اور وہ کلام یہ ہے ”آپس میں نفرت پیدا کرنے کو تو ہمارے لیئے مذہب کافی ہے مگر ایک دوسرے میں محبت پیدا کرنے کے لیئے کافی نہیں“ *

میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ جو برتاؤ مذہبوں کا اس زمانہ میں ہے وہ ایسا ہی ہے اور مسلمانوں کا برتاؤ سب سے زیادہ برا ہے مگر سچے مذہب کا یعنی اسلام کا سچا مسئلہ یہ ہے کہ ”خدا کو ایک چائنا اور انسان کو اپنا بھائی سمجھنا“ پس جو کوئی اس مسئلہ کے برخلاف ہے وہ غلطی پر ہے *

راقم

اے - ڈی - سید احمد

نمبر ۱۱۹

وہ

دنیا میں ایسے لوگ بھی بہت ہیں جنکا ظاہر کچھ اور باطن کچھ ہوتا ہے — دنیا دار اور رند مشرب آدمی جسقدر کہ در اصل

وہ بد ہیں اُس سے زیادہ اپنی تئیں بد بناتے ہیں — دینداری کی بناوت کرنے والے جسقدر کہ ہوتے ہیں اُس سے زیادہ نیک اپنے آپ کو جتلاتے ہیں — وہ تو دینداری کی فرا فرا سی باتوں سے بھی بھاگتے ہیں اور دن رات عشق و تماشا بینی اور لچ پنے کی باتوں کی جنکو در اصل اُنہوں نے کیا بھی نہیں کہیں ادا کرتے ہیں — اور یہ حقیرت پیشمار گناہوں اور بدیوں کو ایک ظاہری دینداری کے پردہ میں چھپاتے ہیں اور کٹی کی اوجہل شکار کھیلتے ہیں — میں سمجھتا ہوں کہ یہ دروڑوں قسم کے آدمی چنداں پرے نہیں مگر ایک اور قسم کی قسم کے لوگ ہیں جو ان دروڑوں قسم سے علاحدہ ہیں اور اُنہیں کا کچھ ذکر میں اس تحریر میں کرنا چاہتا ہوں — اُن کی بناوت ایک اور ہی عجیب قسم کی ہے وہ اپنی بناوت سے دنیا کے لوگوں کی کو فریب نہیں دیتے بلکہ اکثر خود آپ بھی دھرم میں پڑتے ہیں — وہ بناوت خود اُس سے اُنہیں کے دل کے حال کو چھپاتی ہے جسقدر کہ در حقیقت وہ نیک ہیں اُس سے زیادہ اُن کو نیک جتاتی ہے — پھر تو وہ لوگ یا اپنی بدیوں پر خیال ہی نہیں کرتے یا اُن بدیوں کو نیکیاں سمجھتے ہیں مقدس دواؤں نے نہایت دلچسب لفظوں میں اس برائی سے پناہ مانگی ہے اور اس طرح پر خدا کی مناجات کی ہے ”کون اپنی غلطیوں کو سمجھ سکتا ہے تو ہی سمجھ کر میرے پروردگار میں سے پاک کر“ جو لوگ علانیہ بدی کرتے ہیں اگر اُن کو بدیوں اور گناہوں سے بچانے کے لیئے نصیحت کی ضرورت ہے تو وہ لوگ جو در حقیقت مروت کی راہ جتاتے ہیں اور اپنے تئیں نیکی اور زندگی کے رستہ پر سمجھتے ہیں کسقدر رحم کے لائق ہیں اور کتنی نصیحت کے محتاج ہیں — پس میں چند قاعدے بیان کرنا چاہتا ہوں جن سے وہ بدیاں جو دل کے کونوں میں چھپی ہوتی ہیں اور جنکے چھپے رہنے سے انسان خود اپنے دل کا سچا حال آپ نہیں جان سکتا معلوم ہو سکیں *

عام قاعدہ تو اس کے لیئے یہ ہے کہ ہم خود اپنے آپ کو اُن مذہبی اصولوں سے جو ہماری ہدایت کے لیئے مقدس کتاب اللہ میں لکھے ہیں جانچیں اور اپنی زندگی کو اُس پاک شخص کی زندگی سے مقابلہ کریں جس نے یہ فرمایا کہ ”اذا بھر مثلکم یوحی الی انما الہکم اللہ واحد“ اور جو اُس درجہ کمال تک پہنچا جہاں تک انسانکا پہنچنا ممکن ہے — اور جسکی زندگی ہماری زندگی کے ڈیڑھے نمونہ ہے اور جو اپنی پیروی کرنے والوں کے لیئے بلکہ تمام دنیا کے لیئے بڑا ہادی اور بہت بڑا اُستاد ہے — ان دروڑوں قاعدوں کے برتنے میں بڑی بڑی غلطیاں پڑتی ہیں کچھ تو لوگوں کی سمجھ

چاہیئے کہ جن کاموں کے سبب سے وہ تعریف کرتے ہیں وہ کام ہم مدد غرض سے اور نیک نیتی سے دنیا کو فائدہ پہنچانے کے لئے کرتے ہیں یا نہیں اور پھر ہم کو یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ وہ نیکیاں جنکے سبب ہماری تعریف کرنے والے ہماری تعریف کرتے ہیں دراصل ہم میں کہاں تک ہیں — ان باتوں پر انسان کو بقدری غور کرنا نہایت ضرور ہی کیونکہ ہمارا یہ حال ہی کہ یہی تو ہم لوگوں کی رایوں پر جو ہماری نسبت میں پسند کر کے اپنے تئیں بہت برا سمجھنے لگتے ہیں اور کبھی اُن کو ناپسند کرتے ہیں اور جو کچھ ہمارا دل نہتا ہی اُس کے مقابلہ میں اُن تمام رایوں کو نہیں مانتے *

ہم کو ایسی نیکی پر بھی جسکو ہم نے اپنے خیال میں نیک سمجھا ہی مگر درحقیقت اُس کی نیکی مشتبہ ہی زیادہ اصرار کرنا نہیں چاہیئے بلکہ اُن لوگوں کی رایوں کی بھی نہایت قدر و منزلت کرنی چاہیئے جو ہم سے اختلاف رکھتے ہیں اور جو عقلمند اور نیک دل ہیں اور جس طرح ہم نیک دلی سے بات کہتے ہیں اُسی طرح وہ بھی نیک دلی سے ہم سے مخالفت کرتے ہیں — مگر یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ اُن اختلاف کرنے والوں نے صرف آزادی راے اور اُس دلی نیکی سے جسکے سرچشمہ کی سورت قدرت نے ہر ایک انسان کے دماغ میں ڈالی ہے اختلاف کیا ہی یا کسی بیرونی دباؤ — پابندی رسم و رواج اور تعصب اور تقلید نے ان کے دل کو پھیرا ہی کیونکہ اگر یہ پھیلی بات اختلاف راے کا سبب ہو تو وہ نہایت بے قدر ہو جاتی ہے *

جہاں ہم کو دھوکا کھانے کا احتمال ہی رہاں ہم کو نہایت ہر خیاری اور بہت خبرداری سے کام کرنا چاہیئے — حد سے زیادہ سرگرمی اور تعصب اور کسی خاص فرقہ کو یا کسی خاص راے کے لوگوں کو برا اور حقیر سمجھنا یہ ایسی باتیں ہیں جنسے ہر آدمی آئیں پیدا ہوتی ہیں — وہ فی نفسہ نہایت بری ہیں مگر کہ وہ ہم سے کمزور دل آدمیوں کو اچھی معلوم ہوتی ہوں — مگر اس پر بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ ایسے لوگ بھی دنیا میں ہیں جو دینداری اور نیکی کے لئے نہایت مشہور ہیں مگر نہایت لغز اور ثرے شیطانانہ اصولوں کو نیکی سمجھ کر اپنے دلوں میں اُس کی چڑ کاڑ دی ہے — میں اِس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ میں نے آج تک کوئی ایسا عقلمند اور انصاف پسند شخص نہیں دیکھا جس میں ہر ذریعہ سب باتیں ہوں اور پھر بھی وہ گناہ سے پاک ہو *

اِسی طرح ہم کو اُن کاموں سے بھی بڑا چاہیئے جو انسان کے کمزور دل کی قدرتی بنارت سے یا کسی خاص شوق سے یا کسی خاص تعلیم کے اثر سے یا کسی اور سبب سے ہوتی ہیں جس میں ہمارا ذہنی

میں غلطیاں ہوتی ہیں اور کچھ آپس میں اختلاف راے ہوتا ہی جو بن ہوئے وہ نہیں سکتا اور کچھ زمانہ کے گزرنے سے ٹھیک ٹھیک حالت اور کیفیت اُن واقعات کی جو گزرے معلوم نہیں ہو سکتی اِس لئے پر خلاف اگلے مسلمان مصنفوں کے صرف انہی قاعدوں کے بیان کرنے پر میں اکتفا نہیں کرتا بلکہ اور بھی قاعدے بیان کرتا ہوں جو انسان کو ٹھیک ٹھیک مطلوبہ راہ پر لے آتے ہیں *

اپنے پروردگار عیبوں کے معلوم کرنے کا ایک عمدہ قاعدہ یہ ہے کہ ہم اِس بات پر غور کریں کہ ہمارے دشمن ہم کو کیا کہتے ہیں — ہمارے دوست اثر ہمارے دل کے موافق ہماری تعریف کرتے ہیں یا تو ہمارے عیب اُن کو عیب ہی نہیں معلوم ہوتے اور یا ہماری خاطر کر ایسا عزیز رکھتے ہیں کہ اُس کو رنجیدہ نہ کرنے کے خیال سے اُن کو چھپاتے ہیں یا ایسی نرمی سے کہتے ہیں کہ ہم اُن کو نہایت ہی خفیف سمجھتے ہیں — پر خلاف اِس کے دشمن ہم کو خوب ٹھوٹا ہی اور کرنے کرنے سے ڈھونڈ کر ہمارے عیب نکالتا ہی — مگر وہ دشمنی سے چھوٹی بات کو بہت بڑا کر دیتا ہی مگر اثر اُس کی کچھ نہ کچھ اصل ہوتی ہے *

تا نیا شد چیز کے مردم نگویند چیز ها

دوست ہمیشہ اپنے دوست کی نیکیوں کو بڑھاتا ہی اور دشمن عیبوں کو اس لئے ہم کو اپنے دشمن کا زیادہ احسانمند ہونا چاہیئے کہ وہ ہم کو ہمارے عیبوں سے مطلع کرتا ہی اگر ہم نے اُس کے طعنوں کے سبب اُن عیبوں کو چھوڑ دیا تو دشمن سے ہم کو وہی نتیجہ ملے جو ایک ذہین اُستاد سے ملنا چاہیئے تھا *

دشمن جو عیب صحیح یا غلط ہم میں لگاتا ہی ہمارے فائدہ سے خالی نہیں اگر وہ ہم میں ہوتا ہی تو ہم اپنے عیب سے مطلع ہوتے ہیں اور اگر نہیں ہوتا تو خدا کا شکر کرتے ہیں کہ وہ عیب ہم میں نہیں ہے کہ ”دشمن از دوست ناصح تر است این جز تکرہی تکرید راں جز بدی تکرید“ *

پلوتارک کا دشمنی کے فائدوں پر جو مضمون ہے اُس میں اُس نے یہ بات لکھی ہے کہ ”دشمن جو ہم کو بدنام کرتے ہیں اُس سے ہم کو ہماری برائیاں معلوم ہوتی ہیں اور ہماری گفتگو میں اور ہمارے حال چلن میں اور ہماری تحریر میں جو نقص ہیں وہ بغیر ایسے دشمن کی مدد کے کبھی معلوم نہیں ہوتے“ *

ملی هذا التماس اگر ہم خود اپنے آپ کو سمجھنا چاہیں کہ ہم کیا ہیں تو ہم کو اس بات پر غور کرنی چاہیئے کہ جو لوگ ہماری تعریف کرتے ہیں اُس میں سے ہم کس قدر کے مستحق ہیں اور پھر یہ سوچنا

اشتہار

معارضۂ اخبار

ہم نے کچھ عرصہ سے تہذیب الاخلاق کا معارضہ اور اخباروں سے صرف اس خیال سے نہیں کیا تھا کہ جو اخبار معارضہ میں ہمارے پاس آ رہے اُن سے صرف مجھ کو فائدہ ہوگا اور تہذیب الاخلاق کے اور ممبروں کو اُن سے کچھ فائدہ نہ پہونچے گا۔ لیکن اب اکثر ممبروں کی رائے یہ ہے کہ معارضہ کرنا چاہیئے اسلئے اب ہم اطلاع دیتے ہیں کہ جو مہتممان اخبار ہمارے پرچہ تہذیب الاخلاق سے معارضہ کرنا چاہتے تو ہم بہت خوشی اور شکرگزاری سے معارضہ کو منظور کر دیتے *

راقم

سید احمد

منیجر اور ممبر تہذیب الاخلاق

اطلاع

بخدمت خریداران تہذیب الاخلاق

جو کہ ماہ معمر قریب آیا ہے اور سال سنہ ۱۲۸۹ ہجری ختم ہونے کو ہے اسلئے خریداران تہذیب الاخلاق کی خدمت میں التماس ہے کہ قبل اختتام سال ہجری چار روپیہ زر قیمت تہذیب الاخلاق پاب سال سنہ ۱۲۹۰ ہجری پیشگی مرحمت فرمائیں جس صاحب کے پاس سے پیشگی زر قیمت قبل اختتام سال ہجری نہ آجاریگا اُن کے نام پر یکم معمر سنہ ۱۲۹۰ ہجری سے تہذیب الاخلاق روانہ نہوگا *

راقم

سید احمد

از بنارس

فائدہ ہے — ایسی حالت میں انسان کی سمجھ نہایت آسانی سے حق بات کی طرف سے پھر جاتی ہے اور اُس کا دل غلطی کی طرف مایل ہو جاتا ہے اور یہی باتیں ہیں جن کے سبب سے تعصب اور ہزاروں غلطیاں اور چرہیدہ پرائیاں اور لا معلوم عیب انسان کے دل میں گھس جاتے ہیں — جس کام کے کرنے میں عقل کے سوا اور جذبوں کی بھی ترقیب ہو اُس کے کرنے میں عقلمند آدمی کو ہمیشہ ڈرنا اور ہمیشہ اُس پر شبہ کرنا چاہیئے کہ ضرور اس میں کوئی نہ کوئی پرائی چھپی ہوئی ہوگی *

ان اصولوں پر اپنے خیالوں کو جانچنا اور اپنے دل کو تولا اور دل کے تاریک جذبوں کو دھرتنا ہمارے لیئے اُس سے بڑا کر کوئی چیز مفید نہیں ہے — اگر ہم اپنے دل میں ایسی مضبوط نیکی بٹھانی چاہیں جو قیامت کے دن ہمارے کام آوے — جس دن کہ ہمارے بھیدوں کا جائزے والا ہمارے دل کو جانچے گا جسکی عقل اور رائے کی کچھ انتہا نہیں — تو ان اصولوں پر جانے سے بہتر ہمارے لیئے کوئی راہ نہیں — ہمارے پائی اسلم نے جب ہم کو یہ سکھایا ہے کہ خدا ہر جگہ حاضر و ناظر ہے ہمارے دل کے چھپے بھیدوں کو جانتا ہے تو اُس نے کس خرابی اور خرابی رتی سے اُس دیکاری کی پرائی ہم کو بتلا دی جس سے انسان دنیا کو دھوکا دیتا ہے اور خود اپنے آپ کو ہی فریب میں ڈالتا ہے دُور نے یہ اپنی مناجات میں اُس دیکاری کے خوف کو جس سے انسان خود اپنے آپ کو دھوکا دیتا ہے نہایت دلچسپ لفظوں میں ادا کیا ہے جہاں اُس نے کہا ہے کہ 'ای خدا مجھ کو جانچ' میرے دل کی تمہ کو دھرتے ' میرے خیالوں کو دیکھو ' مجھ کو تولا ' مجھ کو بھڑپی پر کہہ ' کہ مجھ میں کس پرائی نے راہ کی ہے اور مجھ کو ایسی راہ پر لیچل جو ہمیشہ کر قائم رہے ' سہ *

راقم

اے ۔ کی ۔ سید احمد

ہمقام عیگدہ — مطبع علیگدہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر 19]

یکم ذیقعدہ سنہ ۱۲۸۹ ہجری سنہ ۱۳۰۳ نبوی

[جلد سوم]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین

تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور ترنیشن کے عنایت فرماتا ہو تو سید احمد خاں صاحب بھادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جارے ہوگا تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے آنے سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو فطرت اولیہ اُس ترقی کے مائع ہیں وہ مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف مائع

تہذیب الاخلاق

جستجو روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خواتین بطور قیمت وصول ہو رہے کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضایہ مضامین ہوگا چھپا کر یکا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہ ہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار اٹھ مائے اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

A CHRISTIAN cum MAHOMMEDAN ENTERTAINMENT.

On the 26th November 1872, that fine old gentleman, Syed Ahmed, gave a public dinner at Benares to welcome his son, Syed Mahmood, who has just returned from a most successful career of four and a half years at Cambridge and Lincoln's Inn. A very noticeable feature in the evening's entertainment was the presence of a number of Mahomedan gentlemen, amongst them the Nawab of Sinwancee, Moulvi Mehdee Ally of Mirzapore, Moulvi Zianool Abadeen and others, all of whom ate at table in common with their European friends. This is, I believe, the first time in the history of these Provinces that Mahomedans in any number have sat down to dinner with Englishmen. This result is owing to the steady exertions of that excellent and talented man, the host on this occasion, who, although abused by some of his co-religionists and looked on askance by some of the European community, has nevertheless worked continuously and steadfastly, trusting to time and his exertions for his reward. He has long perceived how prejudicial it is to his race not to have that great social banner—a dinner, in common with men of every nation and every creed; and how contrary to his religion and to common sense is that custom prevalent amongst his race in India of not eating with Europeans—a custom entailed on his people by centuries of contact with Hindooism. He knows full well the aspect of the matter from both sides; how English gentlemen complain, and with reason too, that there are but a very limited number of Mahomedan gentlemen, whose habits and ways of thought would make it at all a pleasure to sit at the dinner table with; how native gentlemen complained, and with just as much reason, that many English gentlemen look upon them as intruders and take no trouble whatever to make them feel at ease. He knows also what difficulties the difference of language presents in the way of real social intercourse; how few natives know English sufficiently well to enable them to join thoroughly in that social chit-chat which is the very essence of good dinner conversation, and how few Englishmen there are, comparatively, who can keep up an ordinarily intellectual conversation in Oordoo. He does not, however, despair. There are signs in the times now that real social in-

مضمون نمبر ۱۲۰

مسلمانوں اور عیسائیوں کا جلسہ

۲۶ نومبر سنہ ۱۸۷۲ء کو مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر سیس آئی نے جو ایک معقول اور دور اندیش رئیس ہیں اپنے بیٹے سید احمد محمود صاحب کی اس کامیابی کی خوشی میں جو ساڑھے چار برس کیمریچ یونیورسٹی اور لنکن این کی تحصیل علم میں آنکھ حاصل ہوئی اور جو ایک مدید عرصہ کے بعد پہلے مرام اپنے وطن کو واپس شریف لائے بنارس میں ایک کٹر دینا اس عمدہ جلسہ میں چند نامی در معزز مسلمان بھی شریک تھے جن میں سے ایک تو نواب صاحب سنواری اور دوسرے مولوی مہدی علی قنٹی کلکٹر مرزاپور اور مولوی زین العابدین منصف بلند شہر تھے میں یقین کرتا ہوں کہ ان اضلاع کی تواریخ میں یہ اول ہی یادگار ہوگی کہ چند مسلمانوں نے انگریزوں کے ساتھ ایک جلسہ میں کھانا کھایا اور دوستانہ طور پر ایک جگہ باہم مل جل کر سب نے خوشی کی یقیناً یہ اس مدبر اور مستقل مزاج شخص کی عمدہ کوششوں کا نتیجہ ہوا جو اس جلسہ کا میزبان تھا اس شخص کے استقلال کو یہاں تک رسوخ اور استحکام حاصل ہو گیا ہے اب اگر اکثر اُسکے ہم مذہب بھی اُسکو برا بھلا کہتے ہیں اور اکثر اہل یورپ بھی اُسکو ایک اکڑ آدمی بتاتے ہیں مگر وہ صرف اس امید پر کہ کبھی نہ کبھی مجھکو میری کوششوں کا ضرور نتیجہ ملیگا ایسی باتوں کا خیال بھی نہیں کرتا اور اُسکی ثابت قدمی میں کام کو بھی لغزش نہیں آتی اس دور اندیش شخص کے ذہن میں یہ بات بخوبی چم گئی ہے کہ غیر قوموں کے ساتھ مسلمانوں کا میل جول نہ ہونا اور اُن کے جلسوں اور دعوتوں میں اُنکا شریک نہ ہونا نہایت ہی مضر ہے اور مسلمانوں کا یہ اصرار کہ غیر قوموں کے ساتھ کھانا پینا جائز نہیں ہے بالکل ایک اچھی سمجھ کے برخلاف ہے ایسے خیالات ان میں صرف ہندوؤں کے پاس سدھا ہوس رہنے سہنے سے پیدا ہو گئے ہیں وہ اس بات کو بھی خوب سمجھتے ہوئے ہیں کہ انگریزوں کے ساتھ نہ نہانے سے انگریزوں کو اس بات کا کستور خیال ہے کہ ایسے مسلمان جن کے خیالات کی صحت کے سبب سے ہیکو اُنکے ساتھ کھانا خوش معاملہ نہ بہت ہی کم ہیں اور وہ ہندوستانی شرفاء کی اس شکایت کو بھی خوب سمجھتے ہیں کہ انگریز ہمارے ساتھ ایسے نہیں ملتے جس میں ہیکو اُن کے ساتھ کچھ تکلف نہ ہو اور اُنکو ہمارے سبب سے کچھ تکلیف نہ ہو اور اُنکو یہ بات بھی اچھی طرح معلوم ہے کہ سب سے بڑا خال انداز باہمی میل جول میں زبان کا اختلاف ہے جس کے لحاظ سے اس قسم کے ہندوستانی جو انگریزوں کے جلسوں میں مجتاسی گفتگو کر سکیں نہایت ہی قلیل ہیں اور نیز ایسے انگریز بھی بہت کم ہیں جو ایسے جلسوں میں اچھی طرح اُردو بول سکیں مگر چونکہ بالکل اس قلت کے سبب سے آئندہ کی نسبت مولوی سید احمد خاں صاحب کو کچھ

tercourse between the English and their native brethren is not very far distant, and certainly if all Mahomedans were like Syed Ahmed and Syed Mahmood that desirable consummation would be very close at hand.

At the dinner in question were Mr. Shakespear, A. & G. and Commissioner; Colonel Walker, v. C.; "The Buffs;" Mr. Maynard Brodhurst, c. s.; Colonel King, Commanding 13th N. I.; Mr. Iamsden, c. s.; Major Readon, R. A.; the Rev. Messrs. Nicholls and Sherring; Majors Mosely and Playfair, 13th N. I.; Captain Ballesly, "The Buffs," and about thirty residents of Benares, European and Native. After dinner Mr. Shakespear proposed the health of Syed Mahmood in a few well-chosen words, and requested him to give an account of his experiences in England. After the toast had been drunk with all the honors, Syud Mahmood gave the following, very fluently and feelingly:—

"MR. SHAKESPEAR AND GENTLEMEN,—It affords me the greatest satisfaction to find myself surrounded by a large number of the English community of this city, as well as by some of my own countrymen assembled here to-night to dine at the same table, as a mark of favor to me. It is the more pleasing to me to find myself thus situated so soon after my arrival, for the cordiality with which the toast has been drunk is far more than the fondest hopes I could possibly entertain. But, gentlemen, by whatever feelings of pride, of satisfaction, and of gratitude I may at the present moment be animated, I cannot help regarding this meeting of far greater importance than a matter of mere personal favor. 'I regard this as a demonstration of a feeling which has commenced, and I hope is daily growing, among the Anglo-Indian community—a feeling to unite England and India socially even more than politically. 'The English rule in India, in order to be good must promise to be eternal; and it can never do so till the English people are known to us more as friends and fellow subjects, than as rulers and foreign conquerors. The 26th of November 1872 will always be remembered, in the annals of Indian society, as the day on which Englishmen first joined at a public dinner with the Muslims of India. It is in this fact that I am cheered to see the most healthy symptoms of our future prosperity and the best promises of a social amity between the Muslims of India and

مایوسی نہیں ہی اسلیئے اکثر اپنے ارادوں میں روزی ثابت قدمی حاصل ہی اور اب زمانہ کی کیفیت دیکھنے سے بھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس زمانہ میں ہندوستانیوں اور انگریزوں کے باہم پورا میل جول ہوگا وہ زمانہ کچھ دور نہیں رہا اور اگر آج تمام مسلمان مولوی سید احمد علی صاحب اور سید محمد محمود صاحب کی مثل ہو جائیں تو بہت جلد یہ کام انجام کو پہنچ جائے *

اس جلسہ میں مسٹر شیکسپیر صاحب بہادر کیشنر اور کونسلر واکر صاحب بہادر وی سی اور مسٹر ایم براڈہرسٹ صاحب بہادر سی ایس اور کرنل کنگ صاحب بہادر افسر امان نرج پیادگان ہندوستانی نمبر ۱۳ اور مسٹر لمسٹن صاحب بہادر سی ایس اور میجر ریڈن صاحب بہادر آر اے اور ریورینڈ مسٹر نکلس صاحب اور مسٹر شیرنگ صاحب اور میجر موزلی صاحب اور میجر پلیفٹر صاحب متعلقہ پلٹن پیادگان ہندوستانی نمبر ۱۳ اور کپتان بیلکسلی صاحب اور فریڈرک تیس آرڈر اور ہندوستانی رؤساء بنارس کے شریک تھے کھانے کے بعد مسٹر شیکسپیر صاحب بہادر نے چند مختصر فقرے میں سید محمد محمود صاحب کی سلامتی کے توسل کے بیٹے جانے کی تحریک کی اور درخواست کی کہ جو کچھ سید محمد محمود نے انگلستان میں عجیب بات دیکھی ہی اس کی کچھ کیفیت بیان کریں چنانچہ جب سب لوگ اس توسل کو دلی مسرت اور ہر طرح کی تعظیم کے ساتھ پی چکے تو سید محمد محمود صاحب نے کھڑے ہو کر نہایت فصاحت اور جوش کے ساتھ مندرجہ ذیل گفتگو کی *

اے مسٹر شیکسپیر و دیگر صاحبزادے — مجھکو اسباب کے دیکھنے سے نہایت خوشی حاصل ہوئی کہ آج کی رات یہاں سے صاحبان انگریز اور میرے بعض ہم وطن صرف میری خاطر سے ایک ہی میز پر کھانا کھانے کے واسطے بیٹھے ہوئے ہیں مجھکو اسباب کے دیکھنے سے اور بھی زیادہ خوشی ہوئی کہ میں نے اپنے واپس آنے کے بعد یہاں ہی جلد یہ جلسہ دیکھا جس گرم جوشی کے ساتھ میری سلامتی کا توسل پیا گیا ہی وہ میری بڑی سے بڑی امیدوں سے بھی بہت زیادہ ہی اور اے صاحبزادے کو اس وقت میرے دل میں کیسا ہی فخر اور خوشی اور احسانندی کا اثر ہو مگر میں اس جلسہ کو قطع نظر اس سے کہ وہ صرف میری خاطر سے ترتیب دیا گیا فی نفسہ ایک بڑا معاملہ سمجھتا ہوں میں اسکو اس خراش کی ایک نشانی سمجھتا ہوں جو ہندوستان کے انگریزوں کی طبیعتوں میں آج کل پیدا ہوئی ہی اور میں اُمید کرتا ہوں کہ وہ روز بروز ترقی پذیر ہوگی وہ خراش یہاں ہی کہ انگلستان اور ہندوستان کے باہم ملکی امور کی بہ نسبت اخلاقی معاملات میں زیادہ اتحاد پیدا کیا جاوے ہندوستان میں انگریزی حکومت اسی وقت صدہ اور فائدہ مند ہوگی کہ وہ ہمیشہ کے واسطے رہے اور یہاں اس وقت تک ہرگز نہیں ہو سکتا جب تک کہ ہم انگریزوں کو بچاے

their Christian fellow-subjects. To me personally it is a matter of no ordinary pleasure, for I parted from England with feelings of a very mixed nature. It was not entirely with pleasure that I looked forward to returning to my native country and to my old friends. It was with pain that I looked forward to being separated, perhaps for many years to come, from a society in which I had spent four years of the most important portion of my life, with great happiness and advantage. When I left England I could not help feeling with anxiety that I was perhaps destined no longer to enjoy the advantage of the refined society of Englishmen; but the manner and friendly way in which we have spent this evening justifies a hope that, though separated by thousands of miles from the land of Britons, I may not altogether be deprived of the advantages which I had the good fortune to enjoy during my residence in England. Mr. Shakespear has asked me to give you some idea of what struck me most in your country. It is no compliment when I say that it was neither the great mechanical power of England, nor her extensive labour, nor even her wealth, that produced in me feelings of the greatest admiration. It was the refinement of the English society and its institutions that I took the greatest interest in, and admired most. The society in England, which at first appeared to me to be a network of the most complicated nature, is perfectly clear to me now, and it is only just to say that I cannot conceive a nobler human being than an English gentleman of good birth and good education. It is in this persuasion of mind that I recognize no rank in society higher than that of a gentleman. I am no republican in politics, but in social matters I certainly feel that there can be no rank higher than that of a gentleman, if the word is good enough to express my meaning. As a social republican, I attach no great importance to birth or any other matter of chance; but at the same time I cannot help saying that the disadvantage of having no family traditions is a disadvantage which education alone can very seldom overcome. I have dwelt thus much upon the social peculiarities of England, for I believe that to be by far the greatest secret of her prosperity and greatness.

"Gentlemen, I have already detained you long, and it is not my intention to give a lecture upon England in responding to your good wishes; I have only

فتح مند اور حاکم ہونے کے اپنا دلی دوست اور ہم عصر رعایا نہ تصور کرینگے ہندوستان کی تواریخ میں ۲۶ نومبر سنہ ۱۸۷۲ ع اسباب کے لحاظ سے ہمیشہ یادگار رہیگی کہ اُس دن انگریز اول ہی مرتبہ ہندوستان کے مسلمانوں کے ساتھ ایک پبلک کنوینشن میں شریک ہوئے اسی بات سے مجھ کو اپنی قوم کی آئندہ بہتری اور ہندوستان کے مسلمانوں اور اُن کی عیسائی ہم عصر رعایا کے درمیان باہمی میل جول کی نہایت قوی اُمید ہوتی ہے اور اُس کے عمدہ آثار نظر آتے ہیں میرے حق میں بھی خاص یہ معاملہ کچھ کم عروسی کا باعث نہیں ہے کیونکہ جسوقت میں انگلستان سے چلا تھا اُس وقت میرے دل میں طرح طرح کے خیالات تھے چنانچہ جس وقت میں نے انگلستان سے مفارقت کی تھی اس وقت مجھ کو اپنے وطن میں پھرنے اور اپنے دوستوں سے ملنے کی اس قدر خوشی نہ تھی جسقدر کہ مجھ کو اسباب کا رنج تھا کہ اب میں ایک ایسی عمدہ صحبت سے جدا ہوتا ہوں جس میں میں نے اپنی زندگی کے نہایت بے نظیر حصہ کو چار برس تک بڑی عروسی اور طرح طرح کے نڈنوں کے ساتھ بسر کیا جب مجھ کو انگلستان سے جدائی ہوئی تھی تو مجھ کو اسباب کی بڑی مکر تھی کہ دیکھیں اب مجھ کو اہل یورپ کی مفید صحبت سے پھر بھی محال حاصل ہوگا یا نہ ہوگا مگر جس دوستانہ اور مخلصانہ طور پر اس جلسہ میں مجھ کو اہالیان یورپ کی ملاقات نصیب ہوئی مجھ کو اُسکے سبب سے قوی اُمید ہوتی ہے کہ گو میں انگریزوں کے ملک سے اب ہزارہا میل کے فاصلہ پر ہوں مگر تاہم میں اُن فوائد سے محروم نہ ہوں گا جو میں نے اپنی عروسی قسطنطنیہ سے انگلستان میں حاصل کیئے مستر شیکسپیر نے مجھ سے یہ درخواست فرمائی ہے کہ جو بات میں نے انگلستان میں سب سے زیادہ پسندیدہ دیکھی ہو اُس کی میں کچھ کیفیت بیان کروں پس میری دانست میں گو ملک انگلستان بامتیاز اپنی بڑی معنیت اور دولت اور علم جو تھیل کے لحاظ سے بھی بے نظیر ملک ہے مگر مجھ کو انگلستان کی ان باتوں نے اسقدر حیرت اور تعجب میں نہیں ڈالا جسقدر کہ اُس کے باشندوں کی حسن معاشرت اور طریق تمدن نے متعجب کیا ہے سب سے زیادہ میرا خیال اس طرف جاتا تھا اور میرا دل بھی اسی بات کو بہت پسند کرتا تھا اور گو ابتداء میں مجھ کو اُس کی حالت معاشرت ایک پیچیدہ چیز معلوم ہوتی تھی مگر اب میرے ذہن میں اُس کی اصلی کیفیت آگئی اور اب مجھ کو یہی کلمہ انصاف کا معلوم ہوتا ہے کہ شریف اور تعلیم یافتہ انگریزی جنتانین سے بہتر دنیا میں کوئی آدمی نہیں ہو سکتا اور میں اپنے اسی خیال کی وجہ سے لوگوں میں کسی شخص کا رتبہ جنتانین کے رتبہ سے زیادہ نہیں سمجھتا ملکی معاملات میں تو میں رنج و ملن نہیں ہوں لیکن معاملات معاشرت میں میری یہ تحقیق رہے ہے دنیا میں کسی شخص کا رتبہ جنتانین

attempted to say what I honestly feel, and of the truth of which I am sincerely convinced. But to express to you in a way at all adequate the intensity of my sensations upon the present occasion is beyond my power, and perhaps a needless task. I can only say that no language of mine can possibly do justice to my feelings, and that I regard this meeting as the beginning of a great revolution in the society of India, and a matter of equal satisfaction both to the English community and the native gentry of this country. And, gentlemen, because we are all assembled here at the same table, and because it is an occasion of more than mere personal interest, you will allow me to express in a public manner what I privately feel—the gratitude which I owe to my father for the liberal manner in which he has conducted my education. He has done for me far more than the most unreasonable wishes of a son could justify him to expect from his father, and I mention this as an especial point of satisfaction because I have sincere hopes that my father's example may be followed by other gentlemen of this country. It is not because I consider myself, or any attainments of mine, worthy of imitation; but because I firmly believe that so long as my countrymen do not see that education is the most important benefit that a father can confer on his son, there can be no hope for the regeneration of India. And, gentlemen, while talking of education and especially of the advantages that I have derived by my residence in England, it is hardly possible for me not to mention a name, which will ever be remembered by me with feelings of the greatest respect and gratitude. It is the name of our present Lieutenant-Governor, Sir William Muir, to whom, I may say, I owe all that I have gained by my education in England; for without the favor which I had the good fortune to receive at his hands, I think my intended voyage to England would have been very doubtful, and perhaps never accomplished. At an age when most young men are at school he nominated me to an appointment for which I have no doubt he could have got others of greater ability and greater promise. I have ever since tried my best to make myself worthy of the estimate which he made of me; and I only wish that he had a few years more to re-

ہے زیادہ نہیں ہو سکتا اور میرے نزدیک معاملات معاشرت میں کسی نسل یا اتفاقی امر کا بھی چنداں اعتبار نہیں ہی البتہ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ کسی خاندانی شہرت اور نام کے نہرنے کی قباحت ایسی چیز نہیں ہی کہ کوئی شخص اُسکو صرف تعلیم و تربیت کے ذریعہ سے رفع کر سکے اور چونکہ میرے نزدیک انگلستان کی اس عظمت اور شہرت کا بڑا سبب اُس کی حسن معاشرت ہی ہی اس سبب سے میں نے اسی بات کو سب سے بہتر اور فکر کرنے کے لائق خیال کیا ہی *

اے صاحبزادے میں نے آپ کی بہت کچھ سچ خواہی کی اور میرا یہ ارادہ ہوگا کہ میں آپ کی عمدہ خواہشوں کی تعمیل میں انگلستان پر کوئی لکچر دوں بلکہ میں نے صرف وہی بات بیان کی ہی جس کا مجھے سچے دل سے خیال ہی اور جس کے راستہ ہونے پر مجھے امتداد کلی ہی جو کیفیت اس وقت میرے دل کی ہی اُس کو پورا پورا بیان کرنا میری طاقت سے باہر ہی اور شاید وہ فصول کام بھی ہی اس لئے میں اسی بات پر اتفاق کرتا ہوں کہ میری کسی تقریر سے میرے خیالات پورے پورے ادا نہیں ہو سکتے اور میں اس جلسہ کو هندوستان کی حالت معاشرت کے انقلاب کا آغاز اور انگریزی قوم اور اس ملک کے ہندوستانی ہرنامہ درجوں کی برابر رضا مندی کا باعث سمجھتا ہوں اے صاحبزادے چونکہ اس وقت ہم سب ایک ہی میز پر بیٹھے ہوئے ہیں اور اس جلسہ سے کچھ ہماری ذاتی ہی فرض متعلق نہیں ہی بلکہ اس سے بہت سے عمدہ نتیجوں کی امید ہی اس وجہ سے جو خیال اس وقت میرے دل میں ہی اُس کو میں عام طور پر ظاہر کرتا ہوں یعنی جس فیاضی اور مالی ہمتی کے ساتھ میرے والد ماجد نے میری تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا اُس کا شکریہ ادا کرنا بہر کیف میری طاقت سے باہر ہی کیونکہ جو موقع ایک بیٹا اپنے باپ سے کر سکتا ہی اُس سے بہت ہی کچھ زیادہ اُنہوں نے میرے واسطے کیا ہی اور میں اس بات کو اس وجہ سے زیادہ رضامندی کا باعث بیان کرتا ہوں کہ مجھے دلی امید ہی کہ اس ملک کے اور رُسا بھی اس باب میں میرے والد کی پیروی کریں گے میں اپنے تئیں یا اپنی لیاقتوں کو اس پیروی کے قابل نہیں سمجھتا بلکہ مجھے یقین واثق ہی کہ جب تک میرے ہمرطوں کو اس بات کا خیال نہ ہوگا کہ جو فائدے باپ اپنے بیٹے کو پہنچا سکتا ہی اُن سب میں تعلیم کا نہایت بڑا فائدہ ہی اُس وقت تک ہندوستان کی تہذیب کی ترقی نہیں ہو سکتی اے صاحبزادے تعلیم و تربیت کے ذکر کے ساتھ اور خصوصاً اُن فائدوں کے ذکر کے ساتھ جو میں نے انگلستان میں دیکھے ہیں حاصل کیئے ہیں ممکن نہیں ہی کہ میں ایسے نام کو بیان نہ کروں جس کو میں ہمیشہ نہایت تعظیم و تکریم اور

main amongst us in this country, when he could see whether his hopes, which he was good enough to entertain for me, were at all destined to be realized.

“And now, gentlemen, before I sit down, I must again remind you that our assembling here to-night in a friendly way foretells great things for India. The British rule in India is perhaps the most wonderful phenomenon the history of the world has ever seen; and I sincerely hope that the results which are destined to follow from it will be still more wonderful. I have heard it said that the English rule in India is for the sake of England. I have also been told that England rules India for the good of India. I for one am an advocate of neither of these opinions. I regard the British rule in India as a benefit both to India and to England, and the more we advance, the more clearly we shall see the advantages which both countries desire from this union. The prosperity of India is the prosperity of one of the most important and most intrinsic portions of the British empire, and it is my sincere conviction that any policy must be unsound which does not consider the interests of the two countries identical. I do not consider that the mission of England in this country is to educate it in order to leave it. On the contrary I hope a day may come when the people of India will regard England not as a greedy accumulator of wealth, nor as a foreign tyrant, but as a mother from whom they derive nourishment and support, both material and intellectual. That will be a day of the greatest prosperity to India, and of the greatest glory to England. The British rule in India will then be upon a basis of eternal strength—fearless of any foreign aggression or inimical policy. The more we advance in our political course, the stronger will become the ties of friendship between us, and the British rule will then be regarded, neither as a rule of conquest and of arms, nor as a calamity to India, but as a great blessing from Heaven.”

ہم کو کئی سالوں سے یہ بات یاد کرونگا کہ نام سر ولیم میٹر ہمارے انگلستان گورنر کا نام ہی جو کچھ میں نے انگلستان میں اپنی تعلیم و تربیت کے باعث سے حاصل کیا ہے وہ سب حضور ممدوح کی ہی بدولت ہی کیونکہ جو عنایت و کرم جناب ممدوح نے میرے حال پر کیا تھا اُس کے بغیر میرا انگلستان کا سفر ایک امر مشتبہ ہوتا اور شاید کبھی پورا نہ ہوتا جس زمانہ میں انٹر نوجوان آدمی مدرسہ ہی میں تعلیم پاتے ہیں اُس زمانہ میں جناب ممدوح نے مجھے ایک ایسے کام کے واسطے منتخب فرمایا جس کے لیے حضور ممدوح کو مجھ سے زیادہ لائق آدمی مل سکتے تھے چنانچہ اُس زمانہ میں میں نے ہمیشہ اس باب میں کوشش کی کہ جو اندازہ جناب ممدوح نے میری اہلیتوں کا کیا تھا اپنے تئیں اُس کے لائق بنائیں اور اب صرف میری یہ تمنا ہی کہ جناب ممدوح چند سال اس ملک میں اور رونق افروز رہیں تاکہ اُس کو یہ بات معلوم ہو جاوے کہ جو اُمیدیں انہوں نے از راہ مہربانی میری نسبت فرمائی تھیں آج وہ پوری ہو گئی یا نہیں *

میں چاہتا ہوں کہ اپنی جگہ پر بیٹھنے سے پہلے مکرر یہ بات آپ صاحبوں کے روبرو بیان کروں کہ اس وقت ہمارا یہ دوستانہ جلسہ اور باہمی ارتباط و مصیبت کے ساتھ ایک جگہ بیٹھنا ہندوستان کے حق میں بڑے بڑے قائدوں کی خبر دیتا ہے اور گویا ہندوستان کی آئندہ بہتری کی سودا پیشین گوئی ہے اگر نظر غور سے دیکھا جاوے تو ہندوستان میں انگریزی حکومت ایک ایسی عجیب و غریب شے ہے کہ دنیا کی تواریخ میں اُس سے زیادہ کوئی عجیب نہیں دیکھی گئی اور مجھے دلی اُمید ہے کہ جو نتیجے اس بے پناہ حکومت سے ہندوستان میں پیدا ہوتے والے ہیں وہ اس سے بھی زیادہ عجیب و پر لطف ہونگے بعض لوگوں کا یہ قول ہے کہ ہندوستان میں انگریزی حکومت ہونے کے سبب سے صرف انگلستان کا ہی فائدہ ہے اور بعض کی یہ رائے ہے کہ انگلستان جو ہندوستان پر حکومت کرتی ہے اُس سے صرف ہندوستان کا ہی فائدہ ہے مگر میرے نزدیک یہ دونوں رائیں صحیح نہیں ہیں اور اصل یہ ہے کہ ہندوستان پر انگلستان کی حکومت سے انگلستان اور ہندوستان دونوں کا فائدہ ہے اور جس قدر ہم کو ترقی کا خیال زیادہ ہوگا اُس قدر ہم کو وہ فائدے زیادہ معلوم ہوتے جارہیں گے جو دونوں کو اس ربط و اتصال سے متصور ہیں ظاہر ہندوستان کی ترقی ہندوستان کے ساتھ مخصوص معلوم ہوتی ہے مگر حقیقت میں ہندوستان کی ترقی سلطنت برطانیہ کے ایک بڑے حصہ کی ترقی ہے اسوجہ سے میرا یہ اعتقاد ہے کہ جس کام میں انگلستان اور ہندوستان دونوں ملکوں کے مفاصلہ کی مطابقت کا لحاظ نہ ہوگا وہ کام ہمیشہ ناکام رہیگا میری دانش میں ملک انگلستان ہندوستان کو اس غرض سے تعلیم و تربیت نہیں دیتا کہ ایک زمانہ میں اُس کو اصلاح دیکر اُس سے ملحدہ ہو جاوے بلکہ مجھے یہ اُمید ہے کہ ایک دن تک ایک دن ہندوستان کے دل پر یہ بات ملے گی جو جارہی ہے کہ انگلستان دولت کا لالچی اور اجنبی ظالم نہیں ہے وہ ہمارا ایسا بھائی ہے جسکی بدولت ہم مل اور مال و دولت سب کچھ حاصل کرسکتے ہیں اور جب ہندوستان میں ایسے خیالات پیدا ہوجائیں گے تو وہ ہندوستان کے لیے بڑی ترقی کا زمانہ اور

Captain Graham then proposed the health of the host, which was most warmly responded to. Syed Ahmed spoke in Oordoo to the following effect:—

He expressed his thanks to the assembly, and his great pleasure at finding himself in the company of so many Englishmen and Musulmans—all dining at the same table at his house. He said that he always held it as a truth that mankind were created to do good to one another and to enjoy each other's society in this world. To one who believed in this universal brotherhood of man how much satisfaction such a meeting would afford, where those so intimately connected in their political relations should join with feelings of mutual friendship and cordiality. He expressed it to be his opinion that the religion in which he believed taught no other feelings towards Christians than those of real friendship. If there is any nation in this world with whom the Musulmans ought to have friendly intercourse it is the Christians, who are styled in the Musulman Scriptures as the people of "the book." He also said that he had done his best to improve a feeling of friendship between the English rulers and the Musulmans of India, and that he did not entertain it as a mere opinion, but had sent his son, then present, to England for accomplishing his education. In doing this he hoped to establish an example for the Musulmans of India in order to impress upon them the importance both of a friendly intercourse between the English rulers and their Musulman fellow-subjects, and the importance of educating their children. He considered that being born or educated in a civilized country was a fortunate thing for a man, and in order to show the truth of it by practice itself he had done, as he believed, an act of the greatest friendship to his son by sending him to England for education. He then dwelt upon the object of his own visit to Europe, that it was not for any business that he went to England, but simply to study her

انگلستان کے لیئے ایک نظر کا زمانہ ہوگا اور پھر اُس زمانہ میں انگلستان کی حکومت بھی ایسی مستحکم بنیاد پر قائم ہو جاوے گی کہ غیر ملکوں کے حملوں یا الکی مخالفتانہ تدبیر مملکت سے کچھ نہ آسکے۔ جنبش نہ ہوگی جسقدر ہم اپنی ملکی حالت کو شکستہ کریتے آسیدر ہمارے اور انگلستان کے باہم اتحاد کا ازدیاد ہوگا اور اُس وقت لوگ انگریزی حکومت کو ایک خدا داد نعمت سمجھنے لگیں گے۔

بعد اس کے کپتان گریہم صاحب بہادر نے مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی کی سلامتی کے توسل کی تحریک کی جس کو سب لوگوں نے نہایت خوشی سے منظور کیا اور سلامتی کا پتہ پیا۔ بعد اس کے سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی نے ارباب جلسہ کا شکریہ ادا کیا اور جو انگریز اور مسلمان اُس جلسہ میں موجود تھے اُن سب کو ایک میز پر کھانا کھاتے دیکھ کر اپنی نہایت خوشی ظاہر کی اور کہا کہ اُس دنیا میں انسان صرف اسی واسطے پیدا ہوئے ہیں کہ ایک دوسرے کو فائدہ پہنچاویں اور اپسی صحبت اور جلسوں سے حظ اُٹھاریں پس جو لوگ اس عام پروا دارانہ تعلق کو سمجھتے ہیں وہ یقیناً ایسے جلسوں سے بہت خوش ہونگے جنہیں ایسے لوگ دوستانہ طور پر شریک ہوں جنکے ساتھ ہم ملکی تعلقات کے لحاظ سے ایک بڑا ارتباط ہی اور سید احمد خاں صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ مسلمانوں کے مذہب میں صاف اس بات کی ہدایت موجود ہے کہ مسلمان انگریزوں کے ساتھ سچی دوستی پیدا کریں اور دنیا میں کوئی قوم ایسی نہ جس کے ساتھ مسلمان دوستانہ راہ و رسم رکھ سکتے ہیں تو وہ قوم صرف عیسائی ہی ہیں جنکو خدا نے تعالیٰ نے قرار پاک میں اہل کتاب کہا ہے مولوی سید احمد خاں صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ میرے انگریزوں اور ہندوستانیوں کے درمیان ربط و ارتباط پیدا کرنے اور انکے باہم صحبت کو ترقی دینے میں نہایت کوشش کی ہے اور میری یہ کوشش صرف زبانی ہی نہیں ہے بلکہ میں نے اسی غرض کی تکمیل کے واسطے اپنے بیٹے سید محمد محمود کو انگلستان میں تعلیم حاصل کرنے کے واسطے بھیجا تھا میں نے اس کام کو اس امید سے کیا ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کے لیئے یہ ایک نمونہ قائم ہو اور ان کے دلوں میں یہ بات بیٹھ جاوے کہ انگریزی حکام اور ان کی مسلمان رعایا کے باہم دوستانہ ربط و ضبط پیدا ہونا اور مسلمانوں کو اپنی اولاد کا اس طریقہ سے تعلیم دینا بڑی ضروری بات ہے جو لوگ کسی وابستہ ملک میں پیدا ہوں یا ایسے ملک میں تعلیم پاریں میری راہ میں وہ لوگ بڑے خوش قسمت ہیں چنانچہ میرے اپنے اسی عقیدہ کو عمل کی رو سے ثابت کرنے کے لیئے اپنے لڑکے کو انگلستان میں بھیجا اور درحقیقت میرے اس کے حق میں یہ ایک بڑی دوستی کا کام کیا ہے اُس کے بعد مولوی صاحب نے اُن مقاصد کو بیان فرمایا جو انگلستان کے جانے سے اُنکو مد نظر تھے چنانچہ فرمایا کہ میں انگلستان کو صرف وہاں کے باشندوں کے طرق و طریق دیکھنے اور انکے طریق معاشرت

people and their institutions. [He then said that his son ought not to consider only one visit sufficient, but in future to take, if circumstances allow, other opportunities of visiting Europe, and that he himself had a wish and a hope to see England again, and spend a few months of happiness in Scotland in the neighbourhood of his old friend, Captain Graham.—Pioneer.

ضرور نہیں ہی مگر جو کہ یہ بات کہی جاتی ہی کہ میں نے ایک حکم خاص منصوص قرآنی کے برخلاف کیا اور کہا اس لیئے صرف اسی قدر لکھنا اور اسی بات کی تفسیلات کرنا کہ پرند منصفیہ کی حرمت بموجب آیت مستدلہ کے منصوص قرآنی ہی یا نہیں کافی اور واقعی ہوگا *

میری تحقیق یہ ہے کہ پرند منصفیہ کی حرمت باستدال آیت مستدلہ منصوص قرآنی نہیں ہی — وہ آیت جس میں منصفیہ کا ذکر ہی یہ ہے ہی حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر و ما اهل الخیر اللہ بہ والمنتقلۃ والموثوقۃ والمتودیۃ والنطیقة وما اهل السبع الا ما ذکیتہ و ما ذبح علی النصب وان تستقسموا بالاذل ذلکم فسق — اب غور کرو کہ اس آیت میں چار لفظ ہیں — المنطقۃ — الموقوۃ — المتودیۃ — النطیقة ان چاروں میں حرف تاء فوقانی موجود ہی اور ہمکو بموجب مفسر زہاں عرب کے اسبات کا قرار دینا باقی ہی کہ یہ تے کس قسم کی ہی اور جو کہ کسی دوسری آیت قوان مجتہد سے قسم تے کا تعین جو نامہ منصفیہ میں ہی نہیں پایا اس لیئے ہمکو اپنے اجتہاد سے اُسکا تعین کرنا پڑتا ہی پس اب ہم اُس تے کو کسی قسم کا قرار دیں اور کسی جانور کی حرمت کا مسئلہ اُس سے نکالیں اُسکی حرمت منصوص نہوگی کیونکہ ممکن ہی کہ وہ تے اُس قسم کی نہو بلکہ دوسری قسم کی ہو اور اُس قسم کے جانوروں کی حرمت پر جاری نہو *

مثلاً ہم قرار دیتے ہیں کہ ان چاروں لفظوں میں تاء ثانیہ ہی جیسا کہ اثر مفسروں نے بھی قرار دیا ہی پس اس حالت میں بموجب مفسر زہاں عرب کے ضرور ہی کہ یہ چاروں لفظ صفت ہوں کسی مصروف معترف مرنے کے *

اب ہمکو دوسرا اجتہاد کرنا پڑا کہ وہ مصروف مرنے معترف کون ہی جسکو ہم قرار دیں بہر حال جس کو قرار دیں اُس کی حرمت البتہ اس آیت سے نکالے گی مگر اُس کی حرمت اجتہادی ہوگی نہ منصوصی کیونکہ ہم نے دو باتوں کو یعنی قسم تے کو اور مصروف معترف کو نص قرآنی سے نہیں بلکہ صرف اپنے اجتہاد سے قائم کیا ہی — امام فخر الاسلام رازی فرماتے ہیں کہ یہاں مصروف مرنے معترف

کی حالت جانچنے کے واسطے گیا تھا اور میرے نزدیک سید محمد محمود کا ایک ہی دفعہ انگلستان میں جانا کافی نہیں ہی بلکہ اُسے لازم ہی کہ جب اُسکو موقع ملے تو پھر وہ یورپ کو جاوے اور مجھکو بھی یہہ آرزو ہی کہ بہر میں ایک مرتبہ انگلستان کو دیکھوں اور مقام اسکات لینڈ میں اپنے پرانے دوست مسٹر گریہیم صاحب بہادر کے پرورس میں چند مہینے بسر کروں * پایہ تیر

نمبر ۱۲۱

خط

از طرف سید احمد

بنام

مولوی سید مہدی علی صاحب قیٹی کلکٹر بہار مرزاپور

نسبت طیور منصفیہ اہل کتاب

میرے عزیز مہدی — میں نے اپنا وعدہ پورا کرنے میں یعنی حیوانوں کی گردن مروڑی ہوئی مرغی کی نسبت آپ کو خط لکھنے میں بہت تردد کیا آپ مجھے معاف کریں اب میں اس معاملہ میں آپ کو خط لکھتا ہوں اور اپنا وعدہ قیسوا خط لکھنے کا پورا کرتا ہوں *

میں نے آپ کی تصدیقات کر اور آپ کے معاذ منصفیہ کو جو رسالہ احکام امام اہل کتاب اور امداد الاحساب پر اپنے ارقام فرمایا اور نیز ایک نامی رسالہ مزید الامام کو جسے میرے قدیم رفیق مولوی محمد علی صاحب نے نہایت خوبی اور متانہ سے تصویر فرمایا ہی بغیر دیکھا — ان تمام تصویروں میں جو باتیں اوپر ادھر کی اور ادھر ادھر کی ہلم گھام تصویر ہوئی ہیں ان کی نسبت لکھا آپ بھی ضروری سمجھتے ہوئے اور جو اصل بات اس مسئلہ میں ہی ا۔ ی کو لکھنا بہتو خیال فرماتے ہوئے اس لیئے میں اس خط کو مثلاً مباحثہ کرنے والے اور رد و قدح کرنے والے کے نہیں لکھتا بلکہ صرف اصل مطلب ہی کی تصویر پر قیاس کرتا ہوں *

اصل بات یہ ہے کہ یہ مسئلہ ایسا نہیں ہی جو کسی طرح ہمارے مقاصد اور ترقی حسن و معاشرہ کا ہارچ ہو — اگر کوئی شخص حیوانوں کے ساتھ کھانا کھانے میں حیوانوں کی گردن مروڑی مرغی تہ کھائے اور اُس کو حرام سمجھے چشمہ ما روشن ہر صری رکابی کا کھانا نوش فرماوے ہم بھی اُس کو معصیات کہیں گے اور اُس کے فعل کو اولی سمجھیں گے — انگریزوں کے ساتھ کھانا کھانے میں یہہ ضرور نہیں ہی کہ جو چیز سامنے آوے خواہ تشوہ اُس کو کھا ہی لے — پس ایسی حالت میں اس مسئلہ میں زیادہ پھٹ کر فی کچھ بھی

دیکھو تو خود خدا نے صاف بتا دیا ہے کہ وہ موصوف مؤنث مہذوف بہیمہ ہے کہ امام رازی صاحب کی پکری اور نہ ہمارے تمہاری کوزی — اب کوس شخص ہے جو اپنی دلی سچائی سے اس بات پر کہ اس آیت میں پرند داخل ہیں دلی یقین کرتا ہوگا کہ تقلیداً خرافہ تعصباً اُس کو منہ سے نہ نکالے *

دوسرے یہ کہ منجمدہ صفات چہارگانہ کے جو اس آیت میں مذکور ہوئیں اخیر در صفات — توہی — یعنی اوپر سے کر کے مرجائے اور — نطح — یعنی لڑنے میں سینک کی چوٹ سے مرجائے کی صفت سوائے بہیمہ یعنی چرند کے پرند میں متعلق ہی نہیں ہو سکتی باقی رہا — و قد — یعنی لکڑی سے یا لٹوے سے یا اور کسی چیز سے مار ڈالنا اگرچہ یہ فعل پرند کی نسبت بھی ممکن ہے مگر جو لوگ اگلے زمانہ کی تاریخ سے اور جنگلی قوموں کے حالات سے اور خود عرب کے پیابان کے رہنے والوں کی عادات سے واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ صرف چوپائے جانوروں کا اس طرح پر شکار ہوتا تھا کہ اُنکو گھیر کر لٹھوں سے مار ڈالتے تھے نہ پرند کا پس یہ صفت بھی درحقیقت مشتص بہائم سے ہے نہ پرند سے — اب بھٹک طلب رہا — خنق — یعنی کلا گھونٹ کر مار ڈالنا — اگرچہ یہ فعل پرند کی نسبت بھی شاید ممکن ہے مگر عرب میں چوپائوں کا کلا گھونٹ کر مار ڈالنا مروج تھا جسکی حرمت میں یہ آیت نازل ہوئی پس نہایت افسوس ہے کہ انسان اپنے خیالات کے پھلے میں پڑے اور احکام الہی کے منشاء اور مراد کو نہ سمجھے *

امام فخر الدین رازی صاحب 'تفسیر کبیر' میں لکھتے ہیں کہ واعلم ان المنشقة علی رجوة منها ان اهل الجاهلیة كانوا یشتقون الشاة اذا ماتت اكلوها و منها ما یشتق یصل الصائد و منها ما یدخل راسها بین عودین فی شجرة فتفتنق فتتوت الخ پس اس بیان سے بظری ظاہر ہوتا ہے کہ جو احکام اس آیت میں مذکور ہیں وہ بہیمہ کی نسبت ہیں نہ پرند کی اسلیئے اس آیت سے ظہور منشفہ کی حرمت منصوص نہیں ہے البتہ ممکن ہے کہ قیاسی ہو *

اس تقریر پر یہ سوال ہو سکتا ہے کہ اگر اس آیت میں اُس استثناء کی تفصیل ہے جسکا ذکر الا مایلتی علیکم میں ہے تو یہ آیت میں ارلہا الی اخرها بہیمہ الانعام ہی سے متعلق ہوگی یہو نلہ میتة — و دم — و ما اهل بغیر اللہ — و ما اکل السبع — و ما ذبح علی النصب — سے کیوں حرمت چرند و پرند کی لیجاتی ہے چاہیئے کہ وہ بھی منصوص بہ بہیمہ الانعام رہیں *

مگر یہ سوال صحیح نہیں ہے اسلیئے کہ اُن تمام کلموں کا مفہوم عام ہے گر متصل خاص ہو اسلیئے بسبب اپنے مفہوم عام ہونیکے

(شاة) ہے کہ وہی اکثر کھانے میں آتی ہے اور باقی تمام جانوروں چرند و پرند کی حرمت کا اُس پر قیاس کیا جاتا ہے — قبول کر کہ یہی اجتہاد صحیح ہے اس حالت میں اُس مرغی کی حرمت دو اجتہادوں اور ایک قیاس غیر منصوص العات سے قرار پاوگی نہ نص قطعی سے *

مگر امام صاحب نے ثاقب شاة کو موصوف مؤنث مہذوف مانا ہے ہم اُن کو اُس سے بھی عمدہ موصوف مؤنث مہذوف بتاتے ہیں جس میں تمام منشفہ جانوروں کی حرمت آجاتی ہے اور پکری کی حرمت پر باقی جانوروں کے قیاس کی حاجت نہیں رہتی اور وہ موصوف مؤنث مہذوف — نفس — ہے اُس تقدیر کلام یہ ہوگی کہ حرمت علیکم النفس المنشفة الخ اور اس میں تمام منشفہ جانوروں کی حرمت یہاں تک کہ مچھلی اور ٹھنی کی بھی داخل ہو جاوگی اب قبول کر کہ یہی اجتہاد صحیح ہے تو بھی مرغی کی حرمت دو اجتہادوں مذکورہ بالا سے قرار پاوگی نہ نص قطعی سے *

اب ہم اس سے کہ قادم تانیث نہیں قرار دیتے بلکہ قادم تمل و تعویل قرار دیتے ہیں جیسا کہ صاحب تفسیر بیضاوی نے قرار دیا ہے اور جو کہ یہ تے صفت کو اسم بنا دیتی ہے اس کیلئے کسی موصوف مؤنث مہذوف کی تلاش کی حاجت نہیں رہتی اور جسپر اطلاق منشفة اور متروکہ وغیرہ کا ہوگا اُس کی حرمت اس آیت سے ثابت ہوگی مگر اُس کی حرمت کا ثبوت ایک اجتہاد سے یعنی حرف تا کو قادم تمل قرار دینے سے ہوگا نہ نص صریح قطعی سے — قدیر *

اب میں کہتا ہوں کہ میرے نزدیک ان چاروں کلموں میں قادم تانیث ہے اور موصوف مؤنث مہذوف بہیمہ ہے بمعنی مویہی یا چوپایہ یا چرند کے پس تقدیر آیت کی یہ ہے کہ حرمت علیکم البہیمہ المنشفة و البہیمہ الموقدة و البہیمہ المتودیة و البہیمہ المنطیحة پس پرند اس حکم میں داخل نہیں ہے *

خود قرآن مجید سے ہوجوہات مضامہ ذیل ثابت ہے کہ یہاں موصوف مہذوف بہیمہ ہے اول یہ کہ خود قرآن مجید میں اسی آیت کے قبل شروع سرورہ میں خدا نے فرمایا "احلت علیکم بہیمہ الانعام الا مایلتی علیکم" یعنی حلال ہوئے تمہارے لیئے چوپائے مویہی مگر وہ جو آگے بتاؤنگے پس اسکے بعد جو حرام جانور باشارہ صفت مؤنث بتائے وہ خود خدا کے فرمانے سے اُسی استثناء کی تفصیل ہیں جسکی نسبت فرمایا تھا الا مایلتی علیکم نہ اور کسی کی اور موصوف مؤنث مہذوف بھی وہی بہیمہ ہے جسکی نسبت اوپر فرمایا تھا کہ احلت علیکم بہیمہ الانعام پس اگر انصاف سے بغیر تعصب اور بغیر اُن خیالات کے جو تقلیداً بغیر تحقیق کے دل میں بیٹھ گئے ہیں

چرند و پرند، دونوں کو شامل ہیں برخلاف — منصفانہ — رسرورڈہ و متودیتہ — و تطبیقہ کے کہ بسبب صفت ہونے ایک مصروف مستخوف کے نہ اُنکا مفہوم عام ہی اور نہ مسئل عام ہی اسلئے وہ سوائے جنس مستثنیٰ منہ کے اور کسی سے متعلق نہیں ہوسکتی اور ایسے طور پر منصفانہ اہل کتاب کو ایہ کریمہ و طعام الذین ارتوا الکتاب علیکم نے ہمارے لیئے حلال کر دیا ہے *

اگرچہ میں نے چاہا تھا کہ جو کچھ اسباب میں مذہبی تحریر کی نسبت لوگوں نے لکھا ہے اور جو غلط فہمیاں میوہی تحریر کی نسبت کی ہیں یا جو مسامحتہ کسی تحریر میں خود سمجھے ہوا ہے اور جو غلط استدلال ترویج مقدس سے اس معامہ میں لوگوں نے کیا ہے اُس سب کو بالتفصیل لکھتا مگر جیسا کہ میں نے ابھی التماس کیا [صرف اسی بات کے بیان کرنے پر اکتفا کرتا ہوں کہ آپ مذکورہ حرمت طور منصفانہ کو شامل نہیں ہے پس اُسکو منحصر کہنا صحیح نہیں البتہ قیاسی غیر منحصر العلم ہرنا ممکن ہے نفسی شامہ وسلم و من یشامہ لایسلمہ عیسائی مذہب کے بموجب جیسا کہ اُن کے وہبان اور قسیس قبل نزول قرآن مجید سے سمجھتے آتے تھے طور منصفانہ حرام نہیں ہیں اور اُس کے دلائل عیسائی مذہب کی کتب دیلیہ میں مندرج ہیں پس جب کہ عیسائی وہ فعل مطابق اپنے مذہب کے کرتے ہیں تو باستدلال و طعام الذین ارتوا الکتاب حل لکم ہمارے لیئے حلال ہی میں سمجھتا ہوں کہ میرے لیئے میرا یہ اجتہاد کافی ہی دوسرا شخص خیرا اُس کو صحیح سمجھے خیرا نہ سمجھے — مگر آپ سے اتنی بات اور کہنی چاہتا ہوں کہ تم اپنے دل کو خوب تکرلو کہ کہیں یہ تمہارا اختلاف میرے ساتھ اُسی تقلید کا اثر تو نہیں ہی جس سے انسان قبل تحقیق ہر ایک بات کا فیصلہ کردیتا ہی اب میں اس نیازنامہ کو ختم کرتا ہوں اور اگر کبھی دل میں آیا تو ابو داؤد کی حدیث کی نسبت بھی آپکو خط لکھوں گا — والسلام *

واقم

سید احمد

۵ دسمبر سنہ ۱۸۷۲ء

نمبر ۱۲۲

ہندوؤں میں ترقی تہذیب

یہ ایک نہایت عمدہ قول ایک بڑے فلاسفر کا ہے کہ زمانہ سب سے بڑا رفاہ دہنی مصلح امرات ہے *

ہندوؤں کا حال دیکھ کر ہم کو اس قول کی تصدیق ہوتی ہے —

انہی دنوں میں ہڑھینس مہاراجہ صاحب ریجے نگرام کے بیٹے

زیادہ تعجب یہ ہے کہ چونکہ یہ بھی کچھ ٹید نہ تھی کچھ رسوئی بھی چل کر بہت دور فاصلہ سے آتی تھی اور سب راجپوت بے حذر کھاتے تھے *

اس بات کے سننے سے البتہ ہمکو انوس ہی کہ میز پر بچاے نفیس نفیس پوتوں کے پتوں کی رکابیاں تھیں جس کو ہندی میں پنگ کہتے ہیں اور صرف یہی ایک چیز تھی جو اُس زمانہ کو یاد دلاتی تھی جب کہ دنیا کی قوموں کو برتن پنانے کا فن نہیں آتا تھا مگر ہم کو اُمید کرنی چاہیئے کہ ہمارے ہندو پھائی اپنے دھرم کو قائم رکھ کر بہت جلد تہذیب و شایستگی میں ترقی کرینگے *

در حقیقت ہمارے لیئے اور خصوص میرے لیئے یہ بات نہایت خوشی کی ہے اسلئے کہ میں ہمیشہ یہ خیال رکھتا تھا کہ ہمارے ہندو پھائیوں میں سوبلنیشن کی ترقی مع قیام اُس کے مذہب کے نہیں ہوسکتی مگر اس حال کے سننے سے جو جیہور میں ہوا مجھے یقین ہو گیا کہ میرا یہ خیال غلط تھا اور میں اپنے اس خیال کے غلط نکلنے سے بے انتہا خوش ہوا ہوں اور خود اپنے کو آپ مبارکبادی دیتا ہوں *

میری یہ سمجھ ہے کہ ہندوستان میں دو قومیں ہندو اور مسلمان ہیں اگر ایک قوم نے ترقی کی اور دوسری نے نہ کی تو ہندوستان کا حال کچھ اچھا نہیں ہونے کا بلکہ اُس کی مثال ایک کانڑے آدمی کی سی ہوگی لیکن اگر دونوں قومیں برابر ترقی کرتی جاویں تو ہندوستان کے نام کو بھی عزت ہوگی اور بجائے اس کے کہ وہ ایک کانڑی اور بدھی بال پھری دانہ ڈرتی بیوہ کھارے ایک نہایت خوبصورت بیاری دامن بن جاوے گی *

او خدا تو ایسا ہی کر آمین *

واقم

سید احمد

بقام علیگندہ — مطابع علیگندہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے ماتر سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

جلد سوم [یکم ذی الحجۃ سنہ ۱۲۸۹ ہجری سنہ ۱۳۰۳ نبوی] نمبر ۲۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین

تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور توثیق کے عنایت فرماتا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پڑاس بھیجا جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے انہی سے کی جاوے کیونکہ یہہ پرچہ علیگڑہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہی اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہی اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہی * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہہ ہی کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط لوہام اُس ترقی کے مائع ہیں مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع

تہذیب الاخلاق

جستدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خورا بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساتھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضائے مضامین ہوگا چھپا کر یکا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ لعلق نہوگا *

اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار اَنہ مع اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۱۲۳

مخالفت

دشمنی اور عداوت حسد اور رنجش اور ناراضی کے سوا ایک اور جذبہ انسان میں ہی جو خود اسی شخص میں کمینہ مالتیں اور ردیل اخلق پیدا کرتا ہے اور بعض اس کے کہ وہ اپنے مخالف کو کچھ نقصان پہنچا دے خود اپنا آپ نقصان کرتا ہے اس انسانی جذبہ کو ہم مخالفت کہتے ہیں *

دشمنی اور عداوت کا منشا اکثر اذلاف حقوق کے سبب سے ہوتا ہے زن یا زون یا حوت اُس جذبہ کے جوش میں آنے کے باعث ہوتے ہیں *

حسد کا منشاء صرف وہ اوصاف حمیدہ ہوتے ہیں جو محسوس میں ہیں اور حاسد اُن کا خواہاں ہی مگر وہ اُس میں نہیں ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں *

رنجش اور ناراضی اکثر باہمی معاشرت میں خلل واقع ہونے سے ہوتی ہے *

مگر ان سب کے سوا ایک اور جذبہ انسان میں ہی جو بغیر ان سببوں کے جوش میں آتا ہے اُس کا منشاء نہ زر و زمین و زن کی دشمنی ارتقی ہے اور نہ مخالف کے اوصاف حمیدہ کی خواہش ہوتی ہے کبریتہ یہ شخص اپنے مخالف کے اوصاف حمیدہ کو اوصاف حمیدہ ہی نہ دیکھتا اور نہ ہاتھی معاشرت کا خلل اُس کا باعث ہوتا ہے نہ اُس کو اُن دونوں میں ملاقات اور رافیت بھی نہیں ہوتی بلکہ اُس کا منشاء صرف یہ ہوتا ہے کہ اُسکی مخالفت رائے یا عقل و سمجھ دوسرے فریق کی رائے اور سمجھ سے مخالفت ہوتی ہے *

جذبہ مخالفت قریباً کل انسانوں میں پایا جاتا ہے مگر مہذب اور تہذیب یافتہ اور نیک دل آدمیوں میں اُسکا ظہور اور طرح پر موتا ہے اور نا مہذب اور نا تربیت یافتہ بد ذات آدمیوں میں اُسکا ظہور اور طرح پر موتا ہے اور اُس مخالفت سے ہر قسم کے فائدے اُٹھانا اور دوسرا اُن فائدوں سے بے محروم رہنا ہی اور دنیا میں خود اپنے نہیں بد طریق اور کذاب اور نا مہذب ثابت کرتا ہے *

دنیا میں یہ بات قریباً ناممکن ہے کہ تمام لوگ ایک رائے پر گروں کیسی ہی صحیح و سچ ہو متفق ہو جائیں پس ضرور ہے کہ آپس میں اختلاف رائے ہو نیک آدمی اپنے مخالف کی رائے کو نہایت نیک دلی سے سمجھتا ہے اور ہمیشہ یہ ارادہ رکھتا ہے کہ اگر اُس میں کوئی جہی بات ہو تو اُسکو چن لوں اور اگر مجھ میں کوئی غلطی ہو تو سکر صحیح کر لوں اور جب ایسی کوئی بات اُس میں نہیں پاتا تو اپنے

مخالف کی غلطیوں کی اصلاح کے درپے ہوتا ہے اور اُن غلطیوں کو اِس طرح پر بتاتا ہے جیسے ایک دلسرز دوست بتاتا ہے کہیں کہیں طبیعت کو تازہ کرنے کے لیئے نہایت دلچسپ طرائف بھی کر بیٹھتا ہے اور کبھی کبھی کوئی لطیفہ بھی بول اُتھتا ہے اور بارجود مخالفت کے ایک دوسرے کو فائدہ پہنچتا ہے *

کمینہ طبیعت اور نا مہذب نا شایستہ آدمی یہ رستہ نہیں چلتا وہ بات کی حسن و قبح کی طرف متوجہ نہیں ہوتا بلکہ اپنے مخالف کے عیوب ذاتی سے ہنستا کرتے لگتا ہے سخت تلامی درشت گوئی سب و شتم اپنا پیشہ کر لیتا ہے اپنے مخالف کے عیوب واقعی ہی کے بیان پر بس نہیں کرتا بلکہ ہر قسم کے بہتان اُس پر لگاتا ہے اور جھوٹی جھوٹی باتیں اُسکی طرف منسوب کرتا ہے اور خود مورد لعنت اللہ علی الکاذبین بنتا ہے — اس راہ جانے سے اور جھوٹ اتھام کرنے سے اور لعنت خدا کا مورد بننے سے اُس کا مطلب اپنے مخالف کو بدنام کرنا اور عام لوگوں میں چرا اُس کے مخالف کے حال سے واقف نہیں ہیں ناراضی پیدا کرنا ہوتا ہے — مگر ہر حقیقت اُس کا یہ مطلب حاصل نہیں ہوتا اور بعض اس کے کہ اُس کا مخالف بدنام ہو خود بھی زیادہ دسوا اور بدنام ہوتا ہے اس لیئے کہ جب اُس مخالف کی پرائی جو اُس نے براہ کذب و اتھام اُس کی نسبت منسوب کی ہے مشہور ہوتی ہے تو کوئی تو اُس کو سچ سمجھتا ہے اور بہت لوگ اُس کی تحقیق کے درپے ہوتے ہیں اور جب اُس کی کچھ اصل نہیں پاتے تو بعض اُس کے مخالف کے خود اُسی کذاب پر لعنت اور تہور تہور کرتے ہیں اور بقول شمس کے دروغ کو فروغ نہیں ہوتا تہرے ہی دنوں میں اُس کی قلعی کھل جاتی ہے اور وہ جھوٹا بد گو خود اُسی گروہ میں گرتا ہے جو اُس نے اپنے مخالف کے لیئے کھودا تھا پس انسان کو چاہیئے کہ اپنے مخالف سے بھی مخالفت کرنے میں سچائی اور راستبازی نیکی اور نیک دلی کو کام میں لاوے کہ یہی طریقہ اپنے مخالف پر فتح پانے کا ہی ورنہ بعض اپنے مخالف کے خود اپنے دُشمن آپ دسوا کرنا ہے *

ہمکو پڑا افسوس ہے کہ ہمارے مخالف اِس پچھلے طریقہ پر ہمتے مخالفت کرتے ہیں ہمکو اپنی مخالفت کا یا اپنے پر اتھام کرنے کا یا اپنی بدنامی کا کچھ اندیشہ نہیں ہے بلکہ اِس بات کا افسوس ہے کہ انجام کو ہمارے مخالف ہی دسوا و بد نام ہوتے ہیں اور دنیا اُنہی کو دروغ گو و کذاب قرار دیتی ہے اگر اُن کو ہمارے حال پر رحم نہیں ہے تو خود اُن کو اپنے حال پر رحم کرنا چاہیئے — رہنا

تقبل منا انک انت السميع العليم *

راقم
سید احمد

نمبر ۱۱۲

خوشامد

دلکی جس قدر بیماریاں ہیں اُن میں سب سے زیادہ مہلک خوشامد کا اچھا لگنا ہی — جس وقت کہ انسان کے بدن میں ایسا مادہ پیدا ہو جاتا ہے جو ربائی دہرا کے اثر کو جلد قبول کر لیتا ہے تو اُسی وقت انسان مرض مہلک میں گرفتار ہو جاتا ہے — اس طرح جبکہ خوشامد کے اچھا لگنے کی بیماری انسان کو لگ جاتی ہے تو اُس کے دل میں ایک ایسا مادہ پیدا ہو جاتا ہے جو ہمیشہ زہریلی باتوں کے زہر کو جس لینے کی خواہش رکھتا ہے — جس طرح کہ خوش گلو گانے والے کا راگ اور خوش آباد باجے کی آواز انسان کے دل کو نرم کر دیتی ہے اسی طرح خوشامد بھی انسان کے دل کو ایسا پگلا دیتی ہے کہ ہر ایک کانٹے کے چبھنے کی جگہ اُس میں ہو جاتی ہے *

اول اول یہہ ہوتا ہے کہ ہم اپنی آپ خوشامد کرتے ہیں اور اپنی ہر ایک چیز کو اچھا سمجھتے ہیں اور آپ ہی آپ اپنی خوشامد کر کے اپنے دل کو خوش کرتے ہیں پھر رفتہ رفتہ اوروں کی خوشامد ہم میں اتر کرنے لگتی ہے — اس کا نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ اول تو غرور ہمارے دل میں پیدا ہوتا ہے پھر بھی مصیبت ہم سے پائی ہو جاتی ہے اور ہمارے بیرونی دشمنوں سے جا ملتی ہے اور جو مصیبت و مہربانی ہم خود اپنے ساتھ کرتے تھے وہ ہم خوشامدیوں کے ساتھ کوفے لگتے ہیں اور وہی ہماری مصیبت ہمارے یہہ بنتی ہے کہ اُن خوشامدیوں پر مہربانی کرنا نہایت حق اور انصاف ہے جو ہماری باتوں کو ایسا اچھا سمجھتے ہیں اور اُنکی اس قدر قدر کرتے ہیں — جبکہ ہمارا دل ایسا نرم ہو جاتا ہے اور اس قسم کے بہانوں سے اور نزدیک میں آ جاتا ہے تو ہماری عقل کے شامدیوں کے مکر و فریب سے اندھی ہو جاتی ہے اور مکر و فریب کے دھوکے میں ہمارے دل کا بالکل غائب آ جاتا ہے *

اگر کوئی شخص کہ یہہ بات معلوم ہو جاوے کہ خوشامد کا اثر کس قدر مہلک ہے تو وہ خود اپنے دل میں دیکھتا ہے کہ خوشامد کی خواہش کرنے والا شخص پھر ویسائی فالایت اور کمیڈہ متصور ہونے لگتا ہے — جبکہ ہم کو کسی ایسے وصف کا شوق پیدا ہوتا ہے جو ہم میں نہیں ہے یا ہم ایسے بنا چاہتے ہیں جیسے کہ درحقیقت ہم نہیں ہیں تب ہم اپنے انہیں خوشامدیوں کے حوالہ کرتے ہیں جو اوروں کے اوصاف اور اوروں کی غریباں ہم میں لگاتے لگتے ہیں — گو بسبب اُس کمیڈہ شوق کے اُس خوشامدی کی باتیں ہم کو اچھی لگتی ہوں مگر درحقیقت وہ ہم کو ایسی ہی بد ذہب ہیں جیسے کہ

دوسروں کے کپڑے جو ہمارے بدن پر کسی طرح تھیک نہیں — اس بات سے کہ ہم اپنی حقیقت کو چھوڑ کر دوسرے کے اوصاف اپنے میں سمجھنے لگیں یہہ بات نہایت عمدہ ہے کہ ہم خود اپنی حقیقت کو درست کریں اور سچ سچ وہ اوصاف خود اپنے میں پیدا کریں اور بعض چھوٹی نقل بننے کے خود ایک اچھی اصل ہو جاویں کیونکہ ہر قسم کی طبیعتیں جو انسان رکھتے ہیں اپنے اپنے موقع پر مفید ہو سکتی ہیں ایک تیز مزاج اور جسٹ چالاک آدمی اپنے موقع پر ایسا ہی مفید ہوتا ہے جیسے کہ ایک روتی صورت کا چپ چاپ آدمی اپنے موقع پر * خرمی جو انسان کو پرہیز کرنے والی چیز ہے جب چپ چاپ سوئی ہوئی ہوئی ہے تو خوشامد اُس کو چمکاتی اور ادھیارتی ہے اور جسکی خوشامد کی جاتی ہے اُس میں چھپوڑے ہن کی کافی لیاقت پیدا کر دیتی ہے — مگر یہہ بات بخوبی یاد رکھنی چاہیئے کہ جس طرح خوشامد ایک بدتر چیز ہے اسی طرح مناسب اور صحیح تعریف کرنا نہایت عمدہ اور بہت ہی خوب چیز ہے — جس طرح کہ لائق شاعر دوسروں کی تعریف کرتے ہیں کہ اُن اشعار سے اُن لوگوں کا نام باقی رہتا ہے جنکی وہ تعریف کرتے ہیں اور شاعری کی خوبی ہے، خود اُن شاعروں کا نام بھی دنیا میں باقی رہتا ہے دونوں شخص خوشامد کرتے ہیں ایک اپنی لیاقت کے سبب سے اور دوسرا اُس لیاقت کو تعریف کرنے کے سبب سے — مگر لیاقت شاعری کی یہہ ہے کہ وہ نہایت بڑے اُستاد شعر کی مانند ہو کہ وہ اصل صورت اور رنگ اور خال خط کو بھی قائم رکھتا ہے اور پھر بھی تصویر ایسی بناتا ہے کہ خوشامد معلوم ہو *

ایشیا کے شاعروں میں ایک بڑا نفص یہی ہے کہ وہ اس بات کا خیال نہیں رکھتے بلکہ جسکی تعریف کرتے ہیں اُس کے اوصاف ایسے چھوٹے اور ناممکن بیان کرتے ہیں جن کے سبب سے وہ تعریف و تحریف نہیں دھتی بلکہ فرضی خیالات ہو جاتے ہیں *

ناموری کی مثال نہایت عمدہ خوشبو کی ہے جب خوشبواری اور سچائی سے ہماری راجب تعریف ہوتی ہے تو اُس کا ویسا ہی اثر ہوتا ہے جیسے عمدہ خوشبو کا مگر جب کسی کم زور دماغ میں زبردستی سے وہ خوشبو تھرنس دی جاتی ہے تو ایک تیز بو کی مانند دماغ کو پریشان کر دیتی ہے — فیاض آدمی کو بدنامی اور ٹیکڑامی کا زیادہ خیال ہوتا ہے اور عالی ہمت طبیعت کو مناسب عزت اور تعریف سے ایسی ہی تعریف ہوتی ہے جیسے کہ فعلت اور حقارت سے ہمت ہمتی ہوتی ہے — جو لوگ نہ عوام کے درجہ سے اوپر ہیں اُنہی لوگوں پر اس کا زیادہ اثر ہوتا ہے جیسے کہ تھرماسٹر میں وہی حصہ موسم کا زیادہ اثر قبول کرتا ہے جو صاف اور سب سے اوپر ہوتا ہے *

رائے

ایس — ٹی — سید احمد

نمبر ۱۲۵

خط شکریہ

سلامت

مسلمانوں کے پیارے مولوی سید احمد خاں صاحب آپ کی اُن دلی کوششوں کا شکریہ ادا کرنا جو مسلمانوں کی دینی و دنیاوی ترقی کے لیے ملحوظ خاطر رہتی ہیں میرے امکان سے زیادہ ہی — اس میں کچھ شک نہیں کہ آپ بڑے خیرخواہ اہل اسلام ہیں اور بیشک آپ اُن اوصاف کے مستحق ہیں جس کے امام غزالی اور امام دازی تھے اس وقت آپ کو پیشراے اہل اسلام کہنا چاہا اور فرین انصاف ہی — آپ نے وہ مردانہ کام کیئے ہیں جن کا ثواب میرے نزدیک کئی حج سے زیادہ ہی — اسلام کی ترقی کے چاہنے والے زمانہ کے بعد آپ پیدا ہوئے اور بیشک اُن ٹیکوں کی جزا آپ کو خدا سے ملیگی جس کی آپ اُمید رکھتے ہیں — جزاؤں میں ربہم جفائے حق اللہ پہا لایزالہ الصالحین والصادقین و ہو حسنی و نعم المعین و بہم الاحسان و علیہ التوکل والتکلی زیادہ والسلام علی من اتبع الهدی *

مستند آباد ضلع اعظم گڑھ
۲۷ جون سنہ ۱۸۷۲ ع } آپ کا تابعدار
امجد اللہ

قصیدہ مدحیہ

قصیدۃ فی مدح مولانا مولوی سید احمد خاں بہادر سی ایس
اُنی مرید الخیر للہ مسلمین ہندا و بنجائے قلتہا ارتجالانی بدوسنۃ الف
و زمان مائتہ و اثنین و سبعین من العیسویۃ *

الحمد للہ العالی الاعلیٰ * والصلوۃ علی النبی الافضل
اخیرنا و احلیف لا یظلمنا * من النبی بین العوام تبجل
سید احمد اسمۃ المتبرک * خان بہادر باسمۃ یتوصل
القادر مشہورۃ بین الروی * نجم منیر الہنداماد وایہ
یامن تبصر المسلمین حقیقۃ * من کل حزبان مہین خاذل
انت مرید الخیر للسلام نا * طبقنا فی اخر و اول
تخرمعارض الہد و بدو جودۃ * نکاتہا یسدار اسلام تالی
فاق اکرام من عظام زمانہ * لم یسمعو من مثله المتمثل
راس کرام المسلمین بجمہم * خدمۃ من بینہم فہو الولی
یاسیدی یا مقصدی المتفضل * رحمۃ اللہ علیکم تشمل
اقبالکم اعزازکم ینموا علی * مرالدھور والزمان الا طرل
معقل الافراد لزالکم * واثقا متر قیسا متجہل

حررہا المفتقر الی اللہ المعبود
محمد عبدالودود اسلام آبادی
فی دار الامارۃ المکتہ

نمبر ۱۲۶

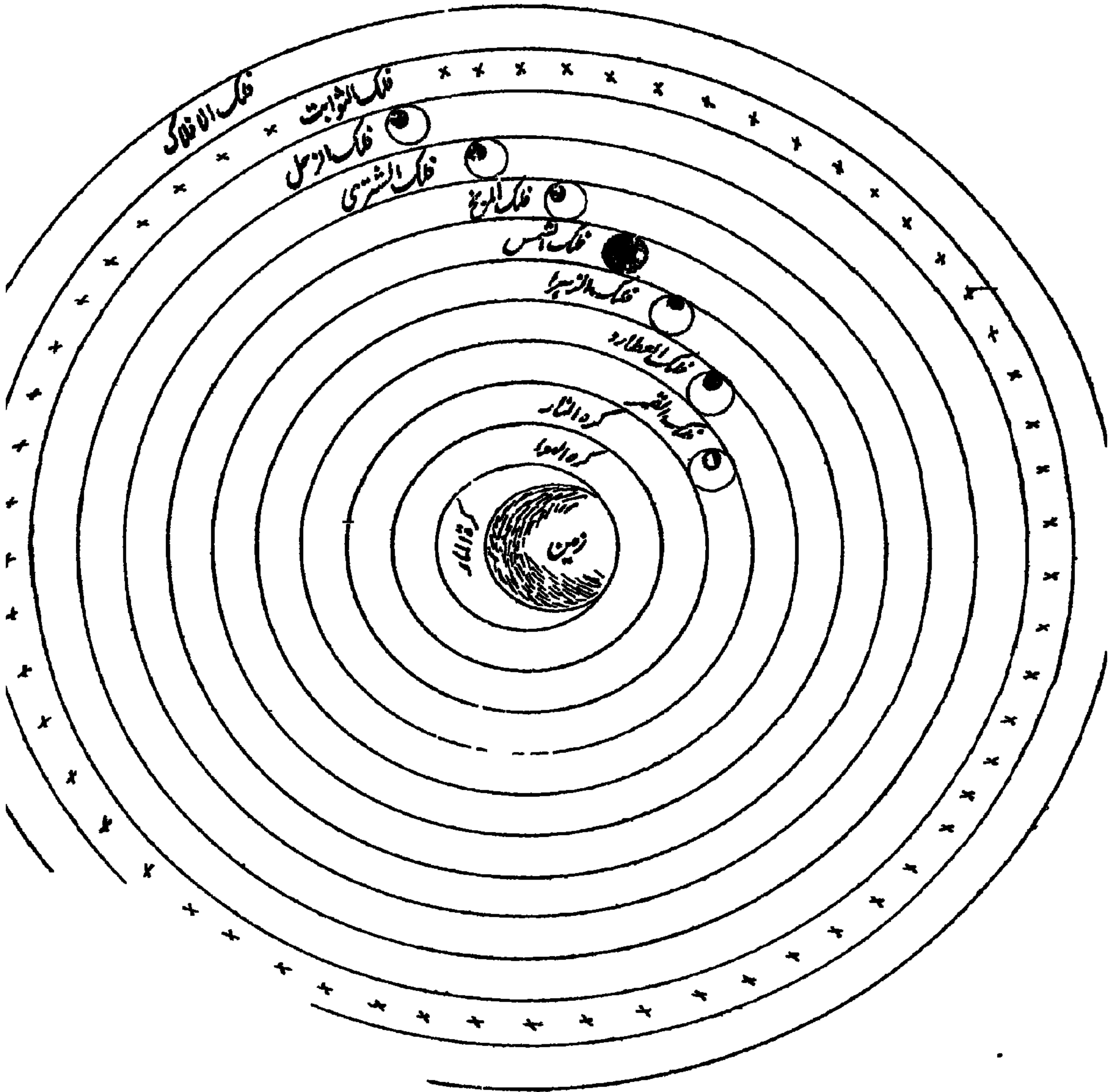
پرچہ تہذیب الاخلاق

پرچہ تہذیب الاخلاق کو جاری ہوئے آدھائی سال کا عرصہ گزر چکا اور مضامین طرح طرح کے اُس کے ذریعہ سے شایع ہوئے مگر نہایت افسوس ہی کہ ہنوز اُس کی اصل غرض اور مقصد پر ہمارے ہموطن اہل اسلام کو آگاہی نہیں ہوئی اور جو سمجھے تو یہ سمجھے کہ نہ کچھ تھے سمجھے کہ مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس اُنی اور مولوی محمد مہدی ملیک صاحب ایک نئے قسم کا فرقہ اہل اسلام میں قائم کیا چاہتے ہیں اور کبھی تعلید سے آزاد حاصل کرنے کی ترغیب دیتے ہیں اور کبھی شیعوں کے مذہب کے مسئلہ اجتہاد کو سواتے ہیں اور مدح و تعریف فرماتے ہیں کبھی ختم قرآن کے رجوع آسمان کا باطل ٹہراتے ہیں کبھی کتب اربعہ ساری سے مخالفت کر کے نفس انسان کو شیطان قرار دیتے ہیں اور رجوع شیطان سے انکار کرتے ہیں کبھی قرآن کی آیتوں کی من مانی تاولیں کرتے لوثقی و قلاموں کا رکھنا حرام اور ائمہ + معصومین اور خلفاء راشدین کے افعال کو غلط اعام ٹہراتے ہیں الغرض اپنے خیالات کے مخالف امور مندرجہ تہذیب الاخلاق کو پائے ہنستے ہیں اور رکائے رائے مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس اُنی و مولوی مہدی علی خاں صاحب پر ٹوٹے اُڑاتے ہیں المختصر — اچھے کو برا برے کو اچھا سمجھے کتنی یہ بڑی سمجھہ ہی اچھا سمجھے * افسوس یہ نہیں خیال کرتے کہ در حقیقت یہ صاحبین موصوفین جو دماغ سوزی کرتے ہیں اور علامہ اپنی اوقات عزیز کے زر کثیر بھی ضایع کر رہے ہیں اُس کا نتیجہ کیا ہی حاشا ان سب تمہیدات سے اُنکا وہ مقصد نہیں ہی جو ہمارے بھائی چند سمجھے ہوئے ہیں ای پراہران اسلام یقین جانو کہ اُن اہل اسلام کو جو اُس قوم سے کہ جسکو دعویٰ تہذیب و شایستگی ہی ملے جاتے ہیں خوب معلوم ہی اور اُنہیں کا دل جانتا ہی کہ ان دنوں کیا کیا طعن و تشنیع اُن کو اپنے دین اسلام کی بابت سننے پڑتے ہیں اور اُن افعال کی بدولت جو کچھ جہالت اور کچھ سفاہت اور کچھ تعصب و بدعت سے مسلمانوں میں رائج ہو گئے ہیں وہ قوم کہ جو مدعی تہذیب شایستگی ہی اُن امور رائجہ کو اصول شریعت میں داخل کر کے اسلام کے خوبصورت چہرہ پر پوائی کا داغ لگا رہی ہی اور اُنہیں

+ نعرۃ اللہ راقمان تہذیب الاخلاق ائمہ معصومین علیہم السلام اور خلفائی راشدین کے افعال کو غلط نہیں ٹہراتے بلکہ اُن کے نزدیک اُن افعال کا ائمہ ہدی اور خلفائے مصطفیٰ سے سرزد ہونا ثابت ہی نہیں ہی اُن کو یقین ہی کہ ائمہ معصومین نے کسی صورت پر بطور ملک یمین تصرف نہیں کیا بلکہ سب سے نکاح فرمایا ہی ۱۲ — مہتمم

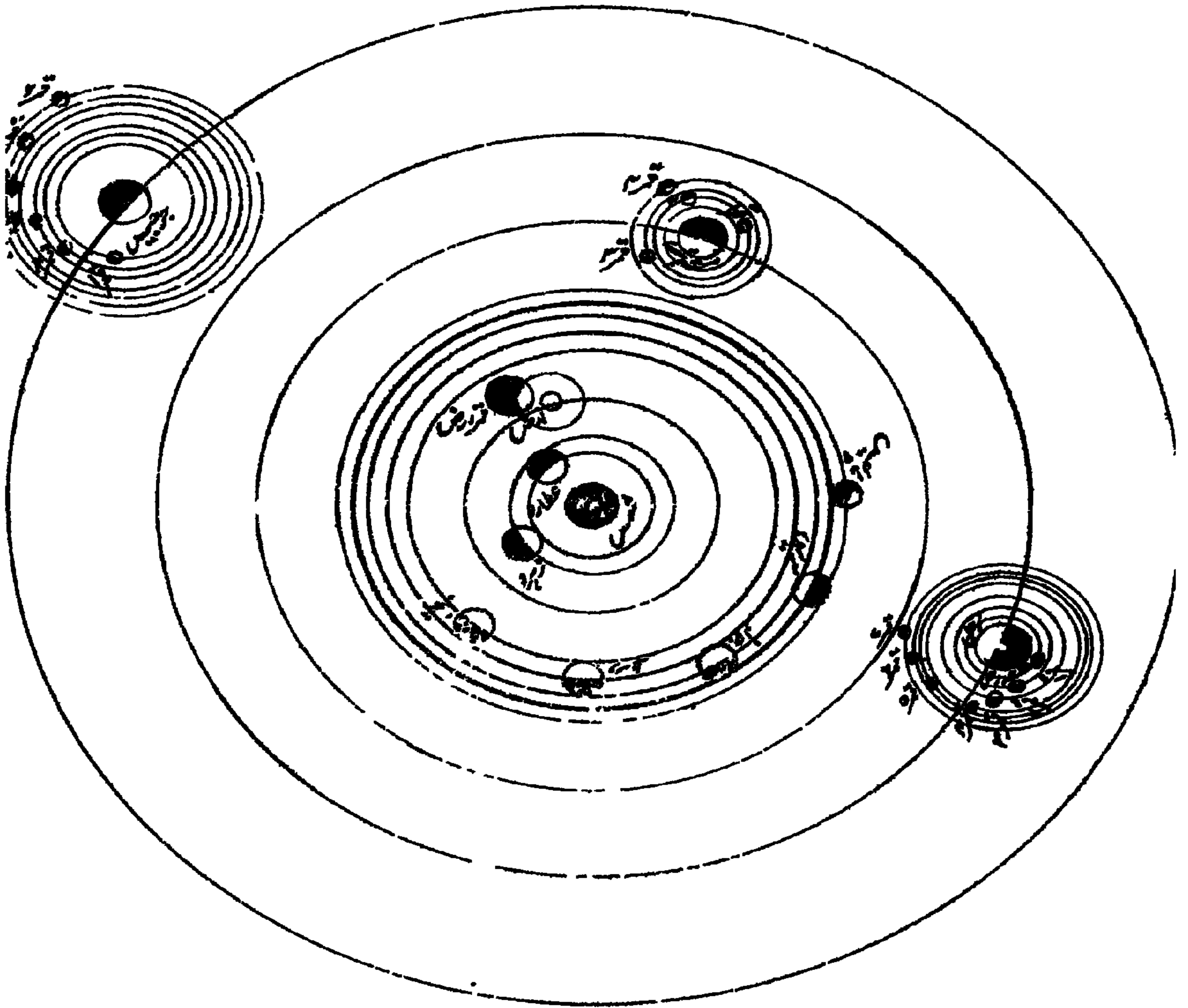
شکل اول

نظام عالم مطابق قیاس یونانیوں کو



شکل دوم

نظام عالم مطابق مشاهده بذریعہ دوربین



دافروں کے مٹانے کے لئے یہہہ پرچہ جاری ہوا ہے اور جن امور کو تم اپنے خیالات کے مخالف پاتے ہو یہہہ مجبوری اُن دونوں صاحبوں کو لکھنے پڑتے ہیں اور ماننا کہ اُن کی رائے ہمیشہ صائب نہیں اور جو امور کہ وہ کہیں بالکلہ لائق تسلیم کے نہیں مگر یہہہ ضرور نہیں کہ اُن کی رائے یا مفسدوں کے سنتے ہی بڑبڑانے لگو اور مضحکہ میں ڈال دو و چشم انصاف بند کر کے دیدہ تہصہہ کہول دو بلکہ اولاً بفکر و کامل اُن کے خیالات کے حسن و قبح کو جانچو اور اُس مضمون کو جو مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی نے اول پرچہ میں درج کیا ہے اُس سے مطابق کر دو اور یہہہ جو چاہو کہو ہاں اگر تمکو اُس کی بابہہ کچھہ کہنا ہے اور اُن کی رائے سے مخالفت کرنا منظور ہے تو تم میں سے جسکو تربیت اور اہل اسلام کی رعایت اور حمایت اور ہمدردی کا جوش ہو وہ اُس پرچہ کے متعلق معاملات کا ممبر ہو جاوے اور اپنے خاطر خیرا مضمین پرچہ مذکور کا انتظام کرے یہہہ بہتر ہے یا وہ بہتر کہ مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر کی مخالفت ہو کہ باندھو اور ادھر ادھر کے اُن صاحبوں میں کہ جنہیں چند روزہ ولولہ طرداری رسوم دینی اور جوش تائید خیالات مذہبی ہے شریک ہو کر بیکار روپیہ ضایع کر دو اور اپنی ذیرہ اینٹ کی مسجد الگ بفار ذرا تم مسٹر ایڈورڈ ہنری پالمر صاحب بہادر کی سنجیدہ رائے کو جو اودہ اخبار مطبوعہ ۱۲ مارچ سنہ ۱۸۶۵ء میں ۱۹۴۵ء ہی غرہ سے پڑھو اور بقول خود صاحب مرصوف کے یہہہ کہو کہ ایک کافر نے لکھا ہے ایسے ہی جھٹ پٹ خفا نہر جاڑ جیتے نہ مولویین موصوفیہ کا نام ستیے ہی بیزار ہوجاتے ہو — ہاں تک تو پڑھو کہ دو دل یک ہودہ بدکنند کرہ را * پراگندگی آرد انبیرہ را * بعد اُس کے اُس نیک نہاد خیر خواہ اہل ہند کے شقیانہ اور بیغرضانہ مشورہ کو دیکھو اور ترک معاندت و مخالفت نیمابن کر و کسواسلے کہ مخالف ہی کی وجہ سے تمہارے دین میں بہت سے عجیب و غریب فرقہ ہو گئے ہیں اور تمہاری پھرت اور نزاع ہی کے سبب سے یعنی جو اقوال مستلفہ اور احکام مؤکلفہ تمہارے اسلام کے ہیں اُنہیں سے اسلام کے نورانی چہرہ پر غیروں کو دہی لگانے کی گنجائش ملی اور ملتی جاتی ہے بخلاف اس کے جہاں تک تم لوگ دیکھو گے اور جانچو گے پرچہ تہذیب الاخلاق کے مطالب خالی تعصب و نفاق سے پر گے اور شاید تم سب کو اس بات پر یقین ہوگا کہ مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر کو جہاں تک خود اُن کو اپنی ذاتی غرض دنیا اور عقبی نہیں ہے اپنا خیر خواہ پاڑ گے اور چاہے تم مسلمانوں میں سے کسی فرقہ اور مذہب کے مفاد و مؤید و پابند ہو اپنے فرقہ و مذہب کا اُن کو دشمن نہ پاڑ گے وہ ایسے آدمی نہیں معلوم ہوتے کہ اگر وہ خود گردن مروری مرغی ہستیوں کے

یہاں کی حلال جانکر کھائیں تو نہ کھانے والوں کے دشمن ہوجائیں وہ ایسے نہیں ہیں کہ جو لوثی و غلام کا رکھنا اچھا جانتے ہوں اُن کے بدخواہ بنیں وہ ایسے نہیں ہیں کہ وہابی ہرگز اُن لوگوں سے جو وہابیوں کو اچھا نہیں سمجھتے عدوت کرنے لگیں وہ ایسے اہل سنت نہیں ہیں کہ معاذ اللہ شیعوں کو واجب القتل جانتیں اور اُن سے مجالست و مواصلت و مکالمات میں اکراہ کریں بلکہ اُن کو خلاف اس کے عام معاملات میں جہاں تک اخلاق و تہذیب کی درستی میں غرہ متوجہ ہو گئے اپنا معین و مدد پاڑ گے اور ایک نہایت قوی اعانت اُن سے تمکو ملیگی جبکہ یہاں تک تمکو آگاہی ہرچکی اور یہہہ سمجھہ چکے کہ مخالفت و معاندت میں سراسر زیان ہے اور مخالفت ہی کی وجہ سے تمہارے دین میں بہت سا کچھہ نقصان آچکا ہے تو اب تم اپنی ہمت اور ضد چھوڑ کے اس پرچہ کے مؤید ہو اور مجبوری حاصل کرنے اور پرچہ کی اشاعت اور خریداری میں معین و موثق ہو اور غرہ سوچ سوچ کر جن امور کو دین و تہذیب سے علاقہ اور رسم و رواج پر مبنی پاڑ اور اُن کو مخالف تہذیب و شایستگی دیکھو اُس کی درستی میں متوجہ ہو اور حتی الوسع تہذیب و شایستگی کو پھیلاؤ اور اپنے دین و اسلام کو جیسا وہ نورانی ہے کو دکھاؤ اگر تمکو یہہہ معلوم نہیں ہے کہ تمہارے مذہب اور اسلام میں کون سے ایسے امور ہیں کہ جن پر وہ قوم کہ جو تہذیب و شایستگی پر دم بھر رہی ہے اور تمہارے بعضہ ہموطنوں نے جنہر نے کسی وجہ سے یا جو تمہارے جی میں ہو اُسی سبب سے مذہب اسلام کو چھوڑ دیا ہے مخالف تہذیب و اخلاق کہتے ہیں تو اُسی کی بابہہ بشارکت مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر اُن امور غیر مہذب کے یکجا اور تنقیح کرنے کے لئے خاص ایک مجلس مقرر کر دو اُس میں اُن صاحبان عیسائی ولایت را اور ہندوستانیوں کو جو تہذیب و اخلاق کے دہویدار ہیں اور تعصب و غلو مذہبی میں گھرے ہوئے ہیں اور اپنے ہی پھو دیروں کو شریک کر دو اور اپنے علمائے ڈامی جو ہر مذہب اور رسام گرامی ذی رعب کو تکلیف دے اور اُس مجلس کے ذریعہ سے بلا رہ و قدح ٹھنڈے دل سے پہلے گردن نیچھی کیئے ہوئے ہوسائیوں اور پھردیروں کو اعتراض کرنے دو اور جو جو اعتراض وہ کریں اُن کو اس پرچہ میں چھپانے دو جب اعتراض تمام ہو جاویں تو سلسلہ وار جس جس فل سے وہ متعلق ہوں یکجا کرا کے اُس سب کو عربی اور انگریزی کردالو اور تب اُن پرچوں کو پررپ و امریکہ کے صمدہ اور مشہور عالموں اور حکیموں کے پاس بھیج دو اور اپنے ملت و دین کے علماء قاسمی و گرامی ترک عرب مصر ایران کی خدمات میں بھی ارسال کر دو اور سب کو تکلیف دو کہ خیرا مہربانی وہ اپنی اپنی رائے اُن اعتراضوں کی بابہہ لکھیں

نہ آیا موافق اخلاق تمام دنیا کے وہ اعتراض صحیح اور متشاف تہذیب و شایستگی ہیں یا نہیں اور اگر ہیں تو اُن کو تہذیب اسلام کی شریعت سے کیا تعلق ہی اور وہ ایسا تعلق ہی کہ جس کے ترک میں گناہ ہی یا نہیں جبکہ اس طرز سے جواب حکماء یورپ و علماء بلاد مختلفہ کے آلیں تب میٹراں مجلس اُن پر غور کریں اور جو امور علی التوافق منافی اخلاق ٹھہریں اور جن کے ترک میں گناہ نہ سمجھیں اُنہیں چھوڑ دیں اور ایسا چھوڑیں کہ پھر جو اہل اسلام میر سے اُس کے ارتکاب پر رغبت کرے اُس کو متخالف تہذیب سمجھ کر معاشرت ترک کریں اور اس سامان کے مہیا ہونے میں جس قدر تاخیر ہو نہ کھیرا دیں اور جب تک تصفیہ نہ ہو جارے چپ نہ رہیں یہ ایک ایسی عمدہ تدبیر ہی کہ اس سے سارے اوصاف و ذمائم اخلاق کالشمس فی وسط اللہ سارے مسلمانوں پر ظاہر ہو جائیں گے اور اُن کے رفع اور دمع کرنے کا ایسا ذریعہ ہاتھ آرہا کہ اُس سے بہتر کوئی نہوسکیگا *

راقہ

سید قلام حیدر

از مقام لکھنؤ پور کھیڑی ملک اردہ

نمبر ۱۲۷

تہذیب

مجھے تعجب ہی کہ کسی زمانہ میں مسلمانوں کو کس لیئے مہذب و شایستہ کہا جاتا تھا اور اب کس لیئے بعض قوموں کے ہاں اُن کو ایسے القاب قائلیم یعنی جاہل جانور وحشی سے پکارا جاتا ہی یہ بات غیر قوم ہی پر منحصر نہیں ہی بعض مسلمان بھی ایسے ہیں کہ وہ مسلمانوں کی نسبت یہ القاب کہتے ہیں اگرچہ وہ کسی مصلحت یا درد برداری سے ہی کہیں نہیں اور اگر مسلمان ان الفاظ کو سن کر برا مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جھوٹ اور اتہام ہی ہم ایسے نہیں ہیں جب اپنے بھائیوں کی نسبت یہ صدا میرے کان میں پڑی مجھ کو نہایت ملال ہوا اور کہا کہ یہ تمہارے ہی ہم مسلمان ہرگز ایسے نہیں ہیں لیکن جب اُس کا زیادہ غل مچا تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس کو سرچر اور میزان عقل و انصاف میں توازن نصب و ناانصافی کو دخل نہر آیا یہ قول بالکل جھوٹ اور بہتان ہی یا کسی قدر اس میں سچ بھی ہی اور سچ ہی تو کس دلیل سے مدت تک میرے دل میں اس بات کی کاوش رہی اور طرح طرح کے خیالات گذرا کیئے جو خیالات آتے تھے اُن کو بدلائل و پراہین دمع کرتا رہا کوئی قری فیصل قرار نہ پاتا تھا ایک مرتبہ یہ خیال آیا

کہ جن مسلمانوں کی نسبت جانور و جاہل کا اڑام لگایا جاتا ہی وہ کون ہیں اور کہاں کے رہنے والے ہیں آیا ترکی و مصری و غیرہ کی بھی یہی کیفیت ہی یا صرف ہندوستان ہی کے رہنے والے اُس بلا میں مبتلا ہیں بعد تامل و غور کے معلوم ہوا کہ یہہ برائی صرف ہندوستان ہی کے حصہ میں آئی ہی دیکھو اُن لوگوں کو جو اب پھالت موجودہ موجود ہیں اور ہندوستان کے رسم و رواج کی پابندی کو مثلاً احکام شری نرض جاتے ہیں تحصیل علوم و نسب فنون کی طرف مطلق توجہ نہیں نہ مسائل دینی سے واقف نہ احکام شری سے ماہر قطع نظر اس کے اس جہالت کی بدولت ہزاروں طرح کی خرابیوں اور لاہروں اُفتوں میں مبتلا ہوتے ہیں میرے نزدیک ہندوستان کے مسلمانوں کو اُن الفاظ سے برا ماننا اور اُن مسلمانوں کو جو اُن کی تئید کرتے ہیں برا جاننا بیجا ہی بلکہ اُن کے مافی الضمیر اور دلی مقصد پر غور کرنا چاہیئے وہ حقیقت میں غیر خراہ ہیں اُن بیچاروں کی ان الفاظ سے کچھہ اڑ ہی غرض تھی اُن کو نہ مسلمانوں کے مذہب پر اعتراض نہ قواعد اصولی و فروعی کی نسبت بھٹ اور اختلاف وہ اُس مذہب کو دل سے نہایت سچا اور اچھا جانتے ہیں اور جہانتک اُن سے ہو سکتا ہی اپنی سمجھ کے موافق اُس کی پیروی اور شایع کرنے میں کوشش کرتے ہیں معاذ اللہ اگر اُن کی نسبت ہم یہہ سمجھیں کہ مذہب یا قواعد مذہب کی نسبت اُن کو اعتراض یا انکار ہی تو ہم سب سے زیادہ اُن کو برا کہیں اور برا جانیں اور جس قدر ممکن ہو لعن طعن کریں مسلمانوں کا سچا مذہب متک آنتاب کے چمکتا ہوا خدا نے بنایا ہی جس کی روشنی قیامت تک تمام عالم کو گھیرے رہیگی اُس کے احکام قابل تبدیل و تغیر نہیں مگر قواعد معاشرت دنیوی اور اخلاق و عادات کی تبدیل و اصلاح سے کچھہ قواعد مذہبی کی تبدیل و تغیر لازم نہیں آتی اور اگر کوئی اُس کی یعنی قواعد مذہبی کی تغیر و تبدیل کا قایل ہو جاوے تو پھر اُس کے نفر و العهد میں کیا شک رہا نعرہ باللہ من رساوس الشیاطین بلکہ بیچارے ناہنہیں کی اصلی فرض یہہ ہی کہ مسلمان سستی و کاہلی کو چھوڑیں اور دریاے جہالت میں جو قویے ہوئے ہیں اُس سے سر نکالیں بے علمی سے اُن کی حالت خراب ہی نہ کوئی فن اُن کو آتا ہی نہ کوئی پیشہ سیکھتے ہیں جہالت سے عقبی تو یوں خراب ہوئی کہ رسوم نا مشروع اور بدعات کے پابند ہوئے اور دنیا یوں برباد گئی کہ لوگوں کی نگاہوں میں حقیر ہیں نہ عہدہ جلیلہ کے مستحق نہ حضوری حکام کے سزاوار اُن کے ارادے سست اور ہمتیں پست ہو گئی ہیں اگر خواب غفلت سے پیدا ہوں اصلاح معاش و معاہ فی ملہگار ہوں تحصیل علوم کا خیال رہے مد نظر کس کمال رہے تمام

علوم پڑھیں جن سے سیکھیں نئی نئی تعلیم ایجاب کریں نئے نئے آلات بناویں ہر کام میں عقل درزاویں تو مقبول اہل جہاں ہوجائیں ہر محکمہ میں اعلیٰ اعلیٰ عہدے پادریں تحصیل و آفرین کے سزاوار ہوں غیر قوموں کے دلوں میں جگہ پائیں شایستہ اور مہذب پہلے خدا نے عقل کو اس واسطے بنایا ہی کہ اس سے کام لیا جائے اگلے مسلمانوں نے کیا کچھ نہیں کیا وہ بھی ہمارے واسطے نمونہ بنی مسلمانوں کے ہاں سوائے علم دین کے جو اب مروج ہو رہے ہیں اور جس کی نسبت ہم یہ کہیں تو بجا ہی کہ پورانی لکیر پیٹتے ہیں وہ ان کے مذہبی علم نہیں بلکہ وہ غیر زبانی سے ان کو حاصل ہوئے ہیں نہایت مشکل اور بڑی محنتوں اور جان مشائیوں سے ان کو ملے گا حالانکہ وہ غیر زبان میں تھے اول اُس زبان کو سیکھا پھر اُن کی کیفیت و ماہیت سے واقف ہوئے بعد اس کے اُس کا ترجمہ اپنی زبان عربی میں کرایا اور اپنے بھائی مسلمانوں کو سکھایا کون سا دن تھا کہ مسلمان نہیں جانتے تھے کون سا علم تھا کہ مسلمان نہیں پڑھتے تھے اب جو قومیں مسلمانوں کو وحشی اور جانور پڑاتی ہیں اُنہوں نے بھی تو مسلمانوں سے ہی سیکھا ہی لیکن اس میری تفریز کے سننے والے مجھ سے یوں فرماتے ہیں کہ جو مسلمان جاہل وحشی کہنے والے ہیں اور جس کی تاویل مطلب اس طرح ہمارے سامنے آئی کئی اس کا یہ مطلب یہ طرز بیان نہیں ہی وہ نہایت سخت اور درشت الفاظ کہتے ہیں اور تہذیب اور شایستگی سے یہ فرض اُن کی نہیں جو اسی وقت ہمارے درپہر بیان کی کئی اور یہ ایسا مطلب ہی کہ ہم اُس کو دل سے اچھا جانتے ہیں اور اُسکو ہمارے دل نے مان لیا اور ہم نے سچ جان لیا ہے شک یہ سچ ہی ایسی تہذیب اور شایستگی ہم کو حاصل کرنی چاہیئے پر حال اس قدر و تاویل کے اُن کا مطلب یہ ہی کہ جس طرح بعض قوم جن کو وہ مہذب کہتے ہیں آزاد ہیں ہم بھی ایسی ہی آزادی حاصل کریں جس طرح وہ کھاتے عین ہم بھی اُسی طرح کھائیں جو اُن کا لباس ہی ہم بھی رہی لباس اختیار کریں جس طرح وہ پابند مذہب نہیں ہیں ہم بھی نہ ہیں بلکہ تمام معاملات میں اُنہوں نے اپنی عقل و آرام کو دخل دیا ہی ہم بھی دخل دیں جو بات دین کی ہماری سمجھ میں نہ آوے تو اس تاویل سے کہ باعاط امتداد و تغیر زمانہ کے اب قابل عمل نہیں ہی عمل نہ کریں اگر اسی کا نام شایستگی و تہذیب اور رہن ضمیری ہی تو ہم درگزرے ہمارا سلام ہی ہم کو جاہل و جانور وحشی رہنا قبول خدا تعالیٰ خسرا الدینا والا خیرۃ نہ کرے مگر میرا یہ جواب کافی ہوتا ہی یہ آپ کے خیالات ہیں اُن ناصحین کا دلی مطلب ان الفاظ سے یہ نہیں ہی بلکہ وہی

ہی جو مینے اوپر بیان کیا البتہ اس قدر میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ طریقہ نصیحت کا برا ہی نہیں زبان اور ملک گیری کی مثل مشہور ہی میٹھی باتوں سے غیر اپنے ہوجاتے ہیں اور سخت کلامی سے اپنے چہرہ جاتے ہیں اگر یہ کہا جائے کہ نصیحت کڑی معلوم ہوتی ہی تو اُس کا بھی یہ موقع نہیں ہی کڑی نصیحت کیسے ہی میٹھی میٹھی زبان سے کیجائیں کڑی معلوم ہوگی اس کے الفاظ ہی کڑے ہیں جو لوگ اسکی حقیقت کو اچھا جانتے ہیں وہ بھی ان الفاظ اور اس طریقہ کو پسند نہیں کرتے کھانے اور نکل لینے کی ایک حقیقت ہی مگر افطور میں فرق ہی اگر کوئی ناصح طریق نصیحت سے فہمائش کرے بے شک اثر ہوگا مجھے اذیت ہے کہ اگر یہی طریقہ نصیحت ہی تو ساری محبت راہیں ہوجائیگی اگر یہ کہا جائے کہ الفاظ اور طریقہ نصیحت اور برقرار ناصح ندیکھو اصل مطلب کو خیال کر تو ایسے لوگ بہت کم ہیں جو ایسے ہیں حضرت اُنکو نصیحت کی کچھ حاجت نہیں ہی وہ خود تہذیب اور شایستگی کے خراہاں ہیں اور جہاں تک ہو سکتا ہی ترقی اور رفقاء عام میں کوشش کر رہے ہیں یہ نصیحت تو عام لوگوں کے واسطے ہی اور جب تک اُنکے دل خیال ناصح کی طرف سے درست اور ٹھیک نہ ہونگے اُس کی بات کب اُن کے دل میں بیٹھائیگی یہ سب کچھ سمجھ کر جو لوگ محبت اور عشق میں قریب ہوئے ہیں اُنکو کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں اور کیا ہماری زبان سے نکلتا ہی اس طرح اُن بیچاروں ناصحین مسلمانوں کا حال ہی کہ وہ بھی مسلمانوں کی ایسی ترقی کے خواہاں ہیں اور اُن کی خیر خواہی کے جوش کے دریا میں قریب ہوئے ہیں اُنکو کچھ اصل خبر نہیں ہی کہ کیا ہمارا مطلب ہی اور ہم کیا کہتے ہیں جب کوئی غیر قوم مسلمانوں کی نسبت کوئی کلمہ حقارت کا کہتی ہی یا جب مسلمانوں کو وہ تنزل کی حالت میں دیکھتی ہی تو اُن کا دل کباب کی طرح ہون جاتا ہی اور وہ خود مثل ماہی بے آب بیچتاب کھاتے ہیں اور جو اُنکے دل میں آتا ہی سناتے ہیں ایسے خیر خواہوں کے الفاظ کو دیکھنا اور اعتراض کرنا اور اُس کے دلی شوق و خواہی کو چھوڑنا بالکل خلاف انصاف اور جادہ راستی و عدل سے منحرف ہوتا ہی *

واقف

مصدق یوسف

ریکل عدالت دیوانی ملیکٹہ

نمبر ۱۲۸

ہر وقت کی مصلحت

ہر زمانہ کی ضرورت اور ہر وقت کی مصلحت کا لحاظ ایک ایسی چیز ہے جس سے کوئی مسئلہ کسی شریعت کا یا کوئی حکم کسی ملک کا خالی نہیں ہو سکتا اور اُس کی پابندی بغیر کسی شخص کو کوئی چارہ نہیں رہتا مگر جس طرح اس چیز کی ضرورت عام ہے اور جیسی وہ ناگزیر ہے اُس طرح خدا تعالیٰ نے اُس کا علم عام نہیں کیا (جسمیں ایک بڑی باریک مصلحت ہے) بلکہ اُس کے علم کو صرف خاص ہی خاص طبائع کے تفویض کیا ہے اور جو مصلحتیں اُس میں مستتر ہیں وہ خاص ہی لوگوں کو بتائی ہیں جب یہ بات معلوم ہو چکی تو اب اس بات سے کسی کو تعجب نہ رہے کہ ہمیشہ ہر زمانہ میں جب کبھی دوراندیش اور خاص لوگ کسی ضروری انتظام یا مناسب تہذیب کو پیش کرتے ہیں تو مرام الناس کیوں اُس کی مخالفت پر کمر باندھ کر مستعد ہو جاتے ہیں اور کیوں اُس کے ذمہ اس بات کی تہمت لگانے لگتے ہیں کہ یہ شخص ایسی باتوں کو ایجاد کرتا ہے جو کبھی نہیں ہونیں بلکہ صریح شریعت کے خلاف ہیں حالانکہ یہ ایک ایسی مشکل بات ہے جس کو عام آدمیوں کی سمجھ نہ ہو۔ فریاد نہیں کر سکتی اور نہ ایسے لوگوں کا یہ قول صحیح ہے کہ وہ شریعت کے خلاف ہے کیونکہ شریعت کے خلاف ثابت کرنا تو کسی ایسے ہی شخص کا کام ہو سکتا ہے جو اسرار دین پر شریعت کے ہی مضبوط طریقہ سے آگاہ ہو گیا ہو اور جس نے احکام شریعت کے مصالح کے خلاف ہونا یہمہ وجہ ڈب کر لیا ہو اور جب تک یہ بات کسی کو میسر نہ ہو اس وقت تک کہہ سکا اہم بعض اسباب میں ہرگز کارآمد نہیں ہو سکتا کہ زمانہ کی مصلحت اور وقت کی ضرورت کوئی چیز نہیں ہے خصوصاً اس حال میں جبکہ کسی شریعت نے جابجا ضرورت وقت کی خود بھی پڑی پرواہ کی ہو اور اپنے احکام کو ہمیشہ اُسکا قایم رکھا ہو پس یہی کیفیت فی زمانہ اُن تمام مسلمانوں کی ہے جو ایک ہندوستان کے گھیرے میں پڑے ہوئے ہیں اور جنکو وہ اپنے شریعت پر کامل اطلاع ہے کہ ضرورت اور مصلحت وقت کی خبر ہی صرف وہ ایک بات جانتے ہیں کہ جب کوئی بات اُن کے قدیمی عادت اور اُن کی معدود معلومات کے خلاف معلوم ہو اسکو وہ دین میں ایجاد کہہ دیتے ہیں اور ایسے دور اندیش کو جو ضرورت وقت پر نظر کرے دھریہ بتاتے ہیں حالانکہ جو شخص اسرار شریعت خراے اسلامیہ سے واقف ہیں بلکہ اسرار بھی نہیں بعض بعض احکام خاصہ سے بھی آگاہ ہیں وہ اسبات کو خوب سمجھتے ہوتے کہ خلفاء شریعت اسلامیہ بلکہ خود

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرورت وقت کی کسی کچھہ مراعات فرمائی ہے ایک مرتبہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت سے فرمایا کہ دوسرے والے دشمن سے بچنے کے لیے لڑائی کے وقت اپنے شہروں کے گرد خندقیں کھود لیتے ہیں تو آنحضرت نے اس تدبیر کو ضرورت وقت کے مناسب دیکھ کر یوم خندق میں خود خندق کھدوائی اور ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عاصم ابن ثابت سے فرمایا کہ من قاتل فلیقاتل کما یقاتل الخ پس لفظ (کما) سے جو تائید ہماری اس رائے کی ہوتی ہے وہ کیسی پختہ ہے علامہ اس کے خلاف کے زمانہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد سے لشکر کشی کے وقت صاف یہ فرمایا تھا یا خالد علیک بتقویٰ اللہ و الوقت یمن معک الی ان قال و الضوف عند اهل الیمامة فان دخلت بلادهم ما لکذا العذر فم اذا لقیہم اقم لقاتلہم بالسلاح الذی یقاتلہم تک الخ پس اب انصاف کرنا چاہیئے کہ جب ہماری شریعت نے ضرورت وقت اور مصلحت کی اس قدر مراعات کی ہو تو ہم کو یہ کب زیبا ہے کہ ہم اپنی نادانی سے اُس ضرورت کو نہ سمجھیں اور اُس کے موافق عمل نہ کریں اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ان سب امور کو جو آنحضرت نے یا صحابہ کرام نے ضرورت کے موافق کیا احکام دین کی تغیر میں کچھہ دخل نہیں ہے بلکہ ضرورت دنیوی کے تغیر سے علاقہ ہی تو اول تو ہم یہ بات تسلیم نہ کریں گے اور اگر فرضاً تسلیم بھی کریں تو کچھہ ہماری منزل مطلب نہیں ہے کیونکہ ہمارا بھی اصلی مدعا یہی ہے کہ جس دنیوی تہذیب اور ضرورت کو ہماری شریعت نے ہر زمانہ میں ضرورت کے موافق تصویز کیا ہو اُسکو تم بھی جائز سمجھو اور اسبات میں ہم تمہارے ساتھ ہیں کہ بلا شبہ تغیرات دین کو برا جانتے رہے مگر یہ بات سمجھنا کہ کس بات میں کچھہ تغیر دین کا ہے کس میں نہیں ہے یہاں ہی مشکل اور ایک بڑے بے نظیر عالم کا کام ہے کہ وہ ایسے لوگوں کا کام نہیں ہے جو صرف نزاع لفظی کو اپنی کامیابی اور واقفیت کا نشان سمجھتے ہیں اور جو سراسر اپنے پاس سقن کے غلم بنے رہتے ہیں ہم انکو اسبات کا یقین دلاتے ہیں کہ جب تک وہ ضرورت وقت کے موافق عمل کو آمد نہ کریں گے اسوقت تک نہ انکی عزت ہوگی نہ انکے دین کی عظمت رہیگی بلکہ جو رہی سہی حرمت ہاتی ہے اس میں بھی تزلزل آجاریگا پس اگر انکو اپنے دین کی کچھہ مصلحت ہے اور اپنی شریعت کے کام کا پاس ہے تو وہ ایسے وقت میں ضرورت وقت کو ایک بڑی زبردست بات سمجھیں اور جو ذلیل حالت اور قمری کے سامنے اُنکی ہی اسکا خیال کریں *

راقم
عبداللہ

بمقام علیگڈہ — مطبع علیگڈہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

جلد دوم [۱۵ نیحجۃ سنہ ۱۲۸۹ ہجری سنہ ۱۳۰۳ نبوی] نمبر ۲۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مضمون نمبر ۲۰۱

روایت تلک الخرائیق العلی

یہ روایت منقول ہے ابن جریر مفسر اور قتادہ اور مقاتل اور زہری اور کلبی سے اور منجملہ ان روایتوں کے ایک حدیث مرفوع ہے جو سعید ابن جبیر نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے اور یابی روایت کاہی کی ہے صالح سے اور روایت ابن شہاب کی ابو بکر بن عبد الرحمن سے غیر مرفوع ہیں اور جس طرح پر یہ قصہ بیان کیا جاتا ہے اُس کا حامل یہ ہے کہ ایک مرتبہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کافران قریش کے سامنے سورۃ والنجم پڑھ رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے کہ انرا یتیم ائلات والعزی و منات التالۃ الاخری تو آپ نے یہ پڑھا کہ تلک الخرائیق العلی و ان شفاعتہا لتوتجی یہ سنکر کافران قریش خوش ہوئے اور سمجھے کہ پیغمبر خدا بھی ان باتوں کی شفاعت کے قابل ہو گئے اور بعد ختم ہونے سورۃ کے جب آنحضرت نے سجدہ کیا تو کافران مکہ بھی سجدہ میں شریک ہوئے *
یہ قصہ اور یہ روایت بعض بے اصل اور غلط اور یہ حدیث بالکل مرفوع ہے اور جنہوں نے اسے نقل کیا ہے اُن کو دعوہ ہو گیا اور بطلان اس کا قائل و ثناء و امتقاداً ثابت ہے *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع تہذیب الاخلاق

جستدر رویت بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراء بطور قیمت وصول ہو رہا کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا *
مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا *
یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر دیا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھہ تعلق نہوگا *
اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار اٹھ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا *
ممبروں کو یہ قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی یہ قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

کیا ہی کہ اسے ہم تفسیر کے مفسرین میں دیکھیں ٹاہت کوچکے ہیں *

اعتقاداً غلطی اس روایت کی اس طرح ڈاہت ہی کہ ہم مسلمان پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مصدق کے معتقد ہیں اور اگر میثاقاً باللہ یہ روایت تسلیم کی جارے تو مصدق کا اعتقاد باقی نہیں رہتا پس قتادہ اور مقاتل نے جو روایت کی ہی اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ پیغمبر خدا وقت پڑھنے اس سورۃ کے اونگھ گئے اور اس حالت میں یہ کہتے ہیں کہ تعریف میں زبان مبارک سے نکل گئے پس اگر یہ روایت مانی جارے اور وقت قرأت قرآن کے پیغمبر خدا پر خراب کا طاری ہوتا اور اس حالت میں بتوں کی تعریف کے کلمات زبان پر لے آنا تسلیم کیا جارے تو بلا شبہ پیغمبر خدا کی نبوت اور مصدق سے انکار کرنا پڑے و نعرۃ باللہ من ہذا المخرات *

اور کلبی نے یہ کہا کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدثتہ فقال ذلک الشیطان علی لسانہ کہ شیطان نے آنحضرت کی زبان سے یہ لفظ کہہ دینے یہ ایک ایسی بات ہی کہ قطع نظر مسلمان کے کوئی دانشمند کانر بھی نہ مانے گا اور ہم تو کلبی کی صداقت اور ثقافت کے سبب سے جسکا ثبوت اکثر روایتوں سے ہو چکا ہی ایک جو کے برابر بھی انکی باتوں کو نہیں سمجھتے *

اس سے بڑھکر موسیٰ بن عقبہ نے اپنے قتادی میں یوں تحقیق کی داد دی ہی کہ ان المسلمین لم یسمعوہا وانما اصاب الشیطان ذلک فی اسماع المشرکین و قلوبہم کہ مسلمانوں نے یہ کلمہ نہیں سنا بلکہ شیطان نے صرف مشرکین کے کانوں اور انکے دلوں میں یہ بات ڈال دی اس روایت کو وہی لوگ مانیں جو شیطان کو ایسا قادر جانتے ہوں اور ایسی باتوں کو مانتے ہوں اس زمانہ میں تو ایک نادان بچہ بھی سوائے ہنسنے کے ایسی روایتوں پر کچھ توجہ نہ کریگا *

پھر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اس قصہ کو یوں روایت فرمایا ہی کہ وہ لفظ جو آنحضرت کی زبان سے نکلے وہ الغرائق العلی تھے اور بڑے بڑے مفسرین نے اسکی یہ توجیہ کی ہی کہ لا یبعد ان ہذا کان قرآنًا والمواد بالغرائق العلی و ان شفاعتہن لترتجی الملائکۃ کہ ان لفظوں کا قرآن سے ہونا کچھ بعید نہیں اور مراد ان سے ملائکہ ہیں ورحمۃ الشفاعۃ من الملائکۃ صحیح اور انکی شفاعت صحیح ہی پھر بعد اس تاویل کے یہ فرمایا ہی کہ اب یہ لفظ جو قرآن میں نہیں ہیں اسکا سبب یہ ہی کہ کلمات منسوخ التلوۃ + میں داخل ہو گئے

+ میں اس مقام پر اس سے زیادہ بھٹ نہیں کرتا اس لیے کہ میرے نزدیک منسوخ التلوۃ کوئی چیز نہیں ہی اور اس بھٹ کو میں نہایت تفصیل سے علحدہ لکھوٹگا —

مقلد بطلان اس کا ظاہر ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بتوں کی ہر باتوں اور ان کی عبادت کرنے اور شفاعت پر اعتقاد رکھنے کو فقر و ہرک فرماتے رہے اور ابتدا بہت سے آخر تک اس وقت پر ڈاہت قدم رہے نثار مکہ نے اسی وجہ سے طرح طرح کی تکلیف دی تو کیونکر قیاس میں اسکتا ہی کہ آنحضرت کی زبان سے ایسا کلمہ نکلا ہو — مردرد یا نادان یا احمق ہی جو اس پر یقین کرے کبریت کلمۃ تنزع من ابراہیم ان یقرکون الانذبا *

پھر یہ کلمات ایسے بے ربط و بے ضبط ہیں کہ اول کو آخر سے کچھ تسمیہ نہیں اور پیغمبر خدا کی شفاعت و بلاغت مسلم تھی تو کیونکر خیال میں آسکے کہ ایک فقرہ پیچ میں ایسے کلام کے حضرت نے فرمایا ہو جس کو کچھ بھی مقام اور موقع سے مناسبت نہ ہو *

تقلد اس کی مرضیہ ظاہر ہی در طرح سے اول نفس روایت میں اس درجہ اختلاف ہی کہ وہ اختلاف ہی اس کی مرضیہ پر شاہد ہی کوئی کہتا ہی کہ آنحضرت نے ان شفاعتہا لترتجی فرمایا کوئی بکتا ہی کہ لترتجی ارشاد کیا کوئی کہتا ہی کہ الغرائق العلی تلک الشفاعۃ لترتجی فرمایا کوئی کہتا ہی کہ انہما الغرائق العلی زبان مبارک سے نکلا پھر کوئی نادان کہتا ہی کہ شیطان نے آنحضرت کی زبان سے یہ لفظ بڑا دینے کوئی کہتا ہی کہ شیطان نے لوگوں کے کانوں میں آواز ایسی کہہ دی کہ انہوں نے جانا کہ حضرت فرماتے ہیں اور حضرت کو خبر نہ ہوئی جب تک کہ جبرئیل امین آئے اور انہوں نے اس واقعہ کی خبر دی *

دوسرے اس روایت کا سلسلہ منقطع ہی اور دراقہ مشتبہ اور جھوٹے ہیں کلبی ایک جھوٹا ساری دنیا کا ہی گو رہ مفسر ہو اور گو چند جھلے نے اس کی تفسیر کو عمدہ تفاسیر سمجھا ہو مگر محققین نے اس کو کذاب اور ضعیف لکھا ہی جیسا کہ ابوبکر بن باز نے

کہا ہی کہ اما حدیث الکلبی فما لا یجوز الروایۃ عنہ بقرة ضعفہ و کذبہ اور باقی روایتوں کے سلسلے منقطع ہیں کوئی متصل نہیں اور وہ حدیث جس میں روایت شعبہ سے ہی وہ معنعن ہی کماوری شعبۃ من ابی یحییٰ بن سعید بن جبیر بن ابی عیاس اور اس کی نسبت قاضی عیاض نے لکھا ہی کہ ولم یسنده من شعبۃ الا امیۃ بن خالد وغیرہ یرواہ من سعید بن جبیر اور یہ واقعہ عبداللہ بن عباس کی پیدائش یا ہوش سے پہلے کا ہی اور انہوں نے رادی کا نام نہیں بتایا مگر حقیقت میں یہ تہمت ہی عبداللہ بن عباس پر اور یہ امر تحقیقات سے ظاہر ہی کہ سلسلے روایت عبداللہ بن عباس کے اکثر جھوٹے اور غلط اور موضوع ہیں کیونکہ لوگوں نے ان پر بھٹ سی تہمتیں کی ہیں اور اکثر تفسیروں کی غلط روایتوں کو ان سے منسوب

اجلاس شروع ہوا اور روڈاں اجلاس منعقدہ آٹھویں نومبر سنہ ۱۸۷۲ع نمبر ۹ جو بدستخط سکریٹری مرتب اور کتاب روڈاں میں مندرج تھی ملاحظہ ہوئی *

جر راءے کہ نسبت مقام مدرسۃ العلوم کے ممبران کمیٹی سے طلب ہوئی تھی اُس کے کافذات پیش ہوئے جنکی کیفیت حسب تفصیل ذیل ہی *

پچیس ممبروں نے اس سے پہلے اس بات پر اتفاق کیا تھا کہ مدرسۃ العلوم علیگڑہ میں قائم کیا جائے اُن کے علاوہ مفصلہ ذیل ممبروں نے بھی اُسی جگہ کو پسند کیا ہی *

۲۶ مولوی اشرف حسین خاں صاحب *

۲۷ سید میر بادشاہ صاحب *

۲۸ حافظ محمد نظام الدین صاحب *

۲۹ مولوی محمد امانت اللہ صاحب *

۳۰ مولوی فضل احمد خاں صاحب *

۳۱ حضرت مولوی امداد علی صاحب *

۳۲ ثواب محمد احمد اللہ خاں صاحب *

۳۳ منشی محمد ذکار اللہ صاحب *

۳۴ حکیم محمد حکمت اللہ صاحب *

۳۵ مولوی محمد حامد حسن خاں صاحب *

۳۶ سید محمد احمد خاں صاحب *

۳۷ شیخ محمد فیاض علی صاحب *

۳۸ میر سید ثواب علی صاحب *

۳۹ مولوی محمد فتاح رسول صاحب *

۴۰ شیخ خیر الدین احمد صاحب *

۴۱ مولوی سید فرید الدین احمد صاحب *

۴۲ منشی محمد اکرام صاحب *

۴۳ مولوی نجم الدین صاحب *

۴۴ شیخ محمد جاں صاحب *

۴۵ ثواب محمد فیض علی خاں بہادر سی ایس آئی *

۴۶ منشی محمد صدیق صاحب *

۴۷ جناب مولوی محمد عثمان خاں بہادر نے اگرچہ کوئی صاف

راءے نہیں دی مگر علیگڑہ کے پسندیدہ ہونے کو تسلیم کیا ہی *

ممبران مفصلہ نے اختلاف رائے کیا

۱ مولوی محمد حیدر حسین صاحب نے الہ آباد تجویز کیا *

۲ میر سید ظہور حسین صاحب نے مراد آباد تجویز کیا *

مفصلہ ذیل ممبروں پاس سے جواب نہیں آیا

۱ محمد عبد الشکر خاں صاحب *

۲ مولوی عبد الاحد صاحب *

۳ منشی محمد الہی بخش صاحب *

چنانکہ قاضی میاض بایں تفصیل فرماتے ہیں کہ رفع تلامۃ تک

الفلتین اللتین وجد الشیطان بہما سبیلہ للالباس کما نسخ کثیر من القرآن

رفع تلامۃ وکات فی انزال اللہ تعالیٰ لذلک حکمۃ و فی نسخہ حکمۃ

یصل بہ من یشاء و یدہی من یشاء و ما یصل بہ الانفاسیین جو شخص

را بھی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و سلم کے رتبہ اور عزت اور مرتبہ

ور منزلت سے واقف ہوگا وہ کبھی ایسی باتوں کو نہ مانیک نہ وہ

یسی تاویلیں کریگا مگر ہمارے بعض عالموں کو راویوں کی مصمت

نے خیال نے اس بل میں ڈالا کہ اُنہوں نے ہر احسن ظن ہر شخص

ی روایت کو حتی الوسع تسلیم کیا اور ذلیلوں کو معصوم جانا اور جہاں

ک ہو سکا اُنکی مصمت کو بچایا مگر انسوس کہ اُنہوں نے پیغمبر خدا

ی مصمت کا ذرا بھی لحاظ نہ فرمایا اور قرآن اور تہذیب کے محفوظ

ہونے سے روایتوں کی مصمت کو مقدم سمجھا ورنہ ایسی بوج پیروی

راہیں جسے کوئی غیر مذہب کا دانشمند آدمی بھی نہ مانیک ہمارے

ناپوں میں درج نہوتیں اور ہمارے یہاں کے حضرات علما ایسی باتوں

پ تاویلات رکیکہ کرنے میں اپنی صوم عزیز کا حصہ ضایع نہ کرتے *

راقہ

مہدی علی مدافعتہ

نمبر ۲۰۲

روڈاں

اجلاس ممبران مجلس خزنة البضاعة لتأسيس

مدرسة العلوم للمسلمين

منعقدہ دسویں فروری سنہ ۱۸۷۳ع

نمبر ۱۰

صدر انجمن

ثواب محمد حسن خاں بہادر *

ممبران موجودہ

مرزا محمد رحمت اللہ بیگ صاحب *

مولوی اشرف حسین خاں صاحب *

مولوی محمد عارف صاحب *

منشی سید علی حسن صاحب *

شیخ غلام علی صاحب *

سید محمد حامد صاحب *

سید محمد محمود صاحب *

سکریٹری

سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی *

وہ تجویز میں مرتب کی ہی اور کمیٹی کے سامنے اس امید سے پیش کرتا ہوں کہ اگر اور ممبر بھی اُسکو پسند کریں تو اُس تجویز کے موافق عمل کیا جاوے *

اِس تجویز میں میں نے مدرسوں کو دو حصوں پر منقسم کر دیا ہے ایک صیفہ اسکول کا ہے جسکا نام مدرسہ رکھا ہے اور ایک صیفہ کالج کا ہے جسکا نام مدرسۃ العلوم رکھا ہے اور یہ دونوں صیفے ملحدہ ملحدہ قائم کیئے ہیں اور قبل قائم ہوئے مدرسۃ العلوم کے اُور مدرسوں کا جو اُس کے تحت میں ہوئے قائم ہوتا ممکن ہے پس اگر ممبران کمیٹی اِس تجویز کو پسند کریں تو میں یہ بھی تحریک کرتا ہوں کہ بہت جلد مدرسہ مقام معجزہ میں قائم کیا جاوے اور جبکہ روپیہ کافی جمع ہو جاوے اُسوقت مدرسۃ العلوم بھی قائم ہو جائیگا *

میری تجویز میں جو میں نے پیش کی ہے اُس میں میں نے یہ بھی خواہش کی ہے کہ اِس کمیٹی کا نام بجائے کمیٹی مدرسۃ العلوم کے کمیٹی دارالعلوم رکھا جاوے اور میں تحریک کرتا ہوں کہ اِس تہذیب سے تبدیل نام کے لیئے بھی اور ممبروں سے رائے طلب کی جائے *

بعد اس کے سید محمد محمود صاحب نے اپنی تجویز پیش کی جو روٹاں کے اخیر میں مندرج ہے اُس کے سننے کے بعد ممبران موجودہ نے اُس کو پسند کیا اور صدر انجمن نے اِس بات کی تحریک کی کہ امور مذکورہ بالا کی نسبت ممبروں سے رائے طلب ہو اور یہ تجویز چھاپہ ہو کر جملہ ممبروں کے پاس اور نیز جن اخبار نویسوں کے پاس مناسب ہو اُن کے پاس بھی بھیجی جائے اور جو کہ گورنمنٹ شمالی مغربی اضلاع اور نیز گورنمنٹ ہندوستان نے بذریعہ اپنی چٹھیات کے اِس مدرسہ کے لیئے گرینٹ اُن ایتہ مرحمت کرنے کا وعدہ کیا ہے اِس لیئے چند کاپیاں اُن دونوں گورنمنٹوں میں بھیجی جائیں اِس امید سے کہ گورنمنٹ بھی یہ تجویز پسند فرمائیگی اور اگر اِس تدبیر کے موافق کالج یا اسکول قائم ہو تو اُس کو گرینٹ اُن ایتہ سے مدد دیگی *

مولوی محمد عارف صاحب نے اِس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

بعد اس کے شکریہ صدر انجمن کا ادا کیا گیا اور مجلس پرخاست ہوئی *

دستخط

سید احمد خان بہادر سی ایس آئی
سکرٹری

صدر انجمن نے فرمایا کہ ہر گاہ ہمارے ممبروں میں سے سینتالیس ممبروں نے علیگڑہ میں مدرسۃ العلوم قائم ہونے پر اتفاق رائے کیا تو اب اِس بات کا تصفیہ قطعی ہو گیا کہ علیگڑہ میں مدرسۃ العلوم قائم ہوگا اور اِس بات کی تحریک کی کہ سکرٹری کو اجازت دی جاوے کہ علیگڑہ میں خواہ اُس کے قرب و جوار کے اضلاع میں مدرسۃ العلوم کے لیئے جائداد خرید کریں *

مرزا رحمۃ اللہ بیگ صاحب نے اِس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

بعد اس کے سکرٹری نے کہا کہ دفعہ ۲۰ قواعد کمیٹی میں زر چاند سے صرف گورنمنٹ پرائمری ٹوٹ یا روزینہ ہاے دوامی جنکا ذکر ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۷۱ ع میں ہے یا بنگ آف بنگال کے حصہ یا اراضی معافی دوامی کے خریدنے کی اجازت ہے مگر سوائے پرائمری ٹوٹ کے جسکو ہم خود اس وجہ سے کہ اُس سے منافع بہت قلیل حاصل ہوتا ہے خریدنا نہیں چاہتے اور کسی قسم کی جائداد اقسام جائداد مذکورہ بالا میں سے دستیاب نہیں ہوتی یا قدرے قلیل بہت گراں قیمت پر ملتی ہے *

تمام تجویز کار آدمیوں کی یہ رائے ہے کہ دیہات زمینداری مالگداری کے خریدنے میں بھی کچھ نقصان و ہرج متصر نہیں ہے پس میں تحریک کرتا ہوں کہ دفعہ مذکورہ ترمیم ہو اور دیہات زمینداری مالگداری کے خریدنے کی بھی اجازت دی جاوے *

مولوی اشرف حسین خاں صاحب نے اِس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق یہ رائے قرار پائی کہ واسطے ترمیم دفعہ مذکورہ کے جملہ ممبران کمیٹی سے حسب منشاء دفعہ ۲۰ قواعد کمیٹی کے رائے طلب کی جائے *

سید محمد محمود صاحب نے کمیٹی سے مخاطب ہو کر یہ کہا کہ جب میں ولایت میں تھا اور اِس کمیٹی کے اِس ارادہ کا حال سنا کہ بعد تصفیقات اسباب موانع ترقی تعلیم مسلمانان یہ تھا ہی کہ مدرسہ خاص مسلمانوں کے لیئے بنایا جاوے جس میں تعلیم مسلمانوں کے حال کے مناسب ہو اور نیز اِس بات کی اطلاع پاو کہ کمیٹی نے مجھکو حرق ممبری سے مشرف کیا ہے میں نے اِس بات پر توجہ کی کہ ولایت کے اسکولوں اور کالجوں اور پرنسپلرستوں کے انتظام اور طریقہ تعلیم کو دیکھوں اور ایک تدبیر جو کہ میری رائے میں ہماری قوم کے حالات کے مناسب ہو بصلاح و مشورہ ولایت کے نامی و قابل احباب کے اِس مدرسۃ العلوم کے لیئے طیار کر کے کمیٹی میں پیش کروں چنانچہ

بمقام علیگڑہ — مطبع علیگڑہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

A SCHEME

FOR THE PROPOSED

MOHAMMEDAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE,

BY

SYED MOHD. MAHMOOD ESQUIRE,

Member of the Mohammdan Anglo-Oriental
College Fund Committee.

Before offering any remarks upon the scheme to be adopted at the proposed Institution, I may be allowed to bring to the notice of the Committee, a word which appears to me to have been used by mistake. This Committee calls itself "The Mohammedan Anglo-Oriental College Fund Committee." I think what we mean to found is not a *College*, but a *University*, and I hope the members will consent to my proposal, that instead of the word *College* the word *University* may be substituted.

I beg to lay before the Committee the following remarks, on the management and the course of study, to be adopted at the proposed University:—

1stly. I have to mention first of all that the management of this Institution should be perfectly free from any control of the Government, beyond mere supervision.

2ndly. That the University should secure for itself sufficient annual income to keep it independent of any external aid.

3rdly. That subjects which are not exactly of any practical importance, but which improve the mind, should also be taught.

طریقہ انتظام و سلسلہ تعلیم

جسٹن پر

مجوزہ مدرسہ العلوم مسلمانان میں ہونا چاہیئے

مجوزہ

سید محمد محمود مدیر مجلس خزانہ اہل حق عنہ لتاسیس
مدرسہ العلوم للمسلمین *

قبل اسکے کہ میں اپنی رائے طریقہ تعلیم پر جو مجوزہ مدرسہ العلوم میں ہونا چاہیئے بیان کروں کمیٹی کو اسکے نام کی طرف توجہ دلائیگی آرزو رکھتا ہوں جس میں ایک لفظ میں سمجھتا ہوں کہ سہرا داخل ہوا ہے۔ اس کمیٹی نے انگریزی زبان میں اپنا نام محمدی اینگلو اوریینٹل کالج فنڈ کمیٹی رکھا ہے اور کالج کی جگہ عربی نام میں مدرسہ العلوم ترجمہ کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہماری غرض صرف ایک مدرسہ یا کالج ہی قائم کرنا نہیں ہے بلکہ ایک یونیورسٹی قائم کرنا ہے اور جسکو دارالعلوم کہنا چاہیئے اور میں اُمید کرتا ہوں کہ ممبران کمیٹی اس بات کو پسند کریں گے کہ بجای لفظ کالج کے لفظ یونیورسٹی کا اور بجای لفظ مدرسہ العلوم کے لفظ دارالعلوم کا داخل کیا جائے ۵

دفعہ ۲۔ اب میں اس کمیٹی کے سامنے مفصلہ ذیل تجویزیں نسبت بندوبست اور سلسلہ تعلیم کے جو مجوزہ دارالعلوم میں ہونا چاہیئے پیش کرتا ہوں:—

۱۔ سب سے پہلے مجھکو یہہ بیان کرنا چاہیئے کہ بجز اسکے کہ گورنمنٹ نگران حال رہے اور کسی قسم کی مداخلت گورنمنٹ کی اس دارالعلوم میں نہ ہونی چاہیئے ۵

۲۔ اس دارالعلوم کے پاس مستقل آمدنی اسقدر ہو جانے چاہیئے کہ کسی بیرونی مدد کی محتاج نہ رہے ۵

۳۔ وہ علوم بھی جو کہ روز مرہ کار آمد تو نہیں ہوتی مگر اونسے ذہن کو اور لیاقت اور استعداد کو ترقی ہوتی ہے اس دارالعلوم میں پڑھائی جائیں ۵

۴۔ ایسا انتظام ہونا چاہیئے کہ جو طالب علم سلسلہ تعلیم

4thly. That success in the course of study, appointed by the University, should bring with it pecuniary advantages to the students.

5thly. That at the end of a successful course of study, emoluments should be offered to successful students without any special duties attached to them.

6thly. That residence within the precincts of the University and under its discipline, should be as indispensable as education in the course of study itself.

The above-mentioned six conditions I consider to be of the greatest importance to any Educational Institution, particularly to a University in India. I am so convinced of this, that I can without hesitation say, that unless these are adopted any attempt toward real education and enlightenment of my countrymen must be a failure.

With regard to the *first* condition, I have to state, that unless a sum, large enough to afford a revenue sufficient to cover the necessary expenditure of the University is raised, the thought of founding any thing like the Institution now proposed by the Committee should be at once discharged from the mind. As long as we depend upon Government for wants which are essentially of a domestic nature, as education necessarily is, we really expect to get what is simply impossible to obtain. The best Educational Institutions in Europe are either entirely or next to entirely free from any control of the Government of the country, and this, in countries where the rulers belong to the nation whose education is to be conducted. With how much greater force does this argument hold good in the case of India where the Government is almost wholly composed of persons belonging to a nation, totally different from us in language, in religion, and in mode of thought

میں کامیاب ہو اسی کے ساتھ اوسکو انعام اور وظیفہ بھی ملے •

۵۔۔۔ سلسلہ تعلیم ختم ہونے کے بعد اگر کسی طالب علم کی عمدہ کامیابی تحصیل علوم میں ثابت ہو تو اوسکو بلا شرط خدمت صرف اوسکے ترقی علوم میں مصروف رہنے کے صلہ میں ایک معتدبہ وظیفہ ملنا چاہیئے •

۶۔۔۔ طالب علموں کا اور وظیفہ ترقی علوم پانے والوں کا دارالعلوم میں رہنا اور اوسکی قواعد کا پابند ہونا مثل تعلیم کے ضروری سمجھنا چاہیئے •

دفعہ ۳۔۔۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہہ امور شگافہ ہر ایک مدرسہ کے لیئے اور بالتخصیص ایک دارالعلوم کے لیئے جو ہندوستان میں مسلمانوں کے لیئے قائم ہو نہایت مقدم ہیں۔ اور مجھکو اسبات پر ایسا یقین ہی کہ میں بلا قائل کہتا ہوں کہ جب تک یہہ باتیں نہ اختیار کی جاویں گی اوسوقت تک کوئی کوشش میرے ہموطنوں کی اصلی تعلیم و تربیت کی ترقی کے لیئے کامیاب نہوگی •

بیان امر اول

دفعہ ۴۔۔۔ نسبت پہلی امر کے مجھکو یہہ بیان کرنا ہی کہ جب تک اسقدر روپیہ اور چایداد جسکی آمدنی ضروری اخراجات دارالعلوم کو کافی ہو جمع نہو جاوے اوسوقت تک اس قسم کی شی کے قائم کرنے کا خیال دل سے کھینچ کر نکال ڈالنا چاہیئے۔ جب تک کہ ہم ایسی حاجتوں کی نسبت بھی جو ہمارے ذاتی باتوں سے متعلق ہیں (جیسیکہ تعالیم) گورنمنٹ پر بھروسہ کریں گے تو در حقیقت اوس شی کے حاصل کرنے کی توقع کرتے ہیں جسکا حاصل کرنا بالکل ناممکن ہی۔ سب سے عمدہ مدارس تعلیم علوم کے یورپ میں بھی بالکل یا قریب اوسکے اوس ملک کی گورنمنٹ کی مداخلت اور انتظام سے علاحدہ ہیں اور یہہ بات اور ملکہ نہیں ہی جہاں کی گورنمنٹ اوس قوم کی ہی جسکی کہ تعلیم منظور ہی پس یہہ دلیل ہندوستان میں کسقدر زیادہ قوی ہو جاتی ہی جہاں کہ گورنمنٹ قریباً کل کے مرکب ہی اور لوگوں سے جو اوس قوم کے ہیں جنکی زبان اور مذہب اور خیالات ہم سے بالکل مختلف ہیں۔ اس بیان سے میری یہہ غرض نہیں ہی کہ میں اور قینوں چیزوں کے کچھہ برخلاف کہنا چاہتا ہوں یا اونہیں اور اپنے میں مجھکو کچھہ مقابلہ کرنا منظور ہی بلکہ صرف اپنی دلیل کو قوی کرنے کے لیئے کہتا ہوں کہ یہہ بات قریباً غیر ممکن کے ہی کہ برٹش گورنمنٹ ہمارے حاجتوں کو جو تعلیم و تربیت سے تعلق رکھتی ہیں پورا پورا سمجھے یا اونکا کامل طرز پر بندوبست کر سکے۔ حد سے حد جو

By saying so, I simply mean to support my argument that it is next to impossible for the British Government in India to understand fully our wants with respect to education, or to superintend it in any perfect manner. The utmost that we can expect from an enlightened Government is to receive—what we in fact do receive from our Government,—encouragement and patronage. If our University is intended to give sound education, the English Government as a matter of course will patronize such an Institution, and if any direct pecuniary aid is given to us we should not be unwilling to put our University under the Government supervision, provided no interference is made in the management of the Institution. Under the liberal patronage of the Government, we can carry out our plans with far greater facility and success than the Government, under the existing circumstances, can possibly do. I therefore hope that the Committee will not refuse to concede this point which I consider to be of the greatest significance.

The *second* consideration hardly needs any elucidation. It is evident that no great project can be undertaken without first securing the means for its accomplishment. Colleges supported by mere annual or monthly subscriptions, have invariably failed in India, and it would simply be absurd to establish a University without a certainty of its continuance and prosperity hereafter.

But the *third* point, I am afraid, will call forth some opposition from you. You will perhaps say that the wants of our community in India, are chiefly of a practical nature, and it is useless to attempt to give what is not urgently needed at present. For my own part, I certainly think that our wants *at present* are more of a theoretical than of a practical nature. Any education must be unsound which does not enlighten the mind, and if we content

ایک تربیت یافتہ اور روشنی ضمیر گورنمنٹ سے ہو سکتی ہے وہ اس شے کا حاصل کرنا ہی جو اب بھی ہم کو حاصل ہی یعنی دل بڑھانا اور مربی ہونا۔ اگر ہمارے دارالعلوم سے عمدہ تعلیم پائی مقصود ہی تو انگریزی گورنمنٹ خود بخود ہمارے دارالعلوم کی مربی ہوگی۔ اور اگر کچھ روپیہ کی مدد ہم کو گورنمنٹ دیگی تو ہم کو گورنمنٹ کی نگرانی کرنے پر کچھ عذر نہ ہوگا بشرطیکہ ہمارے انتظام میں کچھ مداخلت نہ ہو۔ گورنمنٹ کی مربیانہ اور فیاضانہ مدد سے ہم اپنے ندیوں کو بہ نسبت اس کے جو گورنمنٹ موجودہ حالات میں کر سکتی ہیں بہت زیادہ آسانی اور کامیابی سے انجام کو پہنچا سکتے ہیں اسلئے میں اُمید کرتا ہوں کہ کمیٹی اس امر کے منظور کرنے میں کچھ بھی تاہل نہ کرے گی جسکو میں سب سے زیادہ مقدم سمجھتا ہوں •

بیان امر دوم

دفعہ ۵۔ دوسرا امر جو میں نے بیان کیا کچھ تشریح کا محتاج نہیں ہے۔ ظاہر ہی کہ کوئی بڑا کام اختیار نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ اس کے تکمیل کی وسیلے اول مہیا نہ ہو چاروں مدارس جو کہ سالانہ یا ماہوار چندوں سے جاری کیٹی جاتی ہیں ان کی استحکام پر کچھ بھروسہ نہیں ہوتا اور نہ اس چندے کے بھروسہ پر کوئی عمدہ اور مستقل کام کیا جا سکتا ہے اور تجربہ سے ظاہر ہوا ہے کہ ہندوستان میں جس قدر مدرسہ اس طرح پر جاری ہوئے بغیر کسی استثنا کے انجام کو ناکامیاب ہوئے اور یہ بات نہایت ہی بیہودہ ہوگی اگر ایسا بڑا عظیم الشان دارالعلوم اس کے ہمیشہ چلنے اور سرسبز رہنے کی طمانیت کے بغیر بنا کیا جاوے •

بیان امر سوم

دفعہ ۶۔ مجھے اندیشہ ہے کہ آپ اس امر کی نسبت مجھے کچھ مخالفت کریں گے شاید آپ یہہ کہیں کہ ہمارے قوم کی حاجتیں فی زمانہ روز مرہ کی بکار آمد چیزوں کی ہیں اور اسلئے ان چیزوں کے مہیا کرنے کی طرف کوشش کرنا جنکی بالفعل ہم کو ضرورت نہیں ہے بیفایده ہے۔ مگر میں یقیناً خیال کرتا ہوں کہ اب بھی ہم کو بہ نسبت روز مرہ کے بکار آمد تعلیم کے اصولی تعلیم کی زیادہ تر حاجت ہے۔ جو تعلیم کہ دل کو روشنی نہیں کرتے اور عقل اور اخلاق کو کامل ترقی پر نہیں پہنچاتی وہ ہمیشہ ناکامل متصور کیجاتی ہے اور اگر ہم صرف روز مرہ کی بکار آمد تعلیم پر قناعت کریں تو ہمارے قوم کے عمدہ سے عمدہ طالب علم اپنے قوم کے لیئے اور لوگوں سے جنہوں نے ہمارے اس دارالعلوم میں تعلیم نہ پائی ہو کچھ زیادہ فایده پہنچانے والے نہیں گے۔ میں سمجھتا ہوں

ourselves with mere practical education, our best students will be of no greater use to the community than those who never go through the course of our University. I consider that, by far the greatest benefit, which ought to accrue from our University, is to change the mode of thought of our students, and thus to produce men who may afterwards prove as so many instruments in the hands of the University, for spreading enlightened notions amongst the people at large. If we fail in gaining this object, we must really consider the University as a failure too. But if the University succeeds in producing a class of young Musalmans, having enlightened and progressive ideas, I have no doubt, the result will be of unbounded benefit. Wherever a student of our University will go, there will also go with him the notions which it is the object of our endeavours to spread, and the Musalman community will every day become more alive to their present condition, and more zealous to further the cause of enlightened education. Mere practical education is really no enlightened education, and if the University does not afford sound and deep knowledge, it can hardly be supposed to be worthy of any great consideration.

Respecting the *fourth* and *fifth* points, I have only to say that pecuniary rewards are a great encouragement to study, even in the most civilized countries of Europe, and in India, where wealth and intellectual exertion seldom go together, they are more than encouragement. It often happens that those who wish to learn must have least to maintain themselves, and in such cases pecuniary emoluments can not fail to produce good scholars.

The *sixth* point is of the most vital importance. It is to be the chief distinctive feature between our own Institution and the Universities which already exist in India. The mode

کہ سب سے بڑا فائدہ ہمارے اس دارالعلوم کا یہ ہونا چاہیئے کہ مباحث علمی میں ہمارے طالب علموں کے طرز خیال میں تبدیلی اور ترقی ہو۔ اور اس تعلیم سے ایسے اشخاص پیدا ہوں کہ گویا وہ اس دارالعلوم کے لیئے عام لوگوں میں عام پھیلانے اور مہذب خیالات اور عمدہ اخلاق سکھانے کے لیئے مثل اوزار کے ہوں۔ اگر اب ہم اپنے اس مقصد کے حاصل کرنے پر نا کامیاب ہوں تو ہیکو اپنے اس دارالعلوم کو بھی ایک نا کامیاب شی تصور کرنا چاہیئے۔ لیکن اگر یہ دارالعلوم جو ان مسلمانوں کی ایک ایسی جماعت پیدا کرنے میں کامیاب ہو جنکی خیالات مہذب اور ترقی کی طرف مایل ہوں تو مجھکو کچھ شک نہیں ہی کہ اوسکا نتیجہ بے انتہا فائدہ سے مالا مال ہوگا۔ جہاں کہیں ہمارے دارالعلوم کا طالب علم چلا جاویگا اوسکے ساتھ ہی وہ عمدہ اور مہذب اور ترقی کرنے والی خیالات اور ذندہ علم اور اصلی اخلاق جاویں گی جنکا تعلیم دینا اور پھیلانا ہمارے دارالعلوم کا مقصد ہی اور مسلمان روز بروز زیادہ تر اپنی حالت موجودہ پر غور کریں گے اور روش ضمیر تعلیم پھیلانے میں نہایت گرمجوشی سے کوشش کرنے لگیں گے۔ صرف روز مرہ کی بکار آمد تعلیم جو ایک اوبری تعلیم ہوتی ہی کچھ روش ضمیر تعلیم شمار نہیں کی جا سکتی۔ اور اگر یہ دارالعلوم نہایت عمیق اور مستحکم اور اعلیٰ علوم نہ بخشیکا تو اوسکو ادب اور عزت اور فخر قومی کے لائق سمجھنا مشکل ہوگا ۵

بدن امر چارم و پنجم

دفعہ ۷۔ ان دونوں امروں کی نسبت مجھکو اسقدر کہنا ہی کہ روپیہ ہی کا فائدہ علم سیکھنے پر بہت بڑا رغبت دلانے والا اور تعلیم کو ترقی کرنے والا ہی نہایت تربیت یافتہ ملکوں میں بھی اور ہندوستان میں بھی جہاں کہ دولت اور علم ایک جگہ بہت کم جمع ہوتا ہی روپیہ کا فائدہ تعلیم پر صرف رغبت دلتے اور تعلیم کی ترقی کرنے سے بھی زیادہ فائدہ مند ہوگا۔ یہ اکثر ہوتا ہی کہ وہ لوگ جو بہت زیادہ علم حاصل کرنا چاہتے ہیں اونکے پاس اپنی گذران کرنے کے لیئے بھی بہت کم وسیلے ہوتی ہیں اور ایسی حالت میں روپیہ کا فائدہ ہمیشہ ترقی طالب علم پیدا کرنے میں خطا نہ کرے گا ۵

بدن امر ششم

دفعہ ۸۔ یہ امر سب سے زیادہ مقدم ہی اور وہ بڑا امتیاز ہی درمیان ہمارے مجوزہ دارالعلوم کے اور ان یورپی ورستیوں کی جو کہ اب ہندوستان میں موجود ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ طرز معشرت مسلمانوں کی اونکے تعلیم سے بھی زیادہ محتاج ترقی کی

of life amongst the Musalmans of India requires far greater reform than even their mode of education. And unless we bring a large number of students and able teachers together in one place, and form a society of their own, whose notions and objects should be different from the present society of Indian Musalmans, no educational project can be carried out to any considerable extent. The Government Educational Institutions have lost a great deal of their utility on account of the difficulty of introducing any change in the life of their students, and our University can do no better if residence of students within the precincts of the University and under its discipline, is not enforced.

If the Committee will consent to adopt the above-mentioned *primary* considerations, I have to submit to their notice the following scheme of the course of study to be pursued at the proposed University:—

The University should be divided into two departments:—

- I. THE SCHOOL.
- II. THE COLLEGE.

I. THE SCHOOL.

The object of the School Department is to secure for the College, a certain number of undergraduates properly prepared to go through the course of the University, and also to give facilities to boys, too young to reside within the precincts of the school, whose parents, residing in the University Town or where the University has established a school, should intend to send them afterwards to the College. These schools should be considered no more than a preparatory step for those who ultimately intend to join the University. In fact this Department will have no

ہی اور جب تک کہ ہم ایک بڑی گروہ طلب علموں اور اٹالیقوں کو ایک جگہ جمع نہ کریں گے اور انکو ایسی صحبت میں نہ رکھیں گے جسکی خیالات اور مقاصد مسلمان لڑکوں کی حال کی صحبت کی بُرائی اور خرابی اور عیوب سے پاک ہوں اوسوقت تک کوئی تدبیر تعلیم کی اور اپنے قوم کو اخلاق اور عادات نا ملایم سے محفوظ رکھنے کی نہیں چل سکتی ہے۔ گورنمنٹ کالجوں کا فائدہ اس وجہ سے کہ گورنمنٹ طرز معاشرت طلباء میں کچھ اصلاح نہیں کر سکتی کچھ بہت کامیاب نہیں ہوا ہے اور اگر ہمارا دارالعلوم طالب علموں کا اور اٹالیقوں کا ایک جگہ ساتھ رہنا اور طالب علموں کا خراب صحبتوں سے علاحدہ کرنا اور انکا دارالعلوم ہی میں سکونت اختیار کرنا اور اوسکے قواعد کو بجالانا ضرور نہ تصور کریگا تو اس سے کچھ بہتر نتیجہ حاصل نہ ہوگا ۵

دفعہ ۹۔ اگر کمیٹی امورات مذکورہ بالا کو جو سب سے اقدم ہیں منظور کر لے تو اوں کے دستور مفصلہ ذیل تدبیر سلسلہ تعلیم کی جو ہمارے مجوزہ دارالعلوم کو اختیار کرنی چاہیئے پیش کرتا ہوں ۵

دفعہ ۱۰۔ ہمارے دارالعلوم کی دو دیپارٹمنٹ یعنی صیغے ہونی چاہیئیں ۵

- اول۔ اسکول دیپارٹمنٹ یعنی صیغہ مدرسہ ۵
- دوم۔ کالج دیپارٹمنٹ یعنی صیغہ مدرسۃ العلوم ۵

بیان صیغہ اول یعنی صیغہ مدرسہ

دفعہ ۱۱ ضمنی ۱۔ صیغہ مدرسہ کا مقصد یہ ہے کہ دارالعلوم کی مدرسۃ العلوم کے لیئے ایک گروہ طالب علموں کا جو دارالعلوم میں علوم سیکھنے کے لایق ہوں مہیا کرے اور یہ بھی غرض ہے کہ وہ لڑکے جنکی عمر مدرسہ میں رہنے کے لایق نہیں ہے اور جنکی والدین اوسی شہر میں رہتی ہوں جہاں دارالعلوم قائم ہو یا اوس شہر میں رہتی ہوں جہاں ہمارے دارالعلوم نے اپنا کوئی مدرسہ قائم کیا ہو اور اپنے لڑکوں کو مدرسہ کی تعلیم کے بعد دارالعلوم میں داخل کرنا چاہتے ہوں اس مدرسہ میں اپنے لڑکوں کو پڑھا سکیں اس مدرسہ کو اوں لوگوں کے لیئے جو دارالعلوم میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں آئندہ کے ترقی کی سیرجی سے زیادہ نہ سمجھنا چاہیئے دو حقیقت اس صیغہ کو بجز اسکے کہ دارالعلوم سے اوسکا اہتمام اور نگرانی ہو اور کچھ زیادہ تعاق نہ ہوگا ۵

۲۔ اس مدرسہ کے لیئے مکانات اوس روپیہ سے بننی چاہیئیں جو کمیٹی جمع کرے اور اس میں پڑھانے کی کمرے اور

connection with the University beyond mere supervision and management.

The buildings for these schools should be erected from the funds raised by this Committee. And the buildings will consist of lecture rooms and a boarding house to hold a suitable number of boys.

The expenses of the establishments are to be paid partly from the University chest, and partly from the tuition fees. The expenses of the boarding-house should be paid by the boarders themselves. The University might only undertake to keep the school and boarding-house buildings in proper repairs.

Residence in the boarding-house should be quite optional since residence at the University will count only from the date of Matriculation.

The education given by these schools will be of an elementary nature, and the admission of boys will be left entirely to the judgment of the Head of the School.

The Head Master of the school may be a Fellow of the University.

The average age of a student entering the School may be not more than 10 years if he joins the lowest Form. But in exceptional cases the Headmaster will have power to admit boys above that age, after recording the especial reasons which induce him to make such an exception.

The School course is to extend over 5 years and will include:—

1. Persian,—*Language, Literature and Composition.*
2. Arithmetic.
3. Algebra. (*Elementary*).
4. Elements of Euclid.
5. History of India.

طالب علموں کے رہنے کی مکانات ہونی لازم ہیں جنہیں مناسب تعداد کے لئے رہ سکیں •

۳۔ اس مدرسہ کے اخراجات کچھ دارالعلوم کی طرف سے دی جائیں گے اور کچھ اس فیس سے جو طالب علموں سے لیجائے گی اور اخراجات سکونت ہر ایک شخص اپنا آپ دینا صرف مکانات کی درستی اور مرمت دارالعلوم سے متعلق رہیگی •

۴۔ اس مدرسہ میں سکونت اختیار کرنا طالب علم کی مرضی پر منحصر ہوگا کیونکہ طالب علموں کا دارالعلوم میں سکونت پذیر ہونا اس وقت سے شمار ہوگا جبکہ طالب علم مدرسۃ العلوم میں داخل ہوں گے •

۵۔ اس مدرسہ میں صرف ابتدائی تعلیم ہوگی اور طالب علموں کا داخل ہونا مدرسہ اول کی راسی پر منحصر ہوگا •

۶۔ اس مدرسہ میں مدرسہ اول جو شخص ہوگا وہ دارالعلوم کا فلو یعنی رفیق وظیفہ دار ہوگا •

۷۔ تخصیصی عمر طالب علم کی جو اس مدرسہ کی سب سے ادنیٰ جماعت میں داخل ہوں دس برس سے زیادہ ہونے نہیں چاہیئے مگر خاص صورتوں میں مدرسہ اول کو اختیار ہوگا کہ کسی لڑکے کو جسکی عمر اسی سے زیادہ ہو مدرسہ میں داخل کر لے اور اسی خاص وجوہات کو کتاب داخلہ میں لکھ دے جنکی سبب سے اوسکو داخل کیا ہی •

۸۔ اس مدرسہ میں پانچ برس تک برابر پڑھنا پڑیگا اور مفصلہ ذیل علوم اوس میں پڑھائی جائیں گے •

۱۔ فارسی زبان * اور فارسی کا عام انشاء •

۲۔ حساب •

۳۔ جبر مقابلہ ابتدائی •

۴۔ تکریر اقلیدس •

۵۔ تاریخ ہندوستان •

۶۔ جغرافیہ •

۷۔ انگریزی زبان ابتدائی •

۸۔ عربی زبان ابتدائی اور ضروری کتب مذہبی •

* فارسی زبان کی تعلیم اس طرح پڑھنی چاہیئے جسکے ساتھ اردو زبان کی صرف نحو اور فرق معادلات فارسی و اردو معلوم ہوتا چارے •

6. Geography. (*General*).
7. English. (*Elementary*).
8. Religious Instruction.
9. Arabic (*Voluntary*).

There may be not more than five hour's attendance at the School.

Boarding students will have to observe the discipline which the Headmaster may think proper for the management of the school.

The Staff of Teachers may consist of:—

1. The Headmaster who will receive (besides his fellowship allowance,)	Monthly Salary of Rs., 200
2. Teacher of English,	60
3. " Arabic and Mahomedan Theology, . { <i>Two</i> , }	60
4. " Mathematics,	30
5. " Persian,	20
6. " History and Geography,	20
7. " Hand writing, (<i>Persian</i> ,)	20
8. " Do. (<i>English</i> ,)	20
Total, Rs., 430	

At the end of every year the University may appoint a Committee to examine the boys, and award prizes and scholarships to deserving students. There may be twenty Scholarships, each tenable for one year. At the end of the year, the student may be appointed a Scholar again, if the result of his examination deserves such a favour. The Scholarships may be:—

10 of Rs. 5, monthly,...	=	Rs. 50
6 " 7,	=	" 42
4 " 10,	=	" 40

Total, Rs., 132

۹۔ ہر روز پانچ گھنٹہ مدرسہ میں پڑھائی ہوئی چاہیئے
یعنی اپنے مکان پر پڑھنے اور پڑھا ہوا یاد کرنے کے سوا *
۱۰۔ جو طالب علم کہ مدرسہ میں سکونت بھی اختیار کریں
انکو اور قواعد کی پابندی ضرور ہوگی جو مدرسہ اول
مقرر کرے *

۱۱۔ اس مدرسہ میں حسب تفصیل ذیل مدرس ہونی
چاہیئیں *

۱۔ مدرسہ اول جسکی تشخواہ علاوہ اس وظیفہ کے جو باسب رفیق دارالعلوم ہونے کے اسکو ملیگا ہوگی	۲۔ مدرسہ انگریزی
۳۔ مدرسہ عربی و مذہب شیعہ و سنی دو مدرسہ	۴۔ مدرسہ حساب و ریاضی
۵۔ مدرسہ فارسی	۶۔ مدرسہ تاریخ و جغرافیہ
۷۔ خوش نویس فارسی	۸۔ خوش نویس انگریزی

میزان کل اسامہ

۱۲۔ ہر سال کے اخیر پر دارالعلوم کی طرف سے طالب علموں
کی امتحان کے لیئے ایک کمیٹی مقرر ہوگی اور لائق
طالب علموں کو انعام اور وظیفہ ملیگا *

۱۳۔ اس مدرسہ میں بیس وظیفہ حسب مندرجہ ذیل مقرر
ہونی چاہیئیں جو کہ ہر ایک طالب علم کو ایک سال تک
ملیں گے اخیر سال پر اگر نتیجہ طالب علم کے امتحان کا
اچھا ہو تو پھر وہ وظیفہ دار مقرر ہو سکیگا *

تفصیل وظیفوں کی یہاں ہے

میزان	تعداد تشخواہ ماہوار	تعداد وظیفہ
۱۰	۱۰	۱۰
۶	۶	۶
۴	۴	۴
۲۰	۲۰	۲۰

The amount of Prizes will depend upon the funds of the school and the income arising from the tuition fees of the boys.

It is to be hoped, that benevolent persons may endow the school with money whose interest may be spent in awarding Prizes for merit in some especial subjects of study.

The Head Master will have power to hold any examinations before the Annual Examination above mentioned. But these examinations will be no test to the University nor any Prizes or Scholarships will be awarded for merit. But if the result of a Scholar's examination is very unsatisfactory the Head Master will have power to report accordingly to the University for withdrawal of the Scholarship from such student.

The examination held at the end of the five years' course at the School, will also serve to be the test for admitting boys to the College Department of the University. No student should be admitted to the College Department who fails to show sufficient proficiency in the subjects of Examination, or who has passed his 18th birth day.

In the School there will be an hour every day during the five years, for religious instruction in simple and necessary points of Mahomedan Theology. No controversial point of Theology should be included in the course, and strict regard should be paid to choosing books, which contain doctrines received in general by the Mussulmans of India.

Boys of the Imamia persuasion will have to receive religious instruction from a teacher of their own persuasion.

A boy entering the College Department of the University is expected to be acquainted with the general principles and doctrines of the Mahomedan religion, to make it unnecessary

۱۲۔ مقدار انعاموں کی مدرسہ کی آمدنی اور فیس کی آمدنی پر منحصر ہونی چاہیئے •

۱۵۔ امید ہی کہ نیک دل آدمی اس مدرسہ کو اس قدر روپیہ دیں گے جسکی آمدنی سے خاص خاص مضمونوں میں لیاقت پیدا کرنے پر طالب علمین کو انعام مل سکے •

۱۶۔ مدرس اول کو اختیار ہوگا کہ سالانہ امتحان مذکورہ بالا سے پہلے بچے امتحان مناسب سمجھے لیوے مگر ان امتحانوں سے دارالعلوم کو کچھ غرض نہ ہوگی اور نہ اس امتحان کے نتیجوں پر امتحان یا وظیفہ دیا جاویگا لیکن اگر نتیجہ کسی وظیفہ دار طالب علم کے امتحان کا نہایت خراب ہو تو مدرس اول کو دارالعلوم میں اسکی رپورٹ کرنیکا اختیار ہوگا تاکہ اس طالب علم کا وظیفہ بند ہو جاوے •

۱۷۔ جو امتحان کا پانچ برس کی پڑھائی کے بعد ہوگا وہ صیغہ مدرسۃ العلوم میں داخل ہونے کے لیاقت کی ثبوت کا وسیلہ بھی سمجھا جاویگا۔ کوئی طالب علم جو کہ اس امتحان کے مضامین میں کافی لیاقت نہ دکھائی گا یا اسکی عمر اتھارہ برس سے زیادہ ہو گئی ہوگی کالج میں داخل نہر سکےگا •

۱۸۔ اس مدرسہ میں ہر روز پانچ برس تک ایک گھنٹہ مذہبی تعلیم کا ہوگا اور سیدھی سادی ضروری مسائل اسلام کی سکھائی جاویں گے مباحث مذہبی اور دقائق احکام اسلام جو علم کلام سے علافہ رکھتے ہیں اس سلسلہ تعلیم میں داخل نہ ہوں گے اور اسبات کا بہت لحاظ کیا جاویگا کہ جو کتابیں مذہبی پڑھانی کو انتخاب کی جاویں وہ ایسے ہوں جن کی تعلیم پر عموماً مسلمانان ہندوستان متفق ہوں لڑکے جو امامیہ مذہب کے ہوں گے انکو اونہی کی مذہب کا مدرس مذہبی تعلیم دیگا •

۱۹۔ اس مدرسہ کی تعلیم کے بعد ہر ایک طالب علم جو مدرسۃ العلوم میں داخل ہوگا اسکو بالضرور ایسی لیاقت ہوگی جو عام اور ضروری اصول اور مسائل اسلام سے واقف ہوگا اور اسلامیہ مدرسۃ العلوم میں مذہبی علوم کے پڑھنے پر جبر کرنے کی ضرورت نہ رہیگی بلکہ جس طالب علم کو اور زیادہ دینیات کا پڑھنا اور اسکو اعلیٰ درجہ کی تکمیل تک پہنچانا منظور ہوگا اسکو پڑھے جائیکا اختیار ہوگا جیسا کہ آئندہ اسکا بیان آویگا •

for the University to enforce any further compulsory religious instruction. Of course every student will have a perfect right to study the Theology of his religion in particular, as will hereafter be detailed.

II. THE COLLEGE.

The College may be divided into two Departments:—

- 1 The Lower.
- 2 The Upper.

The object of the Lower department is to afford instruction in the *general* branches of knowledge necessary for a liberal education.

The Upper Department is meant to afford sound and deep education in one *Special* branch of knowledge, at the choice of the student.

The course of the Lower Department will extend over 4 years. There may be not more than three hour's Lectures every day.

The course of study for the Lower Department of the College will comprise the following subjects:—

I Any two of the following languages:—

- | | | |
|---|---|---------|
| 1 | Arabic, (<i>language and literature</i>). | |
| 2 | English. | Do. Do. |
| 3 | Sanskrit. | Do. Do. |
| 4 | Latin. | Do. Do. |
| 5 | Greek. | Do. Do. |

II * MATHEMATICS:—i. e.

Algebra.
Theory of Equations.
Plane Trigonometry.
Spherical Trigonometry.

* This course is required for the B. A. Examination of the London University.

بیان صیغہ درجہ یعنی صیغہ مدرسۃ العلوم

دفعہ ۱۲ ضمیمہ ۱—مدرسۃ العلوم کے دو درجے ہونگے

ایک—ادنی

دوسرا—اعلیٰ

۱—مدرسۃ العلوم کے درجہ ادنیٰ کا مقصد علوم کی عام شاخوں میں تعلیم دینا ہوگا جو ایک روشن ضمیر اور ذہنی اور عقل کی قبول دینے والی تعلیم کے لئے ضرور ہی

۲—مدرسۃ العلوم کے اعلیٰ درجہ کا مقصد کسی خاص علم میں جسکو کہ طالب علم پسند کرے نہایت عمیق اور قوی اور انتہائی تعلیم دینا ہوگا

۳—ادنیٰ درجہ مدرسۃ العلوم کی پڑھائی چار برس تک ہوگی

۴—تین گھنٹہ سے زیادہ مدرسۃ العلوم میں سبق نہ پڑھائی جائینگے

۵—ادنیٰ درجہ مدرسۃ العلوم میں علوم مفصلہ ذیل پڑھنے ہونگے

اول—کوئی دو زبانیں مفصلہ ذیل زبانوں میں سے

۱—عربی—معہ زبان دانی و علم ادب

۲—انگریزی ایضاً

۳—سنسکرت ایضاً

۴—لیٹن ایضاً

۵—گریک ایضاً

دویم—ریاضی جس میں مفصلہ ذیل علوم شامل ہیں

۱—الجبرا یعنی جبر مقابلہ

۲—تھیوری آف ایکویشنز یعنی اصول مساویں معادلات

۳—پلین ٹریگنومیٹری یعنی علم مثلث مستوی

۴—اسفریکل ٹریگنومیٹری یعنی علم مثلث کروی

۵—کانکس یعنی علم مخروطات

۶—سالڈ جامیٹری یعنی علم مجسمات

۷—ڈفرنشل کالکولس یعنی حساب الجبریات

Conics.**Solid Geometry.****Differential Calculus.****Integral Calculus.****STATICS.**

Elementary Statics, including the Resolution of Forces, the Mechanical Powers, the Centre of Gravity, and simple cases of Equilibrium of bodies or systems of bodies under the action of Gravity.

DYNAMICS.

Elementary Dynamics including the Laws of Motion, and Propositions required for determining the Rectilinear Motion of a body whether free or along inclined planes.

Motion of Projectiles, and the simpler cases of motion round centres of force.

HYDROSTATICS, HYDRAULICS, AND PNEUMATICS.

Elementary Propositions respecting the nature, transmission, and intensity of Fluid Pressures and the Conditions of Equilibrium of floating bodies.

Nature and simple properties of Elastic Fluids; and the Pressures produced by them.

Specific Gravity and modes of Determining it.

The common Pump and Forcing Pump.

The Hydrostatic Press.

The Barometer.

The air-Pump.

The Steam-Engine.

(OPTICS. (Geometrical.)

Laws of Reflexion and Refraction :

Reflexion at plane mirrors, Reflection at spherical mirrors, and Refraction through lenses, the incident pencils being direct.

Separation of Solar light into rays of different colours; Description of the Solar Spectrum. Description of the Eye; Simple Optical Ins-

۸۔ انتگرال کالکولس یعنی حساب الکیات

۹۔ اسٹیٹکس۔ یعنی علم السکون۔ اس علم کے یہہ مضامین پڑھائی جاوینگے

ابتدائی مسائل حل کرنے قوتوں کے۔ قواى جرثقیل مرکز ثقل۔ حالتیں میزان اجسام کی جو ثقل سے پیدا ہوتی ہیں

۱۰۔ ڈینامکس۔ یعنی علم الحركت۔ اس علم میں سے مفصلہ ذیل مضامین پڑھائی جاویں گی

ابتدائی مسائل معہ قانون حرکت اور اشکال چونکہ ایک جسم کی مستقیم حرکت قائم کرنے کے لئے ضرور ہیں خواہ وہ جسم بے کسی ردک کے رکھا ہوا ہو یا ڈھلاؤ پر ہو۔ حرکت اشیاء مدفوعہ اور حالتیں حرکت کی گرد مرکز قوت کے

۱۱۔ ہیڈرواسٹیٹکس یعنی علم ثقل المایعات ہیڈروالکس یعنی علم حرکات المایعات نیو میاتکس یعنی علم ثقل و حرکت ہوا

ان علوم میں سے مفصلہ ذیل مسائل پڑھائی جاوینگے
ابتدائی شکلیں نسبت خاصیت و انتقال اور مقدار دباؤ مایعات کے اور حالتیں میزان لبرتی ہوئی اجسام کی
خاصیت لچک دار مایعات کی اور دباؤ جو اون سے پیدا ہوتے ہیں

ثقل اور طریقے اون کی مقرر کرنے کے

عام پمپ اور زور دینے والا پمپ

شکنجہ پانی کے دباؤ سے

بیرو میٹر یعنی مقیاس الموسم

ہوا کا پمپ

دخانی کل

۱۲۔ آپٹکس (جیو مٹریکل) یعنی علم مناظر بالهندسة اس علم کے یہہ مضامین تعلیم میں ہونگے

قوانین عکس و انعکاس۔ عکس مسطح آئینہ پر۔ عکس کروی آئینہ پر۔ انعکاس شیشہ میں ہوکر

تفرق ضیاء شمس مختلف رنگ کی کرنوں میں۔ بیان آفتاب کی مجمع النور کا

truments; Camera-Obscura; Reflecting and Refracting Telescopes.

ACOUSTICS.

Nature of Sounds; mode of Propagations; Musical Tones, and simple propositions respecting them.

OPTICS. (*Physical.*)

Fundamental Hypothesis of the Undulatory theory respecting the Origin and Propagation of light.

General explanation of Interferences; formation of Newton's Rings with the description of simple experiments which elucidate the effects of Interference.

Polarized Light, with the description of simple experimental modes of producing it.

ASTRONOMY.

Systems of Great Circles to which the positions of Heavenly Bodies are referred. Principal phenomena depending on the Motion of the Earth round the Sun, and its Rotatory Motion round its own axis.

General description of the Solar System.

General Explanation of Lunar and Solar Eclipses

III. LOGIC AND RHETORIC.

IV. MENTAL AND MORAL PHILOSOPHY.

V. POLITICAL ECONOMY.

VI. GENERAL HISTORY. (*Ancient and Modern.*)

VII. NATURAL SCIENCE i. e. Chemistry and one of the following:—

1. Animal Physiology.
2. Geology and Mineralogy.
3. Botany.
4. Zoology.

بیان آنکھ کا۔ آلات متعلق علم مناظر۔ کمیرہ اسکورہ یعنی وہ تاریک خانہ جو ہر دیکھنے والی چیزیں میں ہی نور جسمیں شکلیں مبصرات کے معکوس منعکس ہوتی ہیں۔ دور بینیں عکسی اور انعکاسی •

۱۳۔ اکوستکس یعنی علم آواز۔ اس علم کے بہت مضامین تعلیم میں ہوں گے •

خاصیت آوازیں کی۔ طریقہ منتشر ہونے آوازیں کا۔ پیدا ہونا موسیقی آوازیں کا۔ اشکال جو اس سے متعلق ہیں •

۱۴۔ آپٹکس (فزیکل) یعنی علم مناظر طبیعی اس علم میں مضامین مندرجہ ذیل تعلیم ہونگے •

اصلی مسئلہ نسبت اصلیت و پھیلاؤ روشنی کی •

عام بیان عوارض کا۔ بناؤ لیوگن کے چھلوں کا معہ حال اونکے تجربوں کا جسے کہ اوزن عوارض کی اثر ظاہر ہوتی ہیں •

قطبی روشنی معہ اوزن تجربوں کے حال کے جسے وہ پیدا ہوتی ہی •

۱۵۔ اسٹرانمی یعنی علم ہیئتہ النجوم۔ اس علم میں مضامین مندرجہ ذیل درس میں ہونگی •

انتظام دواہر عظام کا جسے کہ اجرام سماوی متعلق ہیں •

مقدم فنا منا یعنی تغیرات جوالسما جو زمین کی حرکت گرد آفتاب پر منحصر ہیں۔ زمین کی مستدیر

حرکت گرد اپنی محور کی •

عام حال نظام شمسی کا •

عام بیان کسوف و خسوف کا •

سویہ لاجک اور رتورک یعنی علم منطق و علم بیان •

چہارم منتل اور مارل فلاؤفی یعنی فلسفہ ذہنی و اخلاقی •

پنجم پولیٹکل اکونمی یعنی اصول علم انتظام و سیاست مدنی •

ششم تاریخ عام قدیم و جدید •

VIII. MOHAMMEDAN THEOLOGY. (*Voluntary*).

The above-mentioned course will occupy the first four years of the student in the College Department. Out of the three daily Lectures, one is to be devoted to Languages, one to Mathematics, and one to the secondary subjects mentioned above.

The Secondary subjects may be taken in this order :-

1st year. General History (*Ancient and Modern*).

2nd „ Logic, Rhetoric, and Political Economy.

3rd „ Mental and Moral Philosophy.

4th „ Natural Science.

The Educational year will be divided into two Terms, each equal to four months and a half. About the end of each Term the students will be examined in the subjects which have engaged their attention during the Term. These examinations will be tests of their diligence, and if the result of the examination of a student holding a scholarship, is very unsatisfactory, the College authorities will have power to withdraw the scholarship from such student.

Besides these examinations, there will also be Annual Examinations, and Prizes and Scholarships will be awarded to deserving students.

At the end of the above-mentioned four years course, an examination will be held, which will correspond to the B. A. Examination in other Universities. It will be indispensable to pass this Examination before a student can be admitted into the Upper Department of the College.

After passing this Examination, the student

ہلکم لیچرل سائنس یعنی علوم طبیعی—اس علم کی مفصلہ ذیل شاخیں پڑھائی جاویں گی •

• کمسٹری یعنی علم کیمیا

• اور ایک علم مفصلہ ذیل علوم میں سے

۱—انیمل فزیالوجی یعنی علم تشریح حیوانات •

۲—جیالوجی—یعنی علم اندرونی حالات زمین

کا اور منرالوجی یعنی علم معدنیات •

۳—بائٹی یعنی علم نباتات •

۴—زوالوجی یعنی علم الحیوان •

ہلکم دینیات یعنی فقہ و حدیث و تفسیر وغیرہ مذہب * اسلام •

۷—مذکورہ بالا سلسلہ تعلیم میں طالب علم کو چار برس

مدرستہ العلوم میں صرف کرنے ہونگے اور روز مرہ ایک سبق

پڑھائیں گا ہوگا اور ایک علوم ریاضی پر اور ایک باری باری سے

دیگر علوم مختلف پر •

۸—علوم مختلف مذکورہ باری باری سے اس ترتیب سے

پڑھائی جاوینگے •

سال اول میں—تاریخ عام قدیم و جدید •

سال دوم میں—منطق علم بیانی و علم سیاست مدنی •

سال سوم میں—فلسفہ ذہنی و اخلاقی •

سال چہارم میں—علوم طبیعیات •

۹—ہر سال دو تعلیمی زمانوں میں منقسم ہوگا اور ہر ایک

زمانہ ساڑھے چار مہینے کا ہوگا اور اسکا نام موعداالتعلیم

رکھا جاوے گا—قریب ختم ہونے ہر موعدا کی طالب علموں

کا امتحان اسی علوم میں ہوگا جو اس موعدا میں لوگوں نے

پڑھی ہونگے اس امتحانوں سے اونکی محنت کا حال معلوم

ہوگا اور اگر کسی وظیفہ دار طالب علم کے امتحان کا نتیجہ

نہایت خراب ہوگا تو منتظمیٰ مدرستہ العلوم کو اسکے وظیفہ

کے بند کو دینے کا اختیار ہوگا •

* اسلام میں دونوں فرقے شیعہ و سنی داخل ہیں جو اپنی اپنی

مذہب کے مدرسوں سے پڑھینگے •

will have a right to enter the Upper Department of the College, and prosecute his studies in one particular branch of knowledge, in order to take Honours. The course for the Honour Examination will extend over two years, but a student may, at his choice, be a candidate for Honours after the expiration of only one Academic year, if he thinks himself prepared for the Examination. If a student failing to take Honours in his first chance, appears again and succeeds in taking Honours, his name will not stand in the list of successful candidates in order of merit, but at the bottom of the list separate from the names of other successful students.

The student may choose one of the following branches of knowledge :—

I. LANGUAGE. i. e. one of the following :—

1. *Arabic* with Hebrew and Syriac and Comparative Philology of the Semetic Languages.
2. *English* with Anglo-Saxon and Comparative Philology of the Teutonic Stock of languages.
3. *Sanskrit* with Zend, Persian, and Philology.
4. *Sanskrit* with Prakrit and Pali, and Philology.
5. *Greek and Latin* with Philology.

II. MORAL SCIENCE. i. e. one of the following :—

1. *Logic, Rhetoric, Mental and Moral Philosophy.*
2. *Political Economy, Political Philosophy and Science of History.*

۱۰۔ علاوہ ان امتحانوں کے سالانہ امتحان بھی ہونگے جنکے نتیجوں کی مطابق انعام اور وظیفے مستحق طلباء کو عطا کیئے جارہیں گے •

۱۱۔ اس سلسلہ تعلیم کی چوتھے برس کے اخیر میں تمام علوم میں جو اس سلسلہ تعلیم میں پڑھے ہونگے ایک امتحان لیا جائے گا جو کہ سمجھا جائے گا اور یونیورسٹیوں کے بی لے کی امتحان کے مانند اور ہر طالب علم کو درجہ اعلیٰ مدرسۃ العلوم میں داخل ہونے سے پہلے اس امتحان میں کامل نکلنا ضرور ہوگا •

دفعہ ۱۲ ضمیمہ ۱۔ اس امتحان کی تکمیل کے بعد طالب علم کو مدرسۃ العلوم کے اعلیٰ درجہ میں داخل ہونے اور کسی خاص علم کو مفاخرت کا امتحان دینے کے ارادہ سے بدرجہ کامل تحصیل کرنے کا حق حاصل ہوگا امتحان مفاخرت کے لیئے دو برس تک پڑھائی ہوگی مگر طالب علم کو اس بات کا اختیار ہوگا کہ اگر وہ ایک ہی برس کی پڑھائی کے بعد اپنے تئیں مفاخرت کا امتحان دینے کے قابل سمجھے تو امتحان دینے کو بہتے۔ مگر وہ طالب علم جو ایک دفعہ امتحان میں نا کامل نکل کر دوسری امتحان میں کامل نکلے گا تو اس کا نام فہرست میں اور کامیاب طالب علموں کے ساتھ جو پہلے ہی امتحان میں کامل نکلے ہیں یہ ترتیب لیاقت مندرجہ نہ ہوگا بلکہ فہرست کے اخیر میں اور ان کامیاب طالب علموں کے نام سے علاحدہ لکھا جائے گا •

۲۔ مفاخرت کا امتحان دینے کے لیئے طالب علم کو اختیار ہی کہ مفصلہ ذیل علوم میں سے ایک علم جو نسا چاہے پسند کر لے •

اول ردان یعنی کوئی ایک قسم مفصلہ ذیل میں سے

۱۔ عربی معہ عبری و سریانی معہ علم اولکی مطابقت کی •

۲۔ انگریزی معہ اینگلو سیاکس اور معہ علم اولکی مطابقت کی •

۳۔ سنسکرت معہ ژند و فارسی اور معہ علم اولکی مطابقت کی •

۴۔ سنسکرت معہ پراکرت و پالی اور معہ علم اولکی مطابقت کی •

۵۔ گریک و لیتنی معہ علم اولکی مطابقت کی

دویم علوم اخلاق یعنی کوئی ایک قسم مفصلہ ذیل میں سے •

III. NATURAL PHILOSOPHY. i. e. one of the following :—

1. Mathematics (*Pure and Mixed.*)
2. Natural Sciences.

IV. MAHOMEDAN LAW, JURIS- PRUDENCE AND THEOLOGY.

The application for permission to appear in the Honour Examination, must be accompanied by a Dissertation on some important point of the subject in which the Candidate wishes to take Honours. The permission to appear in the Examination will depend on the approval of the Dissertation. The Candidate will have to aver by a written statement that he wrote the Dissertation without any one's assistance. This Examination will correspond to the M. A. Examination of other Universities.

Towards the end of the Term succeeding the one in which the Honour Examination is held, successful Candidates may compete in an examination held for awarding Fellowships. Each Candidate will be examined in his own particular branch of knowledge. The Examination for Fellowships may consist only of writing Essays in the Hall of the College. The examination may last three days. On each day the Candidate will be required to write an Essay on one of a number of subjects given by the Examiner. Six hours may be allowed for each Essay.

After the result of this examination is known, the Examiners will submit to the authorities of the College the number of marks which each Candidate has obtained in the examination. The marks thus gained by each Candidate, added to the marks which he obtained in his examination for Honours, will decide his election to a Fellowship.

There may be 30 Fellowships, each of the

۱۔ منطقی معہ علم بیان و فلسفہ ذہنی و اخلاقی •

۲۔ علم انتظام و سیاست مدن معہ فلسفہ متعلق بہ
سیاست و فن تاریخ •

سویم فلسفہ طبعی یعنی ایک مفصلہ ذیل میں سے •

۱ علوم ریاضی •

۲ علوم طبعی •

چہارم دینیات * اسلامی یعنی فقہ حدیث و تفسیر وغیرہ •

۳۔ درخواست امتحان مفاخرت کے ساتھ طالب علم کو
ہمیشہ اپنا تصنیف کیا ہوا رسالہ پیش کرنا ہوگا جو اوسنے
اوس علم کے کسی مشکل مسئلہ پر تصنیف کیا ہو جس میں
کہ وہ امتحان مفاخرت دینا چاہتا ہی امتحان میں داخل
ہوئیگی اجازت اس رسالہ کے پسند ہونے پر منحصر ہوگی
اور طالب علم کو تحریراً یہہ اقرار کرنا پڑیگا کہ اس رسالہ
کے تصنیف میں کسی دوسرے شخص سے مدد نہیں لی
ہی •

۴۔ یہہ امتحان اور یونیورسٹیوں کی ایم اے کے امتحان
کی مانند تصور کیا جاویگا •

دفعہ ۱۲ ضمی ۱۔ اوس موعد کی ختم ہونیکے قریب جو اوس
موعد کے بعد آئے جس میں مفاخرت کا امتحان ہوا تھا امتحان میں
کامل نکلے ہوئے طالب علموں کا واسطے عطا کرنے فلو شپ یعنی
وظیفہ وفائت دارالعلوم کے پھر امتحان لیا جاویگا اور ہر طالب علم
کا امتحان اوس علم میں ہوگا جو اوسنے اختیار کیا ہی اور یہہ
امتحان بیان مضمونوں کی لکھنے کے ذریعہ سے لیا جاویگا جو
مدرسۃ العلوم کی ایوان میں متحکمون کے سامنے لکھنے ہوں گی تین
دن تک برابر یہہ امتحان ہوگا اور متحکمون متعدد مضمون طالب علم
کو لکھ کر دے گا اور ان میں سے ایک کا بیان مضمون طالب علم
کو ہر روز لکھنا ہوگا اور چھ گھنٹہ اوس بیان مضمون کی لکھنے
کو مہلت دی جاویگی •

۲۔ اس امتحان کے ختم ہونے پر منتظمان مدرسۃ العلوم
کے سامنے متحکمون لوگ اور نمبروں کی تعداد پیش کریں گے
جو ہر طالب علم کو اس امتحان میں ملے ہیں۔ یہہ نمبر
اور نمبروں کے ساتھ جمع کیتی جاویگی جو ہر ایک طالب

* اسلامی اس لفظ میں دینیات شیعہ و سنی دونوں داخل
ہیں •

value of Rs. 600 a year. A Fellow of the University will receive board and rooms in College free.

Every Fellow of the University will be required to reside within the precincts of the University or in the University Town. But this obligation may be dispensed with in the case of those who leave the University Town with the express intention of prosecuting study in any other place of education.

A Fellow will also have to make a promise, not to receive any pecuniary compensation for teaching privately any student who belongs to the College.

Of the 30 Fellowships the number allotted for each subject will be as follows :—

Languages,	8
Mathematics,	5
Logic, Rhetoric and Philosophy. ...	4
Political Economy, Political Philosophy and Science of History,	4
Natural Sciences,	4
Mohamedan Law and Jurisprudence, ...	5

Besides these Fellowships, there may be sixty scholarships varying from Rs. 120 to 300 a year.

The annual amount of money spent in Fellowships and Scholarships will be as follows :—

30 Fellowships at Rs. 600 =	Rs. 18,000
20 Scholarships „ 120 „ „	2,400
20 „ „ „ 180 „ „	3,600
14 „ „ „ 240 „ „	3,360
6 „ „ „ 300 „ „	1,800

Rs. 29,160

علم نے امتحان مفاخرت میں پائی تھی اور اس طرح پر جمع کرنے سے اس بات کا فیصلہ ہو جاوے گا کہ وظیفہ رفاقت پالنے کا کون کون طالب علم مستحق ہے

۳۔ تیس وظیفے رفاقت دارالعلوم کے ہونی چاہئیں اور ہر وظیفہ چھ سو روپیہ سالانہ کا ہو۔ اور رفیق دارالعلوم کو علاوہ اس وظیفہ کے کھانا اور رہنے کا مکان مفت دارالعلوم سے ملے گا

۴۔ ہر رفیق دارالعلوم کو حدود دارالعلوم میں یا اس شہر میں جہاں دارالعلوم ہے رہنا پڑے گا مگر یہ شرط ایسی حالت میں موقوف ہو سکتی ہے جبکہ طالب عام اس پر مطمئن کر دے کہ وہ درحقیقت دارالعلوم کو چھوڑ کر کسی علم کے تحصیل کو دوسری جگہ جانا چاہتا ہے

۵۔ رفیق دارالعلوم کو یہ بھی اقرار تحریری کرنا پڑے گا کہ وہ مدرسہ دارالعلوم کے کسی طالب علم سے جو بطور خانگی اس سے پڑھتا ہو کچھ معاوضہ نہ لے گا

۶۔ تیس وظیفے رفاقت دارالعلوم کے مفصلہ ذیل علوم کی کامیابی پر طالب علموں کو دی جاوینگے

- ۱۔ زبانوں کے تکمیل کی کامیابی کے لیے ..
- ۲۔ علوم ریاضی کے تکمیل کی کامیابی کے لیے ..
- ۳۔ علم منطق و بیان و فلسفہ کے تکمیل کی کامیابی کے لیے ..
- ۴۔ علم انتظام و سیاست مدن و فن جغرافیہ و تاریخ کے تکمیل کی کامیابی کے لیے ..
- ۵۔ علم طبیعی کی تکمیل کی کامیابی کے لیے ..
- ۶۔ فقہ و حدیث و دینیات اسلامی کے تکمیل کی کامیابی کے لیے ..

۳۰ میزان

دفعہ ۱۵ ضمن ۱۔ رفاقت دارالعلوم کے وظیفوں کے سوا ساتھ رہنے اور طالب علموں کے لیے ہونی چاہئیں جنکی مقدار ایک سو تیس روپیہ سالانہ سے تین سو روپیہ سالانہ تک ہو

۲۔ پس سالانہ خرچ رفقای دارالعلوم کی وظیفوں اور طالب علموں کے وظیفوں کا حسب تفصیل ذیل ہوگا

* لفظ دینیات اسلامی میں دوتوں فرقے شیعہ و سنی داخل ہیں

A Fellowship will be tenable for seven years, and a Scholarship only for one year. But at the end of every year, a scholar who has done well in his Annual Examination will be elected to another scholarship of an equal or higher value.

A Fellow should not be elected again at the end of the seven years of his fellowship, unless for some extraordinarily especial reason.

If a Fellow is appointed to a Lecturership in the College, he will cease to receive his yearly allowance from the Fellowship Fund, but will continue to be an Honorary Fellow of the University with the rest of the privileges of a Fellowship, as long as he remains a Lecturer in the University. There will be as many Lecturerships in the College as may be necessary for instruction in the different branches of knowledge above-mentioned. The allowance to each Lecturer will vary in amount, and the office will be tenable for life unless there is any special reason against such a course. In case of infirmity either on account of age or any accident which unfits the Lecturer for the performance of his duties, the University may give a pension and appoint a new Lecturer instead. A retired Lecturer who also held an Honorary Fellowship, will continue to hold it for life.

The Fellows will form the governing body of the University. They will meet at least once a Term in the Combination Room to decide points concerning the management of the University. The Senior Fellow will be considered as the President of the Meeting, and will have the casting vote. He will also be considered as the Head of the College.

Whenever the Fellows meet for deciding any point concerning education, the Lecturers who at the same time are not Honorary Fellows, will also have a right to appear in the Combination

وظیفہ های رفقای دارالعلوم

نوع وظیفہ	ماہوار	سالانہ	میزان
۳۰	ص	سا	ع
وظیفہ های طالب علمی			
۲۰	ع	ماعہ	اعمال
۲۰	ع	ماسہ	معمسا
۱۲	ع	مالعہ	معمسا
۶	ع	سا	الکلا
۶۰			ع

۳۔ وظیفہ رفاقت دارالعلوم سات برس تک جاری رہے گا اور وظیفہ طالب علمی ایک سال تک لیکن ہر سال کے اخیر میں جو طالب علم سالانہ امتحان اچھا دیکھا اور اس قدر یا اس سے بھی زیادہ وظیفہ پھر ملے گا •

۴۔ رفیق دارالعلوم سات برس کے بعد بجز کسی نہایت خاص حالت کے دوبارہ مقرر نہر سکیگا •

۵۔ اگر کوئی رفیق مدرسہ العلوم میں مدرس مقرر ہو جائے تو اسکو سالانہ وظیفہ رفاقت ملنا موقوف ہو جائیگا مگر اعزازی رفیق دارالعلوم کا متصور ہوگا اور وظیفہ کے سوا جو اور حقوق رفقای دارالعلوم کے لئے ہیں جب تک کہ وہ مدرس رہے بحال و قائم رہینگے •

دفعہ ۱۶۔ علوم مذکورہ بالا کی تعلیم کے لئے جس قدر مدرسوں کی ضرورت ہوگی نوکر رکھے جائینگے اور انکی تنخواہیں مختلف ہونگی اور وہ عہدہ اولیے لئے بجز کسی خاص حالت کی انکی زندگی پھر کے لئے ہوگا اگر کوئی مدرس طاقت یا ضعیف ہو جائے یا کوئی ایسا صدمہ پہونچے جس سے کہ وہ اپنے عہدہ کا کام انجام نہ کر سکے تو دارالعلوم سے اسکو ایک پنشن مناسب ملنی چاہیئے اور نیا مدرس اسکی جگہ مقرر ہوگا اور پہلا مدرس اگر اعزازی رفیق بھی ہو تو بدستور اپنے زندگی تک اعزازی رفیق رہیگا •

دفعہ ۱۷۔ یہی وظیفہ دارالعلوم منتظمی دارالعلوم بھی ہوں گے اور ہر موعد میں کم سے کم ایک دفعہ دارالعلوم کے ایوان میں امور متعلق دارالعلوم کی انتظام و تصفیہ کرنیکو اجلاس کیا کریں گے سب سے پہلا رفیق دارالعلوم کا میر مجلس ہوگا اور اسکو ترجیح

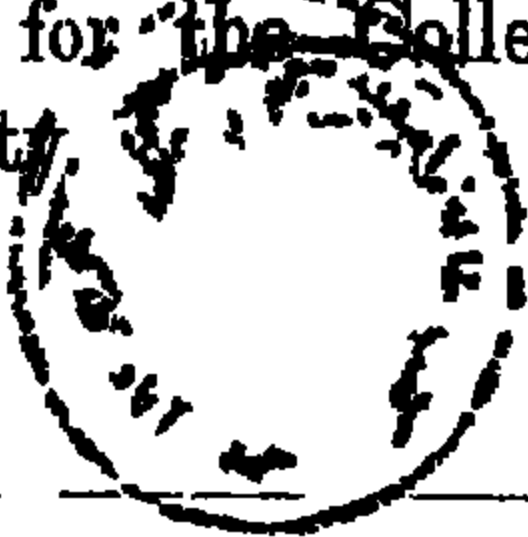
Room, and give votes like the Fellows of the University.

Under the superintendence of the Senior Fellow, the Fellows of the University will write Annual Reports to this Committee, and receive their sanction as to the expenditure for the succeeding year.

Any person desirous of joining the University, without an intention to pursue exactly the fixed course, but only for the study of some especial subject, may, on receiving the especial permission of the College authorities, enter the University; but he will be barred from obtaining any pecuniary rewards offered by the University. He will however have to reside within the precincts of the University and under its discipline.

The College authorities will also have power to allow persons desirous of attending lectures only upon some especial subjects, to do so on payment of fees. But such persons will not be considered students of the University, nor will they be required to reside within its precincts or under its discipline.

The College should be situate, as has been decided by this Committee, at Allygurh. But the School Department of the University will comprise schools, similar to the one above-mentioned, situate in other towns wherever it will be possible to establish a school for preparing students for the College Department of the University.



S. M. M.

This rule gives an opportunity to the Hindoos of availing themselves of the University Lectures.

۱۳۸۲/۱	داخلہ نمبر
۳۰	فن نمبر

ایک رای زیادہ دینے کا حق ہوگا اور وہ مدرسۃ العلوم کا افسر یا بھی سمجھا جاویگا •

دفعہ ۱۸۔ سببکہ رفقای دارالعلوم کسی امر متعلق بہ تعلیم کی تفصیل کے لئے جمع ہوں تو وہ مدرس بھی جو اعزازی رفیق نہیں ہیں ایوان اجلاس میں آنے اور مثل رفیق دارالعلوم کی رای دینے کے مجاز ہونگے •

دفعہ ۱۹۔ رفقای دارالعلوم بذریعہ اوس رفیق کے جو میر مجلاس ہو بنی سالانہ رپورٹ کمیٹی خزانۃ البضائع لتاسیس مدرسۃ العلوم مسلمین میں (جسکو میں لتاسیس دارالعلوم المسلمین کہنا چاہتا ہوں) پیش کریں گے اور اخراجات سال آئندہ کی منظوری کمیٹی سے ہی گئے •

دفعہ ۲۰۔ کوئی شخص جو کہ اس دارالعلوم میں کسی خاص علم کی تحصیل کرنے کو داخل ہونا چاہے اور اس تمام سلسلہ تعلیم کو جو دارالعلوم میں مقرر ہو پڑھنا نہ چاہے تو اجازت خاص منتظمین دارالعلوم سے حاصل کرکر مدرسۃ العلوم میں داخل ہو سکتا ہے لیکن سی ولایت کے یاہیکا جو دارالعلوم سے ملت ہی مستحق نہ ہوگا قاضی و سکر اندرون حدود دارالعلوم اور بہ تبعیت قواعد معینہ دارالعلوم کے رہنا ہوگا •

دفعہ ۲۱۔ منتظمین مدرسۃ العلوم کو یہ بھی اختیار ہوگا کہ ایسے اسخاص کو جو کہ مدرسۃ العلوم میں کوئی خاص علم یا علم پڑھنا چاہیں باادائی فیس پڑھنے کی اجازت دیں لیکن یہ شخص طالب علم دارالعلوم کے متصور نہ ہونگے اور نہ انکو حدود دارالعلوم میں اور بہ تبعیت قواعد دارالعلوم کے رہنا پڑیگا •

دفعہ ۲۲۔ دارالعلوم کا بلا شبہ علیحدہ میں مقرر ہونا چاہیئے جیسا کہ کمیٹی فیصلہ کر چکے ہیں مگر مدرسے دارالعلوم کے مختلف مقاموں اور شہروں میں بھی جہاں کہیں کہ ممکن ہو مقرر ہونی چاہیئیں اور جو مدرسہ مشابہ مدرسہ معجزۃ دارالعلوم کے ہوں انکو اپنے ساتھ شامل کر لینا چاہیئے تاکہ مدرسۃ العلوم کے لئے بہت سے طالب علم ہر ایک مقام سے طیار ہو سکیں •

العبد المقتدر الی اللہ الودود

محمد محمود

* اس قاعدہ سے ہندوئکو بھی مدرسۃ العلوم میں پڑھنے کا موقع ہائہ آجائے گا •

